فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۳

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ — کتاب ہے بیچ احکام ذبیحوں اور شکار کے

فائدہ: ذبائحہ جمع ہے ذبیحہ کی اور ذبیحہ اس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کیا جائے سو ذبیحہ فعیل ہے ساتھ معنی مفعول کے یعنی ذبیحہ ساتھ معنی مذبوح کے ہے اور صید مصدر ہے صاد یصید صیدا سے پس معاملہ کیا گیا ساتھ اس کے اسموں کا پس واقع کیا گیا ہے اس حیوان پر جو شکار کیا جائے۔ (فتح)

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الصَّيْدِ. — باب ہے بیچ بیان بسم اللہ کہنے کا شکار پر۔

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ﴾ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗ أَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

اور اللہ نے فرمایا حرام کیا گیا تم پر مردار اللہ کے اس قول تک سو نہ ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے اور اللہ نے فرمایا اے ایمان والو! البتہ آزماتا ہے تم کو اللہ ساتھ کسی چیز کے شکار سے۔

فائدہ: پہلی آیت پوری اس طور سے ہے حرام ہوا تم پر مردار اور خون اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے سوا کسی اور کا اور جو مر گیا گلا گھونٹنے سے یا پتھر یا لاٹھی کی چوٹ سے یا گر کر یا سینگ مارنے سے یا جس کو کھایا پھاڑنے والے جانور نے مگر جو تم نے ذبح کر لیا اور حرام ہے جو ذبح ہوا کسی تھان پر اور یہ کہ بانٹو تیر ڈال کر یعنی فال کے تیر یہ سب گناہ کا کام ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْعُقُوْدُ الْعُهُوْدُ مَا أُحِلَّ وَحُرِّمَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْأَنْعَامِ﴾ کہ عقود سے مراد عہد ہیں جو حلال ہوا اور حرام ہوا۔

فائدہ: اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھ پورے طور کے اس سے کہ مراد عقود سے اس آیت میں عہد ہیں جو حلال کیا اللہ نے اور حرام کیا اور جو حد مقرر کی قرآن میں اور نہ دغا کرو اور نہ عہد توڑو اور منقول

ہے مثل اس کی مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور سدی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت سے اور منقول ہے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مراد وہ چیز ہے جو تھی جاہلیت میں حلف سے اور منقول ہے اس کے غیر سے کہ مراد وہ عقود ہیں جو لوگ باہم قول وقرار کرتے ہیں کہا اور اول معنی اولیٰ ہیں اس واسطے کہ اللہ نے اس کے بعد حرام اور حلال کا بیان کیا ہے اور عقود جمع عقد کی ہے اور اصل عقد کرنا چیز کا ہے ساتھ غیر اس کے کی جوڑنا ہے ساتھ اس کے جیسے کہ گرہ دی جاتی ہے رسے کو ساتھ رسے کے۔ (فتح)

﴿إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ﴾ الْخِنْزِيرُ. یعنی مراد ساتھ ﴿مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ﴾ کے مردار اور خون اور گوشت سور کا ہے۔

﴿يَجْرِمَنَّكُمْ﴾ يَحْمِلَنَّكُمْ. یعنی اور یجرمنکم کے معنی ہیں باعث ہو تم کو۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ﴾ یعنی نہ باعث ہو تم کو ایک قوم کی دشمنی تعدی کرنے پر۔

﴿شَنَآنُ﴾ عَدَاوَةٌ. اور شنان کے معنی ہیں دشمنی۔

﴿الْمُنْخَنِقَةُ﴾ تُخْنَقُ فَتَمُوتُ ﴿الْمَوْقُوذَةُ﴾ تُضْرَبُ بِالْخَشَبِ يُوْقِذُهَا فَتَمُوتُ ﴿وَالْمُتَرَدِّيَةُ﴾ تَتَرَدَّى مِنَ الْجَبَلِ ﴿وَالنَّطِيحَةُ﴾ تُنْطَحُ الشَّاةُ فَمَا أَدْرَكْتَهُ يَتَحَرَّكُ بِذَنَبِهِ أَوْ بِعَيْنِهِ فَاذْبَحْ وَكُلْ.

اور منخنقہ گلا گھونٹی جاتی ہے سو مر جاتی ہے اور موقوذہ ماری جاتی ہے لکڑی سے جو اس کو مار ڈالے پس مر جاتی ہے اور متردیہ گرتی ہے پہاڑ سے اور نطیحہ سینگ ماری جاتی ہے بکری سو جو پائے تو ہلتی ہوئی اپنی دم سے یا آنکھ سے تو ذبح کرلے اور کھا یعنی وہ حلال ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نطیحہ بکری ہے کہ اس کو دوسری بکری سینگ مارے اور جو کھایا پھاڑنے والے نے یعنی جو پکڑا پھاڑنے والے جانور نے مگر جو تم نے ذبح کیا یعنی جو پایا تم نے اس کے ذبح کو ان سب جانوروں سے کہ اس کی دم ہلتی ہو یا آنکھ جھپکتی ہو سو ذبح کر اور لے اس پر نام اللہ کا سو وہ حلال ہے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہر چیز کہ ذکر کی گئی ہے سوائے سور کے جب پائے تو کہ آنکھ جھپکتی اس کی یا دم ہلتی ہو تو اس کو حلال کرے تو وہ تیرے واسطے حلال ہے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ بکری کو لاٹھی سے مارتے یہاں تک کہ جب مر جاتی تو اس کو کھاتے اور کہا کہ متردیہ وہ ہے کہ جو کنوئیں میں گرائی جائے۔ (فتح)

۵۰۵۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ قَالَ مَا أَصَابَ

۵۰۵۳۔ حضرت عدی بن حاتم سے ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیر بے پر کے شکار کا حکم پوچھا یعنی گز کے شکار کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شکار کو اپنی تیزی سے لگے یعنی اس طرح کہ اس کو چیر پھاڑ ڈالے تو اس کو کھا اور جو اس کو اپنی

بِحَدِّهٖ فَكُلْهُ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَهُوَ وَقِيْذٌ وَّسَأَلْتُهٗ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ فَإِنَّ أَخْذَ الْكَلْبِ ذَكَاةٌ وَّإِنْ وَجَدْتَّ مَعَ كَلْبِكَ أَوْ كِلَابِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ فَخَشِيْتَ أَنْ يَّكُوْنَ أَخَذَهٗ مَعَهٗ وَقَدْ قَتَلَهٗ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلٰى غَيْرِهٖ.

چوڑائی سے لگے یعنی شکار کو زخمی نہ کرے تو وہ مردار ہے یعنی اس کو نہ کھا اور میں نے حضرت ﷺ سے کتے کے شکار کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ اگر کتا شکار کو تیرے واسطے پکڑ رکھے تو کھا اس واسطے کہ کتے کا پکڑنا بجائے ذبح کے ہے اور اگر تو اپنے کتے یا کتوں کے ساتھ غیر کا کتا پائے اور تو ڈرے کہ اس نے شکار کو اس کے ساتھ پکڑا ہو اور حالانکہ اس نے شکار کو مار ڈالا ہو تو نہ کھا پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور غیر کے کتے پر تو نے اللہ کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: معراض اس تیر کو کہتے ہیں جس میں پر نہ ہو اور نہ پھل ہو اور کہا خطابی نے کہ معراض نصل ہے چوڑا بھاری ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ ایک لکڑی ہوتی ہے اس کی دونوں طرفیں پتلی ہوتی ہیں اور بیچ سے موٹی ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ ایک لکڑی ہوتی ہے بھاری اس کا سر تیز ہوتا ہے اور کبھی اس کا سر تیز نہیں ہوتا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہی ہے قوی اور کہا قرطبی نے کہ یہی ہے مشہور اور کہا ابن تین نے کہ معراض ایک لاٹھی ہے کہ اس کی طرف میں لوہا ہوتا ہے پھینکتا ہے اس کو شکاری شکار پر سو اگر شکار کو اپنی تیزی سے لگے تو وہ حلال ہے کھایا جائے اور اگر تیزی کے سوا اور طرف سے لگے تو وہ وقیذ ہے اور وقیذ وہ چیز ہے جو ماری جائے لاٹھی یا پتھر سے یا غیر تیز چیز سے اور پہلے گزر چکی ہے تفسیر موقوذہ کی اور موقوذہ وہ ہے جو لکڑی سے ماری جائے یہاں تک کہ مر جائے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ تیر اور جو اس کے معنی میں ہے جب شکار کو اپنی تیزی سے لگے تو حلال ہوتا ہے اور یہ اس کا حلال کرنا ہوتا ہے اور جب اس کو اپنی چوڑائی سے لگے تو نہیں ہوتا ہے حلال اس واسطے کہ وہ بیچ معنی بھاری لکڑی کے ہے اور پتھر کے اور جو مانند اس کی ہے بھاری چیز سے اور یہ جو کہا کہ اپنی چوڑائی سے یعنی ساتھ غیر اس طرف کے جو تیز ہے اور وہ حجت ہے واسطے جمہور کے بیچ تفصیل مذکور کے اور اوزاعی وغیرہ فقہاء شام سے منقول ہے کہ یہ حلال ہے وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو فرمایا کہ جو تیرے واسطے شکار کو پکڑ رکھے تو اس کو کھا تو ایک روایت میں ہے کہ جب تو اپنے کتے کو چھوڑے اور اس پر اللہ کا نام لے تو کھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب تو اپنے سکھائے شکاری کتے کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے تو کھا اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اور مراد ساتھ سکھائے ہوئے کے وہ ہے کہ جب اس کا مالک اس کو شکار پر چھوڑے اور شش کارے تو اس کے پیچھے جائے اور جب اس کو جھڑکے تو رک جائے اور جب شکار کو پکڑے تو اپنے مالک کے واسطے پکڑ رکھے اور اس تیسرے امر کے شرط ہونے میں اختلاف ہے اور اختلاف ہے کہ یہ اس سے کب معلوم کیا جائے کہ اب سیکھا سو کہا بغوی نے تہذیب میں کہ کم سے کم تین بار اس طرح کرے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور

احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ دوبار کافی ہے اور کہا رافعی نے کہ مرجع اس کا طرف عرف کی ہے اور ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک عدی کی اس حدیث میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے باز کے شکار کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ جو شکار کو تیرے واسطے پکڑ رکھے تو کھا اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جو سکھائے تو کتے اور باز سے پھر اس کو شکار پر چھوڑے اور اس پر اللہ کا نام لے سو کھا اس چیز سے کہ پکڑ رکھے واسطے تیرے میں نے کہا اگرچہ مار ڈالے فرمایا جب کہ مار ڈالے اور اس سے نہ کھائے، کہا ترمذی نے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ باز اور شکرے کے ساتھ شکار کا کچھ ڈر نہیں دیکھتے اور بیچ معنی باز کے ہے شکرا اور عقاب اور باشق اور شاہین اور البتہ تفسیر کی ہے مجاہد رحمہ اللہ نے جوارح کو آیت میں ساتھ کتوں اور پرندوں کے اور یہ قول جمہور کا ہے مگر جو مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفرقہ سے درمیان شکار کے کتے اور پرندے کے اور یہ جو فرمایا کہ جب تو اپنے سکھائے ہوئے شکاری کتے کو شکار پر چھوڑے سو اگر تو اپنے کتے کے ساتھ اور کتا پائے تو ایک روایت میں ہے کہ اگر اس کے ساتھ کوئی اور کتا ملے تو نہ کھا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اگرچہ مار ڈالے مگر یہ کہ کتا شکار سے کھا لے اس واسطے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس نے صرف شکار کو اپنے واسطے پکڑا ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شکار کرنے کے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اور ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آئے گا کہ جو شکار کرے تو اپنے کتے سکھائے ہوئے سے اور اللہ کا نام لے تو کھا اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے بسم اللہ کے مشروع ہونے پر مگر اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ ہونے اس کے شرط اس میں کہ اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں سو مذہب شافعی رحمہ اللہ اور ایک گروہ کا یہ ہے کہ وہ سنت ہے سو جو چھوڑے اس کو جان بوجھ کر یا بھولے سے تو نہیں قدح کرتا ہے اس کے حلال ہونے میں بلکہ اس کا کھانا حلال ہے اور یہی ہے ایک روایت مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سے اور مذہب احمد رحمہ اللہ کا راجح قول میں اس سے اور ابو ثور اور ایک گروہ کا یہ ہے کہ بسم اللہ کہنا واجب ہے اس واسطے کہ اس کو عدی کی حدیث میں شرط ٹھہرایا گیا ہے اور ثعلبہ کی حدیث میں کھانے کی اجازت اس پر موقوف رکھی گئی ہے اور جو وصف کے ساتھ معلق ہو وہ دور ہوتا ہے وقت دور ہونے اس کے کی نزدیک اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ مفہوم کے اور شرط قوی تر ہے وصف سے اور مؤکد ہوتا ہے قول ساتھ وجوب کے بایں طور کے اصل حرام کرنا مردار کا ہے اور جس چیز میں اس سے اذن دیا گیا ہے رعایت کی جاتی ہے صفت اس کی سو جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ موافق ہے وصف کو اور جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا وہ باقی ہے اصل تحریم پر اور مذہب ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا جواز ہے واسطے اس شخص کے جو چھوڑے بسم اللہ کو بھول کر نہ جان بوجھ کر لیکن اختلاف ہے نزدیک مالکیہ کے کہ کیا حرام ہے یا مکروہ اور حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ کا چھوڑنا حرام ہے اور شافعیہ کے نزدیک تین وجہ ہیں صحیح تر یہ ہے کہ مکروہ ہے کھانا اور بعض نے کہا کہ خلاف اولیٰ ہے اور بعض نے کہا کہ گنہگار ہوتا ہے بسم اللہ کے چھوڑنے سے اور نہیں حرام ہے کھانا اور

مشہور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے تفرقہ ہے درمیان شکار اور ذبیحہ کے سو گیا ہے ذبیحہ میں طرف اس تیسرے قول کی اور جو اس کو ذبیحہ میں شرط نہیں کرتا اس کی حجت آئندہ آئے گی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مباح ہے کرنا شکار کا سکھائے ہوئے کتوں سے اور مستثنیٰ کیا ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کالے کتے کو اور کہا کہ نہیں حلال ہے شکار کرنا ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ شیطان ہے اور منقول ہے مانند اس کی حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہ کہ جائز ہے کھانا اس چیز کا کہ پکڑ رکھے اس کو کتا ساتھ ان شرطوں کے جو پہلے گزر چکی ہیں اگرچہ نہ ذبح کرے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ پکڑنا کتے کا ذبح ہے سو اگر مار ڈالے شکار کو جو اپنے ناخن سے یا دانت سے تو حلال ہوتا ہے اور اسی طرح اپنے بوجھ سے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول پر اور راجح ہے نزدیک ان کے اور اسی طرح اگر نہ قتل کرے اس کو کتا لیکن چھوڑ دے اس کو اور حالانکہ اس کے ساتھ جان باقی ہو اور نہ باقی رہا ہو اتنا وقت کہ اس کا مالک اس کو اس میں مل سکے اور ذبح کر سکے سو مر جائے تو حلال ہے واسطے عام ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ کتے کا پکڑنا بجائے ذبح کرنے کے ہے اور یہ حکم سکھائے ہوئے کتے میں ہے اور اگر پائے اس کو زندہ ساتھ زندگی قرار گھیر کے اور پائے اتنا وقت کہ اس کو اس میں ذبح کر سکے تو نہیں حلال ہوتا ہے مگر ساتھ ذبح کرنے کے سو اگر باوجود قدرت کے ذبح نہ کرے تو حرام ہوتا ہے برابر ہے کہ نہ ذبح کرنا اختیار سے ہو یا بے بس ہونے سے جیسے کہ ذبح کرنے کا کوئی ہتھیار موجود نہ ہو سو اگر کتا سکھایا ہوا نہ ہو تو شرط ہے حلال کرنا اس کا سو اگر اس کو مرا پائے تو حلال نہیں ہوتا اور یہ کہ اگر شکاری کتے کے ساتھ دوسرا کتا شکار مارنے میں شریک ہو تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے اور صورت اس کی یہ ہے کہ دوسرا کتا خود بخود چھوٹا ہو یا اس کے چھوڑنے والا اہل ذبح سے نہ ہو سو اگر تحقیق ہو کہ اس کے چھوڑنے والا اہل ذبح سے ہے تو حلال ہے کھانا اس کا پھر دیکھا جائے سو اگر دونوں شکاریوں نے ان کو اکٹھے چھوڑا ہو تو وہ شکار دونوں کے واسطے ہے نہیں تو اس کے واسطے ہے جس نے پہلے کتا چھوڑا ہو اور لیا جاتا ہے یہ تعلیل سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو نے تو صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور تو نے غیر کے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا اس واسطے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر چھوڑنے والا کتے پر اللہ کا نام لے تو حلال ہوتا ہے کھانا اس کا اور شعبی کی روایت میں ہے کہ اگر ان کے ساتھ کوئی کتا ملے تو نہ کھا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر اس کو زندہ پائے اور اس میں زندگی قرار گھیر ہو اور اس کو ذبح کر لے تو حلال ہوتا ہے اس واسطے کہ اعتماد مباح ہونے میں حلال کرنے پر ہے نہ کتے کے پکڑ رکھنے پر اور یہ کہ حرام ہے کھانا اس شکار کا جس میں سے کتا کھالے اگرچہ کتا سکھایا ہوا ہو اور البتہ تعلیل بیان کی ہے حدیث میں ساتھ خوف کے کہ اس نے شکار کو صرف اپنے واسطے پکڑا ہو اور یہ قول جمہور کا ہے اور یہی راجح قول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا دو قول سے اور کہا قدیم قول میں کہ حلال ہے اور یہی ہے قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور منقول ہے بعض اصحاب سے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے جو روایت کی

ہے ابوداؤد نے عمرو بن شعیب سے کہ ایک گنوار نے کہ جس کا نام ابوثعلبہ تھا کہا یا حضرت! میرے پاس کتے سکھائے ہوئے ہیں سو مجھ کو ان کے شکار کی اجازت دیجیے! فرمایا کھا اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھیں کہا کہ اگرچہ اس سے کھا لے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگرچہ اس سے کھا لے اور اس کی سند کے ساتھ کچھ ڈر نہیں اور لوگ ان دونوں حدیثوں کی تطبیق میں کئی راہ چلے ہیں اس میں سے ایک راہ ان لوگوں کی ہے جو کہتے ہیں کہ اس شکار کا کھانا حرام ہے جس میں سے کتا کھائے اور وہ یہ ہے کہ ابوثعلبہ کی حدیث محمول ہے اس صورت پر جب کہ قتل کرے اس کو اور چھوڑ دے پھر پھر آئے اور اس سے کھائے اور ایک راہ اس سے ترجیح ہے سو روایت عدی کی صحیحین میں بالاتفاق صحیح ہے اور ابوثعلبہ کی حدیث غیر صحیحین کی ہے اس کی صحت میں اختلاف ہے اور نیز روایت عدی کے مقرون ہے ساتھ تعلیل کے جو مناسب ہے واسطے تحریم کے اور وہ خوف پکڑ رکھنے کا ہے واسطے اپنے یعنی خوف ہے کہ اس نے شکار کو اپنے واسطے پکڑا ہو تائید کی گئی ہے تعلیل ساتھ اس کے کہ اصل مردار میں تحریم ہے سو جب ہم نے شک کیا سبب مباح کرنے والے میں تو رجوع کیا ہم نے طرف اصل کے اور نیز ظاہر قرآن کا اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ﴾ اس واسطے کہ مقتضا اس کا یہ ہے کہ جو پکڑے اس کو بغیر چھوڑنے کے وہ مباح نہیں ہے اور نزی قوی ہوتی ہے یہ ترجیح ساتھ شاہد کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جب تو کتا چھوڑے سو وہ شکار کو کھائے تو نہ کھا اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا ہے اور جب تو اس کو چھوڑے سو وہ شکار کو مار ڈالے اور نہ کھائے تو کھا اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنے مالک کے واسطے پکڑ رکھا ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ابورافع رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی ساتھ معنی اس کے کی اور اگر مجرد پکڑ رکھنا کافی ہوتا تو البتہ نہ حاجت ہوتی اس زیادتی کی یعنی علیکم کی اور جو لوگ اس کو مباح کہتے ہیں وہ عدی کی حدیث کو کراہت تنزیہی پر محمول کرتے ہیں اور ثعلبہ کی حدیث کو بیان جواز پر کہا بعض نے اور مناسبت اس کی یہ ہے کہ عدی مال دار تھا سو اختیار کیا گیا واسطے اس کے حمل اولیٰ پر برخلاف ابوثعلبہ کے کہ وہ اس کے بالعکس تھا اور نہیں پوشیدہ ہے ضعیف ہونا اس تمسک کا باوجود تصریح کے ساتھ تعلیل کے حدیث میں ساتھ خوف پکڑ رکھنے کے واسطے اپنے اور کہا ابن قصار نے کہ مجرد چھوڑنا ہمارے کتے کو پکڑ رکھنا ہے واسطے ہمارے اس واسطے کہ کتے کی کوئی نیت نہیں ہے اور نہیں صحیح ہے تمیز اس کی اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس کا اور مخالف ہونا اس کا واسطے سیاق حدیث کے اور البتہ کہا جمہور نے کہ معنی قول اس کے امسکن علیکم کے یہ ہیں کہ شکار کریں واسطے تمہارے اور البتہ ٹھہرایا ہے شارع نے کتے کے کھانے کو نشانی اس پر کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا ہے اپنے مالک کے واسطے نہیں پکڑا پس نہ عدول کیا جائے گا اس سے اور واقع ہوا ہے ابن ابی شیبہ کی روایت میں کہ اگر کتا شکار کا خون پیئے تو نہ کھا کہ اس نے نہیں جانا جو تو نے اس کو سکھایا اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جب وہ کھانے میں شروع کرے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ سیکھا نہیں اور نہیں پائی ہے اس نے

تعلیم جو مشروط ہے اور بعض مالکیوں نے ترجیح دی ہے سو کہا اس نے کہ ذکر کیا ہے اس لفظ کو شعبی نے اور نہیں ذکر کیا اس کو ہمام نے اور معارض ہے اس کے حدیث ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی اور ترجیح مردود ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری اور تمسک کیا ہے بعض نے ساتھ اجماع کے اوپر جواز کھانے اس کے کی جب کہ پکڑے اس کو کتا اپنے منہ سے اور قصد کرے کھانے اس کے کا پس پایا جائے پہلے اس سے کہ کھائے سو اگر ہوتا کھانا اس کا اس سے دلالت کرنے والا اس پر کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا تو البتہ ہوتا کھانا اس کا اپنے منہ سے اور شروع کرنا اس کا اس کے کھانے میں اسی طرح لیکن شرط ہے کہ ٹھہرے شکار کرنے والا تا کہ دیکھے کہ اس نے کھایا ہے یا نہیں، واللہ اعلم۔ اور یہ کہ مباح ہے شکار کرنا واسطے فائدہ پانے کے ساتھ شکار کے کھانے اور بیچ کرنے سے اور اسی طرح کھیل بھی لیکن شرط ہے قصد کرنا ذبح کا اور فائدہ پانے کا اور مکروہ جانا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے اور مخالفت کی ہے اس کی جمہور نے اور اگر فائدہ پانے کا قصد نہ ہو تو حرام ہے شکار کرنا اس واسطے کہ وہ از قسم فساد کرنے کے ہے زمین میں ساتھ تلف کرنے جان کے عبث اور بے فائدہ اور اولیٰ یہ ہے کہ شکار کرنا مباح ہے سو اگر اس کو لازم پکڑے اور بہت شکار کرے تو مکروہ ہے اس واسطے کہ کبھی باز رکھتا ہے اس کو بعض واجبات سے اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جو شکار کے پیچھے لگا وہ غافل ہوا اور یہ کہ جائز ہے رکھنا کتے سکھائے ہوئے کا واسطے شکار کے وسیاتی البحث فیه انشاء الله تعالٰی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے بیع اس کتے کے جو شکار کے واسطے ہو واسطے اضافت کے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کتا تیرا اور جو منع کرتا ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کے کہ یہ اضافت اختصاص کی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ پاک ہے جوٹھا شکار کے کتے کا سوائے اور کتوں کے واسطے اجازت کے بیچ کھانے کے اس جگہ سے جس سے کتے نے کھایا اور نہیں ذکر کیا دھونے کو کہ اس جگہ کو دھو لے اور اگر دھونا واجب ہوتا تو اس کو بیان کرتے اس واسطے کہ وہ وقت حاجت کا ہے طرف بیان کی اور کہا بعض علماء نے کہ معاف ہے کتے کے کاٹنے کی جگہ اگرچہ ناپاک ہے واسطے اس حدیث کے اور جو کتے کے جوٹھے کو ناپاک کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کے کہ دھونے کا واجب ہونا ان کے یہاں مشہور تھا اور اس کو معلوم تھا اس کے ذکر کرنے کی حاجت نہ تھی اور اس میں نظر ہے اور البتہ قوی ہوتا ہے قول ساتھ معاف ہونے کے اس واسطے کہ بھاگنے کی شدت سے اس کی لب خشک ہو جاتی ہے سو اس سے امن ہوتا ہے کہ کاٹنے کی جگہ اس کے لب لگے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کھا جو تیرے واسطے پکڑ رکھے بایں طور کہ اگر اپنے کتے کو شکار پر چھوڑے اور شکار کرے اس کے غیر کو تو حلال ہے واسطے عام ہونے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ما امسك اور یہ قول جمہور کا ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے حلال اور یہ روایت ہے شافعی رحمہ اللہ سے۔

تنبیہ: کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے بیچ تمام اس چیز کے کہ ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے آیتوں اور حدیثوں سے ذکر

بسم اللہ کہنے کا جس کے واسطے باب باندھا ہے مگر بیچ پچھلی حدیث عدی کے سو گویا کہ گنا ہے اس نے اس کو بیان واسطے اس چیز کے کہ شامل ہیں اس کو دلیلیں بطور اجمال کے بسم اللہ کہنے سے اور اصولیوں کے نزدیک خلاف ہے مجمل میں جب کہ قریب ہو ساتھ اس کے قرینہ لفظی بیان کرنے والا کہ کیا ہوتی ہے یہ دلیل مجمل ساتھ اس کے یا خاص وہی اور یہ جو ابن منیر نے کہا کہ حدیثوں میں تو اس سے وہم ہوتا ہے کہ باب میں چند حدیثیں ہیں اور حالانکہ اس طرح نہیں ہے اس واسطے کہ نہیں ذکر کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مگر حدیث عدی کی ہاں ذکر کی ہیں اس میں تفسیریں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سو شاید ابن منیر نے ان کو حدیثیں گنا ہے اور بحث اس کی بیچ بسم اللہ کہنے کے جو ابن عدی کی اخیر حدیث میں مذکور ہے مردود ہے اور نہیں ہے یہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ چلا ہے اپنی عادت پر اشارہ کرنے میں طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں اور البتہ وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بعد اس کے ابن ابی سفر کے طریق سے اس نے روایت کی ہے شعبی سے ساتھ اس لفظ کے کہ جب تو اپنے کتے کو چھوڑے اور بسم اللہ کہے تو کھا اور بیان کی روایت سے اس نے روایت کی شعبی سے کہ جب تو اپنا کتا سکھایا ہوا چھوڑے اور اس پر اللہ کا نام لے تو کھا سو جب پکڑنا ساتھ قید معلم کے متفق علیہ تھا اگرچہ پہلے طریق میں مذکور نہیں ہے تو بسم اللہ کو بھی اسی طرح سمجھنا چاہیے۔ (فتح)

بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ. باب ہے بیچ بیان شکار گز کے۔

فائدہ: معراض ایک لکڑی ہوتی ہے اس کی دونوں طرفیں پتلی ہوتی ہیں اور بیچ سے موٹی ہوتی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُوْلَةِ بِالْبُنْدُقَةِ تِلْكَ الْمَوْقُوْذَةُ وَكَرِهَهُ سَالِمٌ وَّالْقَاسِمُ وَمُجَاهِدٌ وَّإِبْرَاهِيْمُ وَعَطَآءٌ وَّالْحَسَنُ.

یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس جانور کے حق میں جو غلہ سے مارا جائے کہ یہ موقوذہ ہے یعنی جو لکڑ اور پتھر سے مارا جائے اور مکروہ جانا ہے اس کو سالم اور قاسم اور مجاہد اور ابراہیم اور عطاء اور حسن رحمہم اللہ نے۔

فائدہ: بندقہ کے معنی ہیں غلولہ کہ اس کو مٹی سے بناتے ہیں اور غلیل میں رکھ کر اس کو شکار پر پھینکتے ہیں ہندی میں اس کو غلہ کہتے ہیں اور پنجابی میں غلیلہ کہتے ہیں اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ نہیں کھاتے تھے جو غلہ سے مارا جائے اور موطا مالک میں نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے دو جانوروں کو پتھر مارا دونوں کو لگا ایک دونوں میں سے مر گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو پھینک دیا اور عبدالرزاق نے عطاء سے روایت کی ہے کہا کہ اگر تو شکار کو غلہ مارے پھر اس کے ذبح کو پائے تو کھا نہیں تو اس کو نہ کھا اور اسی طرح روایت ہے ابراہیم وغیرہ سے۔ (فتح)

وَكَرِهَ الْحَسَنُ رَمْيَ الْبُنْدُقَةِ فِي الْقُرٰى وَالْأَمْصَارِ وَلَا يَرٰى بَأْسًا فِيْمَا سِوَاهُ.

یعنی اور مکروہ جانا ہے حسن رحمۃ اللہ علیہ نے پھینکنا غلہ کا گاؤں اور شہروں میں اور کہا کہ اس کے سوائے اور جگہ میں غلہ

پھینکنے کا کچھ ڈر نہیں۔

٥٠٥٤ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ فَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ فَقُلْتُ أُرْسِلُ كَلْبِيْ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَكُلْ قُلْتُ فَإِنْ أَكَلَ قَالَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ لَمْ يُمْسِكْ عَلَيْكَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ قُلْتُ أُرْسِلُ كَلْبِيْ فَأَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ قَالَ لَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى آخَرَ.

۵۰۵۴۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گز کے شکار کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ جب تو اس کی تیزی سے پہنچے تو کھا اور جب اپنی چوڑائی سے لگے اور مار ڈالے تو وہ وقیذ ہے یعنی مردار ہے سو نہ کھا سو میں نے کہا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں فرمایا کہ جب تو اپنا کتا چھوڑے اور اللہ کا نام لے تو کھا یعنی حلال ہے کھانا اس کا میں نے کہا اگر کتا کھالے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا سو نہ کھا اس واسطے کہ اس نے شکار کو تیرے واسطے نہیں پکڑا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے تو اپنے واسطے پکڑا ہے میں نے کہا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں تو میں اس کے ساتھ اور کتا پاتا ہوں فرمایا کہ نہ کھا اس واسطے کہ تو نے فقط اپنے کتے پر بسم اللہ کہا ہے اور دوسرے پر تو نے بسم اللہ نہیں کہا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا أَصَابَ الْمِعْرَاضُ بِعَرْضِهِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ لگے اس کو گز اپنی چوڑائی سے۔

٥٠٥٥ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ كُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ وَإِنَّا نَرْمِيْ بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ.

۵۰۵۵۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم سکھائے ہوئے کتوں کو شکار پر چھوڑتے ہیں فرمایا کہ کھا جو تیرے واسطے پکڑ رکھیں میں نے کہا اگرچہ مار ڈالیں فرمایا اگرچہ مار ڈالیں یعنی تو بھی حلال ہے میں نے کہا کہ ہم تیر بے پر کا پھینکتے ہیں یعنی اس سے شکار کرتے ہیں فرمایا کہ کھا جو چیز پھاڑ ڈالے اور جو اپنی چوڑائی سے لگے تو اس کو نہ کھا۔

بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ.

کمان کے شکار کا بیان۔

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ إِذَا ضَرَبَ صَيْدًا فَبَانَ مِنْهُ يَدٌ أَوْ رِجْلٌ لَا تَأْكُلِ الَّذِيْ بَانَ وَكُلْ سَائِرَهُ.

یعنی اور کہا حسن اور ابراہیم رحمہما اللہ نے کہ جب شکار کو مارے سو جدا ہو اس سے ہاتھ یا پاؤں تو نہ کھائے اس کو جو جدا ہو اور باقی کو کھائے۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے حسن سے کہ اس نے کہا اس مرد کے حق میں جو مارے شکار کو سو جدا کر ڈالے اس کے ہاتھ یا پاؤں کو اور حالانکہ وہ زندہ ہو پھر مر جائے کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو جدا ہو اس سے مگر یہ کہ تو اس کو مارے سو اس کو کاٹے اور وہ اسی ساعت میں مر جائے سو جب اس طرح ہو تو کھائے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے علقمہ سے کہ جب مرد شکار کو مارے سو اس سے کوئی جوڑ جدا ہو جائے تو چھوڑا جائے جو گرا اور کھایا جائے جو باقی رہا کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے اس مسئلے میں سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء نے کہ جو جوڑ اس کا جدا ہو اس کو نہ کھائے اور ذبح کر شکار کو اور کھا اور کہا عکرمہ نے کہ اگر گنا جائے زندہ بعد ساقط ہونے جوڑ کے اس سے تو نہ کھا عضو کو اور شکار کو ذبح کر کے کھا اگر مر گیا جب کہ مارا اس کو تو سب کو کھا اور ساتھ اس کے قائل ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور کہا کہ نہیں فرق ہے یہ کہ جدا ہوں دو ٹکڑے یا کم تر جب کہ مر جائے اس چوٹ سے اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر اس کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر ڈالے تو دو کھائے جائیں اور اگر تہائی کاٹی جائے اس طرف سے کہ سر کے متصل ہے تو اسی طرح ہے اور اگر سر کی طرف سے دو تہائی کاٹی جائیں تو کھائے اور اگر کونے کی طرف سے ایک تہائی کاٹی جائے تو نہ کھائے۔ (فتح)

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ إِذَا ضَرَبْتَ عُنُقَهُ أَوْ وَسَطَهُ فَكُلْهُ.

کہا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب تو اس کی گردن یا بیچ کو مارے تو اس کو کھا یعنی خواہ گردن میں زخم لگے یا اس کے درمیان میں زخم لگے حلال ہے۔

وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدٍ اسْتَعْصٰى عَلٰى رَجُلٍ مِّنْ آلِ عَبْدِ اللّٰهِ حِمَارٌ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّضْرِبُوْهُ حَيْثُ تَيَسَّرَ دَعُوْا مَا سَقَطَ مِنْهُ وَكُلُوْهُ.

اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد پر ایک گورخر نے سرکشی کی یعنی اس کا پکڑنا دشوار ہوا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم کیا کہ اس کو مار ڈالیں جس جگہ میسر ہو چھوڑ دو اس سے گرے اور کھاؤ باقی۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ پوچھے گئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرد سے کہ اس نے گورخر کے پاؤں کو مارا سو اس کو کاٹ ڈالا کہا کہ چھوڑ دو جو گرا اور ذبح کرو جو باقی رہا اور کھاؤ اور مطابقت ان اثروں کے واسطے حدیث باب کے ذبح کی شرط ہونے کی جہت سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں سو تو اس کی ذبح کو پائے پس کہا اس واسطے کہ

اس کا مفہوم یہ ہے کہ شکار جب صدمہ سے مر جائے پہلے اس سے کہ ذبح کیا جائے تو نہ کھایا جائے کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اس پر کہ جب تیر شکار کو لگے اور اس کو زخمی کر ڈالے تو اس کا کھانا جائز ہے اگر چہ نہ معلوم ہو کہ زخم سے مرا یا گرنے سے ہوا میں یا گرنے سے زمین پر اور اجماع ہے اس پر کہ اگر مثلاً پہاڑ پر گرے پھر اس سے نیچے گر کر مر جائے تو نہ کھایا جائے اور یہ کہ تیر اگر شکار کے بدن میں نہ گھسے تو نہ کھایا جائے مگر جب کہ اس کے زخم کو نہ پایا جائے اور کہا ابن تین نے کہ جب کاٹا جائے شکار اسے ایسا عضو کہ نہ تو ہم کیا جائے زندگی اس کی کا بعد اس کے تو گویا کہ وہ اس کے بدن میں گھس گیا سو ہو گا یہ قائم مقام ذبح کے یہ مشہور قول مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے۔ (فتح)

٥٠٥٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أَفَنَأْكُلُ فِيْ آنِيَتِهِمْ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَبِكَلْبِي الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِيْ قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوْا فِيْهَا وَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ.

٥٠٥٦۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بے شک ہم قوم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں سو کیا ہم ان کے برتنوں میں کھائیں اور ہم شکار کی زمین میں ہیں یعنی شکار وہاں بہت ہے شکار کرتا ہوں میں اپنی کمان سے اور اپنے کتے سے جو سکھایا ہوا نہیں اور اپنے کتے سکھائے ہوئے سے سو کیا درست ہے واسطے میرے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہر حال جو ذکر کیا تو نے اہل کتاب کے برتنوں سے سو اگر تم ان کے سوائے اور برتن پاؤ تو ان میں نہ کھاؤ اور اگر تم اور برتن نہ پاؤ تو ان کو دھولو اور ان میں کھاؤ اور جو شکار کرے تو اپنی کمان سے اور اللہ کا نام لے تو کھا اور جو شکار کرے تو اپنے کتے سدھے ہوئے سے اور اللہ کا نام اس پر لے تو کھا اور جو شکار کرے تو اپنے کتے سے جو سدھا ہوا نہ ہو سو پائے تو ذبح کرنا اس کا یعنی زندہ پائے اور ذبح کرے تو کھا۔

فائدہ: اہل کتاب کی زمین میں یعنی شام میں اور ایک جماعت عرب کے قبائل سے شام میں جا بسے تھے اور نصرانی ہو گئے تھے یعنی آل غسان اور تنوخ اور بہز اور چند بطن قضاعہ کے اور ان میں ہیں بنو خشین قوم ابو ثعلبہ کے اور یہ جو فرمایا کہ ان کو دھولو تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ اہل کتاب کے برتنوں کے استعمال موقوف ہے ان کے دھونے پر واسطے اکثر استعمال کرنے ان کے کی گندگی کو اور ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو نجاست کے استعمال کو دین سمجھتے ہیں کہا ابن دقیق العید نے کہ اختلاف کیا ہے فقہاء نے بیچ اس کے واسطے بنا کرنے کے تعارض اصل پر اور

غالب پر اور حجت پکڑی ہے جو قائل ہے ساتھ مدلول اس حدیث کے ساتھ اس طور کے کہ جو گمان کہ مستفاد ہے غالب سے راجح ہے اس گمان پر جو مستفاد ہے اصل سے اور جواب دیا ہے اس نے جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ حکم واسطے اصل کے ہے یہاں تک کہ ثابت ہو نجاست ساتھ دو جوابوں کے ایک یہ کہ دھونے کا حکم محمول ہے استحباب پر بطور احتیاط کے واسطے تطبیق دینے کے درمیان اس کے اور درمیان اس چیز کے جو دلالت کرتی ہے تمسک بالاصل پر دوسرا یہ کہ مراد ساتھ حدیث ابو ثعلبہ کے حال اس شخص کا ہے جس کو اس میں پلیدی ثابت ہو اور تائید کرتا ہے اس کی ذکر مجوس کا اس واسطے کہ ان کے برتن ناپاک ہیں اس واسطے کہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد ساتھ برتنوں کے ابو ثعلبہ کی حدیث میں وہ برتن ہیں جن میں سور کا گوشت پکایا جاتا ہے اور شراب پی جاتی ہے جیسے کہ واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح ابو داؤد کی روایت میں سو کہا پھر ذکر کیا جواب کو اور بہر حال فقہاء سو مراد ان کی مطلق برتن کافروں کے ہیں جو پلیدی میں مستعمل نہ ہوں کہ ان کا استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ نہ دھوئے گئے ہوں نزدیک ان کے اگرچہ اولیٰ دھونا ہے واسطے نکلنے کے خلاف سے نہ واسطے ثابت ہونے کراہت کے بیچ اس کے اور احتمال ہے کہ ہو استعمال کرنا ان کا بغیر دھونے کے مکروہ بنا بر پہلے جواب کے اور یہ ظاہر ہے حدیث سے اور یہ کہ استعمال کرنا ان کا ساتھ دھونے کے رخصت ہے جب کہ پائے غیر اس کا اور اگر اس کا غیر نہ پائے تو جائز ہے بلا کراہت واسطے نہی کے کھانے سے بیچ ان کے مطلق اور معلق کرنے اجازت کے اوپر عدم غیر ان کے کی باوجود دھونے ان کے کی اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے واسطے قول اپنے کے کہ متعین ہے توڑنا شراب کے برتنوں کا ہر حال میں بنا بر اس کے وہ دھونے سے پاک نہیں ہوتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ تفصیل مذکور کے اس واسطے کہ اگر دھونا ان کو پاک کرنے والا ہوتا تو البتہ تفصیل کے کوئی معنی نہ ہوتے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں منحصر ہے بیچ ہونے عین کے کہ ہو جائے ناپاک اس طور سے کہ بالکل پاک نہ ہو بلکہ احتمال ہے کہ ہو تفصیل واسطے لینے کے ساتھ اولیٰ کے اس واسطے کہ جس برتن میں سور پکایا جائے اس سے کراہت آتی ہے اگرچہ دھویا جائے اور چلا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اپنے ظاہریت پر سو کہا اس نے کہ اہل کتاب کے برتنوں کا استعمال کرنا جائز نہیں مگر دو شرطوں سے ایک یہ کہ ان کے سوائے اور برتن نہ پائے، دوم یہ کہ ان کو دھو لے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ حکم ساتھ دھونے ان کے کی وقت نہ موجود ہونے غیر ان کے کی دلالت کرتا ہے کہ وہ دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں اور حکم ساتھ پرہیز کرنے کے ان سے وقت موجود ہونے غیر ان کے کی واسطے مبالغہ کرنے کے ہے بیچ نفرت دلانے کے ان سے جیسے کہ بیچ حدیث سلمہ کے ہے جو آئندہ آتی ہے بیچ حکم کرنے کے ساتھ توڑ ڈالنے ہانڈیوں کے جن میں مردار پکایا گیا تو ایک مرد نے کہا کہ کیا ہم ان کو دھو لیں فرمایا کیا ایسا کرو سو حکم کیا ساتھ توڑ ڈالنے کے واسطے مبالغہ کے بیچ نفرت دلانے کے اس سے پھر اجازت دی دھونے میں واسطے

رخصت دینے کے سوا اسی طرح باوجہ ہوتا ہے یہ اس جگہ، واللہ اعلم۔ اور یہ جو فرمایا کہ جو شکار کرے تو اپنی کمان سے اور اللہ کا نام لے تو کھا تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ واجب ہے بسم اللہ کہنا شکار پر اور ذبیحہ پر اور تیسرے سوال کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور وہ شکار کرنا ہے کتے سے اور یہ جو فرمایا کہ کھا تو اس کی تفسیر ایک روایت میں آ چکی ہے کہ کھا جو رد کرے تجھ پر تیری کمان ذبح ہو یا نہ ہو کھا کہ اگر مجھ سے غائب ہو فرمایا کہ اگرچہ تجھ سے غائب ہو جب تک کہ نہ پائے تو اس میں اثر سوائے تیرا اپنے کے یا نہ بدبو کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے جمع کرنا مسائل کا اور پوچھنا ان کا ایک بار اور تفصیل جواب کی اس سے ایک ایک کر کے ساتھ لفظ اما کے۔ (فتح)

بَابُ الْخَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ. انگلی سے کنکری اور غلہ پھینکنے کا بیان۔

فائدہ: خذف کی تفسیر تو آگے آئے گی اور بندقہ غلہ کو کہتے ہیں جو مٹی سے بنایا جاتا ہے اور سوکھایا جاتا ہے پھر اس کو پھینکا جاتا ہے۔

۵۰۵۷ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَّيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَاللَّفْظُ لِيَزِيْدَ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّهُ رَأٰى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ لَا تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهٖ صَيْدٌ وَّلَا يُنْكٰى بِهٖ عَدُوٌّ وَّلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ وَأَنْتَ تَخْذِفُ لَا أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا.

۵۰۵۷۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد کو دیکھا کہ انگلی سے کنکری پھینکتا ہے سو کہا کہ کنکری نہ مار اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری مارنے سے منع کیا ہے یا کنکری مارنے کو مکروہ رکھتے تھے اور فرمایا کہ بے شک کنکری مارنے سے نہ شکار حاصل ہوتا ہے نہ دشمن زخموں سے چور ہوتا ہے لیکن ناحق کنکری دانت توڑتی ہے اور آنکھ پھوڑتی ہے پھر اس کو اس کے بعد کنکری مارتے دیکھا سو اس سے کہا کہ میں تجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری مارنے سے منع کیا ہے یا مکروہ رکھا ہے اور تو کنکری مارتا ہے میں تجھ سے ایسی ایسی کلام نہ کروں گا یعنی کبھی کلام نہ کروں گا۔

فائدہ: خذف کے معنی ہیں مارنا کنکری یا گٹھلی کا درمیان دونوں سبابہ کے یا دونوں انگوٹھے اور سبابہ کے یا ظاہر واسطے پر اور باطن ابہام پر اور مخذفہ وہ چیز ہے کہ اس میں پتھر رکھ کر پرندے کو مارا جائے اور یہ جو کہا کہ نہ اس سے شکار حاصل ہوتا ہے تو کہا مہلب نے کہ مباح کیا ہے اللہ نے شکار کو اس کی صفت پر سو فرمایا ﴿تَنَالُهٗ اَيْدِيْكُمْ﴾ اور

غلہ اور مانند اس کی مارنا اس قسم سے نہیں یعنی وہ نہ ہاتھ سے پکڑا جاتا ہے نہ نیزہ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ وقیذ ہے اور شارع نے مطلق فرمایا ہے کہ اس سے شکار نہیں ہوتا اس واسطے کہ وہ چیرنے والی چیزوں سے نہیں ہے اور البتہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ جو چیز غلہ اور پتھر سے ماری جائے وہ حرام ہے مگر جو اکیلا ہوا ہے ان میں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اس طرح ہوا اس واسطے کہ وہ قتل کرتا ہے شکار کو پھینکنے والے کے زور سے نہ اپنی تیزی سے۔ (فتح) لیکن اگر بندقہ ہلکا ہو اور شکار کو چیر پھاڑ ڈالے تو حرام نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ اگر بندوق سے شکار مارا جائے تو وہ بھی حرام نہیں اس واسطے کہ چھٹیا شکار کو چیر پھاڑ ڈالتا ہے گو وہ بندوق کے زور سے چیرتا ہے اور نکایت کے معنی مبالغہ کرنا تکلیف دینے میں اور ضمیر لنکھا رمیہ کی طرف راجع ہے اور مطلق بولا ہے دانت کو پس شامل ہوگا مرمی کے دانت وغیرہ کو آدمی وغیرہ سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے چھوڑنا کلام اور ملاقات کا اس شخص سے جو سنت کی مخالفت کرے اور نہیں داخل ہے یہ نہی میں یعنی جو آیا ہے کہ تین دن سے زیادہ کلام سلام ترک کرنا منع ہے اس واسطے کہ وہ متعلق ہے ساتھ اس چیز کے جو اپنے نفس کی خاطر چھوڑی **وسیاتی بسطہ فی کتاب الادب** اور اس حدیث میں بدل ڈالنا برے کام کا اور منع کرنا ہے غلہ مارنے سے اس واسطے کہ جب نفی کی شارع نے کہ اس سے شکار حاصل نہیں ہوتا تو پھر اس کے پھینکنے کے کوئی معنی نہیں بلکہ اس میں تعریض ہے واسطے حیوان کے ساتھ تلف کرنے کے واسطے غیر مالک اس کے کی اور البتہ وارد ہو چکی ہے نہی اس سے ہاں کبھی اس کو زندہ پا کر ذبح کیا جاتا ہے جو غلہ سے مارا جائے سو حلال ہے کھانا اس کا اسی واسطے اختلاف ہے اس کے جائز ہونے میں سو تصریح کی ہے محلی نے ذخائر میں ساتھ منع کرنے اس کے کی اور ساتھ اس کے فتویٰ دیا ہے ابن عبدالسلام نے اور جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حلال ہونے اس کے کی اس واسطے کہ وہ راہ ہے طرف شکار کرنے کے اور تحقیق تفصیل ہے سو اگر ہو غالب تر حال رمی کے سے جو مذکور ہے حدیث میں تو منع ہے اور اگر اس کا عکس ہو تو جائز ہے خاص کر اگر ہو مرمی اس قسم سے کہ نہیں پہنچتی ہے اس کی طرف رمی مگر ساتھ اس کے پھر نہیں قتل کرتا اس کو وہ اکثر اوقات اور پہلے گزر چکا ہے قول حسن کا کہ مکروہ ہے غلہ مارنا گاؤں اور شہروں میں اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ نہیں مکروہ ہے جنگل میں سو ٹھہرایا نہی کو اوپر خوف داخل کرنے ضرر کے کسی آدمی پر۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ.

جو کوئی کتا رکھے جو شکار اور مویشی کا کتا نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: اقتناء کے معنی ہیں پکڑنا کتے کا واسطے رکھنے کے۔

٥٠٥٨ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ

٥٠٥٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسا کتا رکھے کہ گائے بکری یا شکار کا کتا نہ ہو تو

دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطَانِ.

کم ہوتے جائیں گے ہر روز اس کے نیک کام دس دس جو کے برابر۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو تین طریق سے بیان کیا ہے پہلے طریق میں ہے لیس بکلب ماشیة او ضارية اور دوسرے طریق میں ہے الا کلبا ضاریا یصید او کلب ماشیة اور تیسرے طریق میں ہے الا کلب ماشية او ضاریا سو دوسری روایت تفسیر کرتی ہے پہلی اور تیسری کو اور پہلی روایت یا تو واسطے استعارہ کے ہے بنا بر اس کے کہ ضاریا صفت ہے واسطے جماعت ضیارین کے جو کتے رکھنے والے ہیں جو خوگر ہوں شکار پر اور یا بوجہ تناسب کے واسطے ماشیۃ کے مثل لا دریت ولا تلیت کے اور اصل میں تلوت ہے اور تیسری روایت میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے الا کلبا ضاریا۔

۵۰۵۹ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا لِصَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ.

۵۰۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو کتا رکھے سوائے کتے شکار کے یا گائے بکری کے تو کم کیا جائے گا ثواب اس کا ہر روز دس دس جو کے برابر۔

۵۰۶۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ.

۵۰۶۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کتا رکھے سوائے کتے گائے بکری یا شکار کے تو کم کیے جائیں گے ہر دن اس کے نیک کام دس دس جو کے برابر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المزارعت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ.

جب کتا شکار میں سے کھا لے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

بَابُ إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ. وَقَوْلُهُ تَعَالٰى

اور اللہ نے فرمایا کہ پوچھتے ہیں تجھ سے کیا حلال ہوا

﴿يَسْأَلُوْنَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ اَلصَّوَآئِدُ وَالْكَوَاسِبُ.

واسطے ان کے سریع الحساب تک، اور ایک روایت میں ہے کواسب اور یہ صفت ہے محذوف کی یعنی کتے شکار کرنے والے۔

فائدہ: اور مکلبین کے معنی ہیں ادب سکھلانے والے یا عادت سکھلانے والے اور نہیں ہے یہ تفعیل کلب سے جو حیوان معروف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کلب سے ہے ساتھ فتح لام کے اور وہ حرص ہے ہاں وہ راجع ہے طرف اول کے اس واسطے کہ وہ اصل ہے بیچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ پیدا ہوا ہے اس پر شدت حرص ہے اور اس واسطے کہ شکار اکثر اوقات کتوں میں سے ہوتا ہے سو جو سکھلائے شکار کو غیر ان کے سے وہ ان کے معنی میں ہوگا اور کہا ابو عبیدہ نے مکلبین کی تفسیر میں یعنی کتے رکھنے والے اور کہا راغب نے کہ مکلب وہ ہے جو کتوں کو سکھلائے۔ (فتح)

﴿اِجْتَرَحُوْا﴾ اِكْتَسَبُوْا.

اجترحوا کے معنی ہیں کمایا انہوں نے۔

فائدہ: یہ تفسیر ابو عبیدہ کی ہے اور نہیں ہے یہ آیت اس جگہ میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے موافقت کے واسطے بیان اس بات کے کہ اجتراح کمانے پر بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ مکلبین کے سکھلانے والا ہے اور وہ اگرچہ مادہ کلاب کا ہے لیکن نہیں ہے کتا شرط پس صحیح ہے شکار بغیر کتے کے اقسام جوارح سے یعنی شکار کرنے والی چیزوں سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ أَفْسَدَهٗ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾ فَتُضْرَبُ وَتُعَلَّمُ حَتّٰى يَتْرُكَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر کتے نے کھایا تو البتہ فاسد کیا اس نے تو صرف اپنے واسطے پکڑا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سکھاتے ہو تم ان کو اس چیز سے کہ سکھائی تم کو اللہ نے سو مارا جائے اور سکھایا جائے یہاں تک کہ کھانے کی عادت کو چھوڑ دے۔

فائدہ: سعید بن منصور نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کتا شکار میں سے کھالے تو نہ کھا کہ اس نے تو اس کو صرف اپنے واسطے پکڑا ہے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب تو اپنے کتے سکھائے ہوئے کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے پھر کتا کھالے تو نہ کھا اور جب کتا اپنے مالک کے آنے سے پہلے کھالے تو وہ سکھا ہوا نہیں ہے واسطے قول اللہ کے ﴿مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾ اور جب کتا یہ کام کرے تو لائق ہے کہ اس کو مارے

یہاں تک کہ یہ عادت چھوڑ دے پس معلوم ہوئی ساتھ اس کے مراد ساتھ قول اس کے کی حتی یترك یعنی چھوڑ دے عادت اپنی شدت حرص کرنے میں اور خوگیر ہو صبر پر شکار کے کھانے سے یہاں تک کہ اس کا مالک آئے۔

وَكَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ.

یعنی مکروہ رکھا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ان سے کہ جب کتا اپنے شکار میں سے کھالے تو وہ سکھایا ہوا نہیں ہے۔

وَقَالَ عَطَآءٌ إِنْ شَرِبَ الدَّمَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ.

یعنی کہا عطاء رحمہ اللہ نے کہ اگر کتا شکار کا خون پیئے اور نہ کھائے تو کھا۔

٥٠٦١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ إِنَّا قَوْمٌ نَصِيْدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَإِنْ قَتَلْنَ إِلَّا أَنْ يَّأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يَّكُوْنَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِّنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ.

۵۰۶۱۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں نے کہا ہم ایک قوم ہیں کہ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں سو فرمایا کہ جب تو اپنے سکھائے ہوئے شکاری کتوں کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے تو کھا اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھیں اگرچہ شکار کو جان سے مار ڈالیں مگر یہ کہ کتا شکار میں سے کھالے اس واسطے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس نے شکار کو اپنے واسطے پکڑا ہو اور اگر ان کے سوائے اور کتے غیر شکاری ان کے ساتھ مارنے میں شریک ہوں تو نہ کھا یعنی اس واسطے کہ تو نے اپنے کتوں پر اللہ کا نام لیا ہے اور دوسرے کتوں پر اللہ کا نام نہیں لیا۔

بَابُ الصَّيْدِ إِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً.

جب شکار شکار کرنے والے سے دو یا تین دن غائب رہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٥٠٦٢ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ وَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَإِذَا خَالَطَ كِلَابًا لَمْ

۵۰۶۲۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تو اپنا کتا چھوڑے اور اللہ کا نام لے سو کتا شکار کو پکڑے اور مار ڈالے تو کھا اور اگر کھالے تو نہ کھا اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا ہے اور جب اور کتوں کے ساتھ شریک ہو جن پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا سو شکار کو پکڑیں اور مار ڈالیں تو نہ کھا اس واسطے کہ تو نہیں جانتا کہ ان میں سے کس نے مارا ہے اور اگر تو شکار کو تیر مارے سو اس کو ایک یا دو دن کے بعد

يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَأَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَ وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهٗ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهٖ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَآءِ فَلَا تَأْكُلْ وَقَالَ عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ أَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِرُ أَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ ثُمَّ يَجِدُهٗ مَيِّتًا وَفِيْهِ سَهْمُهٗ قَالَ يَأْكُلُ إِنْ شَآءَ.

پائے اس حال میں کہ اس میں تیرے تیر کے نشان کے سوا کچھ نشان نہ ہو تو کھا اور اگر پانی میں گر پڑے تو نہ کھا اور کہا عبدالاعلیٰ نے داؤد سے اس نے عامر سے اس نے عدی سے کہ اس نے حضرت ﷺ سے کہا کہ مرد شکار کو تیر مارتا ہے سو دو تین دن اس کے نشان کا پیچھا کرتا ہے پھر اس کو مرا ہوا پاتا ہے اور حالانکہ اس میں اس کا تیر ہے فرمایا کھائے اگر چاہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس میں تیرے تیر کے نشان کے سوائے کچھ نشان نہ ہو تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اس میں اس کے تیر کے نشان کے سوا اور نشان ہو تو نہ کھائے اور یہ عام تر ہے اس سے کہ کسی اور تیر انداز کے تیر کا نشان ہو یا کسی اور چیز مار ڈالنے والی کا پس نہیں حلال ہے کھانا اس کا باوجود تردد کے اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ جب تو اس میں اپنا تیر پائے اور اس میں کسی درندے کا نشان نہ پائے اور تو جانے کہ تیرے تیر نے اس کو مارا تو کہا رافعی نے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر اس کو زخمی کرے پھر غائب ہو پھر آئے اور اس کو مردہ پائے تو حلال نہیں ہوتا اور یہ ظاہر نص شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے مختصر میں کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حلال ہونے کی دلیل صحیح تر ہے اور حکایت کی ہے بیہقی نے معرفہ میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں **کل ما اصمیت ودع ما انمیت** کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کھا جس کو کتا مارے اور تو اس کو دیکھتا ہو اور چھوڑ جو تجھ سے غائب ہو مرنا اس کا کہا کہ نہیں جائز ہے نزدیک میرے غیر اس کا مگر یہ کہ حضرت ﷺ سے اس میں کوئی چیز ثابت ہو پس ساقط ہو گی ہر چیز کہ حضرت ﷺ کے حکم کے مخالف ہو اور نہیں قائم ہوتی ساتھ اس کے رائے اور نہ قیاس کہا بیہقی نے البتہ ثابت ہو چکی ہے حدیث یعنی باب کی سو لائق ہے کہ یہی قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہو اور یہ جو کہا کہ اگر پانی میں گر پڑے تو لیا جاتا ہے سبب نہ کھانے اس کے کا اس چیز سے کہ پہلے ہے اس واسطے کہ واقع ہو گا اس وقت تردد کہ کیا اس کو تیر نے قتل کیا ہے یا پانی میں ڈوب کر مرا سو اگر تحقیق ہو کہ اس کو تیر لگا سو مر گیا سو نہ گرا پانی میں مگر بعد اس کے کہ قتل کیا ہے اس کو تیر نے تو اس کا کھانا حلال ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں کہ جب شکار کو پانی میں غرق ہوا پائے تو حرام ہے بالاتفاق اور البتہ تصریح کی ہے رافعی نے کہ محل اس کا ... ہے جب تک کہ نہ پہنچے ساتھ اس زخم کے طرف حرکت مذبوح کے اور اگر پہنچے اس کی طرف ساتھ کاٹ ڈالنے حلقوم کے مثلاً تو پوری ہوتی ہے ذبح اس کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا

مسلم کی روایت میں اس واسطے کہ تو نہیں جانتا کہ پانی نے اس کو مارا ہے یا تیر نے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ جب معلوم کرے کہ اس کے تیر ہی نے اس کو مارا ہے تو حلال ہے اور یہ جو فرمایا کہ دو تین دن اس کے نشان کا پیچھا کرے تو واقع ہوا ہے نزدیک مسلم کے ابوثعلبہ کی حدیث میں کہ جب تو اپنا تیر مارے پھر تجھ سے غائب ہو جائے پھر تو اس کو پائے تو کھا جب تک کہ بو نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جو شکار تین دن کے بعد پایا جائے تو اس کو کھا جب تک کہ بو نہ کرے سو شکار کے بو کرنے کو غایت ٹھہرایا ہے سو اگر اس کو مثلا تین دن کے بعد پائے اور اس نے بو نہ کی ہو تو حلال ہے اور اگر اس کو تین دن کے بعد پائے اور حالانکہ اس نے بو کی ہو تو نہیں حلال ہے یہ ہے ظاہر حدیث کا اور جواب دیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ جو فرمایا کہ بو کرنے کے وقت اس کا کھانا منع ہے تو یہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے وسیاتی البحث انشاء اللہ تعالٰی اور استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ اگر تیر انداز شکار کی تلاش میں دیر کرے پیچھے تیر پھینکنے کے یہاں تک کہ اس کو پائے تو حلال ہے ساتھ ان شرطوں کے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور نہیں ہے حاجت تفصیل طلب کرنے کی سبب غیب رہنے اس کے سے اس سے کہ وہ اس کی طلب میں تھا یا نہیں لیکن استدلال کیا جاتا ہے واسطے طلب کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے دوسری روایت میں کہ اس کا پیچھا کرے سو دلالت کی اس نے کہ جواب خارج ہوا ہے موافق سوال کے پس اختصار کیا ہے بعض راویوں نے سوال کو سو نہیں تمسک کیا جاتا ہے اس میں ساتھ نہ طلب کرنے تفصیل کے اور اختلاف ہے بیچ صفت طلب کے سو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر ایک گھڑی دیر کرے اور نہ طلب کرے تو نہیں حلال ہے اور اگر پیچھا کرے اس کا بعد تیر مارنے کے سو اس کو مردہ پائے تو حلال ہوتا ہے اور شافعیہ سے ہے کہ ضروری ہے کہ اس کا پیچھا کرے اور دوڑنا شرط ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں ظاہر تر یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے چلنا موافق عادت کے یہاں تک کہ اگر جلدی کرے اور اس کو زندہ پائے تو حلال ہوتا ہے اور کہا امام الحرمین نے کہ لابد ہے جلدی چلنا تھوڑی دور تک تا کہ ثابت ہو صورت طلب کی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَجَدَ مَعَ الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ.

جب شکار کے ساتھ دوسرا کتا پائے۔

۵۰۶۳ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُرْسِلُ كَلْبِيْ وَأُسَمِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَخَذَ فَقَتَلَ فَأَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ قُلْتُ إِنِّيْ أُرْسِلُ كَلْبِيْ أَجِدُ مَعَهٗ

۵۰۶۳ ۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بے شک میں اپنا کتا شکار پر چھوڑتا ہوں اور اللہ کا نام لیتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنے کتے کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے پھر وہ شکار کو پکڑے اور جان سے مار ڈالے اور کھا لے تو نہ کھا اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا ہے میں نے کہا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں سو میں اس کے ساتھ دوسرا کتا پاتا ہوں میں نہیں جانتا

كَلْبًا آخَرَ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَهُ فَقَالَ لَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ.

کہ دونوں سے کس نے اس کو پکڑا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ کھا اس واسطے کہ تو نے صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور اس کے غیر پر اللہ کا نام تو نے نہیں لیا اور میں نے حضرت ﷺ سے گز کے شکار کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ جب تو اس کی تیزی سے پہنچے یعنی تیزی سے لگے تو کھا اور جب تو اس کی چوڑائی سے پہنچے سو مار ڈالے تو وہ مردار ہے سو نہ کھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّصَيُّدِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ شکار کرنے کے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ مقصود ساتھ اس ترجمہ کے تنبیہ کرنا ہے اس پر کہ مشغول ہونا ساتھ شکار کے واسطے اس شخص کے کہ اس کی گزران اس کے ساتھ ہو مشروع ہے اور واسطے اس کے کہ عارض ہو یہ اس کے لیے اور اس کی گزران اس کے غیر کے ساتھ ہو مباح ہے اور بہر حال مجرد کھیل کے واسطے شکار کرنا سو اس میں اختلاف ہے میں کہتا ہوں اور اس کی بحث پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

٥٠٦٤ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّا قَوْمٌ نَتَصَيَّدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَإِنْ خَالَطَهَا كَلْبٌ مِّنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ.

۵۰۶۴۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا سو میں نے کہا کہ ہم ایک قوم ہیں کہ ان کتوں کا شکار کرتے ہیں سو فرمایا کہ جب تو اپنے کتے شکاری کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے سو کھا اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھیں مگر یہ کہ کتا کھا لے سو نہ کھا سو بے شک میں ڈرتا ہوں کہ اس نے اس کو صرف اپنے واسطے پکڑا ہو اور اگر اس کے ساتھ اور کتا شریک ہو تو نہ کھا۔

٥٠٦٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ

۵۰۶۵۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا سو میں نے کہا یا حضرت! ہم اہل

حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ نَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ وَأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَالَّذِي لَيْسَ مُعَلَّمًا فَأَخْبِرْنِي مَا الَّذِي يَحِلُّ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ تَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ آنِيَتِهِمْ فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ مُعَلَّمًا فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ.

کتاب کی زمین میں ہیں کیا ہم ان کے برتنوں میں کھائیں اور ہم شکار کی زمین میں ہیں میں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور شکار کرتا ہوں اپنے کتے سکھائے ہوئے اور بے سکھائے سے سو خبر دو مجھ کو کیا چیز حلال ہے واسطے ہمارے اس سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا بہر حال جو ذکر کیا تو کہ تو اہل کتاب کی زمین میں ہے ان کے برتنوں میں کھاتا ہے سو اگر ان کے برتنوں کے سوا اور برتن پاؤ تو ان میں نہ کھاؤ اور اگر اور برتن نہ پاؤ تو ان کو دھو لو پھر ان میں کھاؤ اور بہر حال جو تو نے ذکر کیا کہ تو شکار کی زمین میں ہے سو جو تو اپنی کمان سے شکار کرے تو اس پر اللہ کا نام لے پھر کھا اور جو تو اپنے کتے سکھائے سے شکار کرے سو اس پر اللہ کا نام لے پھر کھا اور جو اپنے کتے بے سکھائے سے شکار کرے سو اس کے ذبح کو پائے تو کھا۔

٥٠٦٦ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَوْا عَلَيْهَا حَتّٰى لَغِبُوا فَسَعَيْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى أَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلٰى أَبِي طَلْحَةَ فَبَعَثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

٥٠٦٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مر الظہران میں خرگوش اٹھایا سو لوگ اس پر دوڑے یہاں تک کہ تھک گئے سو میں اس پر دوڑا یہاں تک کہ میں نے اس کو پکڑا سو میں اس کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اس نے اس کے دونوں کولہوں اور رانوں کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكَيْهَا أَوْ فَخِذَيْهَا فَقَبِلَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۰۶۷ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَّهُ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهِ ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطًا فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبٰى بَعْضُهُمْ فَلَمَّا أَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ.

۵۰۶۷۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا یعنی سال حدیبیہ کے یہاں تک کہ جب مکے کے بعض راہ میں تھا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے تھے پیچھے رہا اور وہ محرم نہیں تھا سو اس نے گورخر دیکھا سو اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر اپنے ساتھیوں سے سوال کیا کہ اس کو کوڑا دیں انہوں نے نہ مانا پھر ان سے اپنا نیزہ مانگا انہوں نے نہ مانا سو اس نے خود اتر کر لیا پھر گورخر پر حملہ کیا سو اس کو مار ڈالا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے اس کا گوشت کھایا اور بعض نے نہ کھایا پھر جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تو اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کھانا ہے کہ اللہ نے تم کو کھلایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِّنْ لَّحْمِهِ شَيْءٌ.

یہ حدیث مثل حدیث سابق کی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس کا کچھ گوشت ہے؟۔

بَابُ التَّصَيُّدِ عَلَى الْجِبَالِ.

پہاڑوں پر شکار کرنا۔

۵۰۶۸ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ وَأَبِيْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ سَمِعْتُ أَبَا

۵۰۶۸۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا درمیان مکے اور مدینے کے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب احرام باندھے تھے اور میں حلال تھا یعنی احرام سے نہ تھا میں اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور

قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَأَنَا رَجُلٌ حِلٌّ عَلٰى فَرَسٍ وَكُنْتُ رَقَّاءً عَلَى الْجِبَالِ فَبَيْنَا أَنَا عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ رَأَيْتُ النَّاسَ مُتَشَوِّفِيْنَ لِشَيْءٍ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ حِمَارُ وَحْشٍ فَقُلْتُ لَهُمْ مَا هٰذَا قَالُوْا لَا نَدْرِيْ قُلْتُ هُوَ حِمَارٌ وَحْشِيٌّ فَقَالُوْا هُوَ مَا رَأَيْتَ وَكُنْتُ نَسِيْتُ سَوْطِيْ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِيْ سَوْطِيْ فَقَالُوْا لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُ ثُمَّ ضَرَبْتُ فِيْ أَثَرِهٖ فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا ذَاكَ حَتّٰى عَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ إِلَيْهِمْ فَقُلْتُ لَهُمْ قُوْمُوْا فَاحْتَمِلُوْا قَالُوْا لَا نَمَسُّهُ فَحَمَلْتُهُ حَتّٰى جِئْتُهُمْ بِهٖ فَأَبٰى بَعْضُهُمْ وَأَكَلَ بَعْضُهُمْ فَقُلْتُ لَهُمْ أَنَا أَسْتَوْقِفُ لَكُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكْتُهُ فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لِيْ أَبَقِيَ مَعَكُمْ شَيْءٌ مِنْهُ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كُلُوْا فَهُوَ طُعْمٌ أَطْعَمَكُمُوْهُ اللّٰهُ.

میں پہاڑوں پر بہت چڑھنے والا تھا سو جس حالت میں کہ میں اسی حال میں تھا کہ اچانک میں نے لوگوں کو دیکھا کہ کوئی چیز دیکھتے ہیں سو میں بھی دیکھنے لگا تو اچانک میں نے دیکھا کہ گورخر ہے میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے میں نے کہا کہ وہ گورخر ہے انہوں نے کہا کہ وہی ہے جو تو نے دیکھا اور میں اپنا کوڑا لینا بھول گیا تھا سو میں نے ان سے کہا کہ میرا کوڑا مجھ کو دو انہوں نے کہا کہ ہم تجھ کو اس پر مدد نہیں کرتے سو میں نے اتر کر اس کو لیا پھر میں اس کے پیچھے چلا سو نہ تھا مگر یہی یہاں تک کہ میں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں یعنی اس کو مار ڈالا پھر میں ان کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا کہ اٹھ کھڑے ہو اور اس کو اٹھاؤ انہوں نے کہا کہ ہم اس کو ہاتھ نہیں لگاتے سو میں نے اس کو اٹھایا یہاں تک کہ میں اس کو ان کے پاس لایا سو بعض نے کھایا اور بعض نے نہ کھایا تو میں نے کہا کہ میں تمہارے واسطے حضرت ﷺ سے پوچھتا ہوں سو میں نے حضرت ﷺ کو پایا اور آپ سے حدیث بیان کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس سے کچھ چیز باقی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کھاؤ وہ کھانا ہے کہ اللہ نے تم کو کھلایا۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ تنبیہ کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے اوپر جواز اختیار کرنے دشوار کام کے واسطے اس شخص کے کہ اس کو غرض ہو اپنی جان کے واسطے یا اپنی سواری کے واسطے جب کہ ہو غرض مباح اور یہ کہ شکار کرنا پہاڑوں میں ویسا ہے جیسا کہ نرم زمین میں اور یہ کہ جائز ہے دوڑانا گھوڑے کا دشوار راہ میں واسطے حاجت کے اور نہیں ہے وہ از قسم تعذیب حیوان کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ حلال ہوا تم کو شکار دریا کا۔

وَقَالَ عُمَرُ صَیْدُهُ مَا اصْطِیْدَ ﴿وَطَعَامُهُ﴾ مَا رَمٰی بِهٖ.

اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ دریا کا شکار وہ چیز ہے جو شکار کی جائے یعنی دام وغیرہ سے اور طعام اس کا وہ چیز ہے جس کو دریا پھینکے۔

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں بحرین میں آیا تو وہاں کے لوگوں نے مجھ سے پوچھا حکم اس چیز کا کہ دریا پھینکے سو میں نے ان کو حکم دیا کہ اس کو کھائیں پھر جب میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو یہ قصہ ذکر کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ حلال ہوا تم کو شکار دریا کا اور طعام اس کا سو شکار اس کا وہ ہے جو شکار کیا جائے اور طعام اس کا وہ ہے جس کو پھینکے۔

وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الطَّافِیْ حَلَالٌ.

یعنی اور کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ طافی مچھلی حلال ہے

فائدہ: اور طافی مچھلی وہ ہے جو خود بخود مر کر پانی کے اوپر آ جائے اور دار قطنی نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے ذبح کیا ہے واسطے تمہارے جو دریا میں ہے سو کھاؤ سب چیز جو دریا میں ہے کہ وہ ذبح کی ہوئی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَعَامُهُ﴾ مَیْتَتُهُ إِلَّا مَا قَذِرْتَ مِنْهَا وَالْجِرِّیُّ لَا تَاْكُلُهُ الْیَهُوْدُ وَنَحْنُ نَاْكُلُهُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ﴾ کہ مراد طعام سے دریا کا مرا ہوا جانور ہے مگر جس چیز کو تو مکروہ جانے یعنی باعتبار طبع کے اور جریث کو یہود نہیں کھاتے اور ہم کھاتے ہیں۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جری کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں صرف یہود اس کو حرام جانتے ہیں اور ہم اس کو کھاتے ہیں اور کہا ابن حبیب نے کہ میں اس کو مکروہ جانتا ہوں اس واسطے کہ کہا جاتا ہے کہ وہ ان جانوروں سے ہے جن کی صورت بدل گئی اور جری کو جریث بھی کہا جاتا ہے اور جریث وہ مچھلی ہے جس پر چھلکا نہ ہو اور کہا ازہری نے کہ وہ ایک قسم کی مچھلی ہے جو سانپ کے مشابہ ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ مچھلی ہے جس پر چھلکا نہ ہو اور اس کو مار ماہی بھی کہتے ہیں اور کہا خطابی نے کہ وہ ایک قسم مچھلی جو سانپ کی مثل ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک قسم ہے درمیان سے چوڑی ہوتی ہے اور دونوں طرف سے پتلی ہوتی ہے۔

وَقَالَ شُرَیْحٌ صَاحِبُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَیْءٍ فِی الْبَحْرِ مَذْبُوْحٌ وَقَالَ عَطَاءٌ أَمَّا الطَّیْرُ فَأَرٰی أَنْ یَّذْبَحَهٗ.

اور کہا شریح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نے کہ ہر چیز جو دریا میں ہے ذبح کی ہوئی ہے اور کہا عطاء نے کہ لیکن پرندہ سو میں دیکھتا ہوں کہ ذبح کیا جائے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں عمرو بن دینار اور ابو زبیر سے کہ دونوں نے شریح صحابی سے سنا کہتے تھے کہ ہر چیز جو دریا میں ہے ذبح کی ہوئی ہے سو میں نے یہ عطاء سے ذکر کیا اس نے کہا کہ بہر حال پرندہ سو میں

دیکھتا ہوں کہ ذبح کیا جائے اور روایت کیا ہے اس کو دار قطنی وغیرہ نے عمرو بن دینار سے کہا سنا میں نے ایک بڑے بوڑھے سے اللہ کے ساتھ قسم کھاتا تھا کہ نہیں ہے دریا میں کوئی جانور مگر کہ اللہ نے اس کو آدمیوں کے واسطے ذبح کیا ہے اور روایت کی ہے دار قطنی نے عبداللہ بن سرجس کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ذبح کی ہے ہر چیز کہ دریا میں ہے واسطے آدمیوں کے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور اسی طرح روایت کی ہے طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ دریا کی ہر چیز ذبح کی ہوئی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ صَيْدُ الْأَنْهَارِ وَقِلَاتِ السَّيْلِ أَصَيْدُ بَحْرٍ هُوَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا ﴿هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهُ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَّمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا﴾.

کہا ابن جریج نے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ شکار نہروں کا اور ان پانیوں کا جو جمع ہوتے ہیں پہاڑ کے سوراخوں میں بہاؤ سے کیا وہ دریا کا شکار ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں اور یہ آیت پڑھی کہ یہ میٹھا پانی ہے پیاس بجھاتا ہے اور یہ کھارا ہے کڑوا اور ہر ایک میں سے کھاتے ہو تم گوشت تازہ۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اس سے حوض قشیری کی مچھلیوں کا حکم پوچھا اور وہ ایک کوان ہے حرم میں کیا شکار کیا جائے؟ اس نے کہا کہ ہاں!۔

وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلٰى سَرْجٍ مِّنْ جُلُوْدِ كِلَابِ الْمَآءِ.

اور سوار ہوئے امام حسن رضی اللہ عنہ آبی کتوں کی کھال کی زین پر یعنی جو زین کہ آبی کتوں کی کھال سے بنائی گئی ہو۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَوْ أَنَّ أَهْلِيْ أَكَلُوا الضَّفَادِعَ لَأَطْعَمْتُهُمْ.

یعنی کہا شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر میرے گھر والے مینڈک کو کھائیں تو البتہ میں ان کو کھلاؤں۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ نہیں بیان کیا شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مینڈک کو ذبح کیا جائے یا نہیں اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ بغیر ذبح کے کھایا جائے اس کے ذبح کرنے کی حاجت نہیں اور ان میں سے بعض نے تفصیل کی ہے درمیان اس چیز کے کہ اس کا ٹھکانا پانی ہو اور غیر اس کا اور حنفیوں سے منقول ہے کہ ضروری ہے ذبح کرنا اور یہی ہے ایک روایت شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلَحْفَاةِ بَأْسًا.

یعنی نہیں دیکھا ہے حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ سنگ پشت کے کوئی ڈر۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلْ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ نَصْرَانِيٍّ أَوْ يَهُوْدِيٍّ أَوْ مَجُوْسِيٍّ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کھا شکار دریا کا اگرچہ شکار کرے اس کو نصرانی یا یہودی یا مجوسی۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس تعلیق کو بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کھا جو پھینکے دریا یا شکار کیا جائے اس سے خواہ شکار کرے اس کو نصرانی یا یہودی یا مجوسی کہا ابن تین نے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شکار دریا کا نہ کھایا جائے اگر شکار کرے اس کو اور شخص سوائے ان لوگوں کے اور وہ اسی طرح ہے نزدیک ایک قوم کے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے عطاء اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اور ساتھ اور سند کے علی رضی اللہ عنہ سے کہ اگر مجوسی مچھلی کو شکار کرے تو اس کا کھانا مکروہ ہے۔ (فتح)

وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَآءِ فِی الْمُرِیْ ذَبَحَ الْخَمْرَ النِّیْنَانُ وَالشَّمْسُ.

یعنی اور کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ صحابی نے مری کے حق میں کہ حلال ہو جاتا ہے شراب مچھلیوں اور سورج سے۔

فائدہ: کہا حربی نے کہ یہ مری ہے کہ شام میں بنایا جاتا ہے شراب لی جاتی ہے سو اس میں نمک اور مچھلی ڈالی جاتی ہے اور سورج کی دھوپ میں اس کو رکھا جاتا ہے سو متغیر ہوتی ہے شراب کے مزے سے اور واسطے اس اثر کے اور بھی طریقے ہیں روایت کیا ہے ان کو طحاوی نے کہ تھے ابو درداء رضی اللہ عنہ کھاتے مری کو جس میں شراب ڈالی جاتی ہے اور کہتے کہ مباح کیا ہے اس کو نمک اور سورج نے اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مری کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مباح کیا ہے شراب کے نشے کو سورج نے سو ہم کھاتے ہیں نہیں دیکھتے ہم ساتھ اس کے کچھ ڈر، کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ذیل غریب میں کہ تعبیر کی ہے ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ساتھ ذبح کے نمک اور سورج کی قوت سے اور غالب ہونے ان کے سے شراب پر اور دور کرنے ان کے سے اس کے مزے کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے مچھلیوں کو سوائے نمک کے اس واسطے کہ مقصود اس سے حاصل ہوتا ہے سوائے اس کے ان کی یہ مراد نہیں کہ صرف مچھلیاں ہے ان کے مزے کو بدل ڈالتی ہیں اور ابو درداء رضی اللہ عنہ فتویٰ دیتے تھے کہ جائز ہے سرکہ بنانا شراب کا سو کہا اس نے کہ مچھلی ساتھ نمک کے غالب ہوتی ہے شراب کی تیزی پر اور دور کرتی ہے اس کی شدت کو اور سورج اثر کرتا ہے بیچ سرکہ بنانے اس کے سو ہو جاتی ہے حلال، کہا اور شام کے آسودہ لوگ لاتے تھے مری کو ساتھ شراب کے اور اکثر اوقات اس میں مچھلی بھی ڈالتے جس میں نمک ہوتا اور مقصود مری سے کھانے کا ہضم کرنا ہوتا تھا اور ملاتے اس میں ہر ہضم کرنے والی چیز کو تا کہ بھوک زیادہ لگے اور تھے ابو درداء رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت اصحاب سے کھاتے اس مری کو جو شراب سے بنایا جاتا اور داخل کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے بیچ طہارت شکار دریا کے اس کی مراد یہ ہے کہ مچھلی پاک اور حلال ہے اور یہ کہ اس کا پاک اور حلال ہونا بڑھتا ہے طرف غیر اس کے کی مانند نمک کی یہاں تک کہ ہوتا ہے حرام ناپاک ساتھ ملانے اس کے کی طرف اس کی حلال اور پاک اور یہ رائے اس شخص کی ہے جو کہتا ہے کہ جائز ہے سرکہ بنانا شراب کا اور یہ قول ابو درداء رضی اللہ عنہ کا ہے اور ایک جماعت کا اور کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ استعارہ کیا ہے ذبح کو واسطے حلال کرنے کے سو گویا کہ کہتا ہے کہ جیسا کہ حلال کرتا ہے ذبح کرنا ذبح کئے ہوئے جانور کے کھانے کو

سوائے مردار کے پس اسی طرح یہ چیزیں جب شراب میں رکھی جائیں تو ذبح کے قائم مقام ہوتے ہیں سو اس کو حلال کر دیتے ہیں اور کہا بیضاوی نے کہ مراد یہ ہے کہ شراب حلال ہو جاتی ہے ساتھ اس مچھلی کے جو اس میں ڈالی گئی اور پکانے اس کے کی ساتھ سورج کے سو ہو گا یہ بجائے ذبح کرنے کے واسطے جانور کے اور اس کے غیر نے کہا کہ ذبحتھا کے معنی ہیں اس کے فعل کو باطل کیا اور ذکر کیا ہے حاکم نے نوع عشرین میں علوم حدیث سے ابن شہاب رحمہ اللہ کے طریق سے اس نے روایت کی ہے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ بچو شراب سے کہ وہ سب پلیدیوں کی ماں ہے کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے اس حدیث میں کہ نہیں خیر ہے شراب میں اور یہ کہ جب وہ فاسد کیا جائے تو نہیں خیر ہے بیچ اس کے یہاں تک کہ اللہ ہی اس کو بدلائے پس ہو گا اس وقت سرکہ کہا ابن شہاب رحمہ اللہ کہ حاضر ہوا میں پاس قبیصہ کے منع کرتے تھے کہ بنایا جائے شراب کو مری جب کہ پکڑا جائے اور حالانکہ وہ شراب ہو۔ (فتح)

٥٠٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا لَمْ يُرَ مِثْلُهُ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهٖ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ.

٥٠٦٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے پتوں والے لشکر کے ساتھ جہاد کیا اور امیر کیے گئے ہم پر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سو ہم سخت بھوکے ہوئے سو دریا نے ایک مچھلی مری ہوئی کنارے پر پھینکی کہ ہم نے اس کی مثل نہیں دیکھی یعنی بڑائی میں اس کو عنبر کہا جاتا تھا سو ہم نے اس کا گوشت آدھا مہینہ کھایا پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی لی یعنی پہلو کی ہڈی کھڑی کی سو اس کے نیچے سے سوار گزرا۔

٥٠٧٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِائَةِ رَاكِبٍ وَأَمِيْرُنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ نَرْصُدُ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ فَأَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ جَيْشَ الْخَبَطِ وَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا بِوَدَكِهٖ حَتّٰى صَلَحَتْ أَجْسَامُنَا قَالَ

٥٠٧٠۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تین سو سوار کو بھیجا اور ہمارے سردار ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے اس حال میں کہ قریش کے قافلے کی تاک اور طلب میں تھے سو ہم کو سخت بھوک پہنچی یہاں تک کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے پس نام رکھا گیا اس جنگ کا جیش الخبط یعنی اس سبب سے کہ لوگوں نے اس میں بھوک کے مارے درختوں کے پتے کھائے سو دریا نے ایک مچھلی کنارے پر پھینکی کہ اس کو عنبر کہا جاتا تھا سو ہم نے اس کا گوشت آدھا مہینہ کھایا اور اس کی

فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَهٗ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهٗ وَكَانَ فِيْنَا رَجُلٌ فَلَمَّا اشْتَدَّ الْجُوْعُ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَهَاهُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ.

چربی اپنے بدنوں پر ملی یہاں تک کہ ہمارے بدن درست ہوئے پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی کھڑی کی سو اس کے نیچے سے سوار گزرا اور ہم میں ایک مرد تھا سو جب بھوک کی شدت ہوئی تو اس نے تین اونٹ کو ذبح کیا پھر تین اونٹ کو ذبح کیا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض وارد کرنے اس کے سے اس جگہ قصہ مچھلی کا ہے اس واسطے کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جائز ہے کھانا دریا کی مری ہوئی چیز کا واسطے تصریح کرنے اس کے کی حدیث میں کہ دریا نے ایک مری ہوئی مچھلی پھینکی کہ اس کی مثل نہیں دیکھی گئی اس کو عنبر کہا جاتا تھا اور مغازی میں پہلے گزر چکا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گوشت کھایا اور ساتھ اس کے تمام ہو گی دلالت نہیں تو مجرد کھانا اصحاب کا گوشت اس کے سے اور حالانکہ وہ بھوک کی حالت میں تھے کبھی کہا جاتا ہے کہ وہ اضطرار کے واسطے ہے خاص کر اس میں قول ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ وہ مردار ہے پھر کہا کہ نہیں بلکہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی ہیں اور اللہ کی راہ میں ہیں اور البتہ تم اس کی طرف مضطر ہوئے ہو سو کھاؤ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے قول کا حاصل یہ ہے کہ بنا کیا انہوں نے اس کو اول اوپر عام ہونے تحریم مردار کے پھر یاد کی تخصیص مضطر کے ساتھ مباح ہونے اکل ان کے کی جب کہ ہو بے حکمی کرنے والا اور نہ زیادتی اور وہ ساتھ اسی صفت کے تھے اس واسطے کہ وہ اللہ کی راہ میں تھے اور اس کے رسول کی فرمانبرداری میں اور البتہ ظاہر ہو چکا ہے حدیث کے آخر سے کہ اس کا حلال ہونا اضطرار کے سبب سے نہ تھا بلکہ بسبب ہونے اس کے کی شکار دریا کا سو اس کے آخر میں ہے کہ جب ہم مدینے میں آئے تو ہم نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ وہ رزق ہے کہ اللہ نے اس کو نکالا اور ہم کو کھلاؤ اگر تمہارے ساتھ ہو سو بعض اصحاب اس کا ایک عضو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھایا سو ظاہر ہوا واسطے ان کے کہ وہ حلال مطلق ہے اور مبالغہ کیا بیان میں ساتھ کھانے کے اس میں سے اس واسطے کہ آپ مضطر نہ تھے سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ دریا کا مرا ہوا جانور مباح ہے برابر ہے کہ خود بخود مر جائے یا شکار کرنے سے مرے اور یہ قول جمہور کا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ وہ مکروہ ہے اور فرق کیا ہے انہوں نے درمیان اس چیز کے کہ اس کو دریا پھینکے اور درمیان اس کے کہ مر جائے اس میں بغیر آفت کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے کہ جس چیز کو دریا پھینکے یا اس سے پانی ہٹ جائے تو اس کو کھاؤ اور جو اس میں مر کر اوپر آئے تو اس کو نہ کھاؤ روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے مرفوعا یحییٰ بن سلیم طائفی سے ابو زبیر سے جابر سے پھر کہا کہ اور روایت کیا ہے اس کو ثوری اور ایوب وغیرہ نے ابو زبیر سے موقوف اور مسند کیا ہے اس کو وجہ ضعیف سے ابن ابی ذئب سے ابو زبیر سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ

سے مرفوعا کہا ترمذی نے کہ میں نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ حدیث محفوظ نہیں اور مروی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے خلاف اس کا اور یحییٰ بن سلیم صدوق ہے وصف کیا ہے انہوں نے اس کو ساتھ سوء حفظ کے اور کہا نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے قوی اور کہا ابو حازم نے کہ نہیں ہے حافظ اور کہا ابن حبان نے ثقات میں کہ تھا خطا کرتا اور متابعت کی گئی ہے اس کی مرفوع کرنے پر اور نکالا ہے اس کو دارقطنی نے ابو احمد کی روایت سے اس نے روایت کی ثوری سے مرفوع لیکن کہا کہ مخالفت کی ہے اس کی وکیع وغیرہ نے سو موقوف بیان کیا ہے انہوں نے اس کو ثوری سے اور یہی صواب ہے اور مروی ہے ابن ابی ذئب اور اسماعیل بن امیہ سے مرفوع اور نہیں صحیح ہے اور صحیح موقوف ہونا ہے اس کا اور جب کہ نہ صحیح ہوئے مگر موقوف تو البتہ معارض ہے اس کو قول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ کا اور قیاس تقاضا کرتا ہے اس کے حلال ہونے کو اس واسطے کہ وہ مچھلی ہے کہ اگر خشکی میں مر جائے تو البتہ کھائی جاتی ہے بغیر ذبح کرنے کے اور اگر اس سے پانی ہٹ جائے یا اس کو اور مچھلی مار ڈالے تو البتہ کھائی جاتی ہے سو اسی طرح جائز ہے کھانا اس کا جب کہ مر جائے اور حالانکہ دریا میں ہو اور یہ جو اس نے کہا کہ ہم نے اس کا گوشت آدھا مہینہ کھایا تو اس کے اس قول سے مستفاد ہوتا ہے کہ جائز ہے کھانا گوشت کا اگرچہ بدبودار ہو جائے اور ٹھہر جائے اس واسطے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد اس میں سے کھایا اور گوشت اتنی مدت بے بو کے نہیں رہتا خاص کر کے مدینے میں باوجود شدت گرمی کے لیکن احتمال ہے کہ انہوں نے اس کو نمک لگا رکھا ہو اور خشک کر رکھا ہو سو نہ داخل ہوئی ہو اس میں بو اور البتہ پہلے گزر چکا ہے قول نووی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ نہی کھانے گوشت کے سے جب کہ بودار ہو جائے واسطے تنزیہ کے ہے مگر یہ کہ اس سے ضرر کا خوف ہو سو حرام ہوتا ہے اور یہ جواب اس کے مذہب پر ہے لیکن حمل کیا ہے اس کو مالکیہ نے اوپر حرام کرنے کے مطلق، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا دریا کے جانور کا مطلق اس واسطے کہ اصحاب کے پاس کوئی نص نہ تھی جو عنبر کو خاص کرے اور حالانکہ انہوں نے اس کا گوشت کھایا اسی طرح کہا ہے بعض نے اور خدشہ کرتا ہے اس میں یہ کہ اول انہوں نے بطور اضطرار کے کھایا اور جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس طور کے کہ کھایا تھا انہوں نے اس کو مطلق باعتبار ہونے اس کے شکار دریا کا پھر توقف کیا انہوں نے باعتبار ہونے اس کے مردہ سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مباح ہے کھانا اس چیز کا کہ شکار کی جائے دریا سے بیان کیا واسطے ان کے شارع نے اخیر میں کہ دریا کا مرا ہوا جانور حلال ہے اور نہیں فرق کیا درمیان طافی کے اور غیر اس کے کی اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیوں نے کہ وہ وہاں ٹھہر کر چند روز اس کو کھاتے رہے سو اگر اس کو مردار جان کر بطور اضطرار کے کھایا ہوتا تو اس پر دوام نہ کرتے اس واسطے کہ مضطر جب مردار کو کھاتا ہے تو بقدر حاجت کے کھاتا ہے پھر انتقال کرتا ہے واسطے طلب مباح کے سوائے اس کے اور بعض علماء نے مختلف حدیثوں میں تطبیق دی ہے ساتھ حمل کرنے نہی کے اوپر کراہت تنزیہ کے اور حمل کرنے اس چیز کے جو اس کے سوائے ہے جواز پر اور نہیں اختلاف ہے درمیان علماء کے

بیچ حمل کرنے سمک کے اوپر مختلف اقسام اس کے یعنی سب قسم کی مچھلی اس میں داخل ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اس چیز میں ہے جو خشکی کے جانور کی صورت پر ہو مانند آدمی اور کتے اور سو اور بڑے سانپ کی سو حنفیہ کے نزدیک مچھلی کے سوائے سب چیز حرام ہے اور یہ قول شافعیہ کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اس پر ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ مچھلی مذکور کا نام سمک نہیں رکھا جاتا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حدیث وارد ہوئی ہے مچھلی میں بطور نص کے اور شافعیہ کا اصح منصوص قول یہ ہے کہ دریا کا جانور مطلق حلال ہے اور یہ مذہب مالکیہ کا ہے سوائے خنزیر کے ایک روایت میں اور دلیل ان کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ اور یہ حدیث ہے هُوَ الطَّهُوْرُ مَآءُهٗ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهٗ کہ پاک ہے پانی اس کا اور حلال ہے مردہ اس کا روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور اصحاب سنن نے اور صحیح کہا ہے ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہم نے اور شافعیہ سے ہے کہ جس کی نظیر خشکی میں کھائی جاتی ہے وہ حلال ہے اور جو نہیں سو نہیں اور مستثنیٰ کیا ہے انہوں نے اصح قول پر جو گزران کرتی ہے دریا میں اور خشکی میں اور وہ دو قسم ہے پہلی قسم وہ چیز ہے کہ وارد ہوئی ہے بیچ منع کھانے اس کے کوئی چیز جو خاص کرتی ہے اس کو مانند مینڈک کے اور اسی طرح مستثنیٰ کیا ہے اس کو احمد نے واسطے وارد ہونے منع کے قتل کرنے اس کے سے وارد ہوئی ہے یہ منع عبدالرحمن بن عثمان تیمی کی حدیث سے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور واسطے اس کے شاہد ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نزدیک ابن ابی عاصم کے اور دوسرا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور اس نے اتنا زیادہ کیا ہے اس واسطے کہ اس کا بولنا تسبیح ہے اور ذکر کیا ہے اطباء نے کہ مینڈک دو قسم پر ہے ایک بری ہے اور ایک بحری سو جو کوئی بری کو کھائے وہ مر جاتا ہے اور جو بحری ہے وہ بھی کھانے والے کو ضرر دیتا ہے اور تمساح بھی مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ وہ کاٹتا ہے اپنے دانت سے اور احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں ایک روایت ہے اور مثل اس کی ہے قرش دریا شور میں برخلاف اس چیز کے کہ فتویٰ دیا ہے ساتھ اس کے محب طبری نے اور ثعبان اور عقرب اور سرطان اور سنگ پشت واسطے خبیث ہونے ان کے کی اور ضرر کے جو لاحق ہے زہر سے دوسری قسم وہ ہے کہ نہیں وارد ہوا ہے اس میں کوئی مانع جو اس کے کھانے سے منع کرے سو وہ حلال ہے لیکن ساتھ شرط ذبح کے مانند بطخ کے اور پانی کے پرندے کے، واللہ اعلم۔

تنبیہ: یہ قصہ ہجرت کے دوسرے سال میں واقع ہوا ہے جنگ بدر سے پہلے اور اس کا بیان یوں ہے کہ حضرت ﷺ دو سو اصحاب کو ساتھ لے کر نکلے تھے واسطے لوٹنے قافلے قریش کے اس میں امیہ بن خلف تھا سو بواط میں پہنچے اور وہ ایک پہاڑ ہے شام سے لگتا اس کے اور مدینے کے درمیان چار برد کا فاصلہ ہے سو حضرت ﷺ قافلے کو نہ ملے اور پلٹ آئے سو شاید حضرت ﷺ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ وہاں چھوڑ آئے تھے کہ قافلے مذکور کی تلاش کریں سو یہ سب قصہ درحقیقت ایک ہی قصہ ہے۔ (فتح)

بَابُ أَكْلِ الْجَرَادِ. ٹڈی کے کھانے کے بیان میں۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ یہ مشتق ہے جرد سے اس واسطے کہ نہیں اترتی ہے کسی چیز پر مگر کہ اس کو خالی کر دیتی ہے اور اس کی پیدائش عجیب ہے اس میں دس حیوان کا منہ ہے اور یہ دو قسم ہے ایک اڑنے والی ہے اور ایک کودنے والی ہے اور نہیں گزرتی ہے کسی کھیتی پر مگر کہ اس کو ویران کر دیتی ہے اور اس کے اصل میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ یہ از قسم مچھلی کے ہے اسی واسطے بغیر ذبح کے کھائی جاتی ہے اور حدیث ضعیف میں وارد ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کھاؤ دریا کا شکار ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور ترمذی نے اور اس کی سند ضعیف ہے اور اگر صحیح ہو تو البتہ ہوگی اس میں حجت واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے بدلہ بیچ اس کے جب کہ مار ڈالے اس کو محرم اور جمہور علماء اس کے برخلاف ہیں کہا ابن منذر نے کہ کسی نے نہیں کہا کہ اس میں بدلہ ہے سوائے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اور جب ثابت ہوا اس میں بدلہ تو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ بری ہے یعنی خشکی کا جانور ہے اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ جائز ہے کھانا اس کا بغیر ذبح کے مگر یہ کہ مشہور مالکیہ کے نزدیک شرط ہونا ذبح اس کے کا ہے اور اختلاف ہے اس کی صفت میں سو بعض نے کہا کہ اس کا ذبح کرنا اس کا سر کاٹنا ہے کہا ابن وہب نے کہ اس کا پکڑنا اس کا ذبح کرنا ہے اور موافقت کی ہے ان میں سے مطرف نے جمہور کی اس میں کہ اس کے ذبح کرنے کی حاجت نہیں ہے واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حلال ہوئے واسطے ہمارے دو مردے اور دو خون مچھلی اور ٹڈی اور جگر اور تلی روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ اور دار قطنی نے مرفوع اور کہا کہ موقوف اصح ہے اور بیہقی نے بھی اس کے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے لیکن کہا کہ واسطے اس کے حکم رفع کا ہے۔ (فتح)

٥٠٧١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ سِتًّا كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ قَالَ سُفْيَانُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَإِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى سَبْعَ غَزَوَاتٍ.

۵۰۷۱۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ہمراہ چھ یا سات بار جہاد کیا ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے، کہا سفیان اور ابوعوانہ اور اسرائیل نے ابویعفور سے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سات بار جہاد کیا یعنی ان لوگوں کی روایت میں شک نہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے تو احتمال ہے کہ مراد معیت سے مجرد جہاد کرنا ہو سوائے کھانے ٹڈی کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ کھانے ٹڈی کے ہو اور دلالت کرتا ہے دوسرے احتمال پر جو واقع ہوا ہے دوسری روایت میں کہ حضرت ﷺ بھی ہمارے ساتھ کھاتے اور یہ اگر صحیح ہو تو رد کرتا ہے یہ صمیری پر شافعیہ سے اس کے

گمان میں کہ حضرت ﷺ نے اس کو مکروہ جانا ہے جیسے سوسمار کو مکروہ جانا اور شاید اس کی سند یہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ سوسمار سے پوچھے گئے تو فرمایا کہ نہ میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں اور پوچھے گئے ٹڈی سے سو اس میں بھی اسی طرح فرمایا اور یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اجماع کو اوپر حلال ہونے کھانے ٹڈی کے لیکن تفصیل کی ہے ابن عربی نے ترمذی کی شرح میں درمیان ٹڈی حجاز کے اور ٹڈی اندلس کے سو کہا اس نے کہ اندلس کی ٹڈی نہ کھائی جائے اس واسطے کہ وہ ضرر محض ہے اور یہ اگر ثابت ہو کہ اس کا کھانا ضرر کرتا ہے ساتھ اس طور کے کہ ہو اس میں زہر جو خاص کرے اس کو سوائے اور شہروں کے تو متعین ہوگا مستثنیٰ ہونا اس کا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ اٰنِيَةِ الْمَجُوْسِ وَالْمَيْتَةِ. مجوس اور مردار کے برتنوں کا بیان۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اسی طرح باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اور لایا ہے اس میں حدیث ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی اور اس میں ذکر اہل کتاب کا ہے یعنی اس میں مجوس کا ذکر نہیں ہے سو شاید بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ وہ بھی اہل کتاب ہیں اور کہا ابن منیر نے کہ باب باندھا ہے واسطے مجوس کے اور حدیثیں اہل کتاب میں ہیں اس واسطے کہ اس نے بنا کی ہے اس پر کہ ڈر دونوں میں ایک ہے اور وہ نہ بچنا ان کا ہے گندگیوں سے اور کہا کرمانی نے کہ یا حکم اس کا ساتھ قیاس کے ہے یعنی ایک کو دوسرے پر قیاس کیا ہے یا اس اعتبار سے کہ مجوس گمان کرتے ہیں کہ وہ اہل کتاب ہیں۔ میں نے کہا اور احسن اس سے یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں منصوص مجوس پر یعنی اس کے بعض طریقوں میں مجوس کا نام صریح آچکا ہے سو ترمذی میں ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت ﷺ مجوس کی ہانڈیوں سے سو فرمایا کہ ان کو دھو کر پاک کر لو اور ان میں پکاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ان یہود اور نصاریٰ اور مجوس پر گزرتے ہیں سو ہم ان کے برتنوں کے سوا اور برتن نہیں پاتے الحدیث، اور یہ طریقہ ہے کہ بہت استعمال کرتا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ سو جس حدیث کی سند میں مقال ہو اس کے ساتھ باب باندھتا ہے پھر وارد کرتا ہے باب میں وہ چیز کہ لیا جائے اس سے حکم بطور الحاق کے اور مانند اس کے کی اور حکم مجوس کے برتنوں میں نہیں مختلف ہے ساتھ حکم اہل کتاب کے برتنوں میں اس واسطے کہ علت اگر یہ ہو کہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے جیسے اہل کتاب کا تو کوئی اشکال نہیں اور اگر ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہے کما سیاتی البحث فیہ تو جن برتنوں میں وہ اپنا ذبح کیا ہوا جانور پکاتے ہیں وہ پلیدی کے لگنے سے ناپاک ہوں گے سو اہل کتاب بھی اسی طرح ہیں اس واسطے کہ پلیدی سے بچنا ان کے دین میں نہیں اور ساتھ اس طور کے کہ وہ ان میں سور کا گوشت پکاتے ہیں اور ان میں شراب وغیرہ رکھتے ہیں اور تائید کرتی ہے دوسرے احتمال کو وہ چیز جو روایت کی ہے ابو داؤد اور بزار نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت ﷺ کے ہمراہ جہاد کرتے تھے سو ہم مشرکوں کے برتن پاتے تھے

سوہم ان کے ساتھ فائدہ اٹھاتے تھے سو اس سے ہم پر عیب نہ کیا جاتا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ان کو دھوتے اور ان میں کھاتے۔ (فتح)

۵۰۷۲ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَنَأْكُلُ فِيْ آنِيَتِهِمْ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَأَصِيْدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِي الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ فَلَا تَأْكُلُوْا فِيْ آنِيَتِهِمْ إِلَّا أَنْ لَّا تَجِدُوْا بُدًّا فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا بُدًّا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهٗ فَكُلْهُ.

۵۰۷۲۔ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو میں نے کہا کہ یا حضرت! ہم اہل کتاب کی زمین میں ہیں سو ہم ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں یعنی کیا جائز ہے ان کے برتنوں میں کھانا اور ہم شکار کی زمین میں ہیں شکار کرتا ہوں میں اپنی کمان سے اور شکار کرتا ہوں اپنے کتے سکھائے ہوئے سے اور اپنے کتے بے سکھائے ہوئے سے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ذکر کیا تو نے کہ تم اہل کتاب کی زمین میں ہو سو ان کے برتنوں میں نہ کھایا کرو مگر یہ کہ کوئی چارہ نہ پاؤ تو دھولو اور کھاؤ اور جو تو نے ذکر کیا کہ تم شکار کی زمین میں ہو سو جو شکار کرے تو اپنی کمان سے سو اللہ کا نام لے اور کھا اور جو شکار کرے تو اپنے کتے سکھائے ہوئے سے سو اس پر اللہ کا نام لے اور کھا اور جو شکار کرے تو اپنے کتے غیر معلم سے سو تو اس کی ذبح کو پائے تو اس کو کھا۔

۵۰۷۳ ۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ لَمَّا أَمْسَوْا يَوْمَ فَتَحُوْا خَيْبَرَ أَوْقَدُوا النِّيْرَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامَ أَوْقَدْتُمْ هٰذِهِ النِّيْرَانَ قَالُوْا

۵۰۷۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اصحاب نے فتح خیبر کے دن شام کی تو آگ کو جلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کس چیز پر آگ کو جلایا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ خانگی گدھوں کا گوشت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہاؤ جو ہانڈیوں میں ہے اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو تو

لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ أَهْرِيْقُوْا مَا فِيْهَا وَاكْسِرُوْا قُدُوْرَهَا فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ نُهَرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ ذَاكَ.

قوم میں سے ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ ہم بہاتے ہیں جو ان میں ہے اور ان کو دھو ڈالتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یا اس طرح کرو یعنی اختیار ہے خواہ دھولو خواہ توڑ ڈالو۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ یہ جو بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں مردار کا ذکر کیا ہے تو تنبیہ کی ہے اس نے ساتھ ذکر کرنے اس کے اس پر کہ گدھے چونکہ حرام تھے تو ان میں ذبح نے کچھ اثر نہ کیا سو ہوں گے مردار اور اسی واسطے حکم کیا ساتھ دھونے برتنوں کے ان کے گوشت سے اور سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا.

ذبح کیے جانور پر بسم اللہ کہنا اور جو جان بوجھ کر بسم اللہ نہ کہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جان بوجھ کر تو اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس قول کے طرف اس کی کہ جان بوجھ کر چھوڑنے والے اور بھولے سے چھوڑنے والے کے درمیان فرق ہے کہ جو جان بوجھ کر بسم اللہ نہ کہے اس کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں اور جو بھولے سے چھوڑے اس کا ذبیحہ حلال ہے اس واسطے کہ مدد لی ہے اس نے واسطے اس کے ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور اس چیز کی کہ ذکر کی اس نے بعد اللہ کے اس قول سے کہ نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہیں لیا گیا اس پر نام اللہ کا پھر کہا کہ ناسی کا نام فاسق نہیں رکھا جاتا یہ اشارہ ہے اللہ کے اس قول کی طرف جو آیت میں ہے ﴿وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾ سو استنباط کیا اس نے اس سے کہ فسق کی وصف واسطے عامد کے ہے پس خاص ہو گا حکم ساتھ اس کے اور تفرقہ درمیان ناسی اور عامد کے ذبیحہ میں قول احمد رحمہ اللہ کا ہے اور ایک گروہ کا اور قوی کیا ہے اس کو غزالی نے احیاء میں اس حجت سے کہ ظاہر آیت کا ایجاب ہے اور اسی طرح حدیثیں بھی اور جو حدیثیں کہ رخصت پر دلالت کرتی ہیں وہ تعمیم کا احتمال رکھتی ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ ناسی کے ساتھ خاص ہوں سو ہو گا حمل کرنا اس کا اوپر اس کے اولیٰ تا کہ جاری ہوں سب دلیلیں اپنے ظاہر پر اور معذور رکھا جائے گا ناسی سوائے عامد کے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ نَسِيَ فَلَا بَأْسَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے تو نہیں ہے کچھ ڈر۔

فائدہ: روایت کی ہے سعید بن منصور نے عکرمہ سے اس روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مسلمان میں اللہ کا نام موجود ہے اگرچہ اللہ کا نام نہ لے اور اس کی سند صحیح ہے اور وہ موقوف ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہ لیا جائے اس پر اللہ کا نام اور بے شک وہ فسق ہے اور ناسی

وَالنَّاسِيْ لَا يُسَمّٰى فَاسِقًا وَقَوْلُهُ ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾.

کا نام فاسق نہیں رکھا جاتا اور اللہ نے فرمایا کہ بے شک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف زجر کی حجت پکڑنے سے واسطے جواز ترک بسم اللہ کے ساتھ تاویل آیت کے اور حمل کرنے اس کے کی غیر ظاہر پر تا کہ نہ ہو شیطان کے وسوسہ سے تا کہ روکے اللہ کے ذکر سے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو روایت کی ہے ابن ماجہ اور ابوداؤد اور طبری نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کافر کہتے تھے کہ جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو نہ کھاؤ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو کھاؤ اللہ نے فرمایا اور نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہ لیا جائے اس پر نام اللہ کا اور نیز روایت کی ہے ابوداؤد اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ ہم کھاتے ہیں اس چیز سے کہ ہم نے ماری اور نہیں کھاتے اس چیز سے کہ اللہ نے ماری سو یہ آیت اتری اور نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہ لیا جائے اس پر نام اللہ کا آخر آیت تک اور روایت کی ہے طبری نے علی بن طلحہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مانند اس کی اور بیان کیا ہے آیت کو مشرکون تک اگر فرمانبرداری کرو تم ان کی اس چیز میں کہ میں نے تم کو اس سے منع کیا اور روایت کی ہے قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ﴾ کہا کہ مجادلہ کیا ساتھ مسلمانوں کے مشرکوں نے ذبیحہ میں اور روایت کی ہے ابن جریج سے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ کیا مطلب ہے اللہ کے اس قول کا سو کھاؤ اس چیز سے کہ لیا گیا ہے اس پر نام اللہ کا؟ کہا کہ حکم کرتا ہے تم کو اللہ ساتھ لینے نام اس کے کی کھانے پر اور پینے پر اور ذبح پر میں نے کہا اور کیا معنی ہیں اللہ کے اس قول کے اور نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہ لیا جائے اس پر نام اللہ کا؟ کہا کہ منع کرتا ہے ان جانوروں سے جو جاہلیت کے وقت بتوں پر ذبح کیے جاتے تھے کہا طبری نے جو کہتا ہے کہ مسلمان جس چیز پر ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے وہ چیز حلال نہیں تو یہ قول بعید ہے صواب سے واسطے شاذ ہونے اس کے کی اور خارج ہونے اس کے کی اس چیز سے کہ اس پر اجماع ہے کہا اس نے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾ تو مراد یہ ہے کہ کھانا اس چیز کا کہ نہیں لیا گیا اس پر نام اللہ کا مردار ہے اور اس چیز کا کہ پکاری گئی ہے واسطے غیر اللہ کے فسق ہے اور نہیں حکایت کیا طبری نے کسی سے اس کا خلاف۔ (فتح)

٥٠٧٤ ۔ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ

۵۰۷۴۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذی الحلیفہ میں تھے سو لوگوں کو بھوک

عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ فَأَصَبْنَا إِبِلًا وَّغَنَمًا وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ فَعَجِلُوْا فَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَدُفِعَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ وَّكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَّسِيْرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا قَالَ وَقَالَ جَدِّيْ إِنَّا لَنَرْجُوْ أَوْ نَخَافُ أَنْ نَّلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ.

پہنچی سو ہم نے اونٹوں اور بکریوں کو پایا یعنی غنیمت میں ہم کو ہاتھ لگیں اور حضرت ﷺ پچھلے لوگوں میں تھے سو لوگوں نے جلدی کی اور ہانڈیوں کو کھڑا کیا سو حضرت ﷺ ان کے پاس پہنچے سو حکم کیا ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے سو الٹائیں گئیں اور بہایا گیا جو ان میں تھا پھر غنیمت کو تقسیم کیا سو برابر کیا دس بکریوں کو ساتھ ایک اونٹ کے سو ان میں سے ایک اونٹ بھڑک کر بھاگا اور لشکر میں گھوڑے تھوڑے تھے سو لوگ اس کے پکڑنے کو دوڑے سو اس نے ان کو تھکایا یعنی اور اس کو پکڑ نہ سکے سو ایک مرد نے تیر کے ساتھ اس کی طرف قصد کیا یعنی اور اس کو تیر مارا سو اللہ نے اس کو روکا یعنی اس کو تیر لگا سو کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان گھر کے پلے ہوئے چوپایوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانوروں میں بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جو ان میں سے بھاگے تو کرو ساتھ اس کے اس طرح یعنی جب پالا ہوا جانور وحشی ہو جائے اور ہاتھ نہ لگے کہ اس کو ذبح کیجیے بسم اللہ کہہ کر جہاں زخم لگائے وہ حلال ہو جاتا ہے جیسا کہ جنگلی جانور میں بھی یہی حکم ہے کہا عبایہ نے کہ میرے دادا یعنی رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں یہ کہ کل دشمن سے ملیں یعنی کافروں سے جہاد کریں اور نہیں ہیں ہمارے ساتھ چھریاں کیا ذبح کریں ہم کھپانچ سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو خون کو بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو کھاؤ سوائے دانت اور ناخن کے اور میں خبر دوں گا تم کو اس سے پس دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ذی الحلیفہ میں تو یہ ذی الحلیفہ غیر اس ذی الحلیفہ کا ہے جو مدینے کا میقات ہے جس جگہ سے مدینے والے احرام باندھتے ہیں اس واسطے کہ میقات اس شخص کے راہ میں ہے جو مدینے اور شام سے مکے کو جائے

اور یہ ذی الحلیفہ ذات عرق کے قریب ہے طائف اور مکے کے درمیان اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابو بکر حازمی نے اور واقع ہوا ہے واسطے قابسی کے کہ وہ میقات مشہور ہے اور اسی طرح ذکر کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہا علماء نے کہ تھا یہ واقعہ وقت پھرنے ان کے کی طائف سے آٹھویں سال میں اور یہ جو کہا کہ لوگوں کو بھوک پہنچی تو یہ تمہید ہے واسطے عذر ان کے کی بیچ ذبح کرنے ان کے کی اونٹوں اور بکریوں کو جو ان کو ہاتھ آئیں اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے لوگوں میں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کی حفاظت کے واسطے پیچھے رہتے تھے اس واسطے کہ اگر لشکر سے آگے بڑھتے تو البتہ خوف تھا کہ ضعیف آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جائے اور حالانکہ اصحاب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی بہت حرص تھی پس لازم آتا ہے چلنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پچھلے لوگوں میں نگاہ رکھنا ضعیف لوگوں کا واسطے موجود ہونے ان لوگوں کے جو پیچھے رہتے تھے ساتھ آپ کے قوی لوگوں سے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے جلدی سے ہانڈیوں کو کھڑا کیا یعنی بھوک کے سبب سے جو ان کے ساتھ تھی سو انہوں نے جلدی کی سو ذبح کیا ان جانوروں کو جو غنیمت میں ہاتھ لگے اور اس کو ہانڈیوں میں رکھا اور ایک روایت میں ہے سو جلد باز لوگ چلے سو انہوں نے ذبح کیا اور ہانڈیوں کو کھڑا کیا غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے اور یہ جو کہا کہ ہانڈیاں الٹائی گئیں تو اس جگہ دو چیزوں میں اختلاف ہے ایک ہانڈیوں کے بہانے کے سبب میں دوسری یہ کہ گوشت ضائع کیا گیا یا نہیں لیکن پہلی چیز سو کہا عیاض نے کہ وہ پہنچ چکے تھے طرف دار الاسلام کی اور اس جگہ میں کہ نہیں جائز ہے اس میں کھانا غنیمت کے مال سے جو مشترک ہو مگر بعد تقسیم ہونے کے اور یہ کہ محل جائز ہونے اس کے کا پہلے تقسیم سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس وقت تک ہے جب تک کہ دار الحرب میں ہوں اور احتمال ہے کہ سبب اس کا یہ ہو کہ انہوں نے اس کو جلدی سے اچک لیا اور نہ لیا اس کو اعتدال سے اور بقدر حاجت کے یعنی معاملہ کیا ساتھ ان کے بسبب جلدی کرنے ان کے کی ساتھ نقیض قصد ان کے کی جیسا کہ معاملہ کیا گیا قاتل کے ساتھ منع میراث کے اور جو دوسری چیز ہے سو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مامور یہ ہانڈیوں کے بہانے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ضائع کرنا شوربے کا ہے واسطے سزا ان کی کے اور گوشت کو تو انہوں نے تلف نہ کیا بلکہ محمول ہے وہ اس پر کہ جمع کر کے غنیمت کی طرف پھیرا گیا اور نہیں گمان کیا جاتا کہ حکم کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ضائع کرنا اس کے کا باوجود اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے ضائع کرنے سے منع کیا ہے اور یہ غنیمت لانے والوں کا مال ہے اور نیز قصور ساتھ پکانے اس کے کی نہیں واقع ہوا غنیمت کے تمام مستحقوں سے اس واسطے کہ بعض نے ان میں سے نہیں پکایا تھا اور ان میں سے بعض خمس کے مستحق تھے اور اگر کہا جائے کہ نہیں منقول ہے کہ انہوں نے گوشت کو غنیمت کی طرف اٹھایا ہو تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی منقول نہیں کہ انہوں نے گوشت کو جلا ڈالا ہو سو واجب ہے تاویل اس کی موافق قواعد کے اور وارد ہوتی ہے اس پر حدیث ابوداؤد کی کہ اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کو مٹی سے آلودہ کیا اور فرمایا کہ نہبہ نہیں ہے زیادہ تر حلال مردار سے اور یہ حدیث

جید الاسناد ہے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ نے جو گوشت کو خاک آلودہ کیا تو اس سے اس کا ضائع کرنا لازم نہیں آتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیاق مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ اس کے مبالغہ کرنا ہے زجر میں اس فعل سے سو اگر اس کے درپے ہوتے کہ اس کے بعد اس سے نفع اٹھایا جائے تو نہ ہوتی اس میں بڑی زجر سو ہوگا فاسد کرنا گوشت کا اوپر ان کے باوجود متعلق ہونے دل ان کے کا ساتھ اس کے اور حاجت ان کی کے طرف اس کی اور خواہش ان کی کے واسطے اس کے ابلغ زجر میں اور کہا اسماعیلی نے کہ حضرت ﷺ نے جو ہانڈیوں کے اُلٹانے کے ساتھ حکم کیا تو جائز ہے کہ ہو یہ بسبب اس کے کہ ذبح کرنا اس شخص کا جو ساری چیز کا مالک نہ ہو نہیں ہوتا ہے ذبح کرنے والا اور احتمال ہے کہ ہو یہ بسبب اس کے کہ انہوں نے جلدی کی طرف خاص ہونے کی ساتھ ایک چیز کے سوائے باقی حق داروں اس کے کی پہلے تقسیم ہونے سے اور پہلے نکالنے خمس کے سو سزا دی ان کو ساتھ منع کرنے کے کھانے اس چیز کے سے جس کی طرف انہوں نے جلدی کی واسطے زجر کرنے ان کے کی پھر ایسا کام کرنے سے پھر ترجیح دی اس نے دوسرے احتمال کو اور ضعیف کیا پہلے کو ساتھ اس طور کے کہ اگر ایسا ہوتا تو نہ حلال ہوتا کھانا اونٹ بھاگنے والے کا جس کو ایک شخص نے ان میں سے تیر مارا تھا اس واسطے کہ کل آدمیوں نے اس کے تیر مارنے کی اجازت نہ دی تھی باوجودیکہ اس کا اس کو تیر مارنا اس کا ذبح ہوا جیسا کہ نص کی اس پر نفس حدیث باب میں اور البتہ مائل کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف پہلے معنی کے اور باب باندھا ہے ساتھ اس کے کما سیاتی انشاء اللہ تعالی اور ممکن ہے جواب اسماعیلی کے الزام سے اونٹ کے قصے سے ساتھ اس طور کے کہ تیر مارنے والے نے حضرت ﷺ اور کل اصحاب کے سامنے مارا ہو اور اصحاب نے اس کو برقرار رکھا سو دلالت کی ان کے چپ رہنے نے ان کی رضا مندی پر برخلاف اس چیز کے جس کو ان لوگوں نے ذبح کیا حضرت ﷺ کے آنے سے پہلے اور جو آپ کے ساتھ تھے سو دونوں امر جدا جدا ہو گئے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ دس دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا تو یہ محمول ہے اس پر کہ اس وقت بکریوں کی یہی قیمت تھی سو شاید اونٹ کم تھے یا قیمتی تھے اور بکریاں بہت تھیں یا دبلی تھیں ساتھ اس طور کے کہ ایک اونٹ کی قیمت دس بکریاں تھیں اور نہیں مخالف ہے یہ قربانی کے قاعدے کو کہ اونٹ کفایت کرتا ہے ساتھ آدمیوں سے اس واسطے کہ یہی ہے غالب بیچ قیمت بکری اور اونٹ کے جو متوسط ہوں اور لیکن یہ قسمت سو خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ ہو برابر کرنا بہ سبب قیمتی ہونے اونٹوں کے سوائے بکریوں کے اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی نزدیک مسلم کے صریح ہے حکم میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ حکم کیا ہم کو حضرت ﷺ نے یہ کہ شریک ہوں ہم سات سات آدمی اونٹ اور گائے میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو بقرہ عید حاضر ہوئی سو شریک ہوئے ہم گائے میں نو نو آدمی اور اونٹ میں دس دس آدمی اور حسن کہا ہے اس کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور جو حاصل ہوتا ہے اس جگہ یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ اونٹ

ساتھ آدمیوں کی طرف سے ہے جب تک کہ نہ پیش آئے کوئی عارض قیمتی ہونے وغیرہ سے پس متغیر ہوگا حکم بسبب اس کے اور ساتھ اس کے جمع ہوں گی سب حدیثیں جو وارد ہیں اس باب میں پھر جو ظاہر ہوتا ہے قسمت مذکورہ سے یہ ہے کہ واقع ہوئے وہ بیچ سوائے اس چیز کے کہ پکائی گئی اور بہائی گئی اونٹوں اور بکریوں سے جن کو انہوں نے غنیمت کیا اور اگر واقعہ متعدد ہو تو احتمال ہے کہ جو قصہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا اس میں گوشت کو تلف کیا ہو اس واسطے کہ وہ کاٹا گیا تھا واسطے پکانے کے اور جو قصہ کہ رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس میں سالم بکریاں پکائی گئیں تو جب ان کا شوربا بہایا گیا تو مال غنیمت میں ملائی گئیں تا کہ تقسیم ہوں پھر پکائے ان کو جس کے حصے میں واقع ہوں اور شاید یہی نکتہ ہے بیچ کم ہونے قیمت بکریوں کے عادت سے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو فرمایا کہ پھر بھاگا ان میں سے یعنی ان اونٹوں میں سے جو تقسیم ہوئے تھے اور یہ جو کہا کہ لشکر میں گھوڑے تھوڑے تھے تو اس میں تمہید ہے واسطے عذر ان کے کہ اونٹ نے ان کو تھکایا اور نہ قادر ہوئے اس کے حاصل کرنے پر سو گویا کہ کہتا ہے کہ اگر ان میں گھوڑے بہت ہوتے تو البتہ ممکن تھا کہ اس کو گھیر کر پکڑ لیتے اور یہ جو فرمایا کہ کرو ساتھ اس کے اس طرح یعنی اور اس کو کھاؤ اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا اس چیز کا کہ ماری جائے تیر سے اور زخمی ہو جائے جس جگہ میں کہ ہو اس کے بدن سے بشرطیکہ جنگلی جانور ہو یا وحشی ہو گیا ہو اور یہ جو کہا کہ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں تو یہ شک راوی کا ہے اور امید کے ساتھ تعبیر کرنے میں اشارہ ہے طرف حرص ان کی کے اوپر ملنے دشمن کے واسطے اس چیز کے کہ امید رکھتے ہیں اس کو شہید ہونے یا غنیمت لانے سے اور خوف کے ساتھ تعبیر کرنے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ نہیں چاہتے کہ ہجوم کرے ان پر دشمن اچانک اور یہ جو کہا کہ نہیں ساتھ ہمارے چھریاں تو مدے جمع ہے مدیہ کی اور مدیہ چھری کو کہتے ہیں اور نام رکھا گیا چھری کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ کاٹتی ہے جانور کی عمر کو اور رابطہ درمیان قول اس کے کہ ہم دشمن کو ملیں گے اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں احتمال ہے کہ ہو مراد ان کی یہ کہ جب وہ دشمن سے ملے تو ہوں گے درپے اس کے کہ غنیمت لائیں ان میں سے وہ چیز کہ ذبح کریں اس کو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ان کی یہ کہ وہ محتاج ہوں طرف ذبح کرنے اس چیز کے کہ کھائیں اس کو تا کہ قوت حاصل کریں ساتھ اس کے اوپر دشمن کے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہے تقسیم کرنے اونٹوں اور بکریوں کے سے درمیان ان کے سو ان کے پاس وہ جانور تھے کہ ان کو ذبح کریں اور مکروہ جانا انہوں نے یہ کہ اپنی تلواروں سے ذبح کریں تا کہ ان کی تیزی کو ضرر نہ کریں اور حالانکہ اس کی حاجت ہے سو سوال کیا اس چیز سے کہ کفایت کرتی ہے ذبح میں سوائے چھری اور تلوار کے اور یہی ہے وجہ حصر کی چھری اور کھاپنچ اور مانند اس کی میں باوجود ممکن ہونے اس چیز کے کہ چھری کے معنی میں ہے اور وہ سوار ہے اور جو اس کے سوائے اور حدیث میں واقع ہوا ہے کہ تم کل دشمن کو ملنے والے ہو اور روزہ نہ رکھنا زیادہ قوت دینے والا ہے واسطے تمہارے سو بلایا ان کو طرف نہ روزہ رکھنے کے تا کہ قوت حاصل کریں اور اس حدیث سے معلوم

ہوا کہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اس واسطے کہ معلق کیا ہے اجازت کو ساتھ مجموع دو امروں کے اور وہ خون بہانا ہے اور بسم اللہ کہنا اور جو دو چیزوں کے ساتھ معلق ہو نہیں کفایت کی جاتی بیچ اس کے مگر ساتھ جمع ہونے ان دونوں کے اور منتفی ہوتی ہے ساتھ منتفی ہونے ایک کے دونوں میں سے اور یہ جو فرمایا کہ لیکن دانت سو ہڈی ہے تو کہا بیضاوی نے کہ یہ قیاس ہے کہ حذف کیا گیا ہے اس سے مقدمہ دوسرا واسطے مشہور ہونے اس کے کی نزدیک ان کے اور تقدیر یہ ہے لیکن دانت سو ہڈی ہے اور ہر ہڈی نہیں حلال ہے ذبح کرنا ساتھ اس کے اور شامل ہے یہ نتیجہ کو واسطے دلالت کرنے استثناء کے اوپر اس کے اور کہا ابن صلاح نے کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے مقرر کیا ہوا تھا کہ ہڈی سے ذبح کرنا حاصل نہیں ہوتا اسی واسطے اقتصار کیا اپنے اس قول پر ہر ہڈی ہے کہا اس نے کہ نہیں دیکھی میں نے واسطے منع کی ذبح کرنے سے ساتھ ہڈی کے کوئی معنی معقول اور اسی طرح واقع ہوا ہے بیچ کلام ابن عبدالسلام کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہ ذبح کرو ہڈی سے اس واسطے کہ وہ خون سے ناپاک ہو جاتی ہے اور البتہ منع کیا ہے تم کو میں نے اس کے ناپاک کرنے سے اس واسطے کہ وہ توشہ تمہارے بھائی جنوں کا ہے اور یہ محتمل ہے اور نہیں کہا جاتا کہ تھا ممکن پاک کرنا اس کا بعد ذبح کے اس واسطے کہ استنجا کرنا ساتھ اس کے بھی اسی طرح ہے اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ وہ کفایت نہیں کرتا کہا ابن جوزی نے کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ ہڈی سے ذبح کرنا ان کے یہاں معلوم تھا کہ کفایت نہیں کرتا اور بے شک کہا شارع نے ان کو اوپر اس کے اور اشارہ کیا اس کی طرف اس جگہ اور بیان کروں گا میں حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جو صلاحیت رکھتی ہے یہ کہ ہو سند واسطے اس کے اور یہ جو فرمایا کہ بہر حال ناخن سو چھریاں ہیں حبشیوں کی یعنی اور وہ کافر ہیں اور البتہ منع کیا ہے میں نے تم کو ان کے ساتھ تشبیہ کرنے سے کہا ہے اس کو ابن صلاح نے اور تابع ہوا ہے اس کا نووی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض نے کہا کہ منع کیا ہے ان سے اس واسطے کہ ذبح کرنا ساتھ ان کے عذاب دینا ہے واسطے حیوان کے اور نہیں واقع ہوتا ہے ساتھ اس کے غالبا مگر گلا گھونٹنا جو ذبح کی صورت پر نہیں اور کہا علماء نے کہ حبشی لوگ بکری کو ذبح کرنے کی جگہ سے ناخن کے ساتھ لہو بہاتے ہیں یہاں تک کہ قبض ہوتی ہے روح اس کی گلا گھونٹنے سے اور اعتراض کیا گیا ہے پہلی تعلیل پر ساتھ اس کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو البتہ چھری سے ذبح کرنا بھی منع ہوتا اور اسی طرح اور سب چیزوں کے ساتھ بھی اور جواب یہ ہے کہ ذبح کرنا ساتھ چھری کے اصل ہے لیکن جو لاحق ہے ساتھ اس کے سو وہی ہے جس میں تشبیہ معتبر ہے واسطے ضعیف ہونے اس کے کی اور اسی واسطے تھے سوال کرتے جواز ذبح سے ساتھ غیر چھری کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ ظفر کے اس حدیث میں قسم خوشبو کی ہے جو بخور میں ڈالی جاتی ہے کہا اور اگر مراد ساتھ اس کے آدمی کے ناخن ہوتے تو فرماتے اس میں جو دانت میں فرمایا اور وہ ایک قسم ہے خوشبو کی حبش کے شہروں میں اور وہ نہیں کاٹتی سو ہو گئی بیچ معنی گلا گھونٹنے کے اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے حرام ہے تصرف کرنا بیچ مال

مشترک کے بغیر اجازت کے اگرچہ کم ہو اور اگرچہ اس کی حاجت ہو اور اس حدیث میں فرمانبردار ہونا اصحاب رضی اللہ عنہم کا ہے واسطے حکم حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ بیچ ترک کرنے اس چیز کے کہ ان کو اس کے ساتھ سخت حاجت ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے امام کے سزا دینا رعیت کو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں تلف کرنا منفعت اور مانند اس کے کا ہے جب کہ غالب ہو مصلحت شرعیہ اور یہ کہ قسمت غنیمت کے جائز ہے اس میں برابری کرنا اور قسمت کرنا اور نہیں شرط ہے قسمت ہر چیز کی جدا جدا اور یہ کہ جو وحشی ہو جائے گھر کے پلے ہوئے جانوروں سے دیا جاتا ہے اس کو حکم وحشی جانور کا اور بالعکس اور جائز ہے ذبح کرنا ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے مقصود برابر ہے کہ لوہا ہو یا نہ اور جائز ہے مار ڈالنا بھڑکنے والے جانور کا واسطے اس شخص کے جو اس کی ذبح سے عاجز ہو مانند شکار جنگلی جانور کے اور جو وحشی ہو جائے خانگی جانور سے اور ہوں گے سب اجزاء اس کے جگہ ذبح کے سو جب اس کو تیر لگے اور مر جائے تو حلال ہوتا ہے اور لیکن جس کے پکڑنے کی قدرت ہو سو نہیں مباح ہے وہ مگر ساتھ ذبح کے یا نحر کے بالا جماع اور اس میں تنبیہ ہے اس پر کہ حرام ہونا مردار کا واسطے باقی رہنے خون اس کے ہے بیچ اس کے اور اس حدیث میں منع ہے ذبح کرنے سے ساتھ دانت اور ناخن کے جو بجائے خود جڑے ہوئے ہوں یا جدا ہوں پاک ہوں یا ناپاک اور کہا حنفیوں نے کہ اگر دانت اور ناخن اپنی جگہ سے جدا ہوا ہو تو اس سے ذبح کرنا جائز ہے اور اگر بجائے خود ثابت ہو تو منع ہے اور فرق کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ جڑا ہوا ہو جاتا ہے بیچ معنی گلا گھونٹنے کے اور جدا ہوا ہوا بیچ معنی پتھر کے اور جزم کیا ہے ابن دقیق العید نے ساتھ حمل کرنے حدیث کے اوپر اس دانت اور ناخن کے جو بجائے خود ثابت ہوں پھر کہا اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے اس پر کہ منع ہے ذبح کرنا ساتھ ہڈی کے مطلق واسطے قول حضرت ﷺ کے لیکن دانت سو ہڈی ہے سو علت بیان کی منع ذبح کے ساتھ اس کے واسطے ہونے اس کے ہڈی اور عام ہوتا ہے حکم ساتھ عام ہونے علت اس کی کے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس میں چار روایتیں آئی ہیں تیسری روایت یہ ہے کہ جائز ہے ساتھ ہڈی کے سوائے دانت کے مطلق چوتھی روایت یہ ہے کہ جائز ہے ساتھ دونوں کے مطلق حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور حکایت کیا ہے طحاوی نے ایک قوم سے جواز مطلق اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ بہا خون کو ساتھ جس چیز کہ چاہے تو لیکن عموم اس کا مخصوص ہے ساتھ نہی کے جو وارد ہے صحیح رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واسطے عمل کرنے کے ساتھ دونوں حدیثوں کے اور طحاوی دوسری راہ چلا ہے سو حجت پکڑی ہے اس نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ عموم حدیث عدی رضی اللہ عنہ کے کہا اس نے اور استثناء رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تقاضا کرتی ہے اس عموم کی تخصیص کو لیکن جو کھڑے ہوئے ہوں ان میں غیر محقق ہے اور جو اکھڑے ہوئے نہ ہوں ان میں محقق ہے باعتبار نظر کے اور نیز پس ذبح کرنا ساتھ ان کے جو متصل ہوں مشابہ ہے گلا گھونٹنے کے اور ساتھ اکھڑے ہوئے کے مشابہ ہے مستقل آلت کو پتھر اور

لکڑی سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَالْأَصْنَامِ. بیان اس جانور کا کہ ذبح کیا جائے نصب اور بتوں پر۔

فائدہ: نصب کی جمع انصاب ہے اور وہ پتھر تھے جو خانے کعبے کے گرد کھڑے کیے جاتے تھے ذبح کیا جاتا تھا ان پر جانور ساتھ نام بتوں کے اور کہا بعض نے کہ نصب وہ ہے جو اللہ کے سوائے پوجا جائے بنا بر اس کے یہ عطف تفسیری ہے اور اول معنی وہی ہے مشہور اور لائق ساتھ معنی حدیث کے جو باب میں ہے۔

٥٠٧٥ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةً فِيهَا لَحْمٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَا آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ.

٥٠٧٥ ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حدیث بیان کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ زید بن عمرو سے بلدح (ایک جگہ کا نام ہے) کے نواں میں اوڑھا یہ ملنا پہلے اترنے وحی کے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دستر خوان لایا گیا جس میں گوشت تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ میں نہیں کھاتا اس چیز سے جو تم بتوں پر ذبح کرتے ہو اور نہیں کھاتے ہم مگر اس چیز سے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

فائدہ: اصل یوں ہے کہ جو لوگ وہاں تھے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دستر خوان لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زید کے آگے کیا اور زید نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم نہیں کھاتے جو ذبح کرتے ہو تم اپنے بتوں پر۔ (فتح) اور اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللهِ. باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام پر۔

٥٠٧٦ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ قَالَ ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى

٥٠٧٦ ۔ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی ذبح کی سو اچانک دیکھا کہ البتہ لوگ قربانی ذبح کر چکے ہیں نماز سے پہلے سو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُضْحِيَةً ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا أُنَاسٌ قَدْ ذَبَحُوْا ضَحَايَاهُمْ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَآهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ ذَبَحُوْا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرٰى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ.

جب حضرت ﷺ نماز سے پھرے تو ان کو دیکھا کہ بے شک وہ قربانی ذبح کر چکے ہیں نماز سے پہلے سو فرمایا کہ جو نماز سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو اس کی جگہ اور ذبح کرے اور جس نے ہمارے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی ذبح نہ کی ہو تو چاہیے تو ذبح کرے اللہ کے نام پر۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام پر تو احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے اجازت ہو ذبیحہ میں اس وقت یا مراد ساتھ اس کے امر ہو ساتھ بسم اللہ کہنے کے ذبیحہ پر اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاضاحی میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن منیر نے اوپر شرط ہونے بسم اللہ عامد کے سوائے ناسی کے یعنی جس کو یاد ہو اس کے واسطے بسم اللہ کہنا شرط ہے اور بھولنے والے کے واسطے بسم اللہ کہنا شرط نہیں وسیاتی تقریرہ۔ (فتح) میں کہتا ہوں کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ ذبیحہ بعد نماز کے ہے ساتھ بسم اللہ کہنے کے اور یہ کہ نہیں جائز ہے پہلے نماز سے اور نہیں جائز ہے بغیر بسم اللہ کہنے کے اور یہی ہے جو سمجھا جاتا ہے حدیث سے اور قرینوں سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ (عینی)

بَابُ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ مِنَ الْقَصَبِ وَالْمَرْوَةِ وَالْحَدِيْدِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ بہائے خون کو کھپانچ اور پتھر سفید اور لوہے سے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے اس کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے حدیث رافع رضی اللہ عنہ کی بعض طریقوں میں سو طبرانی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ کیا ذبح کریں ہم کھپانچ اور پتھر سے؟ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا ذبح کریں ہم پتھر اور لاٹھی کی پھانک سے اور واقع ہوا ہے ذکر ذبح کرنا کے پتھر سے ایک حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو احمد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن صیفی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے خرگوش کو پتھر سے ذبح کیا سو حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے کھانے کے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کی ہے طبرانی نے اوسط میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ ذبح کرو ہر چیز سے جو رگیں کاٹے سوائے دانت اور ناخن کے لیکن ذبح کرنا لوہے سے سو حضرت ﷺ کے اس قول سے ثابت ہے کہ نہیں ہمارے ساتھ چھریاں اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے کہ لوہے سے ذبح کرنا ان کے یہاں مقرر تھا کہ جائز ہے اور مراد ساتھ سوال کرنے کے ذبح کرنے سے ساتھ پتھر کے جنس پتھر کے ہے خاص پتھر مراد نہیں اسی واسطے ذکر کی ہے باب میں حدیث کعب رضی اللہ عنہ

کی اور اس میں نص ہے ذبح کرنے پر پتھر سے۔ (فتح)

۵۰۷۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ جَارِيَةً لَّهُمْ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِهَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا فَقَالَ لِأَهْلِهٖ لَا تَأْكُلُوْا حَتّٰى آتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْأَلَهُ أَوْ حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَنْ يَّسْأَلُهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَعَثَ إِلَيْهِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا.

۵۰۷۷۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک لونڈی سلع (ایک پہاڑ ہے معروف مدینے میں) میں بکریاں چراتی تھی سو اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کی موت دیکھی سو اس نے پتھر توڑا اور اس کو ذبح کیا سو کعب رضی اللہ عنہ نے گھر والوں سے کہا کہ نہ کھاؤ یہاں تک کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ آؤں یا کسی کو آپ کے پاس بھیجو جو آپ سے پوچھے (یہ شک راوی کا ہے) سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے یا کسی کو آپ کے پاس بھیجا سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کھانے اس کی کے۔

۵۰۷۸ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ تَرْعٰى غَنَمًا لَّهُ بِالْجُبَيْلِ الَّذِيْ بِالسُّوْقِ وَهُوَ بِسَلْعٍ فَأُصِيْبَتْ شَاةٌ فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهٖ فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا.

۵۰۷۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی اس کی بکریاں چراتی تھی جبیل میں جو بازار میں ہے اور وہ سلع میں ہے سو ان میں سے ایک بکری کو آفت پہنچی سو اس نے اس کو پایا سو اس نے پتھر توڑا اور اس سے اس کو ذبح کیا تو انہوں نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا سو حکم کیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کھانے اس کی کے۔

۵۰۷۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ لَنَا مُدًى فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ الظُّفُرَ وَالسِّنَّ أَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَأَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ

۵۰۷۹۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! نہیں ہمارے ساتھ چھریاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خون کو بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو کھا یعنی جائز ہے کھانا اس کا سوائے دانت اور ناخن کے لیکن ناخن سو حبشیوں کی چھریاں ہیں اور دانت تو ہڈی ہے اور ایک اونٹ بھڑک کر بھاگا سو ایک مرد نے اس کو تیر سے روکا

وَنَدَّ بَعِيرٌ فَحَبَسَهُ فَقَالَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان گھر کے پلے ہوئے چوپایوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جوان میں سے تم پر غالب ہو تو کرو اس کے ساتھ اس طرح۔

بَابُ ذَبِيحَةِ الْمَرْأَةِ وَالْأَمَةِ.

باب ہے بیچ بیان ذبیحہ لونڈی اور عورت کے یعنی جائز ہے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کے اس شخص پر جو اس کو منع کرتا ہے اور نقل کیا ہے محمد بن عبدالحکم نے مالک سے مکروہ ہونا اس کا اور مدونہ میں لکھا ہے کہ جائز ہے اور شافعیہ کی یہاں ایک وجہ ہے کہ مکروہ ہے ذبح کرنا عورت کا قربانی کو اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ ذبیحہ عورت اور لڑکی کے جب کہ ذبح کرنے کی طاقت رکھے اور بسم اللہ کو یاد رکھے اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

٥٠٨٠ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ بِأَكْلِهَا وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ يُخْبِرُ عَبْدَ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبٍ بِهٰذَا.

٥٠٨٠۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے بکری کو پتھر سے ذبح کیا تو حضرت ﷺ اس سے پوچھے گئے سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ کھانے اس کی کے اور کہا لیث نے کہ حدیث بیان کی ہم سے نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس نے ایک انصاری مرد سے سنا خبر دیتا تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ سے کہ کعب رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے ساتھ اس حدیث کے۔

٥٠٨١ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ أَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَأُصِيبَتْ شَاةٌ مِّنْهَا فَأَدْرَكَتْهَا فَذَبَحَتْهَا بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوهَا.

٥٠٨١۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی سلع کے پہاڑ میں بکریاں چراتی تھی سو ایک بکری کو ان میں سے مصیبت پہنچی سو اس نے اس کو پایا اور اس کو پتھر سے ذبح کیا سو کسی نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کھاؤ۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے امۃ تو یہ نہیں منافی ہے دوسری روایت کو جس میں امراۃ کا لفظ ہے اس واسطے کہ وہ عام تر ہے اور اس حدیث میں تصدیق اجیر امین کی ہے اس چیز میں جس پر امین رکھا گیا یہاں تک کہ ظاہر ہو اس پر دلیل خیانت کی اور اس میں جواز تصرف امین کا ہے مانند اس شخص کے کہ ودیعت رکھا گیا بغیر اجازت مالک کے ساتھ مصلحت کے اور بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب کتاب الوکالت میں باندھا ہے چنانچہ پہلے گزر چکا ہے اور کہا ابن قاسم نے کہ اگر ذبح کرے چرواہا بکری کو بغیر اجازت مالک کے اور کہے کہ میں ڈرا تھا کہ مر نہ جائے تو نہیں ضامن ہوتا ہے بنا بر ظاہر حدیث کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ وہ لونڈی بکریوں کی مالک کی تھی سو نہیں متصور ہے ضامن ٹھہرانا اس کا اور بر تقدیر اس کے کہ وہ لونڈی اس کے ملک میں نہ ہو پس نہیں منقول ہے حدیث میں کہ اس نے ارادہ کیا ہو اس کے ضامن ٹھہرانے کا اور اسی طرح اگر مادہ پر نر کو چڑھائے اور مادہ ہلاک ہو جائے تو کہا ابن قاسم نے کہ ضامن نہیں ہوتا اس واسطے کہ مال کی صلاح سے ہے اور البتہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الوکالت میں طرف موافقت اس کی کے جس جگہ کہ مقدم کیا ہے جواز کو ساتھ قصد اصلاح کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا اس چیز کا کہ ذبح کی جائے بغیر مالک کی اجازت کے اگرچہ ضامن ہو ذبح کرنے والا اور مخالفت کی ہے اس میں طاؤس اور عکرمہ نے اور یہ قول اسحاق اور اہل ظاہر کا ہے اور اس کی طرف مائل کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس واسطے کہ وارد کی ہے اس نے باب مذکور میں حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی بیچ حکم کرنے کے ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے جو اس میں ہے اور معارضہ کیا گیا ہے ساتھ حدیث باب کے اور ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور ابوداؤد نے ساتھ سند قوی کے بیچ قصے اس بکری کے کہ ذبح کیا تھا اس کو عورت نے بغیر اجازت اس کے مالک کے سو باز رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کھانے سے لیکن فرمایا کہ یہ قیدیوں کو کھلا دو سو اگر ذبح کی ہوئی نہ ہوتی تو نہ حکم کرتے ساتھ کھلانے اس کے کی قیدیوں کو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا اس چیز کا کہ ذبح کرے اس کو عورت برابر ہے کہ آزاد عورت ہو یا لونڈی بڑی ہو یا چھوٹی مسلمان ہو یا کتابیہ پاک ہو یا ناپاک اس واسطے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کھانے اس چیز کے کہ ذبح کیا لونڈی نے اس کو اور نہ تفصیل طلب کی نص کی اس پر شافعی رحمہ اللہ نے اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يُذَكّٰى بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفُرِ. نہ ذبح کیا جائے ساتھ دانت اور ہڈی اور ناخن کے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ دانت ہڈی خاص ہے اور اسی طرح ناخن ہے لیکن وہ عرف میں ہڈیاں نہیں ہیں اور اسی طرح نزدیک اطباء کے بھی اور بنا بر پہلی وجہ کے پس ذکر ہڈی کا عطف عام کا ہے خاص پر پھر خاص کا عام پر ذکر کیا ہے اس میں بخاری رحمہ اللہ نے ایک ٹکڑا حدیث رافع رضی اللہ عنہ کا اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے کہا کرمانی نے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ ہڈی کے اور نہیں ذکر کیا ہے اس کو حدیث میں لیکن معلوم کیا جاتا ہے حکم اس کا اس سے، میں کہتا ہوں کہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس میں چلا ہے اپنی عادت پر بیچ اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ بغل گیر ہے اس کو اصل حدیث اس واسطے کہ اس میں ہے کہ دانت تو ہڈی ہے اگرچہ نہیں مذکور ہے یہ جملہ اس جگہ لیکن ثابت ہے اصل حدیث میں۔ (فتح)

۵۰۸۲ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ يَعْنِي مَا أَنْهَرَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ.

۵۰۸۲۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھا یعنی جائز ہے کھانا اس چیز کا جو بہائے خون کو سوائے دانت اور ناخن کے۔

فائدہ: لفظ کل کا فعل امر ہے ساتھ کھانے کے اور لفظ یعنی تفسیر ہے گویا کہ کہا راوی نے کلام جس کے معنی یہ ہیں اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور اس میں ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذی الحلیفہ میں تھے سو لوگوں نے اونٹوں اور بکریوں کو پایا اور اس میں اتنا زیادہ ہے پھر ایک اونٹ مدینے میں بھاگا سو ذبح کیا گیا پہلو کی طرف سے سو لیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا دسواں حصہ دو درہموں سے۔ (فتح)

بَابُ ذَبِيحَةِ الْأَعْرَابِ وَنَحْوِهِمْ.

باب ہے بیچ بیان ذبیحہ گنواروں کے اور مانند ان کی کے۔

۵۰۸۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قَوْمًا قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي أَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ سَمُّوا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُوهُ قَالَتْ وَكَانُوا حَدِيثِي عَهْدٍ بِالْكُفْرِ تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ وَتَابَعَهُ أَبُو خَالِدٍ وَالطُّفَاوِيُّ.

۵۰۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک قوم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ اس کو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ان کے کفر کا زمانہ قریب تھا، متابعت کی ہے اس کی علی نے دراوردی سے اور متابعت کی ہے اس کی ابو خالد اور طفاوی نے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا انہوں نے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا ہم اس سے کھائیں اور زیادہ کیا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ اول اسلام میں تھا اور البتہ تعلق پکڑا ہے ساتھ اس زیادتی کے ایک قوم نے سو گمان کیا ہے انہوں نے کہ یہ جواب تھا پہلے اترنے اس آیت کے ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ کہا ابن عبد البر نے اور یہ تعلق ضعیف ہے اور نفس حدیث میں ہے وہ چیز ہے جو اس کو رد کرتی ہے اس واسطے کہ حکم کیا ان کو اس میں ساتھ بسم اللہ کہنے کے وقت کھانے کے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ تھی

اتری آیت ساتھ امر بسم اللہ کہنے کے وقت کھانے کے اور نیز پس اتفاق ہے اس پر کہ سورہ انعام مکی ہے اور یہ قصہ واقع ہوا تھا مدینے میں اور یہ کہ گنوار جن کی طرف حدیث میں اشارہ ہے وہ اہل مدینے کے گنوار ہیں اور زیادہ کیا ہے ابن عیینہ نے اپنی روایت میں کہ کوشش کرو ان کی قسموں میں اور کھاؤ یعنی قسم دو ان کو کہ انہوں نے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا ہے اور یہ زیادتی غریب ہے حدیث میں اور ابن عیینہ ثقہ ہے لیکن یہ روایت اس کی مرسل ہے ہاں روایت کی ہے طبرانی نے ابو سعید کی حدیث سے مانند اس کی لیکن کہا کوشش کرو ان کی قسموں میں کہ انہوں نے اس کو ذبح کیا اور واسطے طحاوی کے ہے مشکل میں کہ چند اصحاب نے حضرت ﷺ سے پوچھا سو کہا کہ لاتے ہیں ہمارے پاس گنوار گوشت اور پنیر اور گھی ہم نہیں جانتے کہ کیا ہے کہنا ان کے اسلام کا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو جو حرام کیا ہے تم پر اللہ نے سو اس سے رو کے رہو اور جس سے چپ رہا سو البتہ معاف کیا واسطے تمہارے اس سے یعنی اس کو کھاؤ اور نہیں ہے رب تیرا بھولنے والا اس پر اللہ کا نام لو کہا مہلب نے کہ یہ حدیث اصل ہے اس میں کہ ذبیحہ پر بسم اللہ کہنا واجب نہیں اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو البتہ مشروط ہوتا ہر حال میں اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ کھانے پر بسم اللہ کہنا فرض نہیں سو جب نائب ہوئے بسم اللہ کہنے سے ذبح پر تو دلالت کی اس نے کہ وہ سنت ہے اس واسطے کہ سنت نہیں نائب ہوتی ہے فرض سے اور دلالت کی اس نے اس پر کہ ام عدی اور ابو ثعلبہ کی حدیث میں محمول ہے تنزیہ پر اس واسطے کہ وہ شکار کرتے تھے جاہلیت کے مذہب پر سو سکھلایا ان کو حضرت ﷺ نے امر شکار کا اور ذبح کا فرض اس کا اور مندوب اس کا تا کہ نہ واقع ہوں شبہ میں اور تا کہ لیں کامل تر کام کو آئندہ زمانے میں اور وہ لوگ کہ پوچھا تھا انہوں نے ان ذبیحوں کے حکم سے سو بے شک انہوں نے سوال کیا ایک امر سے کہ واقع ہوا اور واقع ہوگا واسطے غیر ان کے نہیں اس میں قدرت لینے کی ساتھ اکمل کام کے سو معلوم کروایا ان کو ساتھ اصل حلت کے بیچ اس کے اور کہا ابن تین نے احتمال ہے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ بسم اللہ کہنے کے اس جگہ وقت کھانے کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابن تین نے لیکن بسم اللہ کہنا اس ذبح پر کہ متولی ہوا ہے اس کا غیر ان کا بغیر علم ان کے کی سو نہیں تکلیف ہے اوپر اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمول کیا جاتا ہے غیر صحت پر جب کہ ظاہر ہو خلاف اس کا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ بسم اللہ کہنا تمہارا اس وقت مباح کرتا ہے تم کو کھانا اس چیز کا کہ نہیں جانتے تم کہ ذکر کیا گیا ہے اس پر نام اللہ کا یا نہیں جب کہ ذابح ہو ان لوگوں سے کہ صحیح ہے ذبیحہ ان کا جب کہ بسم اللہ کہے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جو چیز کہ پائی جاتی ہے مسلمانوں کے بازاروں میں محمول ہے صحت پر اور اسی طرح وہ چیز کہ ذبح کریں اس کو گنوار مسلمان اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ انہوں نے بسم اللہ کو پہچانا اور ساتھ اس اخیر وجہ کے جزم کیا ہے ابن عبدالبر نے سو کہا اس میں کہ جو ذبح کرے اس کو مسلمان کھایا جائے اور محمول ہے اس پر کہ اس نے بسم اللہ کہی اس واسطے کہ نہیں گمان کیا جاتا ساتھ مسلمان کے ہر چیز میں مگر خیر یہاں تک کہ ظاہر ہو خلاف اس کا اور عکس کیا ہے اس کا

خطابی نے سو کہا اس نے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ ذبیحہ پر بسم اللہ کہنا شرط نہیں ہے اس واسطے کہ اگر ذبیحہ پر بسم اللہ کہنا شرط ہوتا تو نہ مباح ہوتا ذبیحہ ساتھ امر مشکوک کے جیسا کہ اگر واقع ہو شک بیچ نفس اس کے ذبح میں سو نہ معلوم ہوا اس کو کہ واقع ہوا ہے ذبح ہونا جو معتبر ہے یا نہیں اور یہی ہے متبادر نفس حدیث سے جس جگہ کہ واقع ہوا ہے جواب بیچ اس کے کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ گویا کہ کہا گیا کہ نہ اہتمام کرو ساتھ اس کے بلکہ اہتمام کے لائق یہ ہے کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ اور اس قسم سے جو دلالت کرتا ہے اوپر نہ شرط ہونے بسم اللہ کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ سو مباح کیا اللہ نے کھانا ان کے ذبیحوں سے باوجود شک ہونے کے اس میں کہ انہوں نے بسم اللہ کہا ہے یا نہیں۔

تکملہ: کہا غزالی نے احیاء میں شک کے مراتب میں کہ مرتبہ پہلا وہ ہے کہ مؤکد ہو استحباب بیچ تورع کے اس سے اور وہ چیز وہ ہے کہ قوی ہو اس میں دلیل مخالف کی سو منجملہ اس کے ہے پرہیز کرنا اس چیز سے کہ نہ کہی گئی ہو اس پر بسم اللہ اس واسطے کہ آیت ظاہر ہے ایجاب میں یعنی بسم اللہ کہنا واجب ہے اور حدیثیں متواتر ہیں ساتھ امر کے ساتھ اس کے لیکن جب صحیح ہو چکا ہے قول حضرت ﷺ کا کہ مسلمان ذبح کرتا ہے اللہ کے نام پر بسم اللہ کہے یا نہ کہے تو احتمال ہے کہ ہو عام موجب واسطے پھیرنے آیت کے اور حدیثوں کے ظاہر امر سے اور احتمال ہے کہ خاص ہو ساتھ بھولنے والے کے یعنی جس کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا یاد نہ آئے اور باقی رہے گا جو اس کے سوائے ہے ظاہر پر اور یہ دوسرا احتمال اولیٰ ہے، واللہ اعلم۔ میں کہتا ہوں کہ جس حدیث پر اس نے اعتماد کیا ہے اور حکم کیا ہے ساتھ صحیح ہونے اس کے کی مبالغہ کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اس کے انکار میں سو کہا اس نے کہ اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور کہا کہ منکر ہے نہیں حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے اور روایت کی ہے ابوداؤد نے مراسیل میں صلت سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ذبیحہ مسلمان کا حلال ہے اللہ کا نام اس پر لیا جائے یا نہ لیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ ذکر کیا ہے صلت کو ابن حبان نے ثقات میں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروان بن سالم ہے اور وہ متروک ہے لیکن ثابت ہو چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **کما تقدم فی اول باب التسمیة علی الذبیحة** اور اختلاف ہے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں سو جب جوڑی جائے ساتھ مرسل مذکور کے تو قوی ہو جاتی ہے لیکن درجہ صحت کو نہیں پہنچتی، واللہ اعلم اور یہ جو کہا کہ متابعت کی ہے اس کی علی نے دراوردی سے تو وہ علی بن عبداللہ بن مدینی شیخ بخاری رحمہ اللہ کا ہے اور دراوردی وہ عبدالعزیز بن محمد ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روایت کرتا ہے واسطے اس کے بخاری رحمہ اللہ متابعات میں اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ دراوردی نے روایت کیا ہے اس کو ہشام بن عروہ سے مرفوع جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو اسامہ بن حفص نے اور یہ جو کہا کہ متابعت کی ہے اس کی ابو خالد اور طفاوی نے یعنی ہشام بن عروہ سے بیچ مرفوع ہونے اس کے کی نیز اور

مستفاد ہوتا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس کاری گری سے کہ جب کسی حدیث کے موصول ہونے اور مرسل ہونے میں اختلاف ہو تو حکم کیا جاتا ہے واسطے موصول کرنے والے کے ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ زیادہ ہو عدد موصول کرنے والوں کا مرسل روایت کرنے والوں کے عدد سے دوسری یہ کہ گھیری جائے ساتھ قرینے کے جو قوی کرے روایت موصول کو اس واسطے کہ عروہ معروف ہے ساتھ روایت کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سو اس میں اشعار ہے ساتھ حفظ اس شخص کے جس نے موصول کیا ہے اس کو ہشام سے سوائے ان کے جس نے مرسل کیا ہے اس کو۔ (فتح)

بَابُ ذَبَآئِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَشُحُوْمِهَا مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ وَغَيْرِهِمْ.

باب ہے بیچ بیان ذبیحوں اہل کتاب کے اہل حرب وغیرھم سے اور چربی ان کی کے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف جائز ہونے اس کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ حرام ہے وہ چیز جو حرام کی ہے اللہ نے اہل کتاب پر مانند چربیوں کے اور کہا ابن قاسم نے اس واسطے کہ جو اللہ نے مباح کیا ہے وہ صرف طعام ان کا ہے اور نہیں چربی طعام ان کا اور نہیں قصد کرتے اس کو وقت ذبح کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر کیا ہے ان کے طعام کو ساتھ ذبیحوں ان کے کی کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور جب مباح کئے گئے ذبح کیے ہوئے جانور ان کے تو اس کی حاجت نہیں کہ ان کا مقصود مذبوح کے اجزا ہوں اور ذبح کرنا نہیں واقع ہوتا ہے اوپر بعض اجزا مذبوح کے سوائے بعض کے اور اگر ہے ذبح کرنا واقع ہوتا سب پر تو اس میں لامحالہ چربی بھی داخل ہوگی اور نیز اللہ نے نص کی ہے اس پر کہ حرام کیا ہے اس پر ہر ناخن دار جانور کو سو لازم آتا ہے اس قائل کے قول پر کہ اگر یہودی ناخن والے جانور کو ذبح کرے تو مسلمان کے واسطے اس کا کھانا حلال نہ ہو اور اہل کتاب بھی اونٹ کے کھانے کو حرام جانتے ہیں سو واقع ہوگا الزام اسی طرح۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ آج حلال ہوئیں تم کو ستھری چیزیں اور کتاب والوں کا کھانا تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ تمہارا کھانا ان کو حلال ہے تو ساتھ اس زیادتی کے ظاہر ہوتی ہے مراد اس کی استدلال کرنے سے حلال ہونے پر اس واسطے کہ نہیں خاص کیا ذمی کو حربی سے اور نہ خاص کیا گوشت کو چربی سے اور چربیوں کا اہل کتاب پر حرام ہونا ضروری نہیں اس واسطے کہ وہ ان پر حرام ہیں ہم پر حرام نہیں اور غایت اس کی اس کے بعد کہ ثابت ہو کہ ان کے ذبح کیے ہوئے جانور ہمارے واسطے حلال ہیں یہ ہے کہ بے شک جو چیز کہ حرام ہے اوپر ان کے سکوت کیا گیا ہماری شرع میں حرام کرنے اس کے سے اوپر ہمارے سو ہوگی اصل اباحت پر یعنی بدستور مباح رہے گی۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَأْسَ بِذَبِيْحَةِ نَصَارَى الْعَرَبِ وَإِنْ سَمِعْتَهُ يُسَمِّي لِغَيْرِ اللّٰهِ فَلَا تَأْكُلْ وَإِنْ لَّمْ تَسْمَعْهُ فَقَدْ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَكَ وَعَلِمَ كُفْرَهُمْ.

اور کہا زہری نے کہ نہیں کوئی ڈر ساتھ ذبیحہ نصاریٰ عرب کے اور اگر تو اس کو سنے کہ اللہ کے سوائے اور چیز کا نام لیتا ہے تو نہ کھا اور اگر تو نے اس کو نہ سنا کہ اللہ کا نام لیا یا اور چیز کا تو البتہ اللہ نے اس کو حلال کیا اور ان کے کفر کو جانا یعنی اور باوجود جاننے ان کے کفر کے ان کے ذبیحہ کو حلال کیا۔

فائدہ: کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر وہ ذبح پر اللہ کے سوائے غیر کا نام لیتے ہوں مثل اسم مسیح کی تو حلال نہیں اور اگر ذکر کرے مسیح کو ساتھ معنی درود کے اوپر اس کے تو حرام نہیں ہے اور حکایت کی ہے بیہقی نے بحث حلیمی سے کہ اہل کتاب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کے واسطے ذبح کرتے ہیں اور وہ اپنے اصل دین میں نہیں قصد کرتے اپنی عبادت سے کوئی چیز سوائے اللہ کے اور جب ہوا قصد ان کا اصل میں یہ تو معتبر رکھا گیا ذبیحہ ان کا اور نہیں ضرر کرتا قول اس شخص کا جو کہتا ہے ان میں سے مثلا ساتھ اسم مسیح کے اس واسطے کہ نہیں مراد ہے اس کے ساتھ اس کی مگر اللہ اگرچہ کافر ہو چکا ہے اس اعتقاد سے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ.

اور ذکر کیا جاتا ہے علی رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی یعنی عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ جائز ہے۔

فائدہ: اور البتہ آیا ہے علی رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند صحیح کے منع بعض نصاریٰ عرب کے ذبیحہ سے روایت کیا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ نہ کھاؤ ذبح کیا ہوا جانور نصاریٰ بنی تغلب کا اس واسطے کہ نہیں تمسک کیا انہوں نے اپنے دین سے مگر ساتھ شراب پینے کے اور نہیں تعارض ہے علی رضی اللہ عنہ کی دونوں روایتوں میں اس واسطے کہ منع خاص ہے اور جواز کی نقل ان سے عام ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ بِذَبِيْحَةِ الْأَقْلَفِ.

کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ ذبیحہ اقلف کے۔

فائدہ: اقلف وہ شخص ہے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو، اور البتہ وارد ہو چکا ہے جو اس کے مخالف ہے سو روایت کی ہے ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نہ کھایا جائے ذبیحہ اقلف کا اور نہیں قبول ہوتی ہے نماز اس کی اور نہ گواہی اس کی اور کہا ابن منذر نے کہا جمہور اہل علم نے کہ جائز ہے ذبیحہ اس کا اس واسطے کہ مباح کیا ہے اللہ نے اہل کتاب کے ذبیحوں کو اور ان میں سے بعض ختنہ نہیں کرتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُمْ ذَبَائِحُهُمْ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ساتھ طعام کے اس

آیت میں ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ ان کے ذبح کیے ہوئے جانور ہیں۔

فائدہ: اور اس کے قائل یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کو لازم آتا ہے کہ جائز رکھے اقلف کے ذبیحہ کو اس واسطے کہ اکثر اہل کتاب ختنہ نہیں کرتے اور البتہ خطاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو اور اس کی قوم کو ساتھ قول اپنے کے ﴿يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ اور ہرقل اور اس کی قوم ختنہ نہ کرتے تھے اور حالانکہ ان کا نام اہل کتاب رکھا گیا۔ (فتح)

٥٠٨٤ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِيْنَ قَصْرَ خَيْبَرَ فَرَمٰى اِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهٗ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ.

۵۰۸۴۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم محاصرہ کرنے والے تھے خیبر کے محل کو سو ایک آدمی نے ایک تھیلی پھینکی جس میں چربی تھی سو میں کودا کہ اس کو لوں سو میں نے مڑ کر نظر کی تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو میں آپ سے شرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور اس میں حجت ہے اس شخص پر جو منع کرتا ہے اس چیز کو کہ حرام کی گئی اوپر ان کے مانند چربیوں کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا ابن مغفل کو اوپر فائدہ اٹھانے کے تھیلے مذکور سے اور حدیث مذکور میں جواز کھانا چربی کا ہے اس جانور سے کہ ذبح کیا ہو اس کو اہل کتاب نے اگرچہ اہل حرب ہوں۔ (فتح)

بَابُ مَا نَدَّ مِنَ الْبَهَآئِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ.

جو بھاگے گھر کے پلے ہوئے جانوروں سے تو وہ بجائے جنگلی جانور کے ہے۔

فائدہ: یعنی بیچ جواز قتل کرنے اس کے کی جس صفت پر کہ اتفاق پڑے اور یہ مستفاد ہے قول اس کے سے حدیث میں کہ جب کوئی چیز ان میں تم پر غالب ہو تو کرو ساتھ اس کے اس طرح اور یہ جو فرمایا کہ ان اونٹوں میں بھڑ کنے والے بھی ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھڑ کنے والے ہوتے ہیں تو ظاہر یہ ہے کہ مقدم کرنا اس تشبیہ کے ذکر کا مانند تمہید کے ہے واسطے ہونے اس کے کی شریک جنگلی جانور کو حکم میں۔

وَاَجَازَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ.

یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ پہلے گزر چکی ہے بیچ باب صید القوس کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی ہے بیہقی نے یزید بجلی سے کہ ولیمہ کیا ایک مرد نے قوم میں سے تو اس نے ایک اونٹ خریدا وہ اونٹ بھاگا

اس نے اس کی کوچیں کاٹیں اور اللہ کا نام لیا سو حکم کیا ان کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کہ کھائیں سو نہ خوش ہوئے دل ان کے کہ کھائیں یہاں تک کہ انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے اس میں ایک ٹکڑا گوشت کا ٹھہرایا پھر اس کو ان کے پاس لائے انہوں نے اس کو کھایا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا أَعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَآئِمِ مِمَّا فِيْ يَدَيْكَ فَهُوَ كَالصَّيْدِ وَفِيْ بَعِيْرٍ تَرَدّٰى فِيْ بِئْرٍ مِّنْ حَيْثُ قَدَرْتَ عَلَيْهِ فَذَكِّهِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو عاجز کرے تجھ کو چوپایوں سے اس چیز سے کہ تیرے ہاتھ میں ہے تو وہ مانند شکار کے ہے اور کہا اونٹ کے حق میں جو کنوئیں میں گر پڑے سو اس کو ذبح کر جس جگہ سے تو اس پر قادر ہو۔

فائدہ: یعنی جو چوپایہ کہ تیرے ملک اور تصرف میں ہو گھر کے پلے ہوئے جانوروں سے اور وحشی ہو جائے اور تو عاجز آئے ذبح معہود سے تو وہ شکار کا حکم رکھتا ہے کہ جس جگہ سے ذبح کیا جائے درست ہے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ جب اونٹ کنوئیں میں گر پڑے تو زخمی کر اس کو گھر کی طرف سے اور اس پر اللہ کا نام لے۔

وَرَاٰى ذٰلِكَ عَلِيٌّ وَّابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ.

اور یہی رائے ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

فائدہ: اثر علی رضی اللہ عنہ کا سو موصول کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ابو راشد سے کہا کہ میں اپنے گھر والوں کے اونٹ چراتا تھا کوفے کے پیچھے سو ان میں سے ایک نیچے گرا سو میں ڈرا کہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائے سو میں نے لوہا لے کر اس کے کوہان یا پہلو میں چھبویا پھر میں نے اس کے جوڑ کاٹے پھر اس کو اپنے گھر والوں پر تقسیم کیا انہوں نے کھانے سے انکار کیا سو میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے محل کے دروازے پر کھڑے ہو کے کہا اے امیر المؤمنین! اے امیر المؤمنین! انہوں نے کہا حاضر ہوں سو میں نے ان کو اس کی خبر دی علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھا اور مجھ کو بھی کھلا اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے عبایہ کے طریق سے کہ ایک اونٹ کچے کنوئیں میں گر پڑا تو ایک مرد اترا تا کہ اس کو نحر کرے اور کہا کہ میں اس کو ذبح نہیں کر سکتا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ اللہ کا نام لے پھر قتل کر اس کو کوکھ کی طرف سے اس نے اسی طرح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا دسواں حصہ دو یا چار درہموں سے لیا اور البتہ نقل کیا ہے اس کو ابن منذر وغیرہ نے جمہور سے اور مخالفت کی ہے ان کی مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہی منقول ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے سو کہا انہوں نے کہ نہیں حلال ہے کھانا گھر کے پلے ہوئے جانور کا جب کہ وحشی ہو جائے مگر ساتھ ذبح کرنے اس کے کی اس کے حلق میں اور سر سینہ میں اور حجت جمہور کی حدیث رافع رضی اللہ عنہ کی ہے۔ (فتح)

٥٠٨٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا

٥٠٨٥۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ اعْجَلْ أَوْ أَرِنْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَأَصَبْنَا نَهْبَ إِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهٖ هٰكَذَا.

نے کہا یا حضرت! ہم کل دشمن سے ملنے والے ہیں اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جلدی کرتا کہ ذبیحہ گلا گھٹ کر نہ مر جائے یا فرمایا کہ دکھلا مجھ کو بہانا خون کا جو خون کو بہائے اور اس پر نام اللہ کا لیا جائے تو کھا سوائے دانت اور ناخن کے اور عنقریب میں تجھ سے بیان کروں گا حال ہر ایک کا دانت تو ہڈی ہے اور ناخن تو چھریاں ہیں حبشیوں کی اور ہم نے اونٹ اور بکریوں کی لوٹ پائی سو ان میں سے ایک اونٹ بھاگا تو ایک مرد نے اس کو تیر مارا اور اس کو روکا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان اونٹوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جب کوئی چیز ان میں سے تم پر غالب ہو تو کرو ساتھ اس کے اس طرح۔

فائدہ: یہ جو کہا اعجل او ارن تو یہ شک راوی کا ہے اور معنی دونوں لفظ کے ایک ہیں یعنی جلدی کرتا کہ نہ مر جائے ذبیحہ گلا گھٹ کر اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ اچھی طرح ذبح کر اور اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ. باب ہے بیچ بیان نحر اور ذبح کے۔

فائدہ: نحر خاص اونٹ میں ہوتا ہے اور جو جانور کہ اونٹ کے سوائے ہے سو ذبح کیا جاتا ہے اور البتہ آئی ہیں حدیثیں بیچ ذبح کرنے اونٹ کے اور نحر کرنے غیر اس کے کی اور کہا ابن تین نے کہ اصل اونٹ میں نحر کرنا ہے اور اصل بکری میں اور جو مانند اس کی ہے ذبح کرنا ہے اور لیکن گائے سو قرآن میں تو اس کے ذبح کرنے کا ذکر آیا ہے اور حدیث میں اس کے نحر کرنے کا ذکر آیا ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ جو چیز کہ نحر کی جاتی ہے اس کا ذبح کرنا جائز ہے یا نہیں اور جو چیز ذبح کی جاتی ہے اس کا نحر کرنا جائز ہے یا نہیں سو جائز رکھا ہے اس کو جمہور نے اور منع کیا ہے اس کو ابن قاسم نے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ لَا ذَبْحَ وَلَا مَنْحَرَ إِلَّا فِي الْمَذْبَحِ وَالْمَنْحَرِ قُلْتُ أَيَجْزِيْ مَا يُذْبَحُ أَنْ أَنْحَرَهُ قَالَ نَعَمْ ذَكَرَ اللّٰهُ ذَبْحَ الْبَقَرَةِ فَإِنْ ذَبَحْتَ شَيْئًا يُنْحَرُ

اور کہا ابن جریج نے عطاء سے کہ نہیں ذبح کرنا اور نہ نحر کرنا مگر بیچ جگہ ذبح کے کہ حلقوم ہے اور بیچ جگہ نحر کے کہ سر سینہ کا ہے میں نے کہا کیا جائز ہے جو چیز کہ ذبح کی جاتی ہے یعنی اس کے شان سے ذبح کرنا ہے یہ کہ نحر

جَازَ وَالنَّحْرُ أَحَبُّ إِلَيَّ وَالذَّبْحُ قَطْعُ الْأَوْدَاجِ قُلْتُ فَيَخْلِفُ الْأَوْدَاجَ حَتّٰى يَقْطَعَ النِّخَاعَ قَالَ لَا إِخَالُ وَأَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَهٰى عَنِ النَّخْعِ يَقُوْلُ يَقْطَعُ مَا دُوْنَ الْعَظْمِ ثُمَّ يَدَعُ حَتّٰى تَمُوْتَ.

کروں میں اس نے کہا کہ ہاں ذکر کیا ہے اللہ نے ذبح کرنا گائے کا یعنی قرآن میں سو اگر ذبح کرے تو اس چیز کو کہ نحر کی جاتی ہے تو جائز ہے اور نحر کرنا محبوب تر ہے میری طرف اور ذبح کرنا گردن کی رگوں کا کاٹنا ہے میں نے کہا کہ تو مبالغہ کرتا ہے رگوں کے کاٹنے میں یہاں تک کہ کاٹا جاتا ہے نخاع اس نے کہا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ ایسا کرتا ہوں سو خبر دی مجھ کو نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے منع کیا ہے نخع سے یعنی نخاع تک ذبح کرنے سے کہتا ہے کہ کاٹا جائے جو سوائے ہڈی کے ہے پھر چھوڑا جائے یہاں تک کہ مر جائے۔

فائدہ: اوداج جمع ودج کی ہے اور ودجین دو رگیں ہر آدمی میں جو حلقوم کو گھیرے ہوئی ہیں اور جمع کا لفظ بولنا باعتبار اس کے ہے کہ اطلاق کیا ہے اس نے اس چیز پر کہ کاٹی جاتی ہے عادت میں ودج تغلیبا سو کہا اکثر حنفیہ نے اپنی کتابوں میں کہ جب چاروں رگوں سے تین کاٹی جائیں تو حاصل ہوتا ہے ذبح کرنا اور وہ حلقوم ہے اور مری ہے اور دو رگیں ہر جانب سے اور حکایت کی ہے ابن منذر نے محمد بن حسن سے کہ جب کاٹی جائے حلقوم اور مری اور اکثر نصف اوداج سے تو کفایت کرتا ہے اور اگر نصف سے کم تر کاٹی جائے تو اس میں خیر نہیں اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کفایت کرتا ہے اگرچہ ودجین سے کوئی چیز نہ کاٹی جائے اس واسطے کہ کبھی وہ نکالی جاتی ہیں آدمی اور غیر اس کے سے پس زندہ رہتا ہے اور ثوری سے روایت ہے کہ اگر قطع کرے ودجین کو تو کفایت کرتا ہے اگرچہ نہ قطع کرے حلقوم اور مری کو اور مالک اور لیث سے ہے کہ شرط ہے قطع کرنا دو رگوں کا اور حلقوم کا فقط اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ رافع کی حدیث میں ہے جو چیز کہ خون کو بہائے اور بہانا خون کا ہوتا ہے ساتھ کاٹنے رگوں کے یعنی ودجین کے اس واسطے کہ ان میں خون جاری ہوتا ہے اور مری تو وہ طعام نگلنے کی جگہ ہے سو نہیں ہے اس میں خون کہ حاصل ہو ساتھ اس کے جاری ہونا اور نخاع ایک رگ ہے سفید پیٹھ کے فقروں میں دل تک کہا جاتا ہے واسطے اس کے دھاگا گردن کا اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نخع یہ ہے کہ ذبح کی جائے بکری پھر توڑی جائے گردن اس کی یا ماری جائے زمین پر تا کہ جلدی قطع ہو حرکت اس کی اور نکالا ہے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا انہوں نے فرس سے ذبیحہ میں اور فرس یہ ہے کہ ذبح میں نخاع تک پہنچے اور وہ ایک ہڈی ہے گردن میں اور نیز کہا جاتا ہے کہ وہ وہی ہے جو پیٹھ کے فقروں میں ہوتا ہے مشابہ ہوتا ہے ساتھ مخ کے اور وہ متصل ہے ساتھ پچھلی طرف سر کے منع کیا کہ پہنچے

ساتھ ذبح کے اس جگہ تک اور فرس کے معنی یہ ہیں کہ توڑی جائے گردن ذبیحہ کی ٹھنڈا ہونے سے پہلے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہ بے شک اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ ذبح کرو گائے کو اللہ کے اس قول تک سو انہوں نے اس کو ذبح کیا اور نہ قریب تھے کہ کریں۔

فائدہ: یہ آیت بھی ترجمہ میں داخل ہے اور ارادہ کیا ہے اس نے یہ کہ تفسیر کرے ساتھ اس کے ابن جریج کے قول کو اثر مذکور میں کہ ذکر کیا ہے اللہ نے ذبح کرنا گائے کا اور اس میں اشارہ ہے اس سے طرف خاص ہونے گائے کے ساتھ ذبح کے اور البتہ روایت کی ہے اس کی شیخ اسماعیل بن ابی اویس نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جو گائے کو نحر کرے اس نے برا کیا پھر یہ آیت پڑھی اور اشہب سے روایت ہے کہ اگر ذبح کرے اونٹ کو بغیر ضرورت کے تو نہ کھایا جائے۔ (فتح)

وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الذَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ.

اور کہا سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ذبح کرنا حلق اور سرسینہ میں ہے۔

فائدہ: لبہ وہ جگہ ہے ہار کی سینے سے اور وہ ہی ہے جگہ نحر کی اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث کی جو اصحاب سنن نے ابو معشر سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! نہیں ہوتا ہے ذبح کرنا مگر حلق اور سرسینہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اس کے ران میں زخم لگائے تو تجھ کو کفایت کرتا ہے لیکن جو اس کو قوی کرتا ہے وہ حمل کرتا ہے اس کو جنگلی جانور پر وحشی ہونے والے پر۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ إِذَا قَطَعَ الرَّأْسَ فَلَا بَأْسَ.

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ نے کہ جب ذابح سر کو کاٹ ڈالے تو کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے کہ پوچھے گئے ابن عباس رضی اللہ عنہما اس شخص کے حکم سے کہ ذبح کرے مرغی کو سو اڑ جائے سر اس کا کہا کہ یہ ذبح کرنا ہے جلدی کا اور اسی طرح روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے۔ (فتح)

٥٠٨٦ ۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ امْرَأَتِيْ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ نَحَرْنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ.

٥٠٨٦۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہا اس نے کہ نحر کیا ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھوڑا سو ہم نے اس کو کھایا۔

۵۰۸۷ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعَ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ ذَبَحْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا وَنَحْنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَكَلْنَاهُ.

۵۰۸۷۔ حضرت اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذبح کیا ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں گھوڑا اور ہم مدینے میں تھے سو ہم نے اس کو کھایا۔

فائدہ: پہلی حدیث میں نحر کا لفظ ہے اور اس حدیث میں ذبح کا لفظ ہے اور یہ پھرنا ہے اس سے طرف اس کی کہ دونوں لفظ کے معنی ایک ہیں اور یہ کہ نحر پر ذبح کا اطلاق آتا ہے اور ذبح پر نحر کا اطلاق آتا ہے اور نہیں متعین ہوتے ساتھ اس اختلاف کے حقیقت مجاز سے۔ (فتح)

۵۰۸۸ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَآءَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ نَحَرْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ. تَابَعَهُ وَكِيْعٌ وَّابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِي النَّحْرِ.

۵۰۸۸۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نحر کیا ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں گھوڑے کو سو ہم نے اس کو کھایا متابعت کی ہے اس کی وکیع اور ابن عیینہ نے ہشام سے نحر میں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُوْرَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ.

باب ہے بیچ اس چیز کے کہ مکروہ ہے مثلہ اور مصبورہ اور مجثمہ سے۔

فائدہ: مثلہ کے معنی ہیں جاندار کے ہاتھ پاؤں ناک کان کا کاٹنا یا ان میں سے بعض کا کاٹنا اور حالانکہ وہ زندہ ہو اور مصبورہ وہ جانور ہے کہ باندھا جائے اور نشانہ ٹھہرا کر تیروں سے مارا جائے اور جب مر جائے تو نہیں حلال ہے کھانا اس کا اور مجثمہ پرندہ ہے سو اگر خود بخود بیٹھے تو وہ جاثمہ ہے اور یہ جب شکار کیا جائے اس حالت پر پھر ذبح کیا جائے تو جائز ہے کھانا اس کا اور اگر تیروں سے مارا جائے اور مر جائے تو نہیں جائز ہے کھانا اس کا اس واسطے کہ مردار ہو جاتا ہے۔ (فتح)

۵۰۸۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوْبَ فَرَاٰى غِلْمَانًا أَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَقَالَ أَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَآئِمُ.

۵۰۸۹۔ حضرت ہشام بن زید سے روایت ہے کہ میں انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم پر داخل ہوا سو انس رضی اللہ عنہ نے چند لڑکے یا جوان دیکھے کہ مرغی کو باندھ کر تیر مارتے ہیں تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع فرمایا ہے حضرت ﷺ نے کہ نشانہ ٹھہرایا جائے چوپاؤں کو یعنی تاکہ تیروں سے مارا جائے

یہاں تک کہ مر جائے۔

فائدہ: یہ حکم حجاج بن یوسف کا چچیرا بھائی تھا اور اسی کی طرف سے بصریٰ پر نائب تھا اور شاید یہ لڑکے حکم کے تابعداروں میں سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا جاندار چیز کے باندھنے سے اور روایت کی ہے عقیلی نے ضعفاء میں سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ باندھا جائے چوپایہ اور یہ کہ کھایا جائے گوشت اس کا جبکہ باندھ کر تیروں سے مارا جائے، کہا عقیلی نے کہ آئی ہیں بیچ نہی کے باندھنے چوپایہ کے سے چند حدیثیں جید اور لیکن نہی کھانے اس کے سے سو نہیں پہچانی جاتی مگر اس حدیث میں، میں کہتا ہوں اگر ثابت ہو تو محمول ہے اس پر کہ مر گیا وہ جانور بغیر ذبح کے۔ (فتح)

۵۰۹۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَّغُلَامٌ مِّنْ بَنِيْ يَحْيٰى رَابِطٌ دَجَاجَةً يَرْمِيْهَا فَمَشٰى إِلَيْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتّٰى حَلَّهَا ثُمَّ أَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهُ فَقَالَ ازْجُرُوْا غُلَامَكُمْ عَنْ أَنْ يَّصْبِرَ هٰذَا الطَّيْرَ لِلْقَتْلِ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ.

۵۰۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ داخل ہوئے یحییٰ بن سعید پر اور یحییٰ کی اولاد سے ایک لڑکا مرغی کو باندھ کر تیر مارتا تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کی طرف چلے یہاں تک کہ اس کو کھولا پھر اس کے اور غلام کے ساتھ سامنے آئے سو کہا کہ زجر کرو اپنے غلام کو اس سے کہ اس پرندے کو مارنے کے واسطے نشانہ ٹھہرائے سو بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا منع فرماتے تھے اس سے کہ چوپائے یا اس کے غیر کو مار ڈالنے کے واسطے نشانہ ٹھہرایا جائے۔

فائدہ: یہ یحییٰ بن سعید ایک بار مدینے کا حاکم ہوا تھا سو شاید یہ اسی وقت کا ذکر ہے جب کہ وہ حاکم ہوا تھا اور یہ جو فرمایا کہ چوپایہ اس کے غیر کو قتل کے واسطے نشانہ ٹھہرایا جائے تو یہ واسطے تنویع کے ہے نہ واسطے شک کے اور یہ زائد ہے اوپر حدیث انس رضی اللہ عنہ کے پس داخل ہوں گے اس میں چوپائے اور پرندے وغیرہ اور مانند اس کی ہے حدیث ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی کہا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر مرغی ہوتی تو میں اس کو نشانہ نہ ٹھہراتا میں نے حضرت ﷺ سے سنا منع فرماتے تھے نشانہ ٹھہرا کر قتل کرنے سے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ساتھ سند قوی کے اور جامع ہے اس کو حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی نزدیک مسلم کے مرفوع کہ جب تم کسی کے مار ڈالنے کا ارادہ کرو تو اچھی طرح مارو اور جب تم ذبح کرنا چاہو تو اچھی طرح ذبح کرو اور چاہیے کہ کوئی تم میں سے اپنی چھری کو تیز کرے اور چاہیے کہ اپنے ذبیحہ کو آرام دے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس میں رحمت اللہ کی ہے اپنے بندوں کے واسطے یہاں تک

کہ قتل کی حالت میں بھی سو حکم کیا ساتھ قتل کے اور حکم کیا ساتھ نرمی کے بیچ اس کے اور لیا جاتا ہے اس سے قہر اس کا اس کے تمام بندوں پر اس واسطے کہ نہیں چھوڑا اس نے واسطے کسی کے تصرف کے چیز میں مگر کہ مقرر کی واسطے اس کے اس میں کوئی کیفیت۔ (فتح)

۵۰۹۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَمَرُّوْا بِفِتْيَةٍ أَوْ بِنَفَرٍ نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَلَمَّا رَأَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ وَقَالَ عَدِيٌّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۰۹۱۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو وہ چند جوانوں یا چند آدمیوں پر گزرے جو مرغی کو نشانہ ٹھہرا کر تیر مارتے تھے سو جب انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو جدا جدا ہو گئے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اس کو جو یہ کرے۔ متابعت کی ہے اس کی سلیمان نے شعبہ سے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے منہال نے سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حیوان کو مثلہ کرے یعنی اس کے ہاتھ پاؤں ناک کان کاٹے اور کہا عدی نے سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: سو وہ چند جوانوں یا آدمیوں پر گزرے یہ شک راوی کا ہے کہ جوان کہا یا آدمی کہا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جاندار چیز کو نشانہ ٹھہرائے اور لعنت حرام کرنے کے دلائل سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو جاندار چیز کو مثلہ کرے پھر توبہ نہ کرے تو مثلہ کرے گا اس کو اللہ قیامت کے دن۔ (فتح)

۵۰۹۲ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ.

۵۰۹۲۔ حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہبہ اور مثلہ سے منع فرمایا۔

فائدہ: نہبہ کے معنی ہیں لینا مال مسلمان کا زور سے کھلم کھلا یعنی اچک لینا جس کو پنجابی میں جھپٹا مارنا کہتے ہیں ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حرام ہے عذاب کرنا جانور کو آدمی ہو یا غیر اس کا اور پہلی حدیث میں قوت انس رضی اللہ عنہ کی ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر باوجود پہچاننے ان کے کی ساتھ شدت حاکم مذکور کے لیکن خلیفہ عبدالملک حجاج پر سخت ناراض ہوا اور حکم کیا اس کو کہ انس رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرے۔ (فتح)

بَابُ لَحْمِ الدَّجَاجِ.

باب ہے بیچ بیان گوشت مرغی کے۔

۵۰۹۳ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى يَعْنِي الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ دَجَاجًا.

۵۰۹۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا۔

۵۰۹٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ أَبِيْ تَمِيْمَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ أَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ ادْنُ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ قَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهٗ أَكَلَ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ أَنْ لَّا آكُلَهٗ فَقَالَ ادْنُ أُخْبِرْكَ أَوْ أُحَدِّثْكَ إِنِّيْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهٗ وَهُوَ غَضْبَانُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِّنْ نَّعَمِ الصَّدَقَةِ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا قَالَ مَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبٍ مِّنْ إِبِلٍ فَقَالَ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّوْنَ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّوْنَ قَالَ فَأَعْطَانَا خَمْسَ ذَوْدٍ غُرَّ الذُّرٰى فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

۵۰۹۴۔ حدیث بیان کی ہم سے ابومعمر نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے عبدالوارث نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ایوب نے قاسم سے اس نے روایت کی زہدم سے کہا کہ ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ہمارے اور اس گروہ اشعریوں کے درمیان دوستی اور برادری تھی سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت تھا اور قوم میں ایک مرد سرخ رنگ والا بیٹھا تھا سو وہ ان کے کھانے کے قریب نہ ہوا تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب ہو سو البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس کا گوشت کھاتے تھے کہا کہ میں نے اس کو ایک چیز کھاتے دیکھا یعنی گندگی سو میں نے اس سے کراہت کی سو میں نے قسم کھائی کہ اس نہ کھاؤں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب ہو میں تجھ کو خبر دیتا ہوں یا تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں کہ میں چند اشعری لوگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو میں نے آپ کو پایا اس حال میں کہ غضبناک تھے اور صدقے کے اونٹ بانٹتے تھے سو ہم نے آپ سے سواری مانگی سو آپ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں کہا نہیں میرے پاس جو میں تم کو اس پر سوار کروں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کے اونٹ لائے گئے سو فرمایا کہ کہاں ہیں اشعری لوگ؟ کہاں ہیں اشعری [illegible]؟ سو ہم کو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا فَظَنَنَّا أَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ حَمَلَكُمْ إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّتَحَلَّلْتُهَا.

پانچ اونٹ دیے سفید کوہان والے پھر ہم تھوڑی دیر ٹھہرے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے یعنی آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں سو قسم ہے اللہ کی اگر ہم حضرت ﷺ کو غافل چھوڑیں اور آپ کو قسم یاد نہ دلائیں تو ہم اللہ کے عذاب سے کبھی خلاصی نہ پائیں سو ہم حضرت ﷺ کی طرف پھرے سو ہم نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے آپ سے سواری مانگی سو آپ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں سو ہم نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ ہی نے تم کو سواری دی بے شک میں قسم ہے اللہ کی اگر چاہے اللہ نہیں قسم کھاتا میں کسی چیز پر پھر اس کے غیر کو بہتر دیکھوں مگر کہ کرتا ہوں اس چیز کو جو بہتر ہے اور قسم کو توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے اس کو ایک چیز کھاتے دیکھا سو میں نے اس سے کراہت کی تو ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا اور شاید اس نے گمان کیا کہ اس نے گندگی سے اکثر پرورش پائی یہاں تک کہ ہو گئی ہے جلالہ سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے بیان کیا کہ وہ اس طرح نہیں یا اس نے جو اس مرغی کو اس طرح دیکھا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر مرغی اسی طرح ہو اور اس حدیث میں داخل ہونا مرد کا ہے اپنے دوست پر بیچ حال کھانے اس کے کی اور بلانا صاحب کھانے کا داخل ہونے والے کو اور اس کو کہنا کہ آ، کھانا کھا اگرچہ تھوڑا ہو اس واسطے کہ جمع ہونا کھانے پر سبب ہے اس کی برکت کا کما تقدم اور یہ کہ جائز ہے کھانا مرغی کا گھر کی پلی ہوئی ہو یا جنگلی اور اس پر سب کا اتفاق ہے مگر بعض متشدد لوگوں سے بطور پرہیز گاری کے مگر مستثنیٰ کیا ہے بعض نے جلالہ کو اور جلالہ وہ ہے جو گندگیوں کو کھائے اور ظاہر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی اور جلالہ مراد اس جانور سے ہے کہ جلہ کو کھائے یعنی گوبر کو اور دعویٰ کیا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جلالہ خاص ہے ساتھ چوپایوں کے اور مشہور تعمیم ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ تھے وہ بند رکھتے مرغی جلالہ کو تین دن اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ کھانے جلالہ کے مرغیوں وغیرہ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہی اس سے واسطے کراہت کے ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے نہی کھانے جلالہ کے سے بہت طریقوں سے صحیح تر یہ طریق ہے جو روایت کی ہے ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اس کو اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق

سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا مجثمہ سے اور جلالہ کے دودھ سے اور پانی پینے سے مشک کے منہ سے اور یہ سند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر ہے اور روایت کیا ہے اس کو بیہقی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے جلالہ کے دودھ پینے اور گوشت کھانے اور سواری کرنے سے منع فرمایا اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے جلالہ سے منع فرمایا یہ اس سے اس کا گوشت جمع کھایا جائے یا دودھ پیا جائے اور ابوداود اور نسائی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے اور جلالہ سے اور اس کی سواری سے اور اس کے گوشت کھانے سے اور اس کی سند حسن ہے اور کہا شافعیہ نے کہ جب متغیر ہو گوشت اس کا نجاست کے کھانے سے تو اس کا کھانا مطلق مکروہ ہے اور ایک وجہ میں ہے کہ جب اکثر گندگی کھائے اور اکثر نے ترجیح دی ہے کہ وہ کراہت تنزیہی ہے اور یہ مقتضی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے قول کا ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ گھاس جب کہ اس کی اوجھڑی میں جاتی ہے تو نجس ہو جاتی ہے سو نہیں غذا پاتی مگر نجس سے اور باوجود اس کے پس نہیں حکم کیا جاتا گوشت اور دودھ پر ساتھ پلید ہونے کے سو اسی طرح ہے یہ بھی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ گھاس جب ناپاک ہو جائے مجاورت سے تو جائز ہے کھلانا اس کا واسطے چوپائے کے اس واسطے کہ جب وہ اس کو کھاتا جاتا ہے تو نہیں غذا کھاتا ہے ساتھ نجاست کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غذا کھاتا ہے ساتھ گھاس کے برخلاف جلالہ کے اور ایک جماعت شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ نہی واسطے تحریم کے ہے اور یہی ہے قول حنابلہ کا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے ابن دقیق العید نے فقہاء سے اور اسی کو صحیح کہا ہے ابو اسحاق مروزی اور قفال اور امام الحرمین اور بغوی اور غزالی نے اور لاحق کیا ہے انہوں نے ساتھ گوشت اور دودھ اس کے کی اس کے انڈوں کو اور بیچ معنی جلالہ کے ہے وہ چیز کہ غذا پاتی ہے ساتھ گندگی کے مانند بکری کے کہ کتی کا دودھ پلائی جائے اور معتبر بیچ جواز اکل جلالہ کے دور ہونا نجاست کی بو کا ہے اس کے بعد کہ چارہ کھلائی جائے ساتھ چیز پاک کے صحیح قول پر اور آیا ہے اس میں سلف سے وقت مقرر کرنا سو ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ مرغی جلالہ کو تین دن بند رکھتے تھے اور روایت کی ہے بیہقی نے ساتھ سند کے کہ اس میں نظر ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ وہ نہ کھائی جائے یہاں تک کہ گھاس کھلائی جائے چالیس دن۔ (فتح)

بَابُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ. باب ہے بیچ بیان گوشت گھوڑوں کے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ نہیں ذکر کیا حکم کو واسطے تعارض دلیلوں کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور دلیل جواز کی ظاہر اقوی ہے کما سیاتی ، ان شاء اللہ تعالٰی۔

٥٠٩٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ

۵۰۹۵۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں گھوڑے کو ذبح کیا پھر ہم نے

نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلْنَاهُ.

اس کو کھایا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم مدینے میں تھے وقد تقدم اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ کھایا اس کو ہم نے اور حضرت ﷺ کے گھر والوں نے اور پہلے گزر چکا ہے اختلاف بیچ قول اس کے کی کہ ہم نے اس کو نحر کیا اور ذبح کیا اور اختلاف کیا ہے شارحین نے اس کی توجیہ میں سو بعض نے کہا کہ محمول ہے نحر ذبح پر بطور مجاز کے اور بعض نے کہا کہ یہ دوبار واقع ہوا ہے اور اسی طرف مائل کی ہے نووی رحمہ اللہ نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اصل عدم تعدد ہے اور مخرج متحد ہے اور اختلاف اس میں ہشام پر ہے سو بعض راویوں نے اس سے نحرنا کہا اور بعض نے ذ..نا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ دونوں امر جائز ہیں نزدیک ان کے اور ذبح میں ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جا.. ہے نہیں تو نہ جائز ہوتا واسطے ان کے لانا اس کا جگہ اس کی اور یہ جو اس نے کہا کہ ہم مدینے میں تھے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ جہاد کے فرض ہونے کے بعد تھا سو رد کیا جاتا ہے اس شخص پر جو سند لیتا ہے اوپر منع کھانے اس کے کی ساتھ اس علت کے کہ وہ جہاد کے آلات سے ہے اور یہ جو اس نے کہا کہ کھایا اس کو ہم نے اور حضرت ﷺ کے گھر والوں نے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے رد اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہیں اس میں کہ حضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی باوجود اس کے کہ اگر یہ وارد نہ ہوتا تو نہ گمان کیا جاتا ساتھ آل ابوبکر کے کہ وہ قدم رکھیں ایک چیز کے کرنے پر حضرت ﷺ کے زمانے میں مگر کہ ان کو اس کے جائز ہونے کا علم ہو واسطے سخت ہونے میل جول ان کے کی ساتھ حضرت ﷺ کے اور نہ جدا ہونے ان کے کی آپ سے یہ باوجود بہت ہونے باعث اصحاب کے ہے طرف پوچھنے احکام کے حضرت ﷺ سے اور اسی واسطے ہوا یہ راجح کہ جب صحابی کہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں اس طرح کرتے تھے تو ہوتا ہے واسطے اس کے حکم رفع کا یعنی وہ حدیث حکما مرفوع ہوتی ہے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع ہوئی اور حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور جب مطلق صحابی میں یہ حکم ہے تو کیا حال ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آل کا جو خاص ہیں۔ (فتح)

۵۰۹۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِيْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ.

۵۰۹۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خیبر کے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں رخص کے بدلے اذن کا لفظ واقع ہوا ہے اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ ہم نے جنگ خیبر کے دن گھوڑوں اور گورخروں کا گوشت کھایا اور حضرت ﷺ نے ہم کو گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک دارقطنی کے امر کا لفظ واقع ہوا ہے کہا طحاوی نے اور مذہب ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور مخالفت کی ہے اس کی اس کے دونوں ساتھیوں نے یعنی ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ وغیرہ نے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ احادیث متواترہ کے اس کے حلال ہونے میں اور اگر ہوتا یہ ماخوذ قیاس کے راہ سے تو گھوڑوں اور گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے درمیان کچھ فرق نہ ہوتا لیکن جب حدیثیں حضرت ﷺ سے صحیح ہو چکیں تو اولیٰ ہے یہ کہ کہا جائے ساتھ اس کے اس چیز سے کہ واجب کرتی ہے اس کو نظر یعنی قیاس خاص کر یہ کہ جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ حضرت ﷺ نے مباح کیا واسطے ان کے گوشت گھوڑوں کا اس وقت میں کہ منع کیا ان کو اس میں خانگی گدھوں کے گوشت سے سو دلالت کی اس نے اوپر مختلف ہونے حکم ان دونوں کے میں کہتا ہوں اور نقل کیا ہے بعض تابعین نے حلال ہونا گھوڑے کا اصحاب سے بغیر استثناء کے سو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے اوپر شرط شیخین کے عطاء سے کہ ہمیشہ تیرے سلف اس کو کھاتے تھے کہا ابن جریج نے میں نے کہا کہ اصحاب کھاتے تھے اس نے کہا کہ ہاں اور بہرحال جو منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مکروہ ہونا اس کا سو روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند ضعیف کے اور دلالت کرتا ہے اس کے ضعیف ہونے پر جو آئندہ باب میں خود اس سے صحیح آئے گا کہ استدلال کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے واسطے مباح ہونے خانگی گدھوں کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا﴾ یعنی کہہ نہیں پاتا ہوں میں اس چیز میں کہ وحی ہوئی مجھ کو حرام اس واسطے کہ اگر یہ خانگی گدھوں کے حلال ہونے کے واسطے متمسک ہو سکتا ہے تو گھوڑوں کے حلال ہونے کے واسطے بھی تمسک ہو سکتا ہے اور نہیں ہے کوئی فرق اور نیز اس میں آئے گا کہ توقف کیا انہوں نے بیچ سبب منع کے کھانے گدھوں کے سے کہ وہ حرام کرنا ابدی تھا یا بسبب ہونے اس کے کی بار برداری لوگوں کے اور اس کی مثل گھوڑوں میں بھی آئے گی سو یہی بعید ہے کہ ثابت ہو ان سے قول ساتھ حرام کرنے گوشت گھوڑوں کے اور قول ساتھ توقف کے خانگی گدھوں میں بلکہ روایت کی ہے دارقطنی نے ساتھ سند قوی کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع مثل حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑے کے کھانے کے ساتھ حکم فرمایا اور صحیح ہو چکا ہے قول ساتھ کراہت گھوڑے کے حکم بن عیینہ اور مالک اور بعض حنفیہ سے اور بعض مالکیہ اور حنفیہ سے حرام کرنا آیا ہے اور کہا فاکہی نے کہ مشہور نزدیک مالکیہ کے کراہت ہے اور صحیح نزدیک محققین کے ان میں سے حرام کرنا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں کہ مکروہ رکھتا ہوں میں گھوڑوں کے گوشت کو سو حمل کیا ہے اس کو ابوبکر رازی نے تنزیہ پر اور کہا کہ نہیں اطلاق کیا اس میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے تحریم کو اور نہیں وہ نزدیک اس

کے مثل گدھے گھر کے پلے ہوئے کے اور صحیح کہا ہے اس سے اصحاب محیط اور ہدایہ اور ذخیرہ نے حرام کرنے کو یعنی صحیح قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ گھوڑا حرام ہے اور یہ قول ان کے اکثر کا ہے اور بعض سے ہے کہ گنہگار ہوتا ہے کھانے والا اس کا اور نہیں نام رکھا جاتا حرام اور روایت کی ہے ابن قاسم اور ابن وہب نے اس سے منع ہو اور یہ کہ اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیت کے کہ آنے والا ہے ذکر اس کا اور روایت کی ہے محمد بن حسن نے آثار میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ساتھ سند اس کے کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مانند اس کے اور کہا قرطبی نے شرح مسلم میں کہ مذہب مالک رحمہ اللہ کا کراہت ہے اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے ابن بطال نے ساتھ آیت کے اور کہا ابن منیر نے کہ مشابہت پیدائشی درمیان اس کے اور درمیان خچر اور گدھے کے اس قسم سے ہے کہ تاکید کرتی ہے منع کو سو منجملہ اس کے ہے شکل اس کی اور زہومت گوشت اس کے کی اور غلیظ ہونا اس کا اور صفت لید اس کے کی اور جب مؤکد ہوا شبہ خلقی تو ملحق ہوگا ساتھ نفی فارق کے اور بعید ہوگا شبہ ساتھ ان چوپایوں کے کہ اتفاق ہے ان کے کھانے پر اور پہلے گزر چکا ہے کلام طحاوی اور وہ چیز کہ لیا جاتا ہے اس سے جواب اس کا اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ دلیل جواز مطلق میں واضح ہے لیکن سبب کراہت مالک رحمہ اللہ کا واسطے کھانے اس کے کی یہ ہے کہ وہ اکثر اوقات جہاد میں کام آتا ہے سو اگر کراہت دور ہو تو البتہ بہت ہو استعمال اس کی اور اگر بہت ہو تو البتہ نوبت پہنچائے یہ طرف کم ہونے اس کے کی سو نوبت پہنچائے گا یہ طرف فنا ہونے ان کے کی پس انجام یہ ہوگا کہ کم ہو جائے گا ڈرانا دشمن کا اور وہ چیز کہ واقع ہوا ہے امر ساتھ اس کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ میں کہتا ہوں بنا بر اس کے پس کراہت بسبب خارج کے اور نہیں ہے بحث بیچ اس کے اس واسطے کہ حیوان بالاتفاق مباح اگر حادث ہو ایسا امر جو تقاضا کرے کہ اگر ذبح کیا جائے تو البتہ نوبت پہنچائے گا طرف ارتکاب محذور کے تو منع ہوتا ہے اور نہیں لازم آتا ہے اس سے قول ساتھ حرام کرنے اس کے کی اور اسی طرح قول اس کا کہ واقع ہونا کھانے اس کے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نادر اور کم تھا سو جب کہا جائے ساتھ کراہت کے تو کم ہوگا استعمال کرنا اس کا سو موافق ہوگا اس چیز کو کہ پہلے گزری اور یہ نہیں قائم ہوتی ہے دلیل واسطے کراہت کے بلکہ غایت اس کی یہ ہے کہ ہو خلاف اولیٰ اور اصل حیوان کے حلال ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کھانے سے فانی ہو جائے اور دنیا میں اس کا وجود تر ہے اور کہا بعض تابعین نے کہ اگر حلال ہوتا تو اس کے ساتھ قربانی جائز ہوتی سو یہ قول اس کا توڑا گیا ہے ساتھ حیوان جنگلی کے اس واسطے کہ وہ کھایا جاتا ہے اور حالانکہ اس کے ساتھ قربانی کرنی جائز نہیں اور شاید سبب بیچ ہونے گھوڑوں کے کہ نہیں جائز ہے قربانی ساتھ اس کے باقی رکھنا ہے ان کی نسل کا اس واسطے کہ اگر مشروع ہو تمام وہ چیز کہ جائز ہے اس کے غیر میں تو البتہ فوت ہو نفع اٹھانا ساتھ ان کے بیچ زیادہ تر ضروری چیزوں کے ان میں سے اور وہ جہاد ہے اور ذکر کیا ہے طحاوی ابو بکر رازی اور ابو محمد بن حزم نے عکرمہ بن عمار کے طریق سے اس نے روایت کی یحییٰ بن کثیر سے اس

نے ابوسلمہ سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں اور گھوڑوں اور خچروں کے گوشت سے منع فرمایا کہا طحاوی نے کہ اور اہل حدیث عکرمہ بن عمار کو ضعیف کہتے ہیں یعنی جو اس کا راوی ہے میں کہتا ہوں کہ خاص کر یحییٰ بن ابی کثیر کے حق میں اس واسطے کہ عکرمہ اگرچہ اختلاف کیا گیا ہے اس کی توثیق میں سو البتہ روایت کی ہے واسطے اس کے مسلم نے لیکن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روایت کی ہے اس نے اس سے غیر طریق یحییٰ بن ابی کثیر کے اور البتہ کہا یحییٰ بن سعید قطان نے کہ حدیثیں اس کی یحییٰ بن ابی کثیر سے ضعیف ہیں اور کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہ حدیث اس کی یحییٰ بن ابی کثیر سے مضطرب ہے اور کہا نسائی نے کہ نہیں ساتھ اس کے کچھ ڈر مگر یحییٰ میں اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ حدیث اس کی غیر ایاس بن سلمہ سے مضطرب ہے اور یہ اشد اس چیز سے کہ پہلے ہے اور اس کے عموم میں یحییٰ بن ابی کثیر بھی داخل ہوا اور بر تقدیر صحیح ہونے ان طریقوں کے سو البتہ اختلاف کیا گیا ہے عکرمہ پر بیچ اس کے اس واسطے کہ یہ حدیث احمد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے طریق سے آئی ہے اور اس میں گھوڑوں کا ذکر نہیں اور بر تقدیر اس کے کہ جس نے گھوڑے کو اس میں ذکر کیا اس نے یاد رکھا ہو تو کئی روایتیں جابر رضی اللہ عنہ سے جو تفصیل کرنے والے ہیں درمیان گوشت گھوڑے اور گدھے کے ظاہر تر ہیں اتصال میں اور اتقن ہیں راویوں میں اور اکثر ہیں گنتی میں اور معلول کی ہے بعض حنفیوں نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو ابن اسحاق سے کہ وہ خیبر میں حاضر نہیں ہوا اور نہیں ہے یہ علت اس واسطے غایت یہ ہے کہ مرسل صحابی کے ہو اور جو گھوڑے کے کھانے سے منع کرتا ہے اس کی حجتوں سے یہ حدیث خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ہے سنن میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن گھوڑوں کے گوشت سے منع فرمایا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ یہ حدیث شاذ منکر ہے اس واسطے کہ اس کے سیاق میں ہے کہ وہ خیبر میں حاضر ہوا اور یہ خطا ہے اس واسطے کہ نہیں مسلمان ہوا وہ مگر اس کے بعد صحیح قول پر اور جس چیز کے ساتھ اکثر علماء نے جزم کیا ہے یہ ہے کہ اس کا مسلمان ہونا فتح مکہ کا دن تھا اور عمدہ اس باب میں وہ چیز ہے جو مصعب زبیری نے کہی اور وہ اعلم ہے ساتھ حال قریش کے سب لوگوں سے کہا کہ لکھا ولید بن ولید نے طرف خالد رضی اللہ عنہ کی جب کہ بھاگا مکے سے عمرہ قضاء میں تاکہ نہ دیکھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے میں سو ذکر کیا اس نے قصہ بیچ سبب اسلام خالد رضی اللہ عنہ کے اور عمرہ قضاء بالیقین جنگ خیبر سے بعد تھا اور نیز حلول کی گئی ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے لیکن روایت کی ہے طبری نے یحییٰ بن ابی کثیر کے طریق سے اس نے روایت کی ایک مرد اہل حمص کے سے کہ ہم خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے سو ذکر کیا اس نے کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت خانگی گدھوں اور گھوڑوں کا اور خچروں کا اور معلول کی گئی ہے یہ حدیث ساتھ تدلیس یحییٰ کے اور مبہم ہونے مرد کے اور دعویٰ کیا ہے ابو داؤد نے کہ حدیث خالد رضی اللہ عنہ کی منسوخ ہے اور نہیں بیان کیا اس نے اس کے ناسخ کو اور اسی طرح کہا ہے نسائی نے کہ حدیثیں مباح ہونے میں صحیح ہیں اور یہ اگر صحیح ہو تو منسوخ ہو گی اور گویا کہ جب اس

کے نزدیک دونوں حدیثیں متعارض ہوئیں اور خالد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی دیکھی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اجازت دیکھی تو حمل کیا اجازت کو نسخ تحریم پر اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر نہی اجازت پر سابق ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خالد رضی اللہ عنہ کا اسلام فتح خیبر سے پہلے ہو اور اکثر اس کے خلاف پر ہیں اور نسخ نہیں ثابت ہوتا ہے احتمال سے اور البتہ ثابت کیا ہے حازمی نے نسخ کو اس کے بعد کہ ذکر کی حدیث خالد رضی اللہ عنہ کی اور کہا کہ وہ شامی مخرج ہے آئی ہے غیر وجہ سے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رخصت اور اجازت سے اس واسطے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ منع سابق ہے اور اجازت متاخر ہے سو متعین ہوگا پھرنا طرف اس کی کہا اس نے اور اگر یہ لفظ وارد نہ ہوتا تو دعویٰ نسخ کا مردود ہوتا واسطے نہ معلوم ہونے تاریخ کے ہے اور نہیں بیچ لفظ اخص اور اجازت کے وہ چیز کہ متعین ہو ساتھ اس کے پھرنا طرف نسخ کی بلکہ جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حکم گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں میں تھا برأت اصلی پر پھر جب منع کیا ان کو شارع نے دن جنگ خیبر کے گدھوں اور خچروں سے تو ڈرے کہ گمان کریں لوگ کہ گھوڑوں کا بھی یہی حکم ہے واسطے مشابہ ہونے ان کے کی ساتھ ان کے تو اجازت دی ان کے کھانے میں سوائے گدھوں اور خچروں کے اور راجح یہ ہے کہ چیزیں پہلے بیان کرنے حکم ان کے کی شرع میں نہیں وصف کی جاتیں نہ ساتھ حلال ہونے کے اور نہ ساتھ حرام ہونے کے پس نہ ثابت ہوگا نسخ بیچ اس کے اور نیز نقل کی ہے حازمی نے تقریر نسخ کی اور طریق سے سو کہا اس نے کہ نہی کھانے گھوڑوں اور گدھوں کے سے عام تھی بسبب یعنی لوگوں کے ان کے پہلے بانٹنے اور پانچواں حصہ نکالنے کے اور اسی واسطے حکم کیا ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے پھر پکار کر بیان کیا کہ گدھوں کا گوشت نجس ہے کہ اس کا حرام کرنا اس کی ذات کی وجہ سے ہے اور یہ کہ نہی گھوڑوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھے بسبب ترک کرنے تقسیم کے خاص کر اور اعتراض کیا جاتا ہے اس پر کہ حکم ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا واسطے پکانے ان کے کی بیچ ان کے گوشت گدھوں کا جیسے کہ تصریح کی گئی ہے ساتھ اس کے صحیح میں نہ گھوڑوں میں پس نہ تمام ہوگی مراد اس کی اور حق یہ ہے کہ حدیث خالد رضی اللہ عنہ کی اگر تسلیم کی جائے کہ ثابت ہے تو نہیں معارض ہوتی ہے واسطے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو دلالت کرتی ہے جائز ہونے پر اور البتہ موافق ہے اس کو حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی اور البتہ ضعیف کیا ہے خالد رضی اللہ عنہ کی حدیث کو احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور موسیٰ بن ہارون اور دار قطنی اور خطابی اور ابن عبدالبر اور دوسرے لوگوں نے تطبیق دی ہے بعض نے درمیان حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی دلالت کرتی ہے جائز ہونے پر فی الجملہ اور حدیث خالد رضی اللہ عنہ کی دلالت کرتی ہے اوپر منع کے ایک حالت میں سوائے دوسری حالت کے اس واسطے کہ گھوڑے خیبر میں کم دستیاب اور عزیز تھے اور تھے محتاج ان کی طرف واسطے جہاد کے سو نہ معارض ہوگا جواز نہی مذکور کو اور نہیں لازم آتا وصف کرنا کھانے گھوڑوں کے ساتھ کراہت مطلق کے چہ جائیکہ ساتھ حرام کرنے کے اور البتہ واقع ہوا ہے نزدیک دار قطنی کے

اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ہمارا ایک گھوڑا تھا سو وہ مرنے لگا سو ہم نے اس کو ذبح کر کے کھایا اور جواب دیا ہے اس نے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے سو شاید یہ گھوڑا بڑا ہو گیا تھا اس طور سے کہ اس کے ساتھ جہاد میں نفع نہ اٹھایا جائے سو ہو گی نہی گھوڑوں سے واسطے معنی خارج کے نہ واسطے اس کی ذات کے اور یہ تطبیق خوب ہے اور گمان کیا ہے بعض نے کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی باب میں دلالت کرتی ہے حرام کرنے پر واسطے قول اس کے کی کہ حضرت ﷺ نے رخصت دی اس واسطے کہ رخصت مباح کرنا حرام کا ہے باوجود قائم ہونے مانع کے سو دلالت کی اس نے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے واسطے ان کے بسبب بھوک کے جو ان کو خیبر میں پہنچی پس نہیں دلالت کرتا یہ مطلق حلال ہونے پر اور جواب یہ ہے کہ اکثر روایتوں میں اجازت کا لفظ آیا ہے اور بعض میں امر کا لفظ آیا ہے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ رخص کے اجازت ہے نہ خصوص رخصت ساتھ اصطلاح اس شخص کے کہ متاخر ہے اصحاب کے زمانے سے اور نیز مناقضہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اجازت بیچ کھانے گھوڑوں کے اگر ہوتی رخصت بسبب بھوک کے تو البتہ ہوتے گدھے خانگی اولیٰ ساتھ اس کے واسطے بہت ہونے ان کے کی اور عزیز ہونے گھوڑوں کے اس وقت اور اس واسطے کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ گھوڑوں کے اس چیز میں کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ گدھوں کے سواری وغیرہ سے اور نہیں فائدہ اٹھایا جاتا ساتھ گدھوں کے اس چیز میں کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ گھوڑوں کے جہاد کرنے سے اوپر ان کے اور واقع جیسا کہ آئے گا صریح آئندہ باب میں یہ ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ بہانے ہانڈیوں کے جن میں گدھوں کا گوشت پکایا گیا باوجود اس چیز کے کہ ساتھ ان کے تھی حاجت سے سو دلالت کی اس نے کہ اجازت بیچ کھانے گھوڑوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا واسطے اباحت عام کے نہ واسطے خاص ضرورت کے اور لیکن جو منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مالک رحمہ اللہ وغیرہ سے حجت پکڑنے سے واسطے منع کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا﴾ سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اکثر ان لوگوں نے جو قائل ہیں ساتھ تحریم کے اور تقریر کی ہے انہوں نے اس کی کئی وجہ سے ایک وجہ یہ کہ لام واسطے تعلیل کے ہے سو دلالت کی اس نے کہ وہ نہیں پیدا ہوئے واسطے غیر اس کام کے اس واسطے کہ علت منصوصہ فائدہ دیتی ہے حصر کا سو ان کے کھانے کو مباح کرنا تقاضا کرتا ہے ظاہر آیت کے خلاف کو دوسری عطف نعال اور حمیر کا سو دلالت کرتا ہے اوپر مشترک ہونے اس کے کی ساتھ ان کے حرام کرنے کے حکم میں سو جو جدا کرتا ہے حکم اس کے کو حکم اس چیز کے سے کہ معطوف ہے اس پر وہ محتاج ہے طرف دلیل کے تیسری یہ کہ آیت بیان کی گئی ہے جگہ احسان کرنے کی سو اگر نفع اٹھایا جاتا ساتھ اس کے کھانے میں تو البتہ ہوتا احسان ساتھ اس کے اعظم اس واسطے کہ وہ متعلق ہے ساتھ باقی رہنے وجود کے بغیر واسطہ کے اور حکیم نہیں احسان کرتا ساتھ ادنیٰ نعمت کے اور چھوڑے اعلیٰ کو خاص کر واقع ہوا ہے احسان ساتھ کھانے کے ان چیزوں میں جو مذکور ہیں اس سے پہلے، چوتھی یہ کہ اگر مباح کیا

جائے کھانا اس کا تو البتہ فوت ہو منفعت ساتھ اس کے اس چیز میں کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے احسان کرنا سواری اور زینت سے یہ خلاصہ ہے اس چیز کا کہ تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس آیت سے اور جواب بطور اجمال کے یہ ہے کہ آیت سورہ نحل کی بالاتفاق مکی ہے اور اجازت بیچ کھانے گھوڑوں کے تھا بعد ہجرت کے کی مکے سے زیادہ چھ سال سے سو اگر حضرت ﷺ اس آیت سے منع سمجھتے تو نہ اجازت دیتے کھانے ان کے میں اور نیز پس آیت نحل کی نہیں ہے نص بیچ منع کھانے کے اور حدیث صریح ہے بیچ جواز اس کے کی اور نیز بطور تنزل کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دلالت کرتا ہے جو مذکور ہوا اوپر ترک کھانے کے اور ترک عام تر ہے اس سے کہ ہو واسطے تحریم کے یا تنزیہ کے یا خلاف اولیٰ کے اور جب نہ متعین ہوا کوئی معنی ان میں سے تو باقی رہا تمسک ساتھ ان دلیلوں کے جو تصریح کرنے والے ہیں واسطے جواز کے اور بطور تفصیل کے اول اس وجہ پر کہ اگر ہم مانے کہ لام واسطے تعلیل کے ہے تو نہیں تسلیم کرتے ہم افادہ حصر سوار ہونے اور زینت میں اس واسطے کہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے ساتھ گھوڑوں کے بیچ غیر ان دونوں کے اور بیچ سوائے کھانے کے اتفاقا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا گیا ہے سوار ہونا اور زینت واسطے ہونے ان دونوں کام کے اغلب اس چیز کا کہ طلب کیا جاتا ہے واسطے اس کے گھوڑا اور نظیر اس کی حدیث گائے کی ہے جو مذکور ہے بخاری اور مسلم میں جب کہ اس نے اپنے سوار سے کہا ہم اس کے واسطے پیدا نہیں ہوئے ہم تو کھیتی کرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہیں اس واسطے کہ وہ باوجود صریح تر ہونے اس کے کی حصر میں نہیں قصد کیا گیا ساتھ اس کے اغلب نہیں تو وہ کھائی جاتی ہے اور نفع اٹھایا جاتا ہے بہت چیزوں میں سوائے کھیتی کے اتفاقا اور نیز پس اگر تسلیم کیا جائے استدلال تو البتہ لازم آئے گا کہ گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں پر بوجھ کا لادنا منع ہو اور حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور ثانی وجہ سو دلالت عطف کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ دلالت اقتران کی ہے اور وہ ضعیف ہے اور تیسری وجہ سو احسان جتلانا پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ قصد کی گئی ہے ساتھ اس کے غالبا وہ چیز کہ واقع ہوتا تھا ساتھ اس کے نفع اٹھانا ان کا گھوڑوں سے سو خطاب کیے گئے ساتھ اس چیز کے جس کی ان کو الفت تھی اور جس کو پہچانتے تھے اور نہیں پہچانتے تھے کھانا گھوڑوں کا واسطے کم ہونے ان کے کی شہروں میں برخلاف چوپایوں کے کہ اکثر فائدہ اٹھانا ان کا ساتھ ان کے تھا واسطے لادنے بوجھ کے اور واسطے کھانے کے سو اقتصار کیا ہر دونوں قسم میں احسان پر ساتھ اغلب اس چیز کے کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے سو اگر لازم آئے اس سے حصر اس شق میں تو البتہ لازم آئے گا مثل اس کی دوسرے شق میں اور چوتھی وجہ سو اگر لازم آئے اذن سے بیچ کھانے ان کے کی یہ کہ فنا ہوں تو لازم آتا ہے مثل اس کے گائے وغیرہ میں اس چیز سے کہ مباح ہوا ہے کھانا اس کا اور واقع ہوا ہے احسان جتلانا ساتھ اس کے اور منفعت اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ فِيهِ عَنْ گھریلو گدھوں کے گوشت کے بیان میں اس میں

سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حدیث ہے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: قول ساتھ نہ جزم کرنے اس کے کی ساتھ حکم کے بیچ اس کے مانند قول کے ہے پہلے باب میں لیکن راجح گدھوں میں منع ہے برخلاف گھوڑوں کے۔

۵۰۹۷ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

۵۰۹۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا متابعت کی ہے اس کی ابن مبارک نے عبیداللہ سے نافع سے اور کہا ابو اسامہ نے عبیداللہ سے اس نے روایت کی سالم سے۔

۵۰۹۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

۵۰۹۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن متعہ اور خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے۔

۵۰۹۹ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِيْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ.

۵۰۹۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔

۵۱۰۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَدِيٌّ عَنِ الْبَرَآءِ وَابْنِ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ.

۵۱۰۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

۵۱۰۱ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا إِدْرِيْسَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَعُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَالِكٌ وَمَعْمَرٌ وَالْمَاجِشُوْنُ وَيُوْنُسُ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ.

۵۱۰۱۔ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کا گوشت حرام کیا، متابعت کی ہے اس کی زبیدی نے اور عقیل نے ابن شہاب سے اور کہا مالک اور معمر اور ماجشون اور یونس اور ابن اسحاق نے زہری سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر دانت والے درندے کے کھانے سے۔

فائدہ: یعنی نہیں ذکر کیا انہوں نے گدھوں کو۔

۵۱۰۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهُ جَآءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَآءَهُ جَآءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَآءَهُ جَآءٍ فَقَالَ أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ فَأُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ وَإِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِاللَّحْمِ.

۵۱۰۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ گدھے کھائے گئے پھر آپ کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ گدھے کھائے گئے پھر آپ کے پاس کوئی آنے والا آیا سو کہا کہ فنا ہو گئے گدھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارنے والے کو حکم کیا سو اس نے لوگوں میں پکارا کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول تم کو منع کرتا ہے گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے اس واسطے کہ وہ گندگی ہے سو ہانڈیاں الٹائی گئیں اور حالانکہ وہ گدھوں کے گوشت سے جوش مارتی تھیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک آنے والا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو نہیں پہچانا میں نے نام اس مرد کا اور نہ دوسرے دونوں

کا اور احتمال ہے کہ ایک ہوں اس واسطے کہ اس نے اولا کہا کہ کھائے گئے سو یا تو اس کو حضرت ﷺ نے نہ سنا تھا اور یا اس میں کسی چیز کا آپ کو حکم نہ ہوا تھا اور اسی طرح دوسری بار میں بھی سو جب اس نے تیسری بار میں کہا کہ فنا ہو گئے گدھے یعنی واسطے کثرت اس چیز کے کہ ذبح کی گئی ان سے تا کہ پکائے جائیں تو موافق پڑا یہ اس کی تحریم کے حکم کے اترنے کو اور شاید یہ سند ہے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا گیا ان سے اس واسطے کہ وہ لوگوں کی بار برداری تھی اور پہلے گزر چکا ہے نزدیک نسائی کے کہ منادی اس کے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے اور شاید عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے پکارا اولا ساتھ نہی مطلق کے پھر پکارا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ نے ساتھ زیادتی کے اوپر اس کے اور وہ قول اس کا ہے کہ بے شک وہ گندگی ہے سو الٹائی گئیں ہانڈیاں اور حالانکہ وہ گوشت سے جوش مارتی تھیں۔ (فتح)

۵۱۰۳ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ حُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ قَدْ كَانَ يَقُوْلُ ذَاكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عِنْدَنَا بِالْبَصْرَةِ وَلٰكِنْ أَبٰى ذَاكَ الْبَحْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَرَأَ ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾.

۵۱۰۳۔ حضرت عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن زید سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اس نے کہا کہ حکم بن عمرو ہمارے پاس بصرے میں تھا وہ یہ کہتا تھا یعنی حضرت ﷺ نے خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا لیکن انکار کیا اس کا علم کے دریا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور پڑھی آیت ﴿قُلْ لَّا اَجِدُ فِیْمَا اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا﴾۔

فائدہ: حمیدی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہتا تھا اس کو حکم حضرت ﷺ کے سے۔ بحر صفت ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہا گیا واسطے ان کے یہ لفظ واسطے وسیع ہونے علم ان کے کی اور یہ از قسم مقدم کرنے صفت کے ہے موصوف پر واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ تعظیم موصوف کے گویا کہ وہ ہو گیا ہے علم اوپر اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا واسطے مشہور ہونے اس کے کی اس کے بعد واسطے احتمال پوشیدہ ہونے اس کے بعض لوگوں پر اور بیچ روایت ابن مردویہ کے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ کچھ چیزیں کھاتے تھے اور کچھ چیزیں نہ کھاتے تھے واسطے کراہت کے سو اللہ نے اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنی کتاب اتاری اور اپنے حلال کو حلال کیا اور حرام کو حرام کیا سو جو چیز کہ اس میں حلال کی سو حلال ہے اور جو چیز کہ حرام کی وہ حرام ہے اور جس چیز سے چپ رہا وہ معاف ہے یعنی اس کے کھانے میں کچھ گناہ نہیں اور یہ آیت پڑھی ﴿قُلْ لَّا اَجِدُ فِیْمَا اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا﴾ اور استدلال کرنا ساتھ اس کے واسطے حلال ہونے کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمام ہوتا ہے اس چیز میں کہ نہیں وارد ہوئی اس میں نص حضرت ﷺ سے ساتھ حرام کرنے اس کے کی اور البتہ وارد ہو چکی ہیں

حدیثیں ساتھ اس کے اور تخصیص تحریم کے مقدم ہے اوپر عموم تحلیل کے اور اوپر قیاس کے اور پہلے گزر چکا ہے مغازی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ توقف کیا انہوں نے نہی میں گدھوں کے کھانے سے کہ کیا وہ کسی خاص سبب کے واسطے تھے یا واسطے ہمیشگی کے سو اس میں شعبی سے ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نہیں جانتا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بسبب اس کے کہ وہ لوگوں کی بار برداری تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا کہ ان کی بار برداری جاتی رہے اس کو خیبر کے دن قطعا حرام کیا اور اور یہ تردد صحیح تر ہے اس حدیث سے کہ آیا ہے جزم ساتھ علت مذکور کے اور اسی طرح اس چیز میں کہ روایت کی ہے اس سے طبرانی نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانگی گدھوں کو واسطے خوف کم ہونے سواریوں کے اور اس کی سند ضعیف ہے اور پہلے گزر چکا ہے مغازی میں ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس سے اس واسطے کہ اس سے پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا اور بعض نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا تھا ان سے اس واسطے کہ وہ گندگی کو کھاتے تھے، میں کہتا ہوں کہ البتہ دور کیا ہے ان احتمالوں کو کہ ان میں سے پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا یا وہ گندگی کھاتے تھے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی نے جو اس سے پہلے مذکور ہو چکی ہے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ وہ گندگی ہیں اور اسی طرح حکم ساتھ دھونے برتنوں کے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہا قرطبی نے یہ جو فرمایا کہ وہ رجس میں تو یہ ظاہر ہے بیچ پھرنے ضمیر کے طرف گدھوں کے اس واسطے کہ وہی تھے مامور ساتھ الٹانے ان کے ہانڈیوں سے اور دھونے ان کے اور یہ حکم ناپاک چیز کا ہے سو مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ حرام ہے کھانا ان کا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ انکا حرام ہونا ان کی ذات کے واسطے ہے یعنی ان کی حرمت ذاتی ہے نہ واسطے کسی سبب خارجی کے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ حکم ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے ظاہر ہے کہ وہ سبب حرام کرنے گدھوں کے گوشت کا ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے اور علتیں اگر صحیح ہو مرفوع ہونا کسی چیز کا ان میں سے تو واجب ہوگا پھرنا طرف اس کی لیکن نہیں مانع ہے کہ معلل کیا جائے حکم ساتھ اکثر کے ایک علت سے اور حدیث ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی صریح ہے تحریم میں سو نہیں ہے کوئی جگہ پھرنے کی اس سے اور لیکن علت بیان کرنا ساتھ خوف کم ہونے سواریوں کے سو جواب دیا ہے اس سے طحاوی نے ساتھ معارضہ کے ساتھ گھوڑوں کے اس واسطے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی گدھوں سے اور اجازت گھوڑوں میں مقرون ہے سو اگر ہوتی علت بسبب بار برداری کے تو البتہ ہوتے گھوڑے اولیٰ ساتھ منع کرنے کے واسطے کم ہونے ان کے کی نزدیک ان کے اور سخت حاجت ان کی کے طرف ان کی اور جواب سورہ انعام کی آیت سے یہ ہے کہ وہ مکی ہے اور حدیث تحریم کی نہایت متاخر ہے سو وہ مقام ہے اور نیز پس نص آیت کی خبر ہے حکم سے جو موجود تھا وقت نازل ہونے اس کے کی اس واسطے کہ اس وقت نہیں اتری تھی بیچ تحریم ماکول کے مگر وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے بیچ اس کے اور نہیں اس میں وہ چیز جو منع کرے اس کو کہ اترے اس کے بعد اس چیز کا غیر کہ بیچ اس کے ہے اور البتہ اترے اس کے بعد

مدینے میں بہت احکام ساتھ حرام کرنے بہت چیزوں کے سوائے اس چیز کے کہ ذکر کی گئی بیچ اس کے مانند شراب کی آیت کے مائدہ میں اور نیز اس میں حرام کرنا اس چیز کا ہے کہ پکاری گئی واسطے غیر اللہ کے اور گلا گھوٹی آخر تک اور مانند تحریم درندوں اور حشرات کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا ہے ساتھ حرام کرنے خانگی گدھوں کے اکثر علماء نے اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں اور نہیں پایا میں نے اس میں کسی صحابی سے اختلاف مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مالکیہ کے نزدیک تین روایتیں ہیں تیسری کراہت ہے اور ابوداؤد میں غالب ہے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو موٹے گدھے کھلا اس واسطے کہ اس کا حرام ہونا تو گاؤں کے گرد کے سبب ہے یعنی جلالہ ہونے کے سبب سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور تین شاذ ہے مخالف ہے واسطے صحیح حدیثوں کے اور طبری میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت کی اجازت دی اور اس کی سند میں بھی کلام ہے اور اگر ثابت ہو تو احتمال ہے کہ ہو یہ حکم پہلے حرام کرنے ان کے کی کہا طحاوی نے اگر متواتر ہوتی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ حرام کرنے خانگی گدھوں کے تو البتہ قیاس ان کے حلال ہونے کو تقاضا کرتا تھا اس واسطے کہ ہر وہ چیز کہ حرام ہے خانگی جانوروں سے اجماع ہے اس کے حرام ہونے پر جب کہ ہو وحشی مانند سور کی اور البتہ اجماع ہے اوپر حلال ہونے گورخر کے پس قیاس چاہتا ہے کہ خانگی گدھے بھی حلال ہوں، میں کہتا ہوں کہ جو دعویٰ کیا ہے اس نے اجماع کا سو مردود ہے اس واسطے کہ بہت حیوان گھر کے پلے ہوئے مختلف ہیں اپنے نظیر میں حیوان وحشی سے مانند بلی کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذبح نہیں پاک کرتا اس چیز کو کہ نہیں حلال ہے کھانا اس کا اور جو چیز کہ ناپاک ہو جائے ساتھ لگنے پلیدی کے کفایت کرتا ہے دھونا اس کا ایک بار واسطے مطلق ہونے حکم دھونے کے اس واسطے کہ صادق آتا ہے بجا لانا ساتھ ایک بار کے اور اصل یہ ہے کہ نہیں ہے زیادتی اوپر اس کے اور یہ کہ اصل چیزوں میں اباحت ہے اس واسطے کہ اصحاب نے اقدام کیا گدھوں کے ذبح کرنے اور پکانے پر مانند باقی حیوانوں کے پہلے اس سے کہ اجازت مانگیں باوجود بہت ہونے باعث ان کے کی سوال پر اس چیز سے کہ مشکل ہو اور یہ کہ لائق ہے واسطے سردار لشکر کے ڈھونڈنا اپنی رعیت کے احوال کا اور جس کو دیکھے کہ کرتا ہے کام جو نہیں جائز ہے شرع میں تو مشہور کرے اس کے منع کو یا تو خود بخود مخاطب ہو کر منع کرے یا کسی غیر کو حکم کرے سو وہ پکارے تا کہ نہ مغرور ہو ساتھ اس کے پس گمان کرے اس کو جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ أَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ. باب ہے بیچ کھانے ہر دانت والے کے درندوں سے۔

فائدہ: نہیں قطع کیا ساتھ حکم کے واسطے اختلاف کے بیچ اس کے کما سیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٥١٠٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ

٥١٠٤۔ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دانت والے درندوں سے منع فرمایا متابعت کی ہے اس

الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَّابْنُ عُيَيْنَةَ وَالْمَاجِشُوْنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

کی یونس نے اور معمر اور ابن عیینہ اور ماجشون نے زہری سے۔

فائدہ: اور مسلم کی راویت میں ہے کہ ہر دانت والے درندے کا کھانا حرام ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر دانت والے درندے سے اور ہر پنجہ والے پرندے سے اور مخلب پرندے کے لیے مانند ناخن کے ہے واسطے غیر اس کے کی لیکن وہ اس سے سخت تر اور موٹا اور تیز تر ہوتا ہے جیسے دانت درندے کا اور روایت کی ہے ترمذی رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند لا باس بہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانگی گدھوں اور خچروں اور ہر دانت والے درندے اور ہر پنجہ دار پرندے کو حرام کیا اور دانت والے سے وہ درندہ مراد ہے جو دانت سے شکار کرتا ہے جیسے شیر اور سور اور بندر اور ریچھ اور کتا اور بھیڑیا وغیرہ اور پنجہ دار سے مراد وہ پرندہ ہے جو پنجہ سے شکار کرتا ہے جیسے چیل باز شکرہ وغیرہ، کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اکثر اہل علم کے اور بعض سے ہے کہ حرام نہیں اور حکایت کی ہے ابن وہب نے مالک سے مثل جمہور کے اور کہا ابن عربی نے کہ مشہور اس سے کراہت ہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اختلاف کیا گیا ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور جابر رضی اللہ عنہ پر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وجہ ضعیف سے اور یہ قول شعبی اور ابن جبیر کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ عموم قول اللہ کے لا اجد اور جواب یہ ہے کہ آیت مکی ہے اور حدیث حرام کرنے کی بعد ہجرت کے ہے پھر ذکر کیا مانند اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ نص آیت کی نہ حرام کرنا ہے غیر اس چیز کا کہ ذکر کی گئی اس وقت سو نہیں اس میں نفی اس چیز کی کہ آئندہ آئے گی اور بعض نے کہا کہ آیت انعام کی خاص ہے ساتھ چوپائے مویشی کے اس واسطے کہ گزر چکی ہے پہلے اس سے حکایت جاہلیت کے وقت سے تھے وہ حرام کرتے کئی چیزوں کو آٹھ جوڑوں سے اپنی رائے سے سو اتری یہ آیت ﴿قُلْ لَّا اَجِدُ فِيْمَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ یعنی اول چیزوں سے کہ مذکور ہوئیں مگر مردار اور خون بہنے والا اور اگر کوئی کہے کہ سور کا گوشت بھی اس کے ساتھ مذکور ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا اس واسطے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اس کے علت حرام کرنے اس کے کی اور دھونا اس کا نجس اور نقل کیا ہے امام الحرمین نے شافعی رحمہ اللہ سے کہ وہ قائل ہے ساتھ خصوص سبب کے جب کہ وارد ہو ایسے قصے میں اس واسطے کہ نہیں ٹھہرایا اس نے آیت کو حصر کرنے والی واسطے اس چیز کے کہ حرام ہے کھانے والی چیزوں سے باوجود وارد ہونے صیغے عموم کے بیچ اس کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ وارد ہوئی ہے یہ آیت کافروں کے حق میں جو حلال جانتے تھے مردار کو اور خون کو اور

سور کے گوشت کو اور اس چیز کو جو پکائی گئی واسطے غیر اللہ کے اور حرام کرتے تھے بہت چیزوں کو اس قسم سے کہ مباح کیا ہے اس کو اللہ نے سو تھی غرض بیان کرنا ان کے حال کا اور یہ کہ وہ حق کے ساتھ عناد کرتے ہیں سو گویا کہ کہا گیا کہ نہیں حرام ہے مگر وہ چیز جس کو تم نے حلال ٹھہرایا واسطے مبالغہ کے بیچ رد کرنے کے اوپر ان کے اور حکایت کی ہے قرطبی نے قوم سے کہ آیت انعام کی جو مذکور ہے حجۃ الوداع میں اتری تھی سو ہو گی ناسخ اور رد کیا گیا ہے یہ قول ساتھ اس طور کے کہ وہ مکی ہے جیسے کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے بہت علماء نے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز کہ پہلے گزر چکی ہے آیتوں سے رد سے عرب کے مشرکوں پر بیچ حرام کرنے ان کے کی اس چیز کو کہ حرام کیا تھا انہوں نے اس کو چوپایوں سے اور خاص کرنے ان کے کی بعض ان چیزوں کو ساتھ معبودوں اپنوں کے اور سوائے اس کے اس چیز سے کہ پہلے گزر چکی ہے واسطے رد کے اوپر ان کے اور یہ سب واقعہ پہلے تھا ہجرت کرنے سے طرف مدینے کی اور اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے جو قائل ہیں ساتھ تحریم کے بیچ مراد کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے واسطے دانت ہے یعنی اس سے کیا مراد ہے سو کہا بعض نے کہ وہ چیز ہے کہ قوی ہو ساتھ دانت کے اور حملہ کرے اپنے غیر پر اور شکار کرے اور سرکشی کرے اپنی طبع سے مانند شیر اور چیتے اور شکرے اور عقاب کے اور جو حملہ نہیں کرتا مانند کفتار اور لومڑی کے تو وہ مراد نہیں اور یہی ہے مذہب شافعی اور لیث کا اور جو ان کے تابع ہیں اور البتہ وارد ہو چکی ہیں بیچ حلال ہونے کفتار کے حدیثیں جن کے ساتھ کچھ ڈر نہیں اور لومڑی سو وارد ہوئی ہے اس کے حرام ہونے میں حدیث خزیمہ کی نزدیک ترمذی کے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ. باب ہے بیچ بیان کھال مردار کے۔

فائدہ: زیادہ کیا ہے بیوع میں پہلے اس سے کہ رنگی جائے سو مقید کیا ہے اس کو اس جگہ ساتھ رنگنے کے اور مطلق بیان کیا ہے اس کو یہاں سو محمول ہے مطلق اس کا مقید پر۔

٥١٠٥ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا قَالُوْا إِنَّهَا مَيِّتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا.

٥١٠٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری پر گزرے سو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی کہ اس کو رنگ کر کے اپنے کام میں لاتے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردار کا تو صرف کھانا حرام ہے۔

فائدہ: اہاب کچی کھال کو کہتے ہیں رنگنے سے پہلے اور بعض نے کہا کہ وہ مطلق کھال ہے رنگی ہو یا بے رنگی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہیں اتار لی سو اس کو رنگ کر کے اپنے کام میں لاتے اور یہ جو فرمایا کہ مردار کا صرف کھانا حرام ہے تو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے تکرار کرنا امام سے اس چیز میں کہ نہ سمجھے سامع معنی اس چیز کے کہ حکم کیا اس کو گویا کہ انہوں نے کہا کہ کس طرح حکم کرتے ہیں حضرت ﷺ ہم کو ساتھ فائدہ اٹھانے کے ساتھ اس کھال کے اور حالانکہ مودہ ہم پر حرام ہے سو بیان کی واسطے ان کے وجہ حرام کرنے کی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے تخصیص کتاب کی ساتھ سنت کے اس واسطے کہ لفظ قرآن کا یہ ہے ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ اور وہ شامل ہے واسطے تمام اجزاء اس کے کو ہر حال میں سو خاص کیا اس کو سنت نے ساتھ کھانے کے اور اس میں خوبی ہے ان کے تکرار کی اور بلاغت ان کے کی خطاب میں اس واسطے کہ جمع کیا انہوں نے بہت معنی کو ایک کلمے میں اور وہ قول ان کا ہے کہ وہ تو مردہ ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے زہری نے اس پر کہ جائز ہے فائدہ اٹھانا ساتھ کھال مردار کے مطلق برابر ہے کہ رنگی گئی ہو یا نہ رنگی گئی ہو لیکن صحیح ہو چکا ہے قید کرنا اس کا اور طریقوں سے ساتھ رنگنے کے اور وہ حجت ہے واسطے جمہور کے اور مستثنیٰ کیا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مردوں سے کتے اور سور کو اور جو پیدا ہو دونوں میں سے واسطے نجس العین ہونے ذات ان کی کے نزدیک اس کے اور نہیں مستثنیٰ کیا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد نے کسی چیز کو واسطے لینے کے ساتھ عموم خبر کے اور یہ ایک روایت مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور البتہ روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مرفوع کہ جب کھال رنگی جائے تو پاک ہو جاتی ہے اور لفظ شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا یہ ہے کہ جو کھال رنگی گئی سو البتہ پاک ہوئی اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس کا رنگنا اس کا پاک ہونا ہے اور البتہ تمسک کیا ہے بعض نے ساتھ خصوص اس سبب کے سو بند کیا ہے اس نے جواز کو اس چیز پر کہ کھائی جاتی ہے واسطے وارد ہونے حدیث کے بکری میں اور قوی ہوتا ہے بنظر قیاس کے ساتھ اس طور کے کہ رنگنا نہیں زیادہ کرتا ہے پاکی میں ذبح کرنے پر اور غیر ماکول اگر ذبح کیا جائے تو اکثر کے نزدیک ذبح کرنے سے پاک نہیں ہوتا سو اسی طرح رنگنا بھی اور جواب دیا ہے اس شخص نے جو عام کرتا ہے ساتھ تمسک کرنے کے عموم لفظ سے سو وہ اولیٰ ہے خصوص سبب سے اور ساتھ تمسک کرنے کے عموم اجازت سے ساتھ نفع اٹھانے کے اور اس واسطے کہ حیوان پاک ہے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے پہلے مرنے سے سو ہوگا رنگنا بعد مرنے کے قائم مقام زندگی کے، واللہ اعلم اور ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ نہ فائدہ اٹھایا جائے مردے سے ساتھ کسی چیز کے برابر ہے کہ کھال رنگی جائے یا نہ رنگی جائے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث عبداللہ بن حکیم کے کہ ہمارے پاس حضرت ﷺ کا نامہ آیا آپ کی وفات سے پہلے یہ کہ نہ فائدہ اٹھاؤ مردے سے ساتھ کھال کے اور نہ ساتھ پٹھے کے روایت کیا ہے اس کو شافعی اور احمد اور اربعہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور حسن کہا ہے اس کو ترمذی نے

اور قوی تر اس چیز کا کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو نہیں لیتا ہے اس کے ظاہر کو معارضہ صحیح حدیثوں کا ہے اور یہ کہ وہ سماع سے ہیں اور یہ لکھنے سے ہے اور یہ کہ ان کا مخرج صحیح ہے اور قوی تر اس سے تطبیق دینا ہے دونوں حدیثوں میں ساتھ اس طور کے کہ محمول ہے اہاب کھال پر رنگنے سے پہلے اور یہ کہ رنگنے کے بعد اس کا نام اہاب نہیں رکھا جاتا بلکہ قربہ وغیرہ رکھا جاتا ہے اور البتہ منقول ہے یہ لغت کے اماموں سے مانند نضر بن شمیل کے اور یہ طریقہ ابن شاہین اور ابن عبدالبر اور بیہقی کا ہے اور بعید تر ہے قول اس کا جو حمل کرتا ہے نہی کو اوپر کھال کتے اور سور کے اس واسطے کہ ان دونوں کی کھال رنگی نہیں جاتی اور اسی طرح قول اس شخص کا جو حمل کرتا ہے نہی کو باطن کھال پر اور اجازت کو ظاہر پر۔ (فتح)

۵۱۰۶۔ حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَنْزٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ مَا عَلٰى أَهْلِهَا لَوِ انْتَفَعُوْا بِإِهَابِهَا.

۵۱۰۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بکری مردہ پر گزرے سو فرمایا کہ کیا ہے اس کے مالکوں پر اگر فائدہ اٹھائیں اس کی کھال سے؟۔

فائدہ: یا یہ معنی ہیں کہ نہیں ہے کچھ ڈر اس کے مالکوں پر یہ کہ فائدہ اٹھائیں اس کی کھال سے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اس نے روایت کی سودہ سے کہ ہماری ایک بکری مر گئی سو ہم نے اس کی کھال رنگی اور یہ حدیث سوائے اس حدیث کے ہے جو باب میں ہے جزما اور یہ اس قسم سے ہے کہ تائید کرتی ہے اس شخص کے قول کو جس نے زیادہ کیا ہے ذکر دباغت کا حدیث میں وسیاتی مطولا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْمِسْكِ. باب ہے بیچ مشک کے۔

فائدہ: مشک ایک خوشبو ہے معروف کرمانی نے کہا کہ مناسبت ذکر کرنے اس کے کی ذبائح میں یہ ہے کہ وہ فضلہ ہے ہرن کا، میں کہتا ہوں اور مناسبت اس کی واسطے پہلے باب کے اور وہ کھال مردے کی ہے جب کہ رنگی جائے ظاہر ہو گی اس چیز سے کہ میں اس کو ذکر کروں گا کہا جاحظ نے کہ ایک چوپایہ ہے کہ چین میں ہوتا ہے شکار کیا جاتا ہے واسطے نافہ کے سو جب شکار کیا جاتا ہے تو پٹیوں سے باندھا جاتا ہے اور حالانکہ وہ لٹکایا ہوا ہوتا ہے جمع ہوتا ہے اس میں خون اس کا پھر جب ذبح کیا جاتا ہے تو چیری جاتی ہے ناف اس کی جو باندھی گئی تھی اور دفنایا جاتا ہے بالوں میں یہاں تک کہ ہو جاتا ہے یہ لہو جما ہوا مشک پاک اور اسی واسطے کہا قفال نے کہ وہ رنگا جاتا ہے سمیت اس چیز کے کہ اس میں ہے مشک سے سو پاک ہو جاتا ہے غیر اس کا رنگی چیزوں سے اور مشہور یہ ہے کہ غزال مشک کا مانند ہرن کی ہے لیکن

اس کا رنگ کالا ہوتا ہے لیکن اس کے واسطے دو دانت ہوتے ہیں لطیف سفید بیچ جگہ نیچے کے دانتوں کے اور یہ کہ مشک خون ہے اس کی ناف میں جمع ہوتا ہے بیچ ایک وقت معلوم کے ساتھ سال سے سو جب جمع ہوتا ہے تو اس جگہ میں ورم ہو جاتا ہے سو بیمار ہو جاتا ہے ہرن یہاں تک کہ وہ اس سے گر پڑے اور کہا جاتا ہے کہ ان شہروں کے لوگ ان کے جنگلوں میں میخیں گاڑتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ پھٹ کر گر پڑے اور کہا نووی رالٹیہ نے اجماع ہے اس پر کہ مشک پاک ہے جائز ہے استعمال کرنا اس کا بدن اور کپڑے میں اور جائز ہے بیچنا اس کا اور نقل کیا ہے اس میں ہمارے اصحاب نے مذہب باطل شیعہ سے اور وہ مستثنیٰ ہے قاعدے سے کہ جو چیز کہ جدا ہو زندہ جانور سے سو وہ مردار ہے اور حکایت کی ہے ابن تین نے ابن شعبان مالکی سے کہ نافہ مشک کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے بیچ حالت زندگی کے یا ساتھ ذبح کرنے اس شخص کے کہ نہیں صحیح ہے ذبح کرنا اس کا کافروں سے اور وہ باوجود اس کے حکم کیا گیا ہے ساتھ پاک ہونے اس کے کی اس واسطے کہ وہ بدل جاتا ہے ہونے اس کے سے خون یہاں تک کہ ہو جاتا ہے مشک جیسے کہ بدل جاتا ہے خون طرف گوشت کی سو پاک ہو جاتا ہے اور حلال ہوتا ہے کھانا اس کا اور حالانکہ نہیں ہے حیوان تا کہ کہا جائے کہ ناپاک ہو جاتا ہے مرنے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک چیز ہے کہ پیدا ہوتی ہے ساتھ حیوان کے مانند انڈے کی اور البتہ اجماع ہے مسلمانوں کا اوپر پاک ہونے مشک کے مگر جو محکی ہے عمر سے مکروہ ہونا اس کا اور اسی طرح حکایت کی ہے ابن منذر نے ایک جماعت سے پھر کہا اور نہیں صحیح ہوتی ہے اس میں منع مگر عطاء سے بنا بر اس کے کہ وہ جزء ہے منفصل اور البتہ روایت کی ہے مسلم نے درمیان حدیث کے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشک زیادہ تر خوشبودار ہے سب خوشبودار چیزوں سے۔ (فتح)

۵۱۰۷ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَلْمُهُ يَدْمَى اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَّالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ.

۵۱۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کوئی زخمی نہیں کہ جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوا ہو مگر کہ آئے گا قیامت کے دن اور اس کا زخم جاری ہو گا اس کا رنگ تو خون کے رنگ جیسا ہو گا اور اس کی بو مشک کی بو جیسی ہو گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے کہا نووی رالٹیہ نے یہ جو فرمایا کہ اللہ کی راہ میں تو ظاہر اس کا خاص ہونا ہے ساتھ اس شخص کے کہ واقع ہو واسطے اس کے یہ بیچ لڑائی کافروں کے لیکن ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو مقتول ہو بیچ لڑائی باغیوں اور رہزنوں کے اور قائم کرنے نیک کام کے واسطے مشترک ہونے ان سب کے شہید

ہونے میں اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اصل حدیث کا کافروں میں ہے اور ملحق ہیں یہ لوگ ساتھ ان کے از روئے معنی کے واسطے قول حضرت ﷺ کے جو قتل کیا گیا سامنے اپنے مال کے تو وہ شہید ہے اور توقف کیا ہے بعض متاخرین نے بیچ داخل ہونے اس شخص کے جو اپنے مال کے آگے قتل ہوا اس واسطے کہ اس کا مقصود اپنے مال کا بچانا ہوتا ہے ساتھ باعث طبع کے اور البتہ اشارہ کیا ہے حدیث میں طرف خاص ہونے اس کے کی ساتھ مخلص کے جس جگہ فرمایا کہ اللہ جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ ممکن ہے اس میں اخلاص باوجود ارادے بچانے مال کے جیسے ارادہ کرے ساتھ لڑنے اس شخص کے جو ارادہ کرے لینے مال کا اس سے بچانا اس شخص کا جو لڑتا ہے اس سے اختیار کرنے گناہ سے اور بجالانا حکم شارع کا ساتھ دفع اور ہٹانے کے اور نہ محض ہو قصد واسطے بچانے مال کے سو وہ مانند اس شخص کے ہے جو لڑے تا کہ اللہ کا بول بالا ہو باوجود جھانکنے اس کے کی طرف غنیمت کے کہا ابن منیر نے کہ وجہ استدلال بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس حدیث کے اوپر پاک ہونے مشک کے اور اسی طرح ساتھ اس چیز کے کہ اس کے بعد ہے واقع ہونا تشبیہ خون شہید کے کا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ بیچ سیاق تکریم اور تعظیم کے ہے سو اگر ناپاک ہوتی تو البتہ ہوتی گندگیوں سے اور نہ خوب ہوتی تمثیل ساتھ اس کے اس مقام میں۔ (فتح)

٥١٠٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيْرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيْثَةً.

٥١٠٨۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک صحبتی اور بد صحبتی کی مثل مشک اٹھانے والے اور بھٹی پھونکنے والے کی مثل ہے سو مشک کے اٹھانے والا یا تو تجھ کو دے گا اور یا تو اس سے خریدے گا اور یا تو اس سے خوشبو پائے گا اور بھٹی کے پھونکنے والا یا تیرا کپڑا جلائے گا اور یا تو اس سے بدبو پائے گا۔

بَابُ الْأَرْنَبِ.

باب ہے خرگوش کے بیان میں۔

فائدہ: ارنب ایک چوپایہ ہے معروف مشابہ ہوتا ہے عناق کے لیکن اس کے پاؤں لمبے ہوتے ہیں برخلاف اس کے دونوں ہاتھوں کے اور کہا جاتا ہے کہ خرگوش سخت بزدل ہوتا ہے اور یہ کہ وہ ایک سال نر ہوتا ہے اور ایک سال مادہ اور یہ کہ اس کو حیض آتا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ سوتا ہے آنکھ کھول کر۔ (فتح)

٥١٠٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

٥١٠٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے گورخر کو

هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا وَنَحْنُ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغِبُوْا فَأَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِيْ طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكَيْهَا أَوْ قَالَ بِفَخِذَيْهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهَا.

اٹھایا اور ہم مرالظہران میں تھے سو لوگ دوڑے سو تھک گئے سو میں اس کو پکڑ کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اس نے اس کو ذبح کیا اس کے دونوں کولہے یا کہا دونوں رانیں (یہ شک راوی کا ہے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدیہ قبول کیا۔

فائدہ: مرالظہران ایک جگہ ہے ایک منزل پر مکے سے اور یہ جو کہا کہ اس کو قبول کیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے میں نے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا اور روایت کی ہے دارقطنی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خرگوش ہدیہ بھیجا اور میں سوتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے اس کی ایک ران چھپا رکھی سو میں اٹھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کھلائی اور یہ اگر حدیث صحیح ہو تو مشعر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور واقع ہوا ہے حنفیوں کے ہدایہ میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش کا گوشت کھایا جب کہ تحفہ بھیجا گیا طرف آپ کے بھونا ہوا اور حکم کیا اصحاب کو ساتھ کھانے کے اس سے سو شاید لیا ہے اس نے اس کو دونوں حدیثوں سے سو اول اس کا باب کی حدیث سے ہے اور البتہ ظاہر ہوا جو اس میں ہے اور آخر اس کا اس حدیث سے ہے جو روایت کی ہے نسائی نے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خرگوش بھونا ہوا لایا اور اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا اور حکم کیا اپنے اصحاب کو ساتھ کھانے کے اور اس حدیث کے راوی معتبر ہیں لیکن اس کی سند میں بہت اختلاف ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا خرگوش کا اور یہ قول سب علماء کا ہے مگر جو آیا ہے اس کی کراہت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اصحاب میں سے اور عکرمہ تابعی سے اور محمد بن ابی لیلیٰ سے فقہاء میں سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث خزیمہ کے میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خرگوش کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا نہ تو میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ میں اس کو حرام کرتا ہوں میں نے کہا میں کھاتا ہوں جس کو آپ حرام نہیں کہتے اور کیوں یا حضرت! فرمایا مجھ کو خبر ہوئی کہ اس کو حیض آتا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے اور اگر صحیح ہو تو نہیں ہے اس میں دلالت اوپر مکروہ ہونے کے کما سیاتی تقریرہ فی الباب الآتی اور واسطے اس کے شاہد ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خرگوش لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ کھایا اور نہ منع فرمایا کہ اس کو حیض آتا ہے اور حکایت کی ہے رافعی نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس نے اس کو حرام کیا غلطی کی ہے نووی نے بیچ نقل کے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور نیز حدیث میں جواز اٹھانا شکار کا ہے اور دوڑانا اس کی تلاش میں اور بہر حال جو روایت کی ہے ابوداؤد وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ جو شکار کے پیچھے لگا غافل ہوا سو یہ حدیث محمول ہے اس شخص کے حق میں جو اس پر ہمیشگی کرے یہاں تک کہ باز رکھے اس کو دینی مصالح سے اور جو اس کے سوائے ہے اور یہ کہ شکار کے

پکڑنے والا پکڑنے سے اس کا مالک ہو جاتا ہے اور نہیں شریک ہوتا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جس نے اس کو اٹھایا اور اس حدیث میں ہدیہ بھیجنا شکار کا ہے اور قبول کرنا اس کا ہے شکار کرنے والے سے اور تحفہ بھیجنا تھوڑی چیز کا واسطے بڑی قدر والے کے جب کہ جانے اس کے حال سے راضی ہونا ساتھ اس کے اور اس میں ہے کہ ولی لڑکے کا تصرف کرے اس چیز میں کہ مالک ہے اس کو لڑکا ساتھ مصلحت کے۔ (فتح)

بَابُ الضَّبِّ. باب ہے بیچ بیان سوسمار کے یعنی گوہ کے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن خالویہ نے کہ سوسمار کی عمر سات سو برس ہوتی ہے اور یہ کہ وہ پانی نہیں پیتی اور ہر چالیس دن میں ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے اور اس کا دانت نہیں گرتا اور اس کے غیر نے حکایت کی ہے کہ اس کے گوشت کا کھانا پیاس کو دور کر ڈالتا ہے اور جاڑے میں اپنی سوراخ سے نہیں نکلتی۔

٥١١٠ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ لَسْتُ آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ.

۵۱۱۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گوہ کو نہ کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے اور احتمال ہے کہ سائل خزیمہ رضی اللہ عنہ ہو سو البتہ روایت کی ہے ابن ماجہ نے اس کی حدیث سے کہ میں نے کہا یا حضرت! آپ کیا فرماتے ہیں؟ یعنی گوہ کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں میں نے کہا میں کھاتا ہوں جو آپ حرام نہیں کہتے اور اس کی سند ضعیف ہے اور مسلم وغیرہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم ایسی زمین میں ہیں جہاں گوہ بہت ہوتی ہے سو فرمایا کہ اللہ نے بنی اسرائیل سے ایک گروہ کی صورت بدل ڈالی ہے سو نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اور نہ منع کیا۔ (فتح)

٥١١١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ. أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ

۵۱۱۱۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھنی ہوئی گوہ لائی گئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف قصد کیا سو بعض عورتوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دو اس چیز کی جو کھانا چاہتے ہیں سو انہوں نے کہا کہ وہ گوہ ہے یا حضرت! سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ أَخْبِرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيْدُ أَنْ يَّأْكُلَ فَقَالُوْا هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَقُلْتُ أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِيْ فَأَجِدُنِيْ أَعَافُهٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَأَكَلْتُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ.

اپنا ہاتھ اٹھایا میں نے کہا یا حضرت! کیا وہ حرام ہے فرمایا نہیں لیکن میری قوم کی زمین میں نہ تھی سو میں اس سے کراہت کرتا ہوں یعنی مجھ کو اس کے کھانے سے کراہت آتی ہے کہا خالد رضی اللہ عنہ نے سو میں نے اس کو کھینچا پھر میں نے اس کو کھایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی کھانے کے واسطے ہاتھ آگے نہ کرتے یہاں تک کہ آپ کے واسطے کھانے کا نام لیا جاتا اور روایت کی ہے بیہقی وغیرہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خرگوش تحفہ لایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ ہدیہ نہ کھاتے یہاں تک کہ ہدیہ والے کو حکم کرتے سو وہ اس سے کھاتا بسبب اس بکری کے کہ خیبر میں آپ کو تحفہ بھیجی گئی اور اس کی سند حسن ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے حاضرین عورتوں سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دو جو تم نے آپ کے آگے کیا کہا وہ گوہ ہے یا حضرت! سو شاید اس عورت نے چاہا تھا کہ اس کے سوائے کوئی غیر آپ کو خبر دے سو جب انہوں نے آپ کو خبر نہ دی تو اس نے جلدی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جس حالت میں کہ وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور تھے نزدیک ان کے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عورت کہ اچانک نزدیک کیا گیا طرف ان کی دستر خوان کہ اس پر گوشت تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کا ارادہ کیا تو میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ وہ گوہ کا گوشت ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ روکا اور پہچانا گیا ساتھ اس روایت کے نام اس عورت کا جو مبہم چھوڑی گئی ہے دوسری روایت میں اور ایک روایت میں ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دو کیا ہے وہ اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو ایک روایت میں ہے یعنی گوہ سے اور لیا جاتا ہے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کے سوا اور کھانا کھایا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اس پر گوہ کے سوائے اور کھانا بھی تھا اور ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر کھایا اور دودھ پیا اور یہ جو کہا کہ میری قوم کی زمین میں نہ تھی تو کہا ابن عربی نے کہ اعتراض کیا ہے بعض لوگوں نے اس لفظ پر ساتھ اس کے کہ حجاز کی زمین میں گوہ بہت ہے میں کہتا ہوں بلکہ مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میری قوم کی زمین نہ تھی فقط قریش ہیں سو خاص ہو گی نفی ساتھ مکے کے اور جو اس کے گرد ہے اور نہیں منع کرتا یہ کہ ہو موجود حجاز کے باقی شہروں میں اور البتہ

واقع ہوا ہے مسلم میں کہ ایک دولہا نے ہم کو مدینے میں بلایا سو اس نے تیرہ گوہ ہمارے آگے کیں سو بعض کھانے والے تھے اور بعض نہ کھانے والے، الحدیث سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر بہت پائے جانے اس کے کی حجاز کے ملک میں اور یہ جو فرمایا کہ میں اپنے آپ کو پاتا ہوں کہ میں اس سے کراہت کرتا ہوں تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو نہ کھایا جیسے ان سے کراہت کرنے والے تھے اور اگر حرام ہوتیں تو حضرت ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتیں اور البتہ نہ حکم کرتے ساتھ کھانے ان کے کی اسی طرح مطلق بولا ہے اس نے ام کو اور شاید اس نے لیا ہے اس کو اجازت سے جو مستفاد ہے تقریر سے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے کسی طریق میں صیغہ امر کا مگر مسلم کی ایک روایت میں کہ اس میں ہے کہ فرمایا کہ کھاؤ سو فضل رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ اور عورت نے کھایا اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ کہ وہ حلال ہے فرمایا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں لیکن وہ میرا کھانا نہیں اور اس سب میں بیان ہے سبب ترک کرنے حضرت ﷺ کے کا اور یہ کہ وہ بسبب اس چیز کے ہے جو آپ کی عادت تھی اور اس کے واسطے اور بھی ایک سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کو کھایا اور حضرت ﷺ دیکھتے تھے تو ایک روایت میں میں ہے کہ میری طرف دیکھتے اور اس حدیث کے فوائد سے ہے جواز کھانا گوہ کا اور حکایت کی ہے عیاض نے ایک قوم سے حرام ہونا اس کا اور حنفیوں سے مکروہ ہونا اس کا اور انکار کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے اور کہا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ صحیح ہو یہ کسی ایک سے اور اگر صحیح ہو تو حجت پکڑی گئی ہے اس پر ساتھ نصوص کے اور پہلے اجماع کے، میں کہتا ہوں کہ البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے علی رضی اللہ عنہ سے سو کہاں ہے اجماع باوجود مخالفت ان کی کے؟ اور نقل کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ نے مکروہ ہونا اس کا بعض اہل علم سے اور کہا طحاوی نے معانی الآثار میں کہ مکروہ رکھا ہے ایک قوم نے کھانا گوہ کا ان میں سے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد بن حسن رحمہ اللہ ہیں کہا طحاوی نے کہ حجت پکڑی ہے محمد نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو گوہ تحفہ بھیجی حضرت ﷺ نے اس کو نہ کھایا تو ایک سائل ان پر کھڑا ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ اس کو دیں حضرت ﷺ فرمایا کہ کیا تم اس کو دیتی ہو جو خود نہیں کھاتی؟ کہا طحاوی نے کہ نہیں اس میں دلیل اوپر کراہت کے احتمال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کراہت کی ہو سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ نہ وہ وہ چیز کہ قربت ڈھونڈی جائے ساتھ اس کے طرف اللہ کے مگر بہتر کھانا جیسے منع کیا کہ خیرات کی جائے ردی کھجور سے اور البتہ آیا ہے حضرت ﷺ سے کہ آپ نے گوہ سے منع فرمایا نکالا ہے اس کو ابوداؤد نے ساتھ سند حسن کے کہ وہ اسماعیل بن عیاش کی روایت سے ہے اس نے روایت کی ضمضم سے اور حدیث ابن عیاش کی شامیوں سے قوی ہے اور یہ شامی ہیں ثقات ہیں اور نہ مغرور ہوا چاہیے ساتھ قول خطابی کے کہ اس نے کہا کہ اس کی سند ٹھیک نہیں اور قول ابن حزم کا کہ اس کی سند میں ضعف اور مجہول راوی ہیں اور قول بیہقی کے

کہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے ابن عیاش اور نہیں ہے حجت اور قول ابن جوزی کے کہ نہیں صحیح اس واسطے کہ ان سب اقوال میں تساہل ہے جو نہیں ہے پوشیدہ اس واسطے کہ روایت اسماعیل بن عیاش کے شامیوں سے قوی ہے نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے اور البتہ صحیح کیا ہے ترمذی نے بعض روایتوں کو اور البتہ روایت کی ہے ابو داؤد نے عبدالرحمن کی حدیث سے کہ ہم ایک زمین میں اترے جس میں گوہیں بہت تھیں، الحدیث اور اس میں ہے کہ انہوں نے ان میں سے پکایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک امت کی صورت بدل دی گئی تھی سو میں ڈرتا ہوں کہ وہ یہی ہو سوا س کو الٹاؤں روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور سند اس کی شرط شیخین پر ہے اور طحاوی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ لوگوں نے اس کو بھونا اور کھایا سو نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور نہ منع فرمایا اور جو حدیثیں کہ پہلے گزر چکی ہیں اگرچہ دلالت کرتی ہیں وہ حلال ہونے پر بطور تصریح کے اور تلویح کے از روئے نص کے اور تقریر کے پس تطبیق درمیان ان کے اور درمیان اس کے حمل کرنا نہی کا ہے اس میں اول حال پر وقت جائز رکھنے اس بات کے کہ ہو اس چیز سے کہ اس کی صورت بدل دی گئی ہو اور اسی وقت حکم کیا ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے پھر توقف کیا سو نہ حکم کیا ساتھ اس کے اور نہ منع کیا اس سے اور حمل کرنا اجازت کا اس میں دوسرے حال پر جب معلوم کیا کہ جس کی صورت بدل دی گئی تھی اس کی نسل باقی نہیں رہی پھر اس کے بعد اس سے کراہت کرتے تھے سو نہ اس کو کھاتے تھے اور نہ اس کو حرام کرتے تھے اور آپ کے دستر خوان پر کھائی گئی سو دلالت کی اس نے اباحت پر اور ہوگی کراہت واسطے تنزیہ کے اس شخص کے حق میں کہ اس سے کراہت کرے اور حمل کی جائیں گی حدیثیں اباحت کی اس شخص کے حق میں جو اس سے کراہت نہ کرے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلق مکروہ ہو اور استدلال کیا ہے بعض اس شخص نے جس نے منع کیا ہے اس کے کھانے کو ساتھ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے جو مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر کیا گیا ہے واسطے میرے یہ کہ بنی اسرائیل میں سے ایک امت کی صورت بدل دی گئی تھی اور میں نے اس کو پہلے ذکر کیا ہے کہا طبری نے کہ نہیں ہے حدیث میں جزم ساتھ اس کے کہ گوہ اس چیز سے جس کی صورت بدل دی گئی تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ڈرے کہ ہو ان میں سے سو توقف کیا اس سے او رسوائے اس کے کچھ نہیں کہ فرمایا یہ پہلے اس سے کہ معلوم کروا دے اللہ اپنے پیغمبر کو کہ جس چیز کی صورت بدل دی گئی تھی اس کی نسل نہیں رہی اور یہی جواب دیا ہے طحاوی نے پھر روایت کی اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بندروں اور سوروں سے کیا یہ اس چیز سے ہیں جس کی صورت بدل دی گئی تھی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے نہیں ہلاک کیا کسی قوم کو یا ان کی صورت بدل ڈالی سو ان کے واسطے نسل ٹھہرائے اور نہ عاقبت پھر کہا طحاوی نے اس کے بعد کہ نکالا اس کو کئی طریقوں سے پھر روایت کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی پس ثابت ہوا ساتھ ان حدیثوں کے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ کھانے گوہ کے اور میں بھی اسی کے ساتھ قائل ہوں اور البتہ حجت

پکڑی ہے محمد بن حسن نے واسطے اپنے ساتھیوں کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوہ تحفہ بھیجی سو آپ نے اس کو نہ کھایا سو ایک سائل ان پر کھڑا ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ اس کو دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس کو دیتے ہو جو خود نہیں کھاتے ہو؟ کہا محمد نے دلالت کی اس نے اوپر مکروہ ہونے اس کے کی واسطے اپنے اور واسطے غیر اپنے کے اور تعاقب کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ جنس اس چیز کی سے کہ اللہ نے فرمایا ﴿وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ﴾ پھر بیان کیا حدیثوں کو جو دلالت کرتی ہیں اوپر مکروہ ہونے صدقہ کرنے کے ساتھ ردی کھجور کے وقد مر ذکرہ فی کتاب الصلاۃ اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث براء رضی اللہ عنہ کے کہ تھے دوست رکھتے صدقہ کرنے کو ساتھ ردی کھجور کے سو یہ آیت اتری ﴿أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ الآیۃ پس اسی واسطے مکروہ رکھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے صدقہ کرنے کو ساتھ گوہ کے نہ واسطے ہونے اس کے کی حرام اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ سمجھا اس نے محمد سے کہ کراہت اس کی واسطے تحریم کے ہے اور معروف ہے اکثر حنفیہ سے اس میں کراہت تنزیہ ہے اور مائل کی ہے بعض نے طرف حرام کرنے کے اور کہا کہ مختلف ہوئی ہیں حدیثیں اور دشوار ہوئی ہے معرفت متقدم کی سو ہم نے جانب تحریم کو ترجیح دی واسطے کم کرنے نسخ کے اور دعویٰ دشوار ہونے تاریخ کے ممنوع ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری، واللہ اعلم اور تعجب کیا جاتا ہے ابن عربی سے جس جگہ اس نے کہا کہ یہ قول ان کا جن چیزوں کی صورت بدل دی گئی تھی ان کی نسل باقی نہیں رہی دعویٰ ہے اس واسطے کہ وہ امر ہے کہ نہیں پہچانا جاتا ہے ساتھ عقل کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ راہ اس کی نقل ہے اور نہیں نقل میں کوئی امر کہ اعتماد کیا جائے اوپر اس کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور شاید نہیں یاد رکھا اس نے اس کو صحیح مسلم سے پھر کہا اور بر تقدیر ثابت ہونے اس امر کے کہ گوہ اس چیز سے ہے جس کی صورت بدل دی گئی تھی سو نہیں تقاضا کرتا اس کے کھانے کے حرام ہونے کو اس واسطے کہ ہونا اس کا آدمی البتہ دور ہو چکا ہے حکم اس کا اور نہیں باقی رہا واسطے اس کے اثر بالکل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے کراہت کی واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس پر اللہ کے غضب سے جیسے کہ مکروہ رکھا پانی پینے کو قوم ثمود کے کنوؤں سے اور مسئلہ جواز کھانے آدمی کے کا جب کہ صورت بدل کر حیوان ماکول کی شکل پر ہو جائے نہیں دیکھا میں نے اس کو اپنے فقہاء کی کتابوں میں اور نیز حدیث میں اعلام کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں شک ہو واسطے واضح کرنے اس کے حکم کے کی اور یہ کہ مطلق نفرت نہیں مستلزم ہے تحریم کو اور یہ کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ کسی کھانے کو عیب نہیں کرتے تھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس چیز میں ہے کہ بنائے اس کو آدمی تاکہ اس کا دل نہ ٹوٹے اور منسوب ہو اس کی طرف کہ اس نے اس میں قصور کیا اور لیکن جو اسی طرح پیدا ہوا ہو سو نہیں نفرت طبع کی اس سے منع اور اس حدیث میں ہے کہ واقع ہونا ایسے کام کا نہیں موجب عیب کا اس شخص سے کہ واقع ہو اس سے یہ برخلاف بعض تشدد کرنے والوں کے اور اس

حدیث میں ہے کہ طبائع مختلف ہیں نفرت کرنے میں بعض کھانے والی چیزوں سے اور کبھی استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ گوشت جب بد بودار ہو جائے تو حرام نہیں ہوتا اس واسطے کہ بعض طبیعتوں کو اس سے کراہت نہیں آتی اور یہ کہ جائز ہے کھانا قرابتی اور صہر اور دوست کے گھر سے اور خالد رضی اللہ عنہ اور جو اس کے موافق تھے کھانے میں ارادہ کیا انہوں نے جبر قلب اس شخص کا جس نے اس کو تحفہ بھیجا تھا یا واسطے ثابت ہونے حکم علت کے یا واسطے بجا لانے حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ فرمایا کھاؤ اور سمجھا اس شخص نے جس نے نہ کھایا تھا کہ امر اس میں واسطے اباحت کے ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ کھاتے تھے اور کھاتے تھے گوشت کو جس جگہ میسر ہو اور یہ کہ نہ جانتے تھے غیب چیزوں سے مگر جو اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کرواتا اور اس حدیث میں بہت ہونا عقل حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے کا اور بڑی ہونی خیر خواہی ان کے کا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واسطے کہ سمجھا انہوں نے گمان نفرت آپ کے کا کھانے اس کے سے ساتھ اس چیز کے استقرا کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سو وہ ڈریں کہ یہ بھی اسی طرح ہو سو ایذا پائیں اس کے کھانے سے واسطے کراہت کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے سو اس کی فراست تصدیق کی گئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو ڈرے کہ کسی چیز سے کراہت کرے تو نہیں لائق ہے یہ کہ چھپائے اس کو تا کہ نہ ضرر پائے واسطے اس کے اور البتہ مشاہدہ کیا گیا ہے بعض لوگوں سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ الْجَامِدِ أَوِ الذَّائِبِ.

جب گر پڑا چوہا جمے ہوئے گھی میں یا پگھلے ہوئے میں۔

فائدہ: یعنی کیا حکم جدا جدا ہے یا نہیں؟ اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے ترک کیا ہے جزم کو ساتھ اس کے یعنی اس کے ساتھ جزم نہیں کیا واسطے قوی ہونے اختلاف کے اور پہلے گزر چکا ہے طہارت میں جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ مختار اس کے نزدیک یہ ہے کہ وہ ناپاک نہیں ہوتا مگر ساتھ متغیر ہونے کے اور شاید یہ راز ہے بیچ وارد کرنے اس کے کی یونس کے طریق کو جو مشعر ہے ساتھ تفصیل کے۔ (فتح)

٥١١٢ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ عَنِ

٥١١٢۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھینک دو چوہے کو اور اس کے گرد کے گھی کو اور باقی گھی کو کھاؤ، کہا گیا سفیان سے کہ معمر حدیث بیان کرتا ہے اس کو زہری سے اس نے روایت کی سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یعنی اور تو کہتا ہے کہ زہری نے عبید اللہ سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ نہیں

سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ قِيْلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ إِلَّا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مِرَارًا.

سنا میں نے زہری سے مگر کہ کہتا تھا اس کو عبید اللہ سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور البتہ میں نے کئی بار سنا ہے یعنی میمونہ رضی اللہ عنہا کی طریق سے۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے بیچ سند اسحاق بن راہویہ کے اور روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے ساتھ اس لفظ کے کہ اگر گھی جما ہوا ہو تو پھینک دو چوہے کو اور اس کے گرد کے گھی کو اور اس کو کھاؤ یعنی باقی کو اور اگر پگھلا ہوا ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ اور یہ زیادتی ابن عیینہ کی روایت میں غریب ہے۔

٥١١٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الدَّابَّةِ تَمُوْتُ فِي الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ وَهُوَ جَامِدٌ أَوْ غَيْرُ جَامِدٍ الْفَأْرَةِ أَوْ غَيْرِهَا قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِفَأْرَةٍ مَاتَتْ فِيْ سَمْنٍ فَأَمَرَ بِمَا قَرُبَ مِنْهَا فَطُرِحَ ثُمَّ أُكِلَ عَنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ.

٥١١٣ ـ حدیث بیان کی ہم سے عبدان نے اس نے کہا کہ خبر دی ہم کو عبداللہ نے اس نے روایت کی یونس سے اس نے زہری سے بیچ حکم جانور زمین پر چلنے والے کے کہ مر جائے تیل میں اور گھی میں اور وہ جما ہوا ہو یا نہ جما ہوا ہے چوہا ہو یا غیر اس کا کہا زہری نے ہم کو خبر پہنچی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ چوہے کے جو گھی میں مر گیا سو حکم ساتھ پھینک دینے اس کے پاس کے گھی کے سو پھینکا گیا یعنی اور پھر باقی گھی کو کھایا گیا حدیث عبید اللہ بن عبداللہ کی سے یعنی پہنچی ہم کو یہ حدیث عبید اللہ کی سند سے جیسے کہ اس باب کی پہلی حدیث میں مذکور ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ زہری سے جانور کے حکم میں کہ گھی وغیرہ میں مر جائے تو یہ ظاہر ہے کہ زہری نہ فرق کرتا تھا اس حکم میں درمیان گھی کے اور غیر اس کے کی اور نہ درمیان جمے ہوئے کے اور پگھلے ہوئے کے اس واسطے کہ ذکر کیا گیا ہے یہ سوال میں پھر استدلال کیا اس نے ساتھ حدیث کے گھی میں اور بہر حال جو چیز کہ گھی کے سوائے ہے سو الحاق کرنا اس کا ساتھ اس کے بیچ قیاس کرنے کے اوپر اس کے واضح ہے اور نہ فرق کرنا درمیان جمے ہوئے کے اور پگھلے

ہوئے کے سواس واسطے ہے کہ نہیں مذکور ہے وہ اس لفظ میں جس کے ساتھ اس نے استدلال کیا اور یہ قدح کرتا ہے بیچ قول صحت اس شخص کے جو زیادہ کرتا ہے اس حدیث میں زہری سے فرق درمیان جمے ہوئے اور پگھلے ہوئے کے جیسے کہ ذکر کیا گیا ہے پہلے اسحاق سے اور یہ جو کہا کہ عبیداللہ بن عبداللہ کی حدیث سے یعنی اس کی سند سے لیکن نہیں ظاہر ہوا واسطے ہمارے کہ اس میں میمونہ رضی اللہ عنہا ہے یا نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے ایک روایت احمد کے کہ پتلی چیز میں جب پلیدی داخل ہو جائے تو نہیں پلید ہوتی ہے مگر ساتھ بگڑ جانے کے اور یہی مختار ہے نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے اور قول ابن نافع کا مالکیہ سے اور محکی ہے مالک رحمہ اللہ سے اور روایت کی ہے احمد رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ پوچھے گئے چوہے سے کہ گھی میں مر جائے؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لیا جائے چوہا اور جو گھی کہ اس کے گرد ہے میں نے کہا کہ اس کا اثر تمام گھی میں تھا کہا یہ اس وقت تھا جب کہ وہ زندہ تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مر گیا جس جگہ کہ پایا گیا اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور فرق کیا ہے جمہور نے درمیان جمے ہوئے اور پگھلے ہوئے کے واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس تفصیل کے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور البتہ تمسک کیا ہے ابن عربی نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو اس کے گرد ہے اس پر کہ وہ جما ہوا تھا اس واسطے کہ اگر پتلا ہوتا تو اس کے واسطے گرد نہ ہوتا اس واسطے کہ اگر وہ ایک طرف سے نقل کیا جائے تو اس وقت اس کی جگہ اور آ جاتا ہے سو ہوگا اس چیز سے کہ اس کے گرد ہے پس حاجت ہوگی سب گھی ڈالنے کی اسی طرح کہا ہے اس نے اور بہر حال ذکر گھی اور چوہے کا سو نہیں ہے عمل ساتھ مفہوم ان دونوں کے اور جم گیا ہے ابن حزم موافق اپنی عادت کے سو خاص کیا ہے اس نے فرق کو ساتھ چوہے کے سو اگر چوہے کے سوائے اور کوئی کیڑا زمین کا پتلی چیز میں گر پڑے تو نہیں ناپاک ہوتا ہے مگر ساتھ بگڑ جانے کے اور ضابط پتلی چیز کا نزدیک جمہور کے یہ ہے کہ جلدی مل جائے جب کہ اس سے کوئی چیز لی جائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے گی سو مر جائے اس پر کہ تاثیر اس کی پتلی چیز میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے مرنے اس کے سے بیچ اس کے سو اگر اس میں گرے بغیر مرنے کے اس سے نکل جائے تو نہیں ضرر کرتا اس کو اور نہیں واقع ہوئی بیچ روایت مالک رحمہ اللہ کے تقیید ساتھ موت کے سو لازم ہے اس شخص کو جو نہیں قائل ہے ساتھ حمل کرنے مطلق کے مقید پر یہ کہ قائل ہو ساتھ تاثیر کے اگرچہ زندہ نکلے اور البتہ التزام کیا اس کا ابن حزم نے سو مخالفت کی اس نے جمہور کی اور نہیں وارد ہوئی ہے کسی طریق میں تجدید اس چیز کی کہ پھینکی جائے لیکن ابن ابی شیبہ نے مرسل روایت کی ہے کہ بقدر لپ کے ڈالا جائے اور دار قطنی کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ حکم کیا کہ جدا کیا جائے جو اس کے گرد ہے سو اس کو پھینکا جائے اور یہ ظاہر تر ہے اس میں کہ وہ گھی جما ہوا تھا سو یہ قوت دیتا ہے اس چیز کو کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ابن عربی نے اور طبرانی نے مرفوع روایت کی ہے کہ تین چلو نکالے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور اگر ثابت ہو تو ہوگی ظاہر پتلی چیزیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مفصل روایت

میں کہ اگر پگھلا ہوا ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ اس پر کہ نہیں جائز ہے فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے کسی چیز میں سو جو کھانے کے سوا اور کام میں لانا جائز جانتا ہے جیسے شافعیہ اور جو جائز رکھتا ہے اس کی بیع کو مثل حنفیہ کے وہ محتاج ہے طرف جواب کی یعنی حدیث سے اس واسطے کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے بیچ فرق کرنے کے درمیان جمے ہوئے اور پگھلے ہوئے کے اور البتہ حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے عبدالجبار کی روایت میں نزدیک بیہقی کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اگر گھی پتلا ہو تو اس کو کام میں لاؤ اور کھاؤ نہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ چوہے کا بدن پاک ہے اور عجیب بات کہی ہے ابن عربی نے سو حکایت کی ہے اس نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ ناپاک ہے۔ (فتح)

٥١١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ.

۵۱۱۴۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوہے سے کہ گھی میں گر پڑے؟ سو فرمایا کہ پھینک دو اس کو اور اس کے گرد کے گھی کو اور باقی گھی کو کھاؤ۔

بَابُ الْوَسْمِ وَالْعَلَمِ فِي الصُّوْرَةِ.

باب ہے بیچ بیان علامت کرنے اور داغ دینے کے منہ میں۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ مہملہ کے ساتھ منہ میں ہے اور معجمہ کے ساتھ سارے بدن میں ہے اور مراد ساتھ وسم کے یہ ہے کہ نشان کیا جائے ایک چیز کو ساتھ ایک چیز کے کہ تاثیر کرے اس میں تاثیر بالغ اور اصل اس کا یہ ہے کہ کی جائے چوپائے میں علامت تا کہ جدا ہو اس کے غیر سے۔

٥١١٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُعْلَمَ الصُّوْرَةُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُضْرَبَ.

۵۱۱۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے مکروہ رکھا یہ کہ نشان کیا جائے جاندار کے منہ میں اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مارنے اسے منہ میں۔

فائدہ: یہ حدیث موصول ہے ساتھ سند مذکور کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے موقوف حدیث کو بیان کیا پھر مرفوع حدیث کو بیان کیا واسطے استدلال کرنے کے اوپر اس چیز کے کہ ذکر کی کراہت سے اس واسطے کہ جب ثابت ہوئی نہی مارنے سے تو داغنا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو طرف اس چیز کی کہ روایت کی مسلم نے

جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مارنے سے منہ میں اور داغ دینے سے منہ میں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر گزرے کہ اس کے منہ میں داغ کیا گیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے جس نے اس کو داغا۔ (فتح)

تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَنْقَزِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ وَقَالَ تُضْرَبُ الصُّوْرَةُ.

متابعت کی ہے اس کی قتیبہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عنقزی نے حنظلہ سے اور کہا کہ مارا جائے صورت کو۔

فائدہ: اور روایت کی ہے اسماعیلی نے حنظلہ سے کہ سنا میں نے سالم سے پوچھے گئے نشان کرنے سے منہ میں سو کہا اس نے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ رکھتے یہ کہ نشان کیا جائے منہ میں اور ہم کو خبر پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ مارا جائے منہ میں، میں کہتا ہوں اور یہی اخیر روایت مطابق ہے واسطے لفظ ترجمہ کے اور عطف وسم کا اوپر اس کے یا عطف تفسیری ہے اور یا عطف عام کا ہے خاص پر اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صریح آچکا ہے کہ منہ میں داغ دینا منع ہے کہا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر گزرے کہ اس کے منہ میں داغ دیا گیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے جس نے یہ کام کیا نہ کوئی منہ میں داغ دے اور نہ کوئی منہ میں مارے روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے۔

٥١١٦ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَخٍ لِيْ يُحَنِّكُهُ وَهُوَ فِيْ مِرْبَدٍ لَّهُ فَرَاَيْتُهُ يَسِمُ شَاةً حَسِبْتُهُ قَالَ فِيْ آذَانِهَا.

٥١١٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ میں اپنے بھائی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا کہ اس کو تحنیک کریں اور حالانکہ آپ اونٹوں کے مکان میں تھے سو میں نے آپ کو دیکھا کہ بکری کو داغتے تھے گمان کرتا ہوں آپ کو کہ اس کے کانوں میں داغتے تھے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اونٹوں کو داغتے تھے سو شاید دونوں کو داغتے ہوں گے اور یہ جو کہا کہ اس کے کانوں میں تو محل ترجمہ کا ہے اور وہ پھرنا ہے منہ میں داغ دینے سے طرف کانوں کے سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ کان منہ میں داخل نہیں ہیں اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے جمہور کے بیچ جواز نشان کرنے چوپایوں کے ساتھ داغ دینے کے اور مخالفت کی ہے اس میں حنفیہ نے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ عموم نہی کے کہ آگ سے عذاب کرنا منع ہے اور بعض نے ان میں سے دعویٰ کیا کہ چوپایوں کو داغنا منسوخ ہے اور ٹھہرایا ہے اس کو جمہور نے مخصوص عموم نہی سے، واللہ اعلم۔ (فتح) اور تحنیک یہ ہے کہ کھجور یا کوئی شیرینی چبا کر لڑکے کے حلق میں لگائے۔

بَابُ اِذَا اَصَابَ قَوْمٌ غَنِيْمَةً فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا اَوْ اِبِلًا بِغَيْرِ اَمْرِ

جب پائے قوم غنیمت کو سو ذبح کرے بعض ان میں سے بکریوں یا اونٹوں کو بغیر حکم اپنے ساتھیوں کے تو نہ

أَصْحَابِهِمْ لَمْ تُؤْكَلْ لِحَدِيْثِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کھائے جائیں واسطے حدیث رافع رضی اللہ عنہ کے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف اس کی کہ سبب منع کھانے کا بکریوں سے جو پکائی گئیں اس قصے میں جس کو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے نہ تقسیم ہونا ان کا ہے وقد تقدم البحث فیہ۔

وَقَالَ طَاوُسٌ وَّعِكْرِمَةُ فِي ذَبِيْحَةِ السَّارِقِ اطْرَحُوْهُ.

اور کہا طاؤس اور عکرمہ نے بیچ ذبیحہ چور کے کہ اس کو پھینک دو۔

۵۱۱۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّنَا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ فَكُلُوْهُ مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ وَّلَا ظُفُرٌ وَّسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَتَقَدَّمَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَأَصَابُوْا مِنَ الْغَنَائِمِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ النَّاسِ فَنَصَبُوْا قُدُوْرًا فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ وَعَدَلَ بَعِيْرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ ثُمَّ نَدَّ بَعِيْرٌ مِّنْ أَوَائِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَّعَهُمْ خَيْلٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا فَعَلَ مِنْهَا هٰذَا فَافْعَلُوْا مِثْلَ هٰذَا.

۵۱۱۷۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم کل دشمن کو ملیں گے اور نہیں ہمارے ساتھ چھریاں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خون بہاؤ جو بہادے خون کو اور ذکر کیا جائے اس پر نام اللہ کا سو جب تک کہ نہ ہو دانت یا ناخن اور عنقریب میں تم کو اس کا سبب بتلاؤں گا کہ ناخن اور دانت سے کیوں جائز نہیں لیکن دانت سو ہڈی ہے اور بہر حال ناخن سو چھریاں ہیں حبشیوں کی اور آگے بڑھے جلد باز لوگ سو انہوں نے غنیمت پائی اور حضرت ﷺ پچھلے لوگوں میں تھے سو انہوں نے ہانڈیوں کو چڑھایا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ الٹانے ان کے سو الٹائی گئیں اور غنیمت کو ان کے درمیان تقسیم کیا اور برابر کیا ایک ایک اونٹ کو ساتھ دس بکریوں کے پھر اگلے لوگوں سے ایک اونٹ بھاگا اور ان کے ساتھ گھوڑے نہ تھے کہ اس کو پکڑیں سو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اللہ نے اس کو روکا یعنی اس کو تیر لگا سو وہ کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان پالے ہوئے چوپایوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جو ان میں سے یہ کرے تو اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا نَدَّ بَعِيْرٌ لِقَوْمٍ فَرَمَاهُ بَعْضُهُمْ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ فَأَرَادَ إِصْلَاحَهُمْ فَهُوَ جَائِزٌ لِخَبَرِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب کسی قوم کا اونٹ بھاگ جائے اور بعض آدمی ان میں سے اس کو تیر مار ڈالے اور ارادہ کرے ان کی اصلاح کا تو یہ جائز ہے ساتھ حدیث رافع رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٥١١٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَنَدَّ بَعِيْرٌ مِّنَ الْإِبِلِ قَالَ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لَهَا أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَكُوْنُ فِي الْمَغَازِيْ وَالْأَسْفَارِ فَنُرِيْدُ أَنْ نَّذْبَحَ فَلَا تَكُوْنُ مُدًى قَالَ أَرِنْ مَّا نَهَرَ أَوْ أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفُرِ. فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ وَّالظُّفُرَ مُدَى الْحَبَشَةِ.

٥١١٨۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگا سو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اس کو اسی جگہ روکا پھر فرمایا کہ ان پلے ہوئے چوپایوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جو ان میں سے تم پر غالب ہو تو کرو ساتھ اس کے اسی طرح رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم جنگوں اور سفروں میں ہوتے ہیں سو ہم چاہتے ہیں کہ ذبح کریں یعنی کوئی جانور سو نہیں ہوتی ہیں چھریاں سو فرمایا کہ ہلاک کر جس چیز کو تو ذبح کرتا ہے جو خون بہائے اور اللہ کا نام لیا جائے تو کھا سوائے دانت اور ناخن کے اس واسطے کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔

فائدہ: اور الزام دیا ہے بخاری رحمہ اللہ کو اسماعیلی نے ساتھ تناقض کے اس ترجمہ میں اور جو اس سے پہلے ہے اور اشارہ کیا کہ دونوں صورتوں میں کچھ فرق نہیں اور جامع یہ ہے کہ ہر ایک دونوں میں سے تعدی کرنے والا ہے ساتھ ذبح کرنے کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جن لوگوں نے پہلے قصے میں ذبح کیا تھا ذبح کی تھی وہ چیز جو تقسیم نہیں ہوئی تھی تاکہ خاص ہوں ساتھ اس کے سو عقاب کیے گئے ساتھ محروم کرنے کے اس وقت یہاں تک کہ تقسیم ہو اور جس نے اونٹ کو تیر مارا تھا ارادہ کیا تھا اس نے باقی رکھنا منفعت کا واسطے مالک اس کے کی سو دونوں جدا جدا ہو گئے کہا ابن منیر نے کہ تنبیہ کی ہے ساتھ اس ترجمہ کے کہ ذبح کرنا غیر مالک کا جب ہو بطور تعدی کے جیسے کہ پہلے قصے میں ہے فاسد ہے اور یہ کہ ذبح کرنا غیر مالک کا جب ہو بطور اصلاح کے واسطے مالک کے اس خوف سے کہ فوت ہو اس پر منفعت نہیں ہے فاسد۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَكَلَ الْمُضْطَرُّ. باب ہے بیان میں کھانے اس شخص کے جو بھوک سے لاچار اور بے قرار ہو۔

فائدہ: یعنی کیا اس کو مردار کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف خلاف کے جو اس میں ہے اور یہ اختلاف دو جگہوں میں ہے ایک اختلاف اس حالت بیچ ہے کہ صحیح ہو وصف ساتھ اضطرار کے بیچ اس کے تا کہ مباح ہو کھانا مردار کا دوسرا اختلاف بیچ مقدار اس چیز کے ہے کہ کھائے بہر حال پہلا سو وہ یہ ہے کہ پہنچے ساتھ اس کے بھوک طرف حد ہلاکت کی یا بیماری کے کہ نوبت پہنچائے اس کی طرف یہ قول جمہور کا ہے اور بعض مالکیوں سے حد مقرر کرنا اس کا ہے ساتھ تین دن کے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ مردار میں سمیت سخت ہے سو اگر ابتدا میں کھائے تو اس کو ہلاک کر ڈالے سو اس کے واسطے مشروع نہ ہوا کہ بھوکا رہے تا کہ ہو جائے اس کے بدن میں بھوک سے سمیت جو سخت تر ہے مردار کی سمیت سے سو جب مردار سے اس وقت کھائے گا تو نہ ضرر پائے اور یہ اگر ثابت ہو تو نہایت خوب حکمت ہے اور لیکن دوسرا اختلاف سو ذکر کیا گیا ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ﴾ اور تفسیر کیا ہے اس کو قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ متعدی کے اور یہ تفسیر ہے ساتھ معنی کے اور اس کے غیر نے کہا کہ گناہ ہے یہ کہ کھائے زیادہ سد رمق سے اور بعض نے کہا کہ زیادہ عادت سے اور یہی ہے راجح واسطے مطلق ہونے آیت کے پھر پیٹ بھر کر کھانے کے جائز ہونے کا محل یہ ہے کہ مردار کے سوا اور چیز کی جلدی امید نہ ہو اور اگر امید ہو تو منع ہے اگر قوی ہو بھوک پر یہاں تک کہ اس کو پائے اور ذکر کیا ہے امام الحرمین نے کہ مراد ساتھ پیٹ بھر کر کھانے کے وہ چیز ہے کہ بند ہو ساتھ اس کے بھوک نہ پیٹ بھر کر کھانا اس طور سے کہ اور کھانے کے واسطے کوئی گزر گاہ نہ رہے کہ یہ حرام ہے اور اشکال کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے بیچ قصے عنبر کے جس جگہ کہ ابو عبیدہ نے کہا کہ البتہ تم لاچار ہوئے ہو سو کھاؤ سو ہم نے کھایا یہاں تک کہ ہم موٹے ہوئے۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ﴾.

واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اے ایمان والو! کھاؤ ستھری چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اس کے بندے ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کیا ہے تم پر مردار اور خون اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے غیر کا پھر جو کوئی لاچار ہو نہ بے حکمی کرتا ہو اور نہ زیادتی تو نہیں اس پر گناہ

فائدہ: اور قول اللہ تعالیٰ کا غیر باغ یعنی بیچ کھانے مردار کے اور ٹھہرایا ہے جمہور نے بغی سے عصیان کو سو جو اپنے سفر میں عاصی ہو اس کو انہوں نے مردار کھانے سے منع کیا ہے یعنی اس کو کھانا درست نہیں اگرچہ بھوک سے لاچار ہو

اور کہا انہوں نے کہ طریق اس کا یہ ہے کہ توبہ کرے پھر کھائے اور جائز رکھا ہے اس کو بعض نے مطلق۔

وَقَالَ ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ﴾.

اور اللہ نے فرمایا سو جو لاچار ہو بھوک میں نہ مائل کرنے والا واسطے گناہ کے۔

وَقَوْلِهٖ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِاٰيَاتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ وَمَا لَكُمْ أَنْ لَّا تَأْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِأَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا سو کھاؤ اس چیز سے کہ لیا جائے اس پر نام اللہ کا اگر ہو تم ایمان لانے والے ساتھ آیتوں اس کی کے۔

فائدہ: زیادہ کیا ہے ایک روایت میں اس آیت کو جو اس کے بعد ہے الی قولہ ماضطررتم الیہ اور ایک نسخہ میں معتدین تک ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت ذکر کرنے اس کے کی اس جگہ اور چونکہ اضطرار اس جگہ مطلق ہے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے مردار کے کھانے کو واسطے نافرمان کے اور حمل کیا ہے جمہور نے مطلق کو مقید پر دونوں اخیر آیتوں میں۔

وَقَوْلِهٖ جَلَّ وَعَلَا ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ کہہ دو کہ نہیں پاتا میں اس چیز میں کہ وحی ہوئی مجھ کو حرام دما مسفوحا تک۔

فائدہ: ایک روایت میں یہ آیت غفور رحیم تک بیان کی ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی وجہ مناسبت کی اور وہ قول اس کا ہے فمن اضطر۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُهْرَاقًا ﴿أَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَإِنَّهٗ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مسفوحا کے معنی ہیں مہراقا یعنی بہایا گیا گوشت سور کا۔

وَقَالَ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ

اور اللہ نے فرمایا پس کھاؤ اس چیز سے کہ روزی دی ہم نے تم کو حلال پاک۔

تَعْبُدُونَ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾.

فائدہ: کہا کرمانی وغیرہ نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے اور اس میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی واسطے اشارہ کرنے کے اس بات کی طرف کہ جو چیز کہ اس میں وارد ہوئی ہے اس میں کوئی چیز اس کی شرط پر نہیں ہے پس کفایت کی ساتھ آیتوں کے اور احتمال ہے کہ بیاض چھوڑا ہو سو جوڑا گیا بعض اس کا طرف بعض کی وقت نقل کرنے کتاب کے، میں کہتا ہوں کہ دوسرا احتمال زیادہ اوجہ ہے اور لائق ساتھ اس باب کے اس کی شرط پر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے بیچ قصے عنبر کے سو شاید اس نے قصد کیا کہ اس کے واسطے کوئی اور طریق ذکر کرے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَضَاحِيّ — کتاب ہے قربانیوں کے بیان میں

بَابُ سُنَّةِ الْأُضْحِيَّةِ. — باب ہے بیچ بیان سنت قربانی کے۔

فائدہ: اضاحی جمع اضحیہ کی ہے اور اس کو اضحاۃ بھی کہتے ہیں اور ساتھ اس کے نام رکھا گیا یوم الاضحیٰ اور گویا کہ نام اس کا مشتق کیا گیا ہے نام وقت کے سے کہ مشروع ہے بیچ اس کے اور شاید باب باندھا ہے اس نے ساتھ سنت کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف مخالفت اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے اس کے کی کہا ابن حزم نے کہ نہیں صحیح ہوا کسی صحابی سے کہ وہ واجب ہے اور جمہور سے صحیح ہو چکا ہے کہ وہ واجب نہیں اور نہیں خلاف ہے اس میں کہ وہ دین کے شرائع سے ہے اور وہ نزدیک شافعیہ اور جمہور کے سنت مؤکدہ ہے کفایہ اور شافعیہ کے ایک وجہ میں ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ واجب ہے مقیم وسعت والے پر اور مالک رحمہ اللہ سے مثل اس کی ہے ایک روایت میں لیکن نہیں مقید کیا اس نے اس کو ساتھ مقیم کے اور منقول ہے اوزاعی اور ربیعہ اور لیث سے مثل اس کی اور مخالفت کی ہے ابو یوسف نے حنفیہ سے اور موافقت کی ہے اس نے ساتھ جمہور کے اور اسی طرح اشہب مالکی بھی جمہور کے موافق ہے اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ مکروہ ہے ترک کرنا اس کا باوجود قدرت کے اور ایک روایت اس سے ہے کہ وہ واجب ہے اور محمد بن حسن سے ہے کہ وہ سنت ہے لیکن اس کے ترک کرنے کی رخصت نہیں ہے کہا طحاوی نے کہ اسی کو ہم لیتے ہیں اور نہیں حدیثوں میں جو دلالت کرے اس کے واجب ہونے پر اور قریب تر اس چیز کا کہ تمسک کیا جاتا ہے ساتھ اس کے واسطے واجب ہونے کے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ جو وسعت رکھتا ہو اور قربانی نہ کرے تو چاہیے کہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور احمد نے لیکن اختلاف ہے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اور موقوف مشابہ تر ہے ساتھ صواب کے کہا طحاوی وغیرہ نے اور باوجود اس کے پس نہیں ہے صریح واجب کرنے میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ هِيَ سُنَّةٌ وَمَعْرُوفٌ. اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ سنت اور معروف ہے۔

فائدہ: اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی کا حکم پوچھا کہ کیا واجب ہے؟ کہا کہ قربانی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے آپ کے بعد کہا ترمذی نے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ قربانی واجب نہیں ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو جواب میں ہاں نہ کہا تو اس سے اس نے سمجھا کہ وہ واجب ہونے کے

ساتھ قائل نہیں اس واسطے کہ مجرد فعل واجب ہونے پر دلالت نہیں کرتا اور یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قربانی کی مسلمانوں نے آپ کے بعد تو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ نہیں اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما حرص کرنے والے اور پیروی کرنے افعال حضرت ﷺ کے پس اسی واسطے نہ تصریح کی ساتھ عدم وجوب کے اور جو اس کو واجب کہتا ہے اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے مخنف کی حدیث میں علی کل اهل بيت اضحية یعنی ہر گھر والے پر قربانی ہے روایت کیا ہے احمد اور اربعہ نے ساتھ سند قوی کے اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ صیغہ نہیں ہے صریح وجوب مطلق میں اور البتہ ذکر کیا ہے ساتھ اس کے عتیرہ کو اور نہیں واجب ہے عتیرہ نزدیک اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے قربانی کے اور جو واجب نہیں کہتا ہے اس نے استدلال کیا ہے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کتب علی النحر ولم يكتب عليكم یعنی فرض کی گئی مجھ پر قربانی اور نہیں فرض کی گئی تمہارے اوپر اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

٥١١٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ الْإِيَامِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَقَدْ ذَبَحَ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً فَقَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ قَالَ مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ.

٥١١٩۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلی عبادت جس کے ساتھ ہم اپنے اس دن میں شروع کریں یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر جائیں سو قربانی کریں جس نے اس کو کیا وہ ہمارے طریقے کو پہنچا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کی تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ گوشت ہے جس کو اس نے اپنے گھر والوں کے واسطے مقدم کیا نہیں عبادت سے کسی چیز میں سو ابو بردہ بن نیار کھڑا ہوا اور حالانکہ وہ نماز کے پہلے ذبح کر چکا تھا سو اس نے کہا کہ میرے پاس ایک سال سے کم بکری ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ذبح کر اور نہیں کفایت کرے گی تیرے بعد کسی طرف سے اور کہا مطرف نے عامر سے اس نے روایت کی براء رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز کے بعد قربانی ذبح کی اس کی عبادت پوری ہوئی اور وہ مسلمانوں کے طریقے کو پہنچا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ سنت کے اس جگہ دونوں حدیثوں میں طریقہ ہے نہ سنت اصطلاح میں جو مقابل ہے وجوب کے اور طریقہ عام تر ہے اس سے کہ ہو واسطے وجوب کے یا واسطے ندب کے سو جب نہ قائم ہوئی دلیل اوپر وجوب

کے تو باقی رہا ندب اور یہی ہے وجہ وارد کرنے اس کے کی اس ترجمہ میں اور جو واجب ہونے کا قائل ہے اس نے استدلال کیا ہے ساتھ ہونے امر کے دونوں حدیثوں میں ساتھ دوہرانے قربانی کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مقصود بیان کرنا قربانی کی شرط کا ہے جو مشروع ہے سو وہ ایسی ہے جیسے کہے واسطے اس شخص کے جو پڑھے سنتیں چاشت کی مثلا سورج نکلنے سے پہلے جب سورج نکلے تو اپنی نماز پھر کر پڑھ اور یہ جو براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہا کہ نسک سے کسی چیز میں نہیں تو نسک بولا جاتا ہے مراد اس سے ذبیحہ ہوتی ہے اور استعمال کیا جاتا ہے نوع خاص میں خون بہائے گئے سے اور استعمال کیا جاتا ہے ساتھ معنی عبادت کے اور وہ عام تر ہے اور البتہ استعمال کیا گیا ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ تیسرے معنی کے اور نیز استعمال کیا گیا ہے ساتھ پہلے معنی کے بیچ قول اس کے کی اور طریق میں کہ جو نماز سے پہلے ذبح کرے تو اس کی ذبح نہیں یعنی اس سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔ (فتح)

۵۱۲۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ.

۵۱۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنے نفس کے واسطے ذبح کرتا ہے اور جو نماز سے پیچھے ذبح کرے تو اس کی عبادت پوری ہوئی اور مسلمانوں کے طریقہ کو پہنچا۔

بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ الْأَضَاحِيَّ بَيْنَ النَّاسِ.

باب ہے بیچ بیان تقسیم کرنے امام کے قربانیوں کو لوگوں میں یعنی خود اپنے ہاتھ سے یا اپنے حکم سے

۵۱۲۱ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ بَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهٖ ضَحَايَا فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَارَتْ لِيْ جَذَعَةٌ قَالَ ضَحِّ بِهَا.

۵۱۲۱۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان قربانیوں کو تقسیم کیا سو عقبہ کے حصے میں جذعہ آیا میں نے کہا یا حضرت! میرے حصہ میں جذعہ آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ قربانی کر۔

فائدہ: اور آئندہ آئے گا کہ عقبہ رضی اللہ عنہ نے خود قربانیوں کو تقسیم کیا تھا اور پہلے گزر چکا ہے شرکت میں باب وکالۃ الشریك للشریك اور اس حدیث کو اس جگہ بھی وارد کیا ہے اور اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ عقبہ رضی اللہ عنہ کا اس غنیمت میں حصہ تھا اس اعتبار سے کہ وہ قربانیاں غنیمت میں سے تھیں اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اس میں حصہ تھا اور

باوجود اس کے حضرت ﷺ نے اس کو قربانیوں کے بانٹنے میں وکیل کیا اور میں نے وہاں اور توجیہ بیان کی ہے اور یہ توجیہ قوی تر ہے اس سے کہا ابن منیر نے راوی نے جوان کو قربانیاں کہا تو احتمال ہے کہ باعتبار مایول الیہ الامر کے کہا ہو اور احتمال ہے کہ ان کو قربانیوں کے واسطے معین کیا ہو پھر ان کو اصحاب کے درمیان تقسیم کیا ہوتا کہ لے ہر ایک حصہ اپنے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے بانٹنا قربانی کے گوشت کا درمیان وارثوں کے اور نہیں ہوتی ہے یہ بیع اور اس مسئلے میں اختلاف ہے واسطے مالکیہ کے اور میں نہیں دیکھتا بخاری رحمہ اللہ کو باوجود وقت نظر اس کی کے قصد کیا ہو ساتھ ترجمہ کے مگر یہ اور جذعہ ایک وصف سے واسطے عمر معین کے چوپائے مویشی سے سو جذعہ بھیڑ میں سے وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعض نے کہا کہ جذعہ اس کو کہتے ہیں جو سال سے کم کا ہو پھر اس کے اندازے میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ چھ مہینے کا ہے اور بعض نے کہا کہ آٹھ مہینے کا اور بعض نے کہا کہ دس مہینے کا اور حکایت کی ہے ترمذی نے وکیع سے کہ وہ چھ یا سات مہینے کا ہے اور بہر حال جذعہ بکری سے سو وہ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہوا ہو اور گائے سے جو تیسرے سال میں داخل ہوا ہو اور اونٹ سے جو پانچویں سال میں داخل ہوا ہو اور یہاں جذعہ سے کیا مراد ہے اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ وہ بکری کا جذعہ تھا۔(فتح) جذعہ وہ ہے جو جوان ہو سو وہ اونٹوں میں سے وہ ہے جو پورے چار برس کا ہو اور گائے بکری سے وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو اور بعض نے کہا کہ گائے سے وہ ہے جو پورے دو برس کا ہو اور بھیڑ سے وہ ہے جو پورے ایک برس کا ہو اور بعض نے کہا کہ کم تر اور نزدیک میرے جذعہ ہے یعنی بکری سے اس واسطے کہ جذعہ بھیڑ کا جائز ہے۔(ق)

بَابُ الْأُضْحِيَةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَآءِ. باب ہے بیچ بیان قربانی کے واسطے مسافر اور عورتوں کے

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے طرف خلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں قربانی عورتوں پر اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو طرف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ عورت اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح نہ کرے سو البتہ مالک سے روایت ہے کہ حیض والی کو اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا مکروہ ہے۔

۵۱۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَحَاضَتْ بِسَرِفَ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا لَكِ أَنَفِسْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِيْ

۵۱۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان پر داخل ہوئے اور حالانکہ ان کو مقام سرف میں حیض ہوا تھا کے میں داخل ہونے سے پہلے اور وہ روتی تھیں فرمایا کیا تجھ کو حیض ہوا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حیض آنا ایک چیز ہے کہ اللہ نے اس کو آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر ٹھہرا دیا ہے یعنی اس میں کچھ اختیار نہیں پیدائشی بات ہے سو تو ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں مگر اتنا ہے کہ خانے کعبے

الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى أُتِيتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالُوْا ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهٖ بِالْبَقَرِ.

کا طواف نہ کر یعنی اس کے گرد نہ گھوم سو جب ہم منیٰ میں تھے تو میرے پاس گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ یعنی کیسا گوشت ہے؟ لوگوں نے کہا کہ قربانی کی حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے ساتھ گائے کے۔

فائدہ: یہ ظاہر ہے اس میں کہ ذبح کرنا گائے مذکور کا بطور قربانی کے تھا اور ابن تین نے اپنے مذہب کے موافق اس کی تاویل کی ہے سو کہا اس نے کہ مراد یہ ہے کہ قربانی کے ذبح کرنے کے وقت اس کو ذبح کیا نہ یہ کہ وہ سنت قربانی ہے اور نہیں پوشیدہ ہے بعید ہونا اس کا اور استدلال کیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے اس پر کہ قربانی کرنا مرد کی کفایت کرتی ہے اس کی طرف سے اور اس کے گھر والوں کی طرف سے اور مخالفت کی ہے اس میں حنفیہ نے اور دعویٰ کیا ہے طحاوی نے کہ وہ مخصوص ہے یا منسوخ ہے اور نہیں آئی واسطے اس کے دلیل کہا قرطبی نے کہ نہیں منقول ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی ہر بیوی کو قربانی کرنے کے ساتھ حکم کیا ہو باوجود مکرر ہونے سال قربانیوں کے اور باوجود متعدد ہونے ان کے کی اور عادت تقاضا کرتی ہے ساتھ نقل کرنے اس کے کہ اگر واقعہ ہو جیسا کہ منقول ہے غیر اس کا جزئیات سے اور تائید کرتی ہے اس کی جو روایت کی ہے مالک رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے عطاء بن یسار کے طریق سے کہ میں نے ابوایوب سے پوچھا کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں قربانیوں کا کیا دستور تھا؟ کہا کہ دستور تھا کہ قربانی کرتا مرد ایک بکری اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے سو کھاتے اور کھلاتے یہاں تک کہ فخر کیا لوگوں نے جیسے کہ تو دیکھتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُشْتَهٰى مِنَ اللَّحْمِ يَوْمَ النَّحْرِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ خواہش کی جاتی ہے گوشت سے قربانی کے دن۔

فائدہ: یعنی واسطے پیروی عادت کے ساتھ لذت اٹھانے کے کھانے گوشت سے دن عید کے اور اللہ نے فرمایا تا کہ ذکر کریں نام اللہ کا اس چیز پر کہ روزی دیں ان کو چوپائے مویشی سے۔

۵۱۲۳ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ جِيْرَانَهٗ وَعِنْدِيْ

۵۱۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو چاہیے کہ پھر کر ذبح کرے سو ایک مرد اٹھ کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! یہ دن ہے کہ اس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور ذکر کیا اپنے ہمسائیوں کو یعنی میں نے اپنی قربانی کے ذبح کرنے میں جلدی کی تا کہ اپنے گھر والوں اور ہمسائیوں کو

جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا أَدْرِيْ بَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَقَامَ النَّاسُ إِلٰى غُنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوْهَا أَوْ قَالَ فَتَجَزَّعُوْهَا.

کھلاؤں اور میرے پاس ایک بکرا ہے جو بہتر ہے گوشت والی دو بکریوں سے یعنی پاکیزہ تر گوشت میں اور نافع تر کھانے والوں کے لیے واسطے موٹے ہونے اس کے اور عمدہ ہونے کے؟ سو رخصت دی گئی اس کو بیچ اس کے سو میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا اور کو بھی رخصت پہنچی یا نہیں پھر حضرت ﷺ دو دنبوں کی طرف پھرے یعنی خطبے کے جگہ سے بیچ جگہ ذبح کے سو ان کو ذبح کیا اور لوگ بکریوں کی طرف کھڑے ہوئے سو ان کو متفرق کیا یا کہا ان کو حصے حصے کر کے بانٹا یہ شک راوی کا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے سو میں نے چاہا کہ پہلے میرے گھر میں بکری ذبح ہو اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے سے قربانی ذبح کی اور اس میں اشکال ہے اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اس نے اسی کے واسطے قربانی ذبح کی واسطے ان معنوں کے کہ ذکر کیا ان کو اپنے گھر والوں اور ہمسائیوں میں سو خاص کیا اپنے بیٹے کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ خاص تر ہے نزدیک اس کے تا کہ بے پرواہ ہو بیٹا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ اس کے پاس ہے جھانکنے سے اس چیز کی طرف کہ اس کے غیر کے پاس ہے اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں خاص ہونا اس کا ساتھ اس کے اور شاید انس رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں سنا اور یہ جو کہا کہ لوگ کھڑے ہوئے تو اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور آئندہ روایت میں بیچ اس باب کے من ذبح قبل الصلاۃ اعاد سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ابن تین نے اس میں کہ جو امام سے پہلے قربانی ذبح کرے اس کو کفایت نہیں کرتی وسیاتی اور یہ جو کہا کہ اس کو بانٹ کر حصے حصے کیا تو یہ مراد نہیں کہ تقسیم کیا انہوں نے ان کو بعد ذبح کے سو لیا ہر ایک نے ایک ٹکڑا گوشت کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے اپنا حصہ بکریوں سے لیا اور کبھی حصہ کو بھی قطع کہا جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ الْأَضْحٰى يَوْمَ النَّحْرِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو کہتا ہے کہ قربانی کا ذبح کرنا دسویں کے دن ہے۔

فائدہ: یعنی قربانی کا ذبح کرنا دسویں کے دن درست ہے اس کے بعد نہیں کہا ابن منیر نے کہ لیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اضافت دن کی سے طرف نحر کے جس جگہ فرمایا کہ کیا یہ قربانی کا دن نہیں اور لام واسطے جنس کے ہے سو نہ باقی رہے گا قربانی کرنا مگر اسی دن میں اور جواب جماعت کے مذہب پر یہ ہے کہ مراد نحر کامل ہے اور لام بہت استعمال کیا جاتا ہے واسطے کمال کے مانند قول اس کے کی الشدید الذی یملك نفسه عند الغضب میں کہتا ہوں

اور خاص ہونا قربانی کا ساتھ دسویں کے قول حمید بن عبدالرحمن اور محمد بن سیرین اور داؤد ظاہری کا ہے اور سعید بن جبیر سے مثل اس کی ہے مگر منیٰ کے دنوں میں پس جائز ہے تین دن اور ممکن ہے کہ تمسک کیا جائے واسطے اس کے ساتھ حدیث عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے جو مرفوع ہے کہ مجھ کو حکم ہوا ساتھ دن قربانی کے عید کہ ٹھہرایا ہے اس کو اللہ نے واسطے اس امت کے، الحدیث کہا قرطبی نے کہ تمسک کرنا ساتھ اضافت نحر کے طرف پہلے دن کے ضعیف ہے باوجود اس آیت کے ﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ دن قربانی کے چار یا تین ہیں واسطے ہر ایک کے ان میں سے نام ہے خاص سو اضحیٰ دسواں دن ہے اور جو اس سے لگتا ہے یعنی گیارھویں کا دن ہے اس کا نام یوم القر ہے اور جو اس کے متصل ہے یعنی بارھویں کا دن اس کا نام یوم النفر الاول ہے اور جو تیرھویں کا دن ہے اس کا نام یوم النفر الثانی ہے اور کہا ابن تین نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ دن ہے کہ ذبح کی جاتی ہیں اس میں قربانیاں تمام طرفوں میں اور بعض نے کہا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں ہے ذبح کرنا مگر خاص بیچ اس کے یعنی اس کے سوائے اور دن میں قربانی کرنا درست نہیں یعنی جیسا کہ پہلے گزرا ہے نقل کرنا اس کا اس شخص سے جو اس کے ساتھ قائل ہے اور زیادہ کیا ہے مالک رحمہ اللہ نے کہ اس کے بعد دو دن قربانی کا ذبح کرنا درست ہے اور زیادہ کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے چوتھے دن کو اور بعض نے کہا کہ دس دن تک ذبح کرے اور بعض نے کہا کہ اخیر مہینے تک اور وہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور سلیمان بن یسار وغیرہم سے ہے اور قائل ہے ساتھ اس کے ابن حزم واسطے تمسک کرنے کے ساتھ نہ وارد ہونے نص کے ساتھ تقیید کے اور نکالا اس نے جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابوسلمہ اور سلیمان بن یسار کے طریق سے کہ دونوں نے کہا مثل اس کی اور یہ سند صحیح ہے لیکن وہ مرسل ہے پس لازم ہے اس شخص پر جو حجت پکڑتا ہے ساتھ مرسل کے یہ کہ قائل ہو ساتھ اس کے اور ساتھ مثل قول مالک رحمہ اللہ کے کہا ہے ثوری اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ نے اور ساتھ مثل قول شافعی رحمہ اللہ کے کہا ہے اوزاعی نے کہا ابن بطال نے واسطے پیروی طحاوی کے اور نہیں منقول ہے اصحاب سے سوائے ان دونوں قول کے اور قتادہ رحمہ اللہ سے چھ دن ہیں دسویں دن کے بعد اور حجت جمہور کی حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ منیٰ کی راہیں قربانی کرنے کی جگہ ہیں اور تشریق کے سب دنوں میں ذبح ہے روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ نے لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے اور موصول کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور اس کے راوی ثقات ہیں اور اتفاق ہے اس پر کہ وہ رات کو بھی درست ہے جیسے دن کو درست ہے مگر ایک روایت مالک رحمہ اللہ سے۔ (فتح)

٥١٢٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۵۱۲۴۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا جیسا اس دن تھا جب اللہ نے زمین آسمان بنائے برس بارہ مہینے کا

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَّبْلُغُهُ أَنْ يَّكُوْنَ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ وَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ.

ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں تین تو برابر لگے ہوئے ہیں سو ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے بیچ میں ہے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر جانتے ہیں سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر جاننے والے ہیں سو چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے یہ شہر مکہ؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر جانتے ہیں سو چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوا کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا نہیں یہ قربانی کا دن؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا کہ بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال کہا محمد نے اور میں آپ کو گمان کرتا ہوں کہ فرمایا اور تمہاری آبروئیں تم پر حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہاری بستی میں اس تمہارے مہینے میں یعنی جیسے مکے میں اور ذی الحجہ کے مہینے میں عرفے کا دن حرام ہے اس میں زیادتی کسی طرح درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں اور آبروؤں کو حرام جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق جان مارنا اور مال کا چھین لینا درست نہیں اور تم اپنے رب سے ملو گے سو تم کو تمہارے عملوں سے پوچھے گا خبردار! سو میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردن ماریں

خبردار! جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو شاید بعض پہنچایا گیا اس کو زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو بعض سننے والے اس کے سے سو تھا محمد بن سیرین جب ذکر کرتا تو کہتا کہ سچ فرمایا حضرت ﷺ نے پھر فرمایا خبردار! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ خبردار! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم اور حج میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا خبردار! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا الخ تو یہ کلام حضرت ﷺ کا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْأَضْحٰى وَالْمَنْحَرِ بِالْمُصَلّٰى.

باب ہے بیچ قربانی کے اور جگہ قربانی کرنے کے عیدگاہ میں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ وہ سنت ہے واسطے امام کے خاص کر نزدیک مالک رحمۃ اللہ علیہ کے کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا جاتا ہے یہ تا کہ کوئی اس سے پہلے ذبح نہ کرے اور چاہیے کہ اس کے بعد ذبح کریں اور چاہیے کہ سیکھیں اس سے صفت ذبح کی۔

٥١٢٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِيْ مَنْحَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥١٢٥۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قربانی ذبح کرتے منحر میں یعنی حضرت ﷺ کے ذبح کرنے کی جگہ میں۔

٥١٢٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى.

٥١٢٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ ذبح اور قربانی عیدگاہ میں کرتے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ مرفوع حدیث دلالت کرتی ہے موقوف پر اس واسطے کہ قول اس کا موقوف میں کان ینحر فی منحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ساتھ اس کے عیدگاہ ہے ساتھ دلالت حدیث مرفوع کے جو تصریح

کرنے والی ہے ساتھ ان کے اور کہا ابن تین نے کہ وہ مذہب مالک رحمہ اللہ کا ہے کہ امام ظاہر کرے اپنی قربانی کو واسطے عید گاہ کے سو ذبح کرے اس جگہ اور اس کے بعض ساتھیوں نے مبالغہ کیا ہے سو کہا کہ جو یہ نہ کرے اس کے ساتھ اقتدا نہ کیا جائے اور کہا ابن عربی نے کہ کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ نے کہ نہ ذبح کرے یہاں تک کہ امام ذبح کرے اگر ہو ان لوگوں سے کہ ذبح کرتا ہے اور نہیں دیکھی میں نے واسطے اس کے کوئی دلیل۔ (فتح)

بَابٌ فِي أُضْحِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ.

باب ہے بیچ قربانی کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو دنبوں سینگ والوں کے۔

فائدہ: یعنی واسطے ہر ایک کے دونوں میں سے دو دو سینگ تھے برابر اور کبش نر ہے بھیڑ کا جس عمر کا ہو اور اختلاف ہے اس کے ابتدا میں سو بعض نے کہا کہ جب دو دانت نکالے اور بعض نے کہا جب چار دانت نکالے۔

وَيُذْكَرُ سَمِينَيْنِ.

اور ذکر کیا جاتا ہے موٹے۔

فائدہ: یعنی بیچ صفت دنبوں کے اور وہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعض طریقوں میں ہے اور روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب قربانی کرنا چاہتے تو خریدتے دو دنبے بڑے موٹے سینگ والے خصی سو ذبح کرتے ایک کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسرے کو اپنی امت کی طرف سے جس نے گواہی دی واسطے اللہ کے ساتھ توحید کے اور واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہنچا دینے پیغام اللہ کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے قربانی کرنا ساتھ خصی کے اور بعض اہل علم نے اس کو مکروہ رکھا ہے واسطے ناقص ہونے عضو کے لیکن نہیں ہے یہ عیب اس واسطے کہ خصی کرنے سے گوشت عمدہ ہو جاتا ہے اور لیس اور بدبو دور ہو جاتی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَّةَ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسَمِّنُونَ.

کہا یحییٰ بن سعید نے کہ سنا میں نے ابو امامہ بن سہل سے کہا کہ تھے ہم موٹا کرتے قربانی کو مدینے میں اور مسلمان بھی موٹا کرتے تھے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ بعض مالکیہ قربانی کے موٹا کرنے کو مکروہ جانتے تھے تا کہ نہ مشابہت ہو ساتھ یہود کے اور قول ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا حق ہے کہا ہے یہ داؤدی نے۔

۵۱۲۷ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي

۵۱۲۷ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ دو دنبے قربانی کرتے اور میں بھی دو دنبے قربانی کرتا ہوں۔

بِكَبْشَيْنِ وَأَنَا أُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ.

فائدہ: اور اس حدیث میں بھی اشعار ہے ساتھ ہمیشگی کرنے کے اوپر اس کے سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ دنبہ قربانی میں افضل ہے۔

۵۱۲۸ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ تَابَعَهٗ وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ وَحَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسٍ.

۵۱۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کی جگہ سے دو دنبوں کی طرف پھرے جو سینگ والے اور سیاہ اور سفید رنگ کے تھے سو ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور کہا اسماعیل اور حاتم نے ایوب سے اس نے ابن سیرین سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے متابعت کی ہے اس کی وہب نے ایوب سے۔

فائدہ: املح اس کو کہتے ہیں جس کا رنگ کالا اور سفید ہو لیکن اس میں سفیدی زیادہ ہو اور بعض نے کہا کہ وہ سفید خالص ہے اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے شافعیہ نے اس میں کہ سفید کے ساتھ قربانی کرنا افضل ہے اور بعض نے کہا کہ وہ سفید ہے جو مائل بسرخی ہو اور بعض نے کہا کہ وہ ہے جس کی آنکھیں اور پاؤں اور منہ سیاہ ہوں اور باقی سفید ہو اور اختلاف کیا ہے بیچ اختیار کرنے اس صفت کے سو بعض نے کہا کہ واسطے خوبصورت ہونے کے اور بعض نے کہا واسطے چربی کے اور بہت ہونے اس کے گوشت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اختیار کرنے عدد کے قربانی میں اور اسی واسطے کہا ہے شافعیوں نے کہ سات بکریوں کے ساتھ قربانی کرنا افضل ہے اونٹ سے اس واسطے کہ لہو بہایا گیا اس میں زیادہ ہے اور ثواب زیادہ ہوتا ہے موافق اس کے اور یہ کہ جو چاہے کہ ایک سے زیادہ کے ساتھ قربانی کرے وہ اس کے ساتھ جلدی کرے اور حکایت کی ہے رویانی نے شافعیوں سے مستحب ہونا تفریق کا قربانی کے دنوں پر کہا نووی رحمہ اللہ نے اس میں زیادہ تر رفاقت ہے ساتھ مسکینوں کے لیکن خلاف سنت ہے اسی طرح کہا ہے اس نے اور حدیث دلالت کرتی ہے اوپر اختیار کرنے دو کے اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ جو دو سے زیادہ کے ساتھ قربانی کرنا چاہے سو پہلے دن دو کے ساتھ قربانی کرے پھر باقی کو قربانی کے دنوں پر تفریق کرے تو ہو مخالف واسطے سنت کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نر کے ساتھ قربانی کرنا افضل ہے مادہ سے اور یہ قول احمد کا ہے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ مادہ اولیٰ ہے اور اسی طرح دو قول ہیں شافعی رحمہ اللہ سے کہا ابن عربی نے کہ صحیح تر یہ ہے کہ نر افضل ہے مادہ سے اور یہ قول قربانی میں اور بعض نے کہا کہ دونوں برابر ہیں اور یہ کہ مستحب ہے قربانی کرنا ساتھ سینگ والے کے اور یہ کہ وہ افضل ہے بے سینگ سے باوجود اتفاق کے اوپر اس کے کہ بے سینگ کے ساتھ قربانی

کرنا درست ہے یعنی جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اور جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اس میں اختلاف ہے اور مستحب ہے کہ قربانی دینے والا اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مشروع ہونے استحسان قربانی کی صفت میں اور رنگ میں کہا ماوردی نے کہ اگر خوب گوشت ہونا اور خوبصورت ہونا دونوں جمع ہوں تو خوب ہے اور کہا اکثر شافعیوں نے کہ افضل سفید ہے پھر زرد خاکی رنگ پھر سیاہ اور سفید پھر کالا **وسیاتی بقیة فوائده انشاء الله تعالیٰ**۔ (فتح)

۵۱۲۹ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهٖ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ أَنْتَ بِهٖ.

۵۱۲۹۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بکریاں دیں کہ ان کو آپ کے اصحاب میں قربانیاں تقسیم کرے یعنی قربانی کے واسطے سو ایک بکری کا بچہ باقی رہا سو اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ قربانی کر۔

فائدہ: یہ جو کہا **علی صحابته** تو احتمال ہے کہ ہو ضمیر واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے عقبہ کے اور ہر تقدیر پر احتمال ہے کہ ہوں بکریاں ملک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حکم کیا ہو ساتھ بانٹنے ان کے کی درمیان ان کے بطور احسان کے اور احتمال ہے کہ ہوں فی سے اور اس کی طرف میل کی ہے قرطبی نے جس جگہ کہا کہ حدیث میں ہے کہ امام کے واسطے لائق ہے کہ تفریق کرے قربانیوں کو اس شخص پر جو نہ قادر ہو ان پر بیت المال سے کہا ابن بطال نے کہ اگر ان کا تقسیم کرنا مال داروں کے درمیان تھا تو یہ فے کے مال میں سے تھیں اور اگر ان کے ساتھ محتاجوں کو خاص کیا تھا تو وہ زکوٰۃ میں سے تھیں اور یہ جو کہا کہ باقی رہا عتود تو کہا ابن بطال نے کہ عتود جذعہ ہے بکری سے یعنی پانچ مہینے کا بکری کا بچہ اور یہ بیان کرتا ہے مراد کو جو دوسری آیت میں عقبہ رضی اللہ عنہ سے جذعہ کا لفظ آیا ہے یعنی مراد جذعہ سے بکری کا بچہ ہے اور جو یہ فرمایا کہ تو اس کے ساتھ قربانی کر لے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تیرے بعد اس میں کسی کو رخصت نہیں ہے **وسیاتی البحث فيه انشاء الله تعالیٰ** اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ کفایت کرتا ہے قربانی کرنا ساتھ ایک بکری کے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے حدیث عقبہ رضی اللہ عنہ کے بیچ اس ترجمہ کے اور وہ قربانی کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ساتھ دو دنبوں کے استدلال کرنا اس پر کہ یہ واجب نہیں بلکہ مختار ہے سو جو ایک بکری کے ساتھ قربانی کرے وہ اس کو کفایت کرتی ہے اور جو زیادہ کرے سو بہتر ہے اور افضل پیروی کرنا ہے قربانی میں ساتھ دو دنبوں کے اور جس نے نظر کی طرف بہت ہونے گوشت کے کی مانند شافعی رحمہ اللہ کے کہا اس نے کہ افضل اونٹ ہے پھر دنبہ پھر گائے کہا ابن عربی نے کہ موافقت کی ہے شافعی رحمہ اللہ کی اشہب مالکی نے اور نہیں برابر

ہوتی ہے ساتھ فعل حضرت ﷺ کے کوئی چیز یعنی دنبہ کے ساتھ کوئی چیز برابر نہیں میں کہتا ہوں اور روایت کی ہے بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ مدینے میں کبھی اونٹ کے ساتھ قربانی کرتے تھے اور جب اونٹ نہ پاتے تو دنبہ کے ساتھ قربانی کرتے تھے سو اگر یہ حدیث ثابت ہوتی تو ہوتی نص بیچ محل نزاع کے لیکن اس کی سند میں کلام ہے اور آئندہ آئے گا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کے ساتھ قربانی کی اور ثابت ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ دنبے سینگ والے کے جس کے کھر کالے تھے اور آنکھیں بھی کالی تھیں اور بیٹھنے کی جگہیں بھی کالی تھیں سو حضرت ﷺ نے اس کو لٹایا اور ذبح کیا پھر کہا بسم اللہ اللهم تقبل من محمد و آل محمد و من امة محمد روایت کیا ہے اس کو مسلم نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بُرْدَةَ ضَحِّ بِالْجَذَعِ مِنَ الْمَعَزِ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے واسطے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے کہ تو بکری کے بچے کے ساتھ قربانی کر اور تیرے بعد ہرگز کسی کو نہیں کفایت کرے گا۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے کہ ضمیر بیچ قول حضرت ﷺ کے اذبحها واسطے جذع کے ہے جو گزر چکا ہے صحابی کے قول میں ان عندی داجنا جذعة من المعز۔

٥١٣٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ضَحَّى خَالٌ لِي يُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عِنْدِي دَاجِنًا جَذَعَةً مِنَ الْمَعَزِ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَصْلُحَ لِغَيْرِكَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ تَابَعَهُ عُبَيْدَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ وَتَابَعَهُ وَكِيعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَقَالَ عَاصِمٌ وَدَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ

٥١٣٠۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ قربانی کی میرے ماموں نے جس کو ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا نماز سے پہلے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تیری بکری گوشت کی بکری ہے یعنی قربانی نہیں بلکہ گوشت ہے کہ فائدہ اٹھایا جائے اس کے ساتھ تو اس نے کہا یا حضرت! بے شک میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے گھر کا پلا ہوا فرمایا کہ ذبح کر اور تیرے سوا اور کسی کو کفایت نہیں کرے گا پھر فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنے نفس کے واسطے ذبح کرتا ہے یعنی اور وہ قربانی نہیں اور جو نماز کے بعد ذبح کرے تو اس کی عبادت پوری ہوئی اور مسلمانوں کے طریقے کو پہنچا متابعت کی ہے اس کی عبیدہ نے شعبی سے اور ابراہیم سے اور متابعت کی ہے اس کی وکیع نے حریث سے شعبی سے اور کہا عاصم اور داؤد نے شعبی

عِنْدِيْ عَنَاقُ لَبَنٍ وَقَالَ زُبَيْدٌ وَفِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عِنْدِيْ جَذَعَةٌ وَقَالَ أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنَاقٌ جَذَعَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ.

سے عندی عناق لبن یعنی ساتھ اس لفظ کے اور کہا زبید اور فراس نے شعبی سے عندی جذعة یعنی ساتھ اس لفظ کے اور کہا ابو الاحوص نے حدیث بیان کی ہم سے منصور نے عناق جذعة اور کہا ابن عون نے عناق جذع عناق لبن یعنی بیچ روایت ابن عون کے شعبی سے براء رضی اللہ عنہ سے دونوں لفظ ہیں لفظ عاصم کا اور اس کی متابعت کرنے والوں کا اور لفظ منصور کا اور اس کی متابعت کرنے والوں کا۔

فائدہ: واجن وہ ہے جو گھر میں پلی ہو اور گھر سے ہلی ہو اور عناق لبن کے یہ معنی ہیں کہ وہ کم عمر ہیں اپنی ماں کا دودھ پیتی ہے اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قربانی سحری کے وقت ذبح کی سو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا سو فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قربانی وہ ہے جو نماز کے بعد ذبح ہو جا اور قربانی کر سو اس نے کہا کہ نہیں میرے پاس مگر بکری کا بچہ، الحدیث اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ وہ بکریوں سے بہتر ہے اور البتہ مشکل ہے یہ ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا گیا ہے آزاد کرنے میں کہ دو جانوں کا آزاد کرنا افضل ہے ایک جان کے آزاد کرنے سے اگرچہ دو سے عمدہ ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ فرق کے درمیان قربانی اور آزاد کرنے کے کہ مطلوب قربانی میں بہت ہونا گوشت کا ہے سو ہو گی ایک بکری موٹی اولیٰ دو دبلی بکریوں سے اور مطلوب آزاد کرنے میں تقرب ہے اللہ کی طرف ساتھ چھوڑانے گردن کے سو ہو گا آزاد کرنا دو کا اولیٰ آزاد کرنے ایک کے سے ہاں اگر عارض ہو واسطے ایک کے وصف جو تقاضا کرے رفعت اس کی کو غیر پر مانند علم کے اور اقسام فضل کے جو متعدی ہو تو البتہ جزم کیا ہے بعض اہل تحقیق نے کہ وہ اولیٰ ہے دو سے واسطے عام ہونے نفع اس کے کی واسطے مسلمانوں کے اور ایک روایت میں ہے وهي خير من مسنة کہا اہل لغت نے کہ مسنہ ثنی ہے جو اپنے دانت ڈالے اور ہوتا ہے بیچ ذات خف کے چھٹے سال میں اور بیچ گھر والے جانوروں کے تیسرے سال میں اور کہا ابن فارس نے کہ جب داخل ہو بچہ بکری کا تیسرے سال میں تو وہ مسنہ ہے اور ثنی اور اس حدیث میں خاص کرنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا ہے ساتھ کفایت کرنے کے بچے کی قربانی میں لیکن واقع ہوئی ہے چند حدیثوں میں تصریح ساتھ نظر اس کے واسطے غیر ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے سو عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے (کما تقدم قریبا) کہ تیرے بعد اس میں کسی کو رخصت نہیں کہا بیہقی نے کہ اگر ہو یہ زیادتی محفوظ تو ہو گی یہ رخصت واسطے عقبہ رضی اللہ عنہ کے جیسے رخصت دی گئی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو، میں کہتا ہوں اور اس تطبیق میں نظر ہے اس واسطے کہ ہر ایک میں دونوں سے عموم کا صیغہ ہے سو جو دونوں میں سے مقدم کیا جائے دوسرے پر دوسرے کے وقوع کی نفی کو تقاضا کرے گا اور قریب تر وہ چیز جو کہی جائے بیچ اس کے یہ ہے کہ صادر ہوا ہے یہ واسطے

ہر ایک کے دونوں میں سے بیچ ایک وقت کے یا منسوخ ہوگئی ہوگی خصوصیت پہلی کے ساتھ ثابت ہونے خصوصیت کے واسطے دوسرے کے اور نہیں کوئی مانع اس سے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے سیاق میں استمرار ہونا واسطے غیر اس کے صریح اور چند حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے چند اصحاب کو جذع بکری کے ساتھ قربانی کرنے کا حکم کیا اور حق یہ ہے کہ نہیں ہے منافات درمیان ان حدیثوں کے اور درمیان حدیث ابو بردہ رضی اللہ عنہ اور عقبہ کے احتمال ہے کہ یہ حکم ابتدا اسلام میں ہو پھر مقرر ہوئی شرع ساتھ اس کے کہ جذع بکری کا کفایت نہیں کرتا اور خاص ہوا ابو بردہ رضی اللہ عنہ اور عقبہ رضی اللہ عنہ ساتھ رخصت کے بیچ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی ہے مطلق اجزاء میں یعنی کافی ہونے میں نہ بیچ خصوص منع غیر کے اور اگر دشوار ہو تطبیق جو میں نے پہلے بیان کیا تو حدیث ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی اصح ہے باعتبار مخرج کے، واللہ اعلم اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جذع بکری کا جائز نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور عطاء اور اس کے ساتھی اوزاعی سے مروی ہے کہ مطلق جائز ہے اور یہ ایک وجہ ہے واسطے بعض شافعیہ کے حکایت کی ہے یہ رافعی نے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ وہ شاذ ہے یا غلط اور انوکھی بات کہی ہے عیاض نے سو حکایت کیا اس نے اجماع اوپر نہ کفایت کرنے جذع کے کہا گیا اور کفایت کرنا مصادر ہے واسطے نص کے اور احتمال ہے کہ مقید کیا ہو اس کے قائل ... کو ساتھ اس شخص کے جو اس کے سوائے اور چیز کو نہ پائے اور رہوں معنی نفی اجزاء کے غیر اس شخص سے جس کو اس کی اجازت نہیں دی گئی محمول اس شخص پر جو پائے اور بہر حال جزع دنبے کا سو کہا ترمذی نے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے حضرت ﷺ کے اصحاب سے اور جو ان کے سوائے ہیں لیکن حکایت کی ہے اس کے غیر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری سے کہ جذع مطلق جائز نہیں برابر ہے کہ جذع بھیڑ کا ہو یا اس کے غیر کا حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابن حزم اور منسوب کیا ہے اس کو طرف ایک جماعت سلف کی اور طول کیا ہے اس نے بیچ رد کے اس شخص پر جو اس کو جائز رکھتا ہے اور احتمال ہے کہ یہ بھی مقید ہو ساتھ اس شخص کے جو نہ پائے اور البتہ صحیح ہو چکی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذْعَةً مِّنَ الضَّاْنِ یعنی نہ حلال کرو قربانی میں مگر مسنہ مگر یہ کہ تم پر مشکل ہو یعنی نہ ملے تو جذعہ بھیڑ کا حلال کرو روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے لیکن نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے جمہور سے کہ حمل کیا ہے انہوں نے اس کو افضل پر اور تقدیر یہ ہے کہ مستحب ہے واسطے تمہارے یہ کہ نہ حلال کرو قربانی میں مگر مسنہ سو اگر عاجز ہو تم تو حلال کرو جذعہ بھیڑ کا کہا اور نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ منع جذعہ کے بھیڑ سے اور یہ کہ وہ کفایت نہیں کرتا کہا نووی رحمہ اللہ نے اور البتہ اجماع کیا ہے امت نے اس پر کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر نہیں اس واسطے کہ جمہور کے نزدیک جذعہ بھیڑ کا جائز ہے ساتھ موجود ہونے غیر اس کے کی اور نہ موجود ہونے اس کے کی یعنی خواہ موجود ہو یا نہ ہو ہر حال میں جذعہ بھیڑ کا جائز ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری رحمہ اللہ اس کو منع کرتے ہیں خواہ اس کا غیر موجود ہو یا نہ ہو سو متعین ہوئی تاویل

اس کی ، میں کہتا ہوں اور جمہور کے قول پر وہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں اور اسی طرح حدیث ام ہلال کی مرفوع کہ جائز ہے قربانی کرنا ساتھ جذع کے بھیڑ سے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور حدیث ایک مرد کی بنی سلیم سے کہ اس کو مجاشعی کہا جاتا تھا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جذعہ کفایت کرتا ہے اس سے جس سے مسنہ کفایت کرتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ بھیڑ کے جذعوں سے قربانی کی روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ سند قوی کے اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ اچھی قربانی ہے جذعہ بھیڑ سے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے ساتھ سند ضعیف کے اور جو لوگ کہ قائل ہیں ساتھ جائز ہونے جذعہ بھیڑ کے قربانی میں یعنی جمہور سو ان کو اس کی عمر میں اختلاف ہے ایک قول ان کا یہ ہے کہ جذعہ وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو اور دوسرے سال میں داخل ہوا ہو اور یہی ہے اصح نزدیک شافعیہ کے اور یہی مشہور تر ہے نزدیک اہل لغت کے دوسرا قول آدھا سال ہے یہ قول حنفیہ اور حنابلہ کا ہے تیسرا قول سات مہینے ہیں اور حکایت کیا ہے اس کو صاحب ہدایہ نے زعفرانی سے چوتھا قول چھ یا سات مہینے ہیں حکایت کیا ہے اس کو ترمذی نے وکیع سے پانچواں قول فرق کرنا ہے درمیان اس کے جو جوان ماں باپ سے پیدا ہوا ہو کہ وہ آدھے سال کا کفایت کرتا ہے اور اس کے ماں باپ دونوں بوڑھے ہوں تو آٹھ مہینے کا کفایت کرتا ہے چھٹا قول دس مہینے کا ہے ساتواں قول یہ ہے کہ نہیں کفایت کرتا یہاں تک کہ بڑا ہو حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے اور کہا کہ یہ مذہب باطل ہے اسی طرح کہا اور البتہ صاحب ہدایہ نے حنفیوں میں سے کہا کہ اگر وہ بڑا ہو اس طور سے کہ اگر دو سال کی بکریوں میں ملایا جائے تو دور سے دیکھنے والے پر مشتبہ ہو تو البتہ کفایت کرتا ہے اور کہا عبادی شافعی نے کہ اگر سال سے پہلے اس کے دانت گر پڑیں تو کفایت کرتا ہے جیسے کہ پورا ہو سال پہلے دانت ڈالنے سے اور ہوگا یہ مانند بالغ ہونے کے یا ساتھ سن کے یا ساتھ احتلام کے اور اسی طرح کہا ہے بغوی نے کہ جذعہ وہ ہے جو پورے سال کا ہو یا اس سے پہلے دانت ڈالے اور اس روایت میں ہے کہ واقع ہوا یہ کلام بعد قصہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے اور اکثر روایتوں میں ہے کہ یہ کلام حضرت ﷺ سے واقع ہوا ہے خطبہ میں بعد نماز عید کے اور یہ کہ خطاب ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا اس سے پہلے تھا اور یہی ہے معتمد اور اس کا لفظ یہ ہے کہ سنا میں نے حضرت ﷺ سے خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا کہ اول وہ چیز کہ شروع کریں ہم اپنے اس دن میں یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر پھریں پھر قربانی حلال کریں سو جس نے یہ کیا وہ ہمارے طریقے کو پہنچا تو ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! ذبح کیا میں نے نماز پڑھنے سے پہلے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر واجب ہونے قربانی کے اس شخص پر جو التزام کرے قربانی کا پھر فاسد کرے اس چیز کو کہ قربانی کرے ساتھ اس کے اور رد کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ اس کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو پہلے قربانی کی قیمت کے ساتھ تعرض کیا جاتا تا کہ لازم ہو مثل اس کی سو جب اس کا اعتبار نہ کیا تو دلالت کی اس نے کہ حکم ساتھ دوہرانے قربانی کے بطور

مستحب ہونے کے تھا اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا جو کفایت کرتی ہے قربانی میں نہ اوپر واجب ہونے اعادے کے اور حدیث میں فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے مرجع احکام کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ کی طرف ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کبھی خاص کرتے ہیں بعض کو اپنی امت سے ساتھ ایک حکم کے اور منع کرتے ہیں اس کے غیر کو اس سے اگرچہ بغیر عذر کے ہو اور یہ کہ خطاب حضرت ﷺ کا واسطے ایک کے عام ہے سب مکلفوں کو یہاں تک کہ ظاہر ہو دلیل خصوصیت کی اس واسطے کہ سیاق مشعر ہے کہ قول حضرت ﷺ کا واسطے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے قربانی کر ساتھ اس کے یعنی ساتھ جذع کے عام ہے اور اگر سمجھا جاتا اس سے خاص ہونا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس کے تو البتہ نہ حاجت پڑتی آپ کو اس فرمانے کی کہ تیرے بعد کسی کی طرف سے کفایت نہ کرے گا اور احتمال ہے کہ ہو فائدہ اس کا قطعی الحاق غیر اس کے کا حکم مذکور میں نہ کہ یہ ماخوذ ہے مجرد لفظ سے اور یہ قوی ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کے بدلے اور قربانی کر تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر واجب ہونے قربانی کے اس واسطے کہ یہ امر کا لفظ ہے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ نہیں حجت ہے بیچ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود بیان کرنا کیفیت مشروعیت قربانی کا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس کو کرنا چاہے یا واقع کرے اس کو اوپر غیر مروجہ مشروع کے چوک کر یا جہالت سے سو بیان کی واسطے اس کے وجہ تدارک کے واسطے اس قصور کے کہ واقع ہوا اس سے اور یہ معنی ہیں قول آپ کے کہ تیرے بعد کسی کی طرف سے کفایت نہیں کرے گا یعنی نہیں حاصل ہو گا واسطے اس کے مقصود قربت کا اور نہ ثواب جیسا کہ کہا جاتا ہے نفل نماز میں کہ نہیں کفایت کرتی مگر ساتھ پاکی کے اور ڈھانکنے ستر کے کہا اور استدلال کیا ہے بعض نے واسطے واجب ہونے کے ساتھ اس کے کہ قربانی کرنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شریعت سے ہے اور البتہ ہم کو حکم ہے ان کی پیروی کا اور نہیں ہے کوئی حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ ہم قائل ہیں ساتھ موجب اس کے کی اور نہیں ہے دلیل اس پر کہ وہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دین میں واجب تھی اور نہیں ہے کوئی راہ طرف معلوم کرنے اس کے کی اور نہیں دلالت ہے بیچ قصے ذبح کے واسطے خصوصیت کے کہ اس میں ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام عید کے خطبے میں لوگوں کو قربانی کے احکام سکھلائے اور یہ کہ جائز ہے قربانی کرنا ساتھ ایک بکری کے مرد کی طرف سے اور اس کے گھر والوں کی طرف سے اور یہی قول ہے جمہور کا اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے کہا خطابی نے نہیں جائز ہے کہ قربانی کی جائے ساتھ ایک بکری کے دو کی طرف سے اور اس نے دعویٰ کیا ہے کہ جس چیز پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث آئندہ دلالت کرتی ہے وہ منسوخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نسخ نہیں ثابت ہوتا ہے احتمال سے کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ عمل اگرچہ موافق ہو نیت نیک کو نہیں صحیح ہوتا ہے مگر جب کہ واقع ہو موافق شرع کے اور یہ کہ جائز ہے کھانا گوشت کا عید قربانی کے دن سوائے گوشت قربانی کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ گوشت ہے کہ اس کو اس نے اپنے بندوں کے

واسطے پہلے کیا اور اس حدیث میں کرم رب سبحانہ وتعالیٰ کا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے واسطے قربانی کو مشروع کیا باوجود اس چیز کے کہ ان کے واسطے ہے خواہش سے ساتھ کھانے اور ذخیرہ کرنے کے اور باوجود اس کے پس ثابت کیا واسطے ان کے ثواب کو ذبح کرنے میں پھر جو صدقہ کرے ثواب پائے نہیں تو گنہگار ہوتا۔ (فتح)

۵۱۳۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ ذَبَحَ أَبُوْ بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْدِلْهَا قَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ إِلَّا جَذَعَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّةٍ قَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَنَاقٌ جَذَعَةٌ.

۵۱۳۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اس کے بدلے اور قربانی ذبح کر سو اس نے کہا کہ نہیں میرے پاس مگر جذعہ کہا شعبہ راوی نے اور میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا کہ وہ بہتر ہے مسنہ سے فرمایا کہ اس کو اس کی جگہ ذبح کر اور تیرے بعد کسی کی طرف سے کفایت نہیں کرے گا اور کہا حاتم بن وردان نے ایوب سے اس نے روایت کی محمد سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا عناق جذعة۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اس کو اس کی جگہ ذبح کر تو تمسک کیا ہے ساتھ اس امر کے اس شخص نے جس نے دعویٰ کیا ہے کہ قربانی کرنا واجب ہے اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ اگرچہ ظاہر امر کا وجوب ہے لیکن قرینہ پہلی قربانی کے فاسد کرنے کا تقاضا کرتا ہے کہ ہو امر ساتھ دوہرانے قربانی کے واسطے حاصل کرنے مقصود کے اور وہ عام تر ہے کہ ہو اصل میں واجب یا مستحب اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ ہو امر ساتھ دوہرانے قربانی کے واسطے وجوب کے اور احتمال ہے کہ ہو امر ساتھ دوہرانے کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کرنا قربانی واقع نہیں ہوتی سو حکم کیا اس کو ساتھ دوہرانے کے تا کہ ہو قربانی کرنے والوں میں سو جب حدیث میں اس کا احتمال ہے تو پایا ہم نے دلالت کو اوپر نہ واجب ہونے کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو مرفوع ہے کہ جب داخل ہو عشرہ ذی الحجہ کا سو تم میں سے کوئی قربانی کرنی چاہے کہا سو اگر قربانی واجب ہوتی تو نہ سپرد کرتے اس کو طرف ارادے کی اور جو واجب ہونے کے ساتھ قائل ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کے کہ تعلیق ساتھ ارادے کے نہیں منع کرتی ہے قول کو ساتھ .. ب ہونے کے سو اس کی مثال یوں ہے کہ اگر کہا جائے کہ جو ارادہ کرے حج کا تو چاہیے کہ بہت خرچ راہ لے اس واسطے کہ یہ نہیں دلالت کرتا ہے اس پر کہ حج واجب نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ عدم وجوب پر دلالت نہیں کرتا تو نہیں لازم آتا اس سے ثابت ہونا وجوب کا ساتھ مجرد امر اعادہ کے

واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے احتمال ارادے کمال کے سے اور یہی ہے ظاہر، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ ذَبَحَ الْأَضَاحِيَّ بِيَدِهٖ. باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو قربانیوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔

فائدہ: یعنی کیا شرط ہے یہ یا اولیٰ ہے اور البتہ اتفاق ہے اس پر کہ جائز ہے وکیل کرنا بیچ اس کے واسطے قادر کے لیکن مالکیہ کے نزدیک ایک روایت ہے ساتھ نہ کفایت کرنے کے باوجود قادر ہونے کے اور ان میں سے اکثر کے نزدیک مکروہ ہے لیکن مستحب ہے کہ قربانی کو حاضر کرے اور مکروہ ہے کہ نائب کرے حائض کو یا لڑکے کو یا کتابی کو اور اول ان کا اولیٰ ہے پھر جو اس سے متصل ہے۔ (فتح)

۵۱۳۲ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَرَأَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا يُسَمِّيْ وَيُكَبِّرُ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ.

۵۱۳۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید اور سیاہ رنگ والے دو دنبوں کے ساتھ قربانی کی سو میں نے آپ کو دیکھا کہ اپنا قدم ان کے منہ کی ایک جانب پر رکھنے والے ہیں بسم اللہ اور تکبیر کہتے ہیں سو دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔

فائدہ: یعنی اوپر گردن ہر ایک کے دونوں میں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تثنیہ کیا واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ ہر ایک کے دونوں میں سے سو وہ اضافت جمع کی ہے طرف تثنیہ کے اور حدیث میں غیر اس چیز کا ہے جو پہلے گزری مشروع ہونا بسم اللہ کا ہے وقت ذبح کرنے کے اور اس حدیث میں ہے کہ مستحب ہے اللہ اکبر کہنا ساتھ بسم اللہ کے اور یہ کہ مستحب ہے رکھنا قدم کا اوپر دائیں جانب گردن قربانی کے اور اتفاق ہے اس پر کہ ہولٹانا اس کا بائیں پہلو پر سو رکھے قدم اپنا دائیں جانب پر تاکہ ہو سہل تر ذبح کرنے والے پر پکڑنا چھری کا دائیں ہاتھ سے اور پکڑنا اس پر اس کے بائیں ہاتھ سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهٖ. باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو غیر کی قربانی کو ذبح کرے۔

فائدہ: مراد ساتھ اس ترجمہ کے بیان کرنا ہے کہ جو باب پہلے ہے وہ شرط کے واسطے نہیں۔

وَأَعَانَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ فِيْ بَدَنَتِهٖ. اور مدد کی ایک مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ان کے اونٹ میں یعنی وقت ذبح کرنے اس کے کی۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے ابن عیینہ سے اس نے روایت کی عمرو بن دینار سے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ منیٰ میں اونٹ کو نحر کرتے تھے اور وہ بیٹھا ہوا تھا رسے سے بندھا تھا اور ایک مرد پکڑے ہے رسے کو

جو اس کے سر پیر میں ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نیزہ مارتے ہیں کہا ابن منیر نے کہ یہ اثر نہیں مطابق ہے ترجمہ کو مگر اس جہت سے کہ استعانت جب ہو مشروع تو ملحق ہوتا ہے ساتھ اس کے نائب بنانا اور آئی ہے بیچ قصے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حدیث مرفوع کہ روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کو لٹایا سو فرمایا کہ مدد کر مجھ کو میری قربانی پر سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد دی اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

وَأَمَرَ أَبُوْ مُوْسٰى بَنَاتِهِ أَنْ يُضَحِّيْنَ بِأَيْدِيهِنَّ.

یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم کیا کہ قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو حاکم نے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم کرتے تھے کہ اپنی قربانیوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں اور اس کی سند صحیح ہے کہا ابن تین نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ذبح کرنا واسطے عورت کے اور منقول ہے مالک رحمہ اللہ سے مکروہ ہونا اس کا اور یہ اثر مخالف ہے واسطے ترجمہ کے سو احتمال ہے کہ ہو محل اس کا پہلے ترجمہ میں یا ارادہ کیا ہے اس نے کہ امر اس میں اوپر اختیار قربانی کرنے والے کے ہے خواہ خود ذبح کرے خواہ کسی غیر سے کرائے اور شافعیہ سے ہے کہ اولیٰ واسطے عورت کے یہ ہے کہ اپنی قربانی میں کسی غیر کو وکیل کرے اور خود اپنے ہاتھ سے ذبح نہ کرے۔ (فتح)

۵۱۳۳ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفَ وَأَنَا أَبْكِيْ فَقَالَ مَا لَكِ أَنَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ اقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِّسَائِهِ بِالْبَقَرِ.

۵۱۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرف (ایک جگہ ہے پاس مکے کے) میں میرے پاس اندر آئے اور میں روتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں روتی ہے؟ کیا تجھ کو حیض آیا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ حیض ہونا وہ چیز ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر ٹھہرا دیا ہے سو ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں مگر اتنا ہے کہ بغیر غسل کے خانے کعبے کا طواف نہ کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کی طرف سے گائے کے ساتھ قربانی کی۔

بَابُ الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلَاةِ.

عید کی نماز کے بعد قربانی ذبح کرنے کا بیان۔

فائدہ: ذکر کی ہے اس میں بخاری رحمہ اللہ نے حدیث براء رضی اللہ عنہ کی اور اس کی شرح قریب گزر چکی ہے اور میں ذکر کروں گا جو متعلق ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس ترجمہ میں جو اس کے بعد ہے۔

۵۱۳۴ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا

۵۱۳۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهٖ مِنْ يَّوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَّحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهٗ لِأَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ فَقَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّسِنَّةٍ فَقَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ أَوْ تُوْفِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

حضرت ﷺ سے سنا کہ خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا کہ پہلی عبادت جس کے ساتھ ہم اپنے اس دن سے شروع کریں یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر پھر جائیں سو قربانی کریں سو جس نے یہ کیا وہ ہمارے طریقے کو پہنچا اور جس نے قربانی ذبح کی یعنی نماز سے پہلے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ گوشت ہے کہ اس کو اپنے گھر والوں کے واسطے پہلے کرتا ہے نہیں عبادت سے کسی چیز میں اس میں قربانی کا ثواب نہیں سو ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میں نے ذبح کیا قربانی کو نماز پڑھنے سے پہلے اور میرے پاس جذعہ ہے جو بہتر ہے مسنہ سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اس کے بدلے ذبح کر اور تیرے بعد کسی سے کفایت نہیں کرے گا یا فرمایا نہ کامل کرے گا ثواب کو یہ شک راوی کا ہے کہ تجزء کہا یا یوفی کہا۔

بَابُ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَعَادَ.

جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے وہ اس کو دوہرائے یعنی پھر ذبح کرے۔

٥١٣٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ فَقَالَ رَجُلٌ هٰذَا يَوْمٌ يُّشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ هَنَةً مِّنْ جِيْرَانِهٖ فَكَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَذَرَهٗ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْنِ فَرَخَّصَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَدْرِيْ بَلَغَتِ الرُّخْصَةُ أَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ يَعْنِيْ فَذَبَحَهُمَا ثُمَّ انْكَفَأَ النَّاسُ إِلٰى غُنَيْمَةٍ فَذَبَحُوْهَا.

٥١٣٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو چاہیے کہ پھر ذبح کرے سو ایک مرد نے کہا کہ یہ دن ہے کہ اس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور اپنے ہمسائیوں کی حاجت بیان کی یعنی ان کو گوشت کی حاجت تھی تو گویا حضرت ﷺ نے اس کا عذر قبول کیا اور اس نے کہا کہ میرے پاس جذعہ ہے جو دو بکریوں کے گوشت سے بہتر ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو رخصت دی سو میں نہیں جانتا کہ رخصت اس کے غیر کو پہنچی یا نہیں پھر حضرت ﷺ دو دنبوں کی طرف یعنی خطبہ کے مکان سے ذبح کے مکان کی طرف پھرے یعنی سو ان کو ذبح کیا پھر پھرے لوگ طرف بکریوں کی

سو ان کو ذبح کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا عذر قبول کیا لیکن جو اس نے کیا تھا وہ اس کو کافی نہ ٹھہرایا اسی واسطے حکم کیا اس کو ساتھ پھر ذبح کرنے کے کہا ابن دقیق العید نے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جن احکام کے ساتھ حکم ہوا ہے اگر وہ خلاف مقتضی امر پر واقع ہوں تو نہیں معذور رکھا جاتا ہے اس میں فاعل ان کا ساتھ جہل کے اور فرق مامورات اور منہیات میں یہ ہے کہ مقصود مامورات سے قائم کرنا ہے ان کے مصالح کا اور یہ نہیں حاصل ہوتا مگر ساتھ فعل یعنی کرنے کے اور مقصود منع کی چیزوں سے باز رہنا ہے اس سے بعید مفاسد ان کے اور باوجود جہل اور بھول کے نہیں قصد کرتا ہے مکلف اس کے فعل کو سو معذور رکھا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ میرے پاس جذعہ ہے تو یہ معطوف ہے اوپر کلام مرد کے کہ مراد رکھی ہے اس سے راوی نے ساتھ قول اپنے کے وذکر هنة من جيرانه تقدیر اس کی یہ ہے یہ دن ہے کہ اس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور میرے ہمسائیوں کو حاجت ہے سو میں نے عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کی اور میرے پاس جذعہ ہے۔ (فتح)

۵۱۳۶۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ الْبَجَلِيَّ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ.

۵۱۳۶۔ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے اور جس نے نہ ذبح کی ہو تو چاہیے کہ ذبح کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اور جس نے قربانی نہ ذبح کی ہو یہاں تک کہ ہم نے نماز پڑھی تو چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام پر اور مسلم کی ایک روایت میں ہے فليذبح بسم الله یعنی سو چاہیے کہ قربانی ذبح کرے بسم اللہ سے کہا عیاض نے کہ اس لفظ میں چار وجہ سے احتمال ہے میں کہتا ہوں اور اس میں پانچواں احتمال بھی ہے کہ آپ کے قول بسم اللہ کے معنی مطلق اجازت ہو ذبیحہ میں اس وقت اس واسطے کہ سیاق تقاضا کرتا ہے منع کو پہلے اس سے اور اجازت کو اس کے بعد جیسے کہ کہا جاتا ہے اجازت مانگنے والے کو بسم اللہ یعنی داخل ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس امر کے جو بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے فليذبح مكانها اخرى اس شخص نے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے قربانی کے کہا ابن دقیق العید نے کہ صیغہ من کا بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من ذبح صیغہ عموم کا ہے بیچ حق ہر شخص کے کہ ذبح کرے نماز سے پہلے اور البتہ آیا ہے واسطے پکا کرنے قاعدے کے اور اتارنا صیغہ عموم کا جب وارد ہوا واسطے اس کے صورت نادرہ پر ناپسند ہے سو جب بعید ہو تخصیص اس کی ساتھ اس شخص کے کہ نذر مانے قربانی معین کو تو باقی رہا تردد کہ کیا اولیٰ

ہے حمل کرنا اس کا اس شخص پر کہ پہلے گزر چکی ہے واسطے اس کے قربانی معین یا حمل کرنا اس کا اوپر ابتدا قربانی کے بغیر پہلے گزرنے تعیین کے سو بنا بر پہلی وجہ کے ہوگی حجت واسطے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے قربانی کے اس شخص پر جو خریدے قربانی کو مانند مالکیہ کے اس واسطے کہ قربانی واجب ہوتی ہے نزدیک ان کے ساتھ التزام زبان کے اور ساتھ نیت خریدنے کے اور ساتھ نیت ذبح کے اور دوسری وجہ چند ...... ہوگی واسطے اس شخص کے جو واجب کہتا ہے قربانی کو مطلق لیکن حاصل ہوا جدا ہونا اس شخص سے جو قائل نہیں ساتھ وجوب کے ساتھ ان دلیلوں کے جو دلالت کرنے والی ہیں اوپر عدم وجوب کے سو ہوگا امر واسطے استحباب کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو شرط کرتا ہے تقدم ذبح کرنے امام کا اپنی قربانی کو بعد نماز اپنی اور خطبے اپنے کے یعنی یہ شرط ہے کہ عید کی نماز کے بعد پہلے امام اپنی قربانی کو ذبح کرے پھر اس کے بعد اور لوگ قربانی کو ذبح کریں اس واسطے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صادر ہوا یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز، خطبے اور ذبح کے بعد سو گویا کہ آپ نے فرمایا کہ جو ان کاموں سے پہلے قربانی ذبح کرے تو چاہیے کہ پھر ذبح کرے یعنی نہیں اعتبار ہے ساتھ قربانی اس کی کے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ استدلال ٹھیک نہیں واسطے مخالف ہونے اس کے کی تقیید کو ساتھ لفظ نماز کے اور پیچھے لانے کو ساتھ فا کے۔ (فتح)

٥١٣٧ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَقَامَ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلْتُ فَقَالَ هُوَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ قَالَ فَإِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً هِيَ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّتَيْنِ آذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ ثُمَّ لَا تَجْزِيْ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ قَالَ عَامِرٌ هِيَ خَيْرُ نَسِيْكَتَيْهِ.

٥١٣٧۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن عید کی نماز پڑھی سو فرمایا کہ جو ہماری طرح نماز پڑھے اور نماز کے وقت ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے یعنی دین اسلام پر ہو تو نہ ذبح کرے قربانی کو یہاں تک کہ نماز سے پھرے سو ابو بردہ رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے کیا یعنی عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایک چیز ہے کہ تو نے جلدی کی اس نے کہا کہ میرے پاس جذعہ ہے جو بہتر ہے دو مسنوں سے کیا میں اس کو ذبح کروں؟ فرمایا ہاں اور تیرے بعد کسی سے کفایت نہیں کرے گا کہا عامر نے وہ بہتر ہے اس کی دونوں قربانی میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا یہاں تک کہ پھرے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے شافعیہ نے اس میں کہ اول وقت قربانی کا قدر

فراغت نماز اور خطبے کا ہے یعنی جتنی دیر میں نماز اور خطبے سے فارغ ہو سکے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شرط کی ہے انہوں نے فارغ ہونا خطیب کا اس واسطے کہ دونوں خطبے مقصود ہیں سمیت نماز کے اس عبادت میں سو اعتبار کیا جائے گا مقدار نماز کا اور دو خطبوں کا زیادہ تر ہلکی چیز پر جو کفایت کرتی ہے بعد چڑھنے سورج کے سو جب ذبح کرے اس کے بعد تو کفایت کرتا ہے اس کو ذبح کرنا قربانی سے برابر ہے کہ اس نے عید کی نماز پڑھی یا نہ پڑھی اور برابر ہے کہ امام نے اپنی قربانی کو ذبح کیا ہو یا نہ کیا ہو اور برابر ہیں اس میں شہر والے اور حاضر اور جنگلی اور نقل کیا ہے طحاوی نے مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی اور شافعی سے کہ نہیں جائز ہے قربانی امام کے ذبح کرنے سے پہلے اور وہ معروف ہے مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ سے نہ شافعی رحمہ اللہ سے کہا قرطبی رحمہ اللہ نے کہ ظاہر حدیثوں کا دلالت کرتا ہے اوپر معلق کرنے ذبح کے ساتھ نماز کے لیکن جب دیکھا شافعی رحمہ اللہ نے کہ جس پر عید کی نماز نہیں وہ مخاطب ہے ساتھ قربانی کے تو عمل کیا نماز کو اس کے وقت پر اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ نے کہ نہیں جائز ہے ذبح کرنا نماز سے پہلے اور اس کے بعد جائز ہے اگرچہ نہ ذبح کرے امام اور وہ خاص ہے ساتھ اہل مصر کے اور بہر حال گاؤں اور جنگلی سو داخل ہوتا ہے وقت قربانی کا ان کے حق میں جب کہ صبح صادق نکلے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ ذبح کریں جب کہ قربانی کرے وہ امام دیہات کا جو ان کی طرف قریب ہو اور اگر پہلے ذبح کریں تو ان کو کفایت کرتا ہے اور کہا عطاء اور ربیعہ نے کہ ذبح کریں گاؤں والے آفتاب کے نکلنے کے بعد اور کہا احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ نے کہ جب فارغ ہو امام نماز سے تو جائز ہے قربانی اور یہ ایک وجہ سے واسطے شافعیہ کے قوی ہے باعتبار دلیل کے اگرچہ ضعیف کہا ہے اس کو بعض نے اور مثل اس کی ہے قول ثوری کا یہ کہ جائز ہے بعد نماز امام کے پہلے خطبے اس کے سے اور اس کے درمیان میں اور احتمال ہے کہ ہو قول اس کا حتی ینصرف یعنی نماز سے جیسے کہ اور روایتوں میں ہے اور صریح تر اس سے وہ چیز ہے جو احمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے مرفوع سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذبح کرنا نماز کے بعد ہے اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث جندب رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسلم کے کہ جو عید کی نماز سے پہلے ذبح کرے تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ لفظ اظہر ہے بیچ اعتبار فعل نماز کے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اس میں آیا ہے کہ جو نماز سے پہلے ذبح کرے لیکن اگر ہم اس کو اس کے ظاہر پر جاری کریں تو تقاضا کرتا ہے کہ نہ کفایت کرے قربانی اس شخص کے حق میں جو عید کی نماز نہ پڑھے سو اگر کوئی اس کی طرف جائے تو وہ زیادہ تر سعادت مند ہے لوگوں میں ساتھ ظاہر اس حدیث کے نہیں تو واجب ہوگا نکلنا اس ظاہر سے اس صورت میں اور باقی رہے گا جو سوائے اس کے ہے محل بحث میں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ صحیح مسلم کی دوسری روایت میں واقع ہوا ہے قبل ان یصلی اور نصلی ساتھ شک کے کہ غائب کے لفظ کے ساتھ ہے یا متکلم کے لفظ کے ساتھ سو جب یصلی کے لفظ کے ساتھ ہو تو برابر ہو گا براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیچ تعلیق حکم کے ساتھ فعل نماز کے اور ظاہر تر اس سے قول اس کا ہے قبل ان نصلی اور اسی

طرح قول اس کا قبل ان ننصرف برابر ہے کہ ہم کہیں کہ پھریں نماز سے یا خطبے سے اور وارد کیا ہے طحاوی نے مسلم کی روایت کو جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی نے کے دن مدینے میں نماز پڑھی سو کچھ لوگ آگے بڑھے سو انہوں نے قربانی کی اور گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کر چکے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ پھر ذبح کریں اور روایت کیا ہے اس کو حماد بن سلمہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ ایک مرد نے قربانی ذبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے سے پہلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ ذبح کرے کوئی نماز سے پہلے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور شہادت دیتا ہے واسطے اس کے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اول وہ چیز جو کریں ہم یہ ہے کہ نماز کے ساتھ شروع کریں پھر پھر جائیں سو قربانی کریں کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ وقت ذبح کا داخل ہوتا ہے بعد نماز کے اور نہیں شرط ہے دیر کرنا امام کے قربانی کرنے تک اور تائید کرتا ہے اس کی قیاس کے طور سے کہ امام اگر قربانی نہ کرے تو نہیں ہوتا ہے یہ ساقط کرنے والا لوگوں سے قربانی کے مشروع ہونے کو اور اگر امام عید کی نماز پڑھنے سے پہلے قربانی ذبح کرے تو نہیں کفایت کرتا ہے قربانی کرنا اس کا سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ اور دوسرے لوگ قربانی کے وقت میں برابر ہیں کہا مہلب نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ ہے قربانی کرنا پہلے امام کے تا کہ نہ مشغول ہوں لوگ ساتھ ذبح کے اور غافل ہو جائیں نماز سے اور یہ جو فرمایا نسیکۃ تو اسی طرح ہے یہ لفظ ساتھ تثنیہ کے اور اس میں جوڑنا حقیقت کا ہے طرح مجاز کی ایک لفظ میں اس واسطے کہ نسیکہ تو وہی ہے جس نے اس سے کفایت کی اور وہ دوسری ہے اور پہلی قربانی نے اس سے کفایت نہیں کی لیکن اس کو نسیکہ کہا گیا اس واسطے کہ ذبح کیا اس کو اس پر کہ وہ قربانی ہے یا ذبح کیا اس کو بیچ وقت قربانی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ دونوں میں سے بہتر ہوئی اس واسطے کہ اس نے کفایت کی قربانی سے برخلاف پہلی کے اور فی الجملہ پہلی میں یہی خبر ہے باعتبار قصد جمیل کے اور مسلم کی ایک روایت میں واقع ہوا ہے ضح بھا فانھا نسیکۃ اور نقل کیا ہے ابن تین نے شیخ ابن قصار سے کہ اس نے استدلال کیا ہے ساتھ نام رکھنے اس کے نسیکہ اس پر کہ نہیں جائز ہے بیچنا اس کا اگرچہ ذبح کی گئی ہے پہلے نماز سے اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس کا۔ (فتح)

بَابُ وَضْعِ الْقَدَمِ عَلٰى صَفْحِ الذَّبِيْحَةِ.

باب ہے بیچ بیان رکھنے قدم کے اوپر جانب منہ ذبح کیے ہوئے جانور کے۔

٥١٣٨ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَيَضَعُ

۵۱۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کرتے تھے ساتھ دو دنبوں کے جو سفید سیاہ رنگ اور سینگ والے تھے اور اپنے پاؤں کو ان کے منہ کی ایک جانب پر رکھتے اور ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے۔

رِجلَهُ عَلٰی صَفحَتِهِمَا وَيَذبَحُهُمَا بِيَدِهٖ.

بَابُ التَّكبِيرِ عِندَ الذَّبحِ.

باب ہے بیچ بیان اللہ اکبر کہنے کے وقت ذبح کے۔

٥١٣٩ ـ حَدَّثَنَا قُتَيبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَن قَتَادَةَ عَن أَنَسٍ قَالَ ضَحّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِكَبشَينِ أَملَحَينِ أَقرَنَينِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجلَهُ عَلٰی صِفَاحِهِمَا.

۵۱۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید سیاہ رنگ والے سینگ والے دو دنبوں سے قربانی کی ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ کہی اور اللہ اکبر کہا اور اپنے پاؤں کو دونوں کے منہ کی ایک جانب پر رکھا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا بَعَثَ بِهَديِهٖ لِيُذبَحَ لَم يَحرُم عَلَيهِ شَيءٌ.

جب مکے میں اپنی ہدی کو بھیجے تا کہ ذبح کی جائے تو نہیں حرام ہوتی اس پر کوئی چیز۔

٥١٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَحمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ أَخبَرَنَا عَبدُ اللّٰهِ أَخبَرَنَا إِسمَاعِيلُ عَنِ الشَّعبِيِّ عَن مَسرُوقٍ أَنَّهُ أَتٰى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا يَا أُمَّ المُؤمِنِينَ إِنَّ رَجُلًا يَبعَثُ بِالهَديِ إِلَى الكَعبَةِ وَيَجلِسُ فِي المِصرِ فَيُوصِي أَن تُقَلَّدَ بَدَنَتُهُ فَلَا يَزَالُ مِن ذٰلِكَ اليَومِ مُحرِمًا حَتّٰى يَحِلَّ النَّاسُ قَالَ فَسَمِعتُ تَصفِيقَهَا مِن وَرَآءِ الحِجَابِ فَقَالَت لَقَد كُنتُ أَفتِلُ قَلَائِدَ هَديِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَيَبعَثُ هَديَهُ إِلَى الكَعبَةِ فَمَا يَحرُمُ عَلَيهِ مِمَّا حَلَّ لِلرِّجَالِ مِن أَهلِهٖ حَتّٰى يَرجِعَ النَّاسُ.

۵۱۴۰۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا سو ان سے کہا کہ اے مومنو کی ماں! ایک مرد قربانی کو خانے کعبے کی طرف بھیجتا ہے اور خود اپنے شہر میں بیٹھتا ہے سو وصیت کرتا ہے کہ اس کی قربانی کے گلے میں ہار ڈالا جائے یعنی تا کہ معلوم ہو کہ ہدی ہے سو ہمیشہ رہتا ہے اس دن سے احرام باندھے یہاں تک کہ احرام اتاریں لوگ؟ سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی تالی سنی پردے کے پیچھے سے سو کہا کہ البتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے ہار بٹتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قربانی کو کعبے کی طرف بھیجتے سو نہ حرام ہوتا آپ پر کچھ اس چیز سے کہ حلال ہے واسطے مردوں کے اپنی عورتوں سے یہاں تک کہ پھریں لوگ۔

فائدہ: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی تالی سنی یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا واسطے تعجب کے یا تاسف کے اوپر واقع ہونے اس کے کی اور استدلال کیا ہے داؤدی نے ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہدیہ اس پر کہ جو حدیث کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مرفوع روایت کی ہے کہ جب ذی الحجہ کا دھاکہ داخل ہو سو جو قربانی کرنا چاہے تو اپنے بال اور ناخن نہ

لے سو یہ منسوخ ہوگی ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے یا ناسخ کہا ابن تین نے اور نہیں حاجت ہے طرف اس کی اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا یہ کہ اپنی قربانی کو بھیجنے والا مجرد بھیجنے اس کے سے محرم ہو جائے اور نہیں تعرض کیا ساتھ اس چیز کے کہ مستحب ہے دہے میں خاص کر یعنی بال اور ناخن لینے سے پرہیز کرنا پھر کہا لیکن عموم حدیث کا دلالت کرتا ہے اس چیز پر جو کہی داؤدی نے اور البتہ استدلال کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے اوپر مباح ہونے اس کے ذبیحہ کے دہے میں اوپر مباح ہونے اس کے ذبیحہ کے دہے میں میں کہتا ہوں کہ یہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ہے نہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے سو وہم کیا ہے داؤدی نے نقل میں اور احتجاج میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا دلالت کرنے اس کے سے اوپر نہ شرط ہونے اس چیز کے کہ پرہیز کرتا ہے اس سے محرم قربانی کرنے والے پر یہ کہ نہ مستحب ہو فعل اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے حدیث مذکور واسطے غیر محرم کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيِّ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ کھائی جاتی ہے قربانیوں کے گوشت سے اور جو خرچ لیا جاتا ہے اس سے۔

فائدہ: جو کھائی جاتی ہے قربانیوں کے گوشت سے بغیر قید کرنے کے ساتھ تہائی کے یا نصف کے اور جو خرچ راہ لیا جاتا ہے اس سے یعنی واسطے سفر کے اور وطن میں اور بیان اس کا کہ قید ساتھ تین دن کے منسوخ ہے اور یا خاص ہے ساتھ سبب کے۔

٥١٤١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْأَضَاحِيِّ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ غَيْرَ مَرَّةٍ لُحُوْمَ الْهَدْيِ.

۵۱۴۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانیوں کا گوشت مدینے تک خرچ راہ لیتے تھے یعنی مکے سے اور کئی بار کہا کہ ہدیوں کا گوشت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے اور قائل قال غیر مرۃ کا علی بن عبداللہ ہے۔

٥١٤٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ خَبَّابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَ غَائِبًا فَقَدِمَ فَقُدِّمَ إِلَيْهِ لَحْمٌ قَالُوْا هٰذَا مِنْ لَحْمِ ضَحَايَانَا فَقَالَ

۵۱۴۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ وہ غائب تھے یعنی کہیں سفر میں تھے سو سفر سے آئے سو ان کے آگے گوشت رکھا گیا کہ یہ ہماری قربانیوں کے گوشت سے ہے سو کہا کہ اس کو پیچھے ہٹائیں اس کو نہیں چکھوں گا یعنی نہیں کھاؤں گا پھر میں اٹھا اور گھر سے نکلا

أَخِرُوْهُ لَا أَذُوْقُهُ قَالَ ثُمَّ قُمْتُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى آتِيَ أَخِيْ أَبَا قَتَادَةَ وَكَانَ أَخَاهُ لِأُمِّهٖ وَكَانَ بَدْرِيًّا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ إِنَّهٗ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ.

یہاں تک کہ میں اپنے بھائی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ بدری تھا اور وہ ان کا بھائی تھا ماں کی طرف سے سو میں نے اس سے یہ حال کہا تو اس نے کہا کہ تیرے بعد ایک کام نیا پیدا ہوا یعنی واسطے توڑ ڈالنے اس چیز کے کہ تھے منع کرتے اس سے کھانے گوشت قربانیوں کے سے تین دن کے بعد۔

فائدہ: احمد کی روایت میں ہے کہ کہا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو منع کرتے تھے یہ کہ کھائیں ہم گوشت اپنی قربانیوں کا تین دن سے زیادہ سو میں ایک سفر میں نکلا پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور یہ قربانی سے چند روز بعد تھا سو میری بیوی میرے پاس چقندر لائی جس میں اس نے خشک گوشت ڈالا ہوا تھا سو اس نے کہا کہ یہ ہماری قربانیوں کے گوشت سے ہے تو میں نے اس سے کہا کہ ہم کو منع نہیں ہوا؟ تو اس نے کہا کہ رخصت دی گئی ہے واسطے لوگوں کے اس کے بعد سو میں نے اس کو سچا نہ جانا یہاں تک کہ میں نے اپنے بھائی قتادہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا پس ذکر کیا اس کو اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے واسطے اس کی رخصت دی اور روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور وجہ سے سو اس نے ٹھہرایا ہے قصے کو واسطے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ میں نے تم کو حکم کیا تھا کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ کھایا کرو تا کہ وسیع ہو تم کو اور البتہ حلال کرتا ہوں میں اس کو واسطے تمہارے سو کھاؤ اس سے جتنا چاہو بیان کیا اس حدیث میں وقت حلال کرنے کا اور یہ کہا کہ یہ حجۃ الوداع میں تھا اور شاید ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں سنا اور نیز اس میں بیان کیا سبب قید کرنے کا ساتھ تین دن کے اور یہ کہ وہ واسطے حاصل کرنے وسعت کے ہے ساتھ گوشت کے واسطے اس شخص کے جو قربانی نہ کرے۔ (فتح)

٥١٤٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِيْ قَالَ كُلُوْا وَأَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُّ أَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا.

۵۱۴۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے قربانی کرے تو نہ صبح کرے تیسرے دن کے بعد اور حالانکہ اس کے گھر میں اس سے کچھ چیز باقی ہو سو جب آئندہ سال ہوا تو کہا لوگوں نے یا حضرت! کیا کریں ہم جیسا ہم نے گزرے سال کیا تھا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کرو اس واسطے کہ اس سال لوگوں کو مشقت تھی یعنی قحط کے سبب سے سو میں نے چاہا یہ کہ تم اس میں مدد کرو یعنی محتاجوں کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب آئندہ سال ہوا، الخ تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہی نویں سال میں تھی واسطے اس چیز کے کہ

دلالت کرتی ہے اس پر وہ چیز جو اس سے پہلے ہے کہ اجازت دسویں سال میں تھی، کہا ابن منیر نے کہ وجہ قول ان کے کی کیا ہم کریں جیسا ہم کرتے تھے باجودیکہ نہی تقاضا کرتی ہے استمرار کو اس واسطے کہ انہوں نے سمجھا کہ وارد ہوئی ہے یہ نہی اوپر سبب خاص کے سو جب محتمل ہوا عام ہونا نہی کا نزدیک ان کے یا خاص ہونا اس کا ساتھ سبب کے تو سوال کیا انہوں نے سو ان کو ارشاد فرمایا کہ یہ خاص ہے ساتھ اس سال کے ساتھ سبب مذکور کے اور یہ جو فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے ساتھ وجوب کھانے کے قربانی کے گوشت سے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے کہ وہ امر ہے بعد منع کے سو ہو گا واسطے اباحت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عام جب وارد ہو اوپر سبب خاص کے تو ضعیف ہو جاتی ہے دلالت عموم کی یہاں تک کہ نہیں باقی رہتا اپنی اصالت پر لیکن نہیں اقتصار کیا جاتا اوپر سبب کے اور یہ جو فرمایا کہ ذخیرہ کرو تو اس سے لیا جاتا ہے کہ ذخیرہ کرنا اور جمع رکھنا جائز ہے برخلاف اس شخص کے جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور البتہ وارد ہوا ہے ذخیرہ کرنے میں کہ حضرت ﷺ اپنے گھر والوں کے واسطے ایک سال کا خرچ جمع کرتے تھے اور ضمیر بیچ فیہا کے واسطے مشقت کے ہے جو مفہوم ہے جہد سے یا شدت سے۔ (فتح)

٥١٤٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتِ الضَّحِيَّةُ كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهُ فَنَقْدَمُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَا تَأْكُلُوْا إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيْسَتْ بِعَزِيْمَةٍ وَلٰكِنْ أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ مِنْهُ وَاللهُ أَعْلَمُ.

۵۱۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم قربانی کے گوشت کو نمک لگاتے تھے پھر اس کو مدینے میں لا کر حضرت ﷺ کے آگے رکھتے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ مگر تین دن اور نہیں ہے یہ نہی واسطے وجوب کے لیکن ارادہ کیا یہ کہ اس سے ہم محتاجوں کو کھلائیں، واللہ اعلم۔

فائدہ: نہ کھاؤ یعنی قربانی کے گوشت سے یہ صریح ہے بیچ نہی کے اس سے اور واقع ہوا ہے بیچ روایت ترمذی کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے قربانی کے گوشت سے منع فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں اور تطبیق یہ ہے کہ انہوں نے نہی تحریم کی نفی کی یعنی نہی تحریمی نہیں نہ مطلق نہی کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا اسی حدیث میں کہ یہ نہی وجوب کی نہیں اور پہلے گزر چکا ہے عابس کے طریق سے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے تین روز سے قربانی کے گوشت کھانے سے منع کیا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں کیا تھا اس کو مگر اس سال میں کہ لوگ اس میں بھوکے ہوئے تھے سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ کھلائے مالدار محتاج کو اور واسطے طحاوی کے ہے اس وجہ سے کہ کیا حضرت ﷺ تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت کو حرام کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں

لیکن نہ قربانی کرتے تھے ان میں سے مگر تھوڑے سو کیا حضرت ﷺ نے یہ تا کہ قربانی کرنے والا کھلائے اس شخص کو جس نے قربانی نہیں کی اور اسی طرح ہے مسلم کی روایت میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اطلاق ان حدیثوں کے اس پر کہ نہیں تقیید ہے بیچ اس قدر گوشت کے کہ کفایت کرتا ہے کھلانے سے اور مستحب ہے واسطے قربانی کرنے والے کے کہ قربانی میں سے کچھ کھائے اور باقی لوگوں کو کھلائے بطور صدقہ کے اور ہدیہ کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ مستحب ہے تقسیم کرنا اس کا تین حصوں پر واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ کھاؤ اور کھلاؤ اور صدقہ کرو کہا ابن عبدالبر نے کہ اس کا غیر کہتا تھا کہ مستحب ہے کہ آدھا آپ کھائے اور آدھا لوگوں کو کھلائے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو قربانی کرے تو چاہیے کہ اس سے کھائے لیکن یہ حدیث مرسل ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ نہیں واجب ہے کھانا قربانی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امر بیچ اس کے واسطے اجازت کے ہے اور بعض سلف نے ظاہر امر کو لیا ہے اور بہر حال صدقہ کرنا قربانی سے سو صحیح یہ ہے کہ واجب ہے صدقہ کرنا قربانی سے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس پر نام اور اکمل یہ ہے کہ صدقہ کیا جائے ساتھ اکثر اس کے کی۔ (فتح)

٥١٤٥ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيْدَ يَوْمَ الْأَضْحٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْعِيْدَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيَوْمٌ تَأْكُلُوْنَ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ

٥١٤٥۔ حضرت ابو عبید سے روایت ہے کہ وہ قربانی کی عید کے دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا سو انہوں نے عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھی پھر لوگوں کو خطبہ سنایا سو کہا کہ اے لوگو! بے شک حضرت ﷺ نے تم کو منع کیا ہے ان دونوں عید کے روزے سے بہر حال ایک دونوں میں سے سو تمہارے روزہ افطار کرنے کا دن ہے اور بہر حال دوسرا سو وہ دن ہے کہ تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو، ابو عبید نے کہا یعنی ساتھ سند مذکور کے پھر میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا اور وہ دن جمعہ کا تھا سو خطبے سے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا سو کہا اے لوگو! یہ دن ہے کہ البتہ اس میں تمہارے واسطے دو عیدیں جمع ہوئیں یعنی ایک قربانی کا دن اور ایک جمعہ کا دن سو جو چاہے کہ انتظار کرے جمعہ کا اونچے گاؤں والوں سے تو چاہیے کہ انتظار کرے یعنی دیر کرے یہاں تک کہ جمعہ پڑھے اور جو چاہے کہ پھر جائے تو میں نے اس کو اجازت دی، کہا ابو عبید۔ پھر میں عید میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا سو انہوں نے خطے

الْعَوَالِي فَلْيَنْتَظِرْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُهُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا لُحُوْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَعَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ نَحْوَهُ.

سے پہلے نماز پڑھی پھر لوگوں پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ حضرت ﷺ نے تم کو منع فرمایا ہے تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت کھانے سے اور معمر سے زہری سے ابو عبید سے ہے مثل اس کی۔

فائدہ: یہ دن یعنی عید کا دن جمعہ کا دن تھا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے تم کو منع کیا ہے ان دونوں عید کے روزہ سے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہی ایک چیز سے جب ایک ہو جہت اس کی تو نہیں جائز ہے فعل اس کا مانند روزے کی دن عید کے اس واسطے کہ وہ جدا ہوتا ہے روزے سے سو نہیں ثابت ہوں گی اس میں دو جہتیں پس نہیں صحیح ہوگا برخلاف اس کے جب کہ متعدد ہو جہت مانند نماز پڑھنے کی چھینے ہوئے گھر میں اس واسطے کہ نماز ثابت ہے غیر چھینے ہوئے میں سو صحیح ہوگی چھینے ہوئے میں ساتھ تحریم کے اور عوالی جمع ہے عالیہ کی اور وہ چند گاؤں ہیں مدینے میں معروف اور یہ جو کہا کہ جو چاہے کہ پھر جائے تو میں نے اس کو اجازت دی تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو قائل ہے ساتھ ساقط ہونے جمعہ کے اس شخص سے کہ عید کی نماز پڑھے جب کہ عید اور جمعہ دونوں ایک دن میں اکٹھے ہوں اور محکی ہے احمد رحمہ اللہ سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول اس کا کہ میں نے اس کو اجازت دی نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ نہ پھرنے کے اور نیز پس ظاہر حدیث کا بیچ ہونے ان کے عوالی والوں سے یہ ہے کہ نہ تھے وہ ان لوگوں میں سے جن پر جمعہ واجب ہے واسطے دور ہونے ان کی جگہ کے مسجد نبوی سے اور البتہ وارد ہوئی ہے اصل مسئلے میں حدیث مرفوع اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے تم کو منع فرمایا ہے تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت کھانے سے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کو اس کے بعد نہ کھاؤ کہا قرطبی نے کہ اختلاف ہے بیچ اول تین دنوں کے جن میں ذخیرہ کرنا جائز تھا سو بعض نے کہا کہ اول ان کا قربانی کا دن ہے سو جو قربانی کرے بیچ اس کے جائز ہے اس کو کہ اس کے بعد دو دن گوشت رکھے اور جو اس کے بعد قربانی کرے وہ رکھے جو باقی رہا واسطے اس کے تین دنوں سے اور بعض نے کہا کہ اول اس کا وہ دن ہے جس میں قربانی کرے سو اگر قربانی کرے قربانی کے اخیر دن میں تو جائز ہے واسطے اس کے کہ اس کے بعد تین دن گوشت رکھے اور یہ جو کہا زیادہ تین سے تو احتمال ہے کہ لیا جائے اس سے کہ نہ حساب ہو وہ دن جس میں قربانی واقع ہو تین دن سے اور معتبر رکھی جائے رات کہا شافعی رحمہ اللہ نے شاید علی رضی اللہ عنہ کو اس کا منسوخ ہونا نہیں پہنچا اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو وقت جس میں علی رضی اللہ عنہ

نے یہ کہا ہو ساتھ لوگوں کے حاجت جیسے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں واقع ہوا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے سو کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطبہ پڑھا علی رضی اللہ عنہ نے مدینے میں اس وقت میں جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھیرے گئے تھے اور گنواروں کو فتنے نے مدینے کی طرف پناہ دی تھی سو پہنچی ان کو مشقت یعنی بھوک سو اسی واسطے کہا علی رضی اللہ عنہ نے جو کہا، میں کہتا ہوں کہ بہر حال خطبہ پڑھنا علی رضی اللہ عنہ کا بیچ وقت محصور ہونے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سو نکالا ہے اس کو طحاوی نے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز پڑھی اور عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اور بہر حال حمل مذکور سو روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ میں نے تم کو منع کیا تھا تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے سے سو جمع رکھو جب تک کہ تم چاہو پھر تطبیق دی ہے طحاوی نے ساتھ مثل اس چیز کے کہ پہلے گزری اور احمد کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اس کی رخصت معلوم تھی پھر باوجود اس کے خطبہ پڑھا ساتھ منع کے سو طریق تطبیق کا وہ ہے جو میں نے ذکر کیا اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر قحط پڑے تو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنا منع ہے اور اگر قحط نہ ہو تو ثابت ہو چکی ہے رخصت ساتھ کھانے کے اور ذخیرہ کرنے کے اور صدقہ کرنے کے کہا شافعی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ تین دن سے زیادہ رکھنے کی نہی منسوخ ہو ہر حال میں، میں کہتا ہوں اور اس دوسرے قول کو لیا ہے متاخرین شافعیہ نے کہا رافعی نے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اب کسی حال میں حرام نہیں اور پیروی کی ہے اس کی نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب میں اور حکایت کی ہے اس نے شرح مسلم میں جمہور علماء سے کہ وہ منسوخ کرنا سنت کا ہے ساتھ سنت کے کہا اس نے اور صحیح منسوخ ہونا نہی کا ہے مطلق اور یہ نہیں کہ باقی رہی ہے حرمت اور نہ کراہت سو مباح ہے اب ذخیرہ کرنا گوشت قربانی کا زیادہ تین دن سے اور کھانا جب تک کہ چاہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ترجیح دی گئی ہے اس کو اس واسطے کہ لازم آتا ہے حرام کہنے سے کہ جب واقع ہو قحط تو واجب ہو کھلانا محتاج کو اور رالبتہ قائم ہوئی ہیں دلیلیں نزدیک شافعیہ کے اس پر کہ نہیں واجب ہے مال میں کوئی حق سوائے زکوٰۃ کے اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے جو موافق ہے نووی رحمہ اللہ کی نقل کو سو کہا اس نے کہ نہیں خلاف ہے درمیان فقہاء مسلمانوں کے بیچ اس کے کہ جائز ہے کھانا قربانی کے گوشت کو زیادہ تین دن سے اور یہ کہ یہ نہی اس سے منسوخ ہے اسی طرح مطلق کہا ہے اس نے اور نہیں ہے جید سو البتہ کہا ہے قرطبی نے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور سلمہ رضی اللہ عنہ کی نص ہے اس پر کہ منع علت کے واسطے تھا سو جب علت دور ہوئی تو منع بھی دور ہوا واسطے دور ہونے موجب اس کے سو متعین ہوا لینا ساتھ اس کے اور ساتھ پھرے گا حکم ساتھ پھرنے علت کے سو اگر قربانی کے زمانے میں کسی شہر والوں کے پاس محتاج لوگ آئیں اور اس شہر والوں کے پاس گنجائش نہ ہو کہ بند کریں ساتھ اس کے ان کے فاقے کو مگر قربانیاں تو متعین ہوتا ہے اس پر یہ کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ رکھیں، میں کہتا ہوں اور قید کرنا ساتھ تین دن کے واقعہ ایک حال کا ہے نہیں تو اگر نہ بند ہو فاقہ مگر ساتھ تفرقہ تمام کے تو لازم آتا ہے اس

تقریر پر نہ رکھنا اگرچہ ایک رات میں ہو اور البتہ حکایت کی ہے رافعی نے بعض شافعیہ سے کہ حرام ہونا علت کے واسطے تھا سو جب علت دور ہوئی تو حکم بھی دور ہوا لیکن نہیں لازم آتا پھرنا حکم کا وقت پھرنے علت کے میں کہتا ہوں اور اس کو انہوں نے بعید جانا ہے اور نہیں ہے بعید اس واسطے کہ اس کے صاحب نے نظر کی ہے اس کی طرف کہ فاقہ نہ بند ہوا تھا اس دن مگر ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی گئی اور آج تو قربانی کے گوشت کے سوائے اور چیز سے ہے فاقہ بند ہو سکتا ہے سو نہ پھرے گا حکم مگر اگر فرض کیا جائے کہ فاقہ نہیں بند ہوتا ہے مگر قربانی کے گوشت سے اور یہ نہایت کم یاب ہے اور حکایت کی ہے بیہقی نے شافعی سے کہ نہی تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت سے واسطے تنزیہ کے ہے کہا اور وہ مانند امر کی ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ﴾ اور کہا مہلب نے کہ یہی ہے صحیح واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ یہ وجوب کے واسطے نہیں، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ان حدیثوں کے اس پر کہ نہی تین دن سے زیادہ کھانے سے خاص ہے ساتھ قربانی کرنے والے کے اور بہر حال جس کو ہدیہ بھیجا گیا یا جس پر صدقہ کیا گیا تو یہ نہی اس کے واسطے نہیں واسطے مفہوم قول اس کے کی اپنی قربانی سے اور آئی ہے بیچ حدیث زبیر رضی اللہ عنہ کے نزدیک احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وہ چیز جو اس کو فائدہ دیتی ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بھلا بتلائیں تو کہ البتہ منع ہوا ہے مسلمانوں کو یہ کہ تین دن سے زیادہ اپنی قربانی کا گوشت کھائیں سو کس طرح کریں ہم ساتھ اس چیز کے کہ ہم کو تحفہ بھیجی جائے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم کو تحفہ بھیجا جائے سو جو چاہو سو کرو ساتھ اس کے سو یہ نص ہے ہدیہ یں اور بہر حال صدقہ سو نہیں روک ہے محتاج پر بیچ تصرف کرنے کے اس چیز میں کہ تحفہ بھیجا جائے اس واسطے کہ مقصود یہ ہے کہ واقع ہو سلوک مال دار سے واسطے محتاج کے اور البتہ حاصل ہو چکا ہے۔ (فتح)

٥١٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا مِنَ الْأَضَاحِيِّ ثَلَاثًا وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَأْكُلُ بِالزَّيْتِ حِيْنَ يَنْفِرُ مِنْ مِّنًى مِنْ أَجْلِ لُحُوْمِ الْهَدْيِ.

۵۱۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ قربانی کے گوشت سے تین دن فقط اور تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ کھاتے روٹی ساتھ تیل زیتون کے جب کہ نکلتے منیٰ سے بسبب ہونے گوشت ہدی کے یعنی تین دن کے بعد ہدی کا گوشت نہ کھاتے تیل کے ساتھ روٹی کھاتے۔

فائدہ: یعنی نہ کھاتے گوشت کو واسطے تمسک کرنے کے ساتھ امر مذکور کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا حدیث کے اخیر میں من اجل لحوم الاضاحی یعنی نہ کھاتے گوشت بسبب ہونے اس کے گوشت ہدی کا اس

واسطے کہ ہدی بھی قربانی سے ہے اور شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی منع کے بعد اجازت نہیں پہنچی اور بہر حال تعبیر کرنا اس کا حدیث میں ساتھ ہدی کے سو احتمال ہے کہ قربانی کے گوشت کو ہدی کا گوشت کہا ہو اس مناسبت سے کہ وہ منیٰ میں تھا اور ان حدیثوں میں بہت فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے منسوخ کرنا بھاری چیز کا ساتھ ہلکی چیز کے اس واسطے کہ تھے ذخیرہ کرتے گوشت قربانی کے سے تین دن کے بعد اس قسم سے ہے کہ بھاری ہوتی ہے قربانی کرنے والوں پر اور اجازت ذخیرہ کرنے میں ہلکا ہے اس سے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نسخ نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ ثقیل تر کے واسطے خفیف تر کے اور عکس کیا ہے اس کا ابن عربی نے اس گمان سے کہ اجازت ساتھ ذخیرہ کرنے کے منسوخ ہے ساتھ نہی کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ذخیرہ کرنا مباح تھا ساتھ برأت اصلی کے سو نہی اس سے نہیں ہے نسخ اور بر تقدیر اس کے کہ نسخ ہو تو اس میں منسوخ کرنا کتاب کا ہے ساتھ سنت کے اس واسطے کہ کتاب میں اجازت ہے ساتھ کھانے اس کے بغیر قید کرنے کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ﴾ اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ وہ نسخ نہیں تخصیص ہے اور یہی ہے اظہر۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ
کتاب ہے شرابوں کے بیان میں

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾.
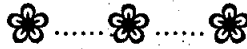
اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شراب اور جوا اور بت اور تیر فال کے پلید کام ہیں شیطان کے سوان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو۔

فائدہ: اسی طرح ذکر کیا ہے آیت کو اور چار حدیثوں کو جو متعلق ہیں ساتھ حرام کرنے شراب کے اور یہ اس واسطے کہ بعض شراب حلال ہیں اور بعض حرام سو نظر کی جائے بیچ حکم ہر ایک کے دونوں میں سے پھر بیچ آداب کے جو متعلق ہیں ساتھ پینے کے سو اول حرام کو بیان کرنا شروع کیا واسطے کم ہونے اس کے بہ نسبت حلال کے سو جب پہچانا گیا جو حرام ہے تو جو سوائے اس کے ہوگا وہ حلال ہوگا اور میں نے بیان کیا ہے بیچ تفسیر آیت کے وہ وقت جس میں یہ آیت اتری اور یہ کہ وہ فتح کے سال تھا فتح سے پہلے اور شاید مصنف نے اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے طرف بیان سبب کے بیچ نازل ہونے اس کے اور اس کا بیان تفسیر مائدہ میں گزر چکا ہے اور روایت کی ہے نسائی اور بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب اترا احرام کرنا شراب کا انصار کے دو قبیلوں میں تو انہوں نے شراب پی سو لوگ بیہوش ہو گئے تو بعض نے بعض کے ساتھ بیہودہ کام کیا پھر جب ہوش میں آئے تو مرد اپنے منہ اور سر میں اثر دیکھنے لگا کہ یہ کام میرے ساتھ فلانے بھائی نے کیا ہے اور آپس میں بھائی تھے ان کے دلوں میں کینہ نہ تھا سو کہتا قسم ہے اللہ کی اگر وہ میرے ساتھ مہربان ہوتا تو میرے ساتھ یہ نہ کرتا یہاں تک کہ واقع ہوا ان کے دلوں میں کینہ سو اللہ نے یہ آیت اتاری اے ایمان والو! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شراب اور جوا منتهون تک سو کچھ لوگوں نے کہا کہ وہ پلید ہے اور فلانے کے پیٹ میں ہے اور حالانکہ وہ جنگ اُحد کے دن شہید ہوا سو اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ مُحْسِنِيْن تک اور واقع ہوئی ہے یہ زیادتی انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو بخاری میں ہے کما مضٰی اور نیز واقع ہوئی ہے نزدیک ترمذی کے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نزدیک احمد کے کہ جب شراب حرام ہوئی تو کچھ لوگوں نے کہا یا حضرت! ہمارے ساتھی جو مر گئے وہ اس کو پیتے تھے اور اس کی سند صحیح ہے اور نزدیک بزار کے ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جنہوں نے اس

سے پوچھا تھا وہ یہود تھے اور بیچ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو ذکر کی ہے میں نے مائدہ کی تفسیر میں مانند پہلی کے ہے اور اس کے اخیر میں زیادہ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان پر حرام ہوتا تو البتہ اس کو چھوڑ دیتے جیسے کہ تم نے چھوڑا کہا ابوبکر رازی نے احکام قرآن میں کہ مستفاد ہوتا ہے حرام ہونا شراب کا اس آیت سے نام رکھنے اس کے سے رجس یعنی آیت میں اس کو رجس کہا اور البتہ نام لیا گیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کا کہ اجماع ہے اس کے حرام ہونے پر اور وہ گوشت سور کا ہے اور ہونے اس کے سے عمل شیطان کا اس واسطے کہ جب ہو کام شیطان کا تو حرام ہوتا ہے کھانا اور امر سے ساتھ بچنے کے اس سے اور امر واسطے وجوب کے ہے اور جس چیز سے پرہیز واجب ہے اس کا کھانا حرام ہوتا ہے اور مستفاد ہوتا ہے حرام ہونا اس کا فلاح سے جو مرتب ہے اوپر اجتناب کے اور ہونے پینے اس کے سے سبب واسطے بغض اور عداوت کے درمیان مسلمانوں کے اور لین دین اس چیز کا کہ اس کو واقع کرے حرام ہے اور ہونے اس کے کہ روکتا ہے اللہ کے ذکر سے اور نماز سے اور ختام آیت کے سے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ اس واسطے کہ وہ استفہام ہے اس کے معنی منع کرنا اور جھڑکنا ہے اور اسی واسطے جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو سنا تو کہا ہم باز آئے اور روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب شراب کا حرام کرنا اترا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بعض بعض کی طرف چلے سو انہوں نے کہا کہ حرام ہوئی شراب اور ٹھہرائی گئی برابر شرک کے کہا گیا یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ﴾ یہ اس واسطے کہ بت اور تیز فال کے شیطان کے کام سے ہیں ساتھ زینت دینے شیطان کے سو منسوب کیا گیا عمل طرف اس کی کہا ابولیث سمرقندی نے کہ معنی یہ ہیں کہ جب اترا اس میں یہ کہ وہ پلید ہے شیطان کا کام ہے اور حکم کیا گیا ساتھ بچنے کے اس سے تو برابر ہوا اللہ کے اس قول کو ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ﴾ یعنی بچو پلیدی سے بتوں سے اور ذکر کیا ہے ابوجعفر نحاس نے کہ استدلال کیا ہے بعض نے واسطے حرام ہونے شراب کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ اور البتہ اللہ نے فرمایا ہے شراب اور جوئے میں کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور منافع ہیں واسطے لوگوں کے سو جب اللہ نے خبر دی کہ خمر میں بڑا گناہ ہے پھر تصریح کی ساتھ حرام ہونے گناہ کے تو ثابت ہوا حرام ہونا شراب کا ساتھ اس کے کہا اس نے اور قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ شراب کا نام گناہ رکھا جاتا ہے نہیں پائی میں نے واسطے اس کے اصل نہ حدیث میں نہ لغت میں اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا شراب کا خمر اس واسطے کہ وہ ڈھانکتا ہے عقل کو اور مختلط کرتا ہے یعنی اس کو رلا ملا دیتا ہے یا اس واسطے کہ وہ ڈھانکا جاتا ہے یہاں تک کہ جوش مارتا ہے یا اس واسطے کہ وہ خمیر ہو جاتا ہے و سیاتی بسطة انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۵۱۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا

۵۱۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دنیا میں شراب پیئے گا پھر بغیر توبہ کے اس سے مرجائے گا وہ آخرت میں بہشت کی شراب سے بے نصیب ہوگا۔

فائدہ: ثم لم يتب منها یعنی پھر توبہ کی اس کے پینے سے اور مسلم نے اس حدیث کے اول میں اتنا زیادہ کیا ہے کل مسکر خمر و کل مسکر حرام کہا خطابی اور بغوی نے شرح السنہ میں کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا اس واسطے کہ خمر بہشتیوں کی شراب ہے سو جب وہ اس کے پینے سے بے نصیب ہوا تو دلالت کی اس نے کہ وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ وعید شدید ہے دلالت کرتی ہے اوپر محروم ہونے کے بہشت کے داخل ہونے سے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ بہشت میں شراب کہ نہریں ہیں لذت واسطے پینے والوں کے اور یہ کہ نہ اس سے ان کا سر دکھے گا اور نہ بیہوش ہوں گے سو اگر بہشت میں داخل ہو اور معلوم کرے کہ اس میں شراب ہے یا یہ کہ اس سے محروم ہے واسطے سزا کے تو لازم آئے گا واقع ہونا تشویش اور غم کا بہشت میں اور نہیں ہے تشویش بیچ اس کے اور نہ غم اور اگر اس کو ہونا اس کا بہشت میں معلوم نہ ہو اور نہ یہ کہ محروم ہو وہ اس سے واسطے سزا کے تو اس کو اس کے نہ ہونے کا غم نہ ہوگا سو اسی واسطے کہا ہے بعض اس شخص نے جو پہلے گزرا کہ وہ بہشت میں بالکل داخل نہیں ہوگا کہا اور یہ مذہب پسند نہیں ہے کہا اس نے اور محمول ہے حدیث نزدیک اہل سنت کے اس پر کہ نہ وہ اس میں داخل ہوگا اور نہ شراب پیئے گا مگر یہ کہ اللہ اس سے معاف کرے جیسا کہ باقی کبیرے گناہوں میں ہے اور وہ اللہ کی مشیت اور چاہنے میں ہے کہا اس نے اور جائز ہے کہ بہشت میں داخل ہو ساتھ معافی کے اور نہ پیئے اس میں شراب کو اور نہ اس کو اس کی خواہش ہو اگرچہ معلوم ہو اس کو موجود ہونا اس کا بہشت میں اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ جو دنیا میں ریشمی کپڑا پہنے وہ اس کو آخرت میں نہ پہنے گا اگرچہ بہشت میں داخل ہو تو اور بہشتی لوگ اس کو پہنیں گے اور وہ اس کو نہیں پہنے گا روایت کیا ہے اس کو طیالسی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور قریب ہے اس سے حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ جو میری امت سے مرجائے اور حالانکہ وہ شراب پیتا ہو تو حرام کرتا ہے اس پر اللہ پینا اس کا بہشت میں نکالا ہے اس کو احمد نے ساتھ سند حسن کے اور تلخیص کیا ہے عیاض نے ابن عبدالبر کی کلام کو اور زیادہ کیا ہے اور احتمال اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ محروم ہونے اس کے کی اس کے پینے سے یہ ہے کہ وہ ایک مدت تک بہشت سے روکا جائے گا جب چاہے گا اللہ اس کے سزا کو اور مثل اس کی ہے حدیث دوسری کہ بہشت کی بو نہ پائے گا کہا ابن عربی نے کہ ظاہر دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ وہ نہ پیئے گا شراب کو بہشت میں اور نہ پہنے گا ریشمی کپڑا بیچ اس کے اور یہ اس واسطے کہ

اس نے جلدی چاہا جو حکم کیا گیا ساتھ تاخیر اس کے کی اور وعدہ کیا گیا ساتھ اس کے سو محروم ہوا اس سے بیچ وقت اس کے کی مانند وارث کی اس واسطے کہ جب وہ اپنے مورث کو مار ڈالے تو محروم ہوتا ہے اس کی میراث سے واسطے جلدی کرنے اس کے کی اور ساتھ اس کے قائل ہیں چند اصحاب اور علماء اور یہ جگہ احتمال کی ہے اور محل اشکال کا اور اللہ جانتا ہے کہ کیا حال ہوگا اور تفصیل کی ہے بعض متاخرین نے سو کہا کہ جو اس کو حلال جان کر پیئے وہ اس کو کبھی نہ پیئے گا اس واسطے کہ وہ کبھی بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ داخل ہونا بہشت میں مستلزم ہے اس سے محروم ہونے کو اور جو شخص اس کو حرام جان کر پیئے تو محل خلاف کا ہے اور وہ شخص وہ ہے جو ایک مدت اس کے پینے سے محروم ہوگا اگرچہ اس کے عذاب کرنے کی حالت میں ہو سو اگر عذاب کیا جائے یا معنی یہ ہیں کہ یہ جزا اس کی ہے اگر جزا دیا جائے، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ کبیرہ گناہوں کو اتار ڈالتی ہے اور وہ بیچ توبہ کرنے کے کفر سے قطعی ہے یعنی توبہ کا کفر کو اتار ڈالنا قطعی اور یقینی بات ہے اور کفر کے سوائے اور گناہوں میں اختلاف ہے درمیان اہل سنت کے کہ کیا وہ قطعی ہے یا ظنی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے قوی تر یہ ہے کہ وہ ظنی بات ہے اور کہا قرطبی نے کہ جو استقرا کرے شریعت کو وہ معلوم کر لے گا کہ اللہ سچی توبہ کو قطعاً قبول کرتا ہے اور سچی توبہ کے واسطے کئی شرطیں ہیں جن کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ حدیث باب کے اوپر صحیح ہونے توبہ کے بعض گناہوں سے سوائے بعض کے اور اس حدیث میں ہے کہ وعید شامل ہے اس شخص کو جو پیئے شراب کو اگرچہ نہ حاصل ہو واسطے اس کے نشہ اس واسطے کہ مرتب کیا ہے وعید کو حدیث میں اوپر مجرد پینے کے بغیر قید کے اور اس پر اجماع ہے بیچ اس شراب کے جو بنایا جاتا ہے انگور کے نچوڑ سے اور اسی طرح اس چیز میں کہ نشہ کرے غیر اس کے سے اور لیکن جو نشہ کرے غیر اس کے سے تو حکم اس میں اسی طرح ہے نزدیک جمہور کے اور لیا جاتا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ثم لم یتب منها کہ توبہ مشروع ہے سب عمر میں جب تک کہ حلق میں جان نہ پہنچے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس پر ثم تراخی سے اور نہیں ہے جلدی کرنا طرف توبہ کی شرط اس کے قبول ہونے میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥١٤٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ وَلَوْ

۵۱۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معراج کی رات بیت المقدس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب سے اور ایک پیالہ دودھ سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا پھر دودھ کو لیا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ سب تعریف اللہ کو جس نے آپ کو پیدائشی دین کی طرف راہ دکھلائی اور اگر آپ شراب کو لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی متابعت کی ہے اس کی ان چاروں نے زہری سے۔

أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَّابْنُ الْهَادِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَالزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ یہ پیالے حضرت ﷺ کے سامنے بیت المقدس میں لائے گئے اور واقع ہوا ہے دوسری روایت میں کہ طرف بیت المقدس کی اور نہیں ہے صریح بیچ اس کے واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ مراد تعیین کرنا اس رات کا ہو جس میں پیالے آپ کے سامنے لائے گئے نہ محل اس کا اور یہ جو فرمایا کہ اگر آپ شراب کو لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی تو یہ محل ترجمہ کا ہے کہا ابن عبدالبر نے احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے شراب سے نفرت کی ہو اس واسطے کہ آپ کو فراست سے معلوم ہوا کہ وہ حرام ہو جائے گی اس واسطے کہ وہ اس وقت مباح تھی اور نہیں ہے کوئی مانع جدا ہونے کے سے دو مباح چیزوں کے سے جو مشترک ہوں اصل اباحت میں اس میں کہ ایک حرام ہو جائے گا اور ایک بدستور مباح رہے گا میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ نفرت کی ہو اس سے اس واسطے کہ آپ کو اس کے پینے کی عادت نہ تھی سو موافق ہوئی طبع آپ کی کو وہ چیز جو واقع ہو گی حرام ہونے اس کے سے اس کے بعد واسطے حفاظت کے اللہ سے واسطے آپ کے اور راختیار کیا دودھ کو واسطے ہونے اس کے کی مالوف آپ کے لیے سہل ستھرا پاک رچتا پینے والوں کو سلیم عافیت والا برخلاف شراب کے بیچ ان چیزوں کے اور مراد ساتھ فطرت کے اس جگہ استقامت ہے دین حق پر اور حدیث میں مشروع ہونا حمد کا ہے وقت حاصل ہونے اس چیز کے کہ تعریف کی جائے اور دفع کرنے اس چیز کے کہ اس سے عذر کیا جائے اور یہ جو کہا کہ آپ کی امت گمراہ ہو جاتی تو احتمال ہے کہ لیا ہے اس کو طریق فال سے یا ان کو پہلے سے اس کا علم ہو اور یہ ظاہر تر ہے۔ (فتح)

٥١٤٩ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ غَيْرِيْ قَالَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَّظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً قَيِّمُهُنَّ رَجُلٌ وَّاحِدٌ.

٥١٤٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے حدیث سنی نہیں بیان کرتا تم کو اس کے ساتھ کوئی میرے علاوہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے ہے کہ جہالت یعنی بے علمی ظاہر ہو گی اور علم کم ہو جائے گا یعنی علماء مر جائیں گے اور حرام کاری ظاہر ہو گی اور شراب پی جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بڑھ جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک مرد خبر لینے والا رہ جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ قیامت کی نشانیوں سے شراب کا بہت پینا

ہے مانند باقی سب چیزوں کے کہ حدیث میں مذکور ہیں۔

٥١٥٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولَانِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُولُ كَانَ أَبُو بَكْرٍ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ فِيْهَا حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

٥١٥٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں پیتا شراب کو جب کہ اس کو پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں چوری کرتا چور جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے کہا ابن شہاب نے اور خبر دی مجھ کو عبدالملک نے کہ ابو بکر اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا تھا پھر کہتا کہ ابو بکر لاحق کرتا تھا ساتھ ان کے یہ لفظ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ کرتا تھا کہ نہیں اچک لیتا قدر والی چیز کو کہ لوگ اس میں اپنی آنکھوں کو اس کی طرف اٹھائیں جب کہ اچک لیتا ہے اس کو اور حالانکہ وہ ایماندار ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا ابن بطال نے کہ یہ اشد چیز ہے جو وارد ہوئی ہے بیچ شراب کے اور ساتھ اس کے استدلال کیا ہے خوارج نے سو کافر کہا ہے انہوں نے کبیرے کے مرتکب کو جو عالم اور عابد ہو ساتھ تحریم کے اور حمل کیا ہے اہل سنت نے اس جگہ ایمان کو کامل پر اس واسطے کہ گنہگار ہو جاتا ہے ناقص تر حال ایمان میں اس شخص سے کہ نہ گنہگار ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس کے فاعل کا انجام کار ایمان جاتا رہے جیسا کہ واقع ہوا ہے عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ بچو شراب سے کہ وہ ماں ہے پلیدیوں کی اور اس میں ہے کہ جمع نہیں ہوتا وہ اور ایمان مگر کہ قریب ہے کہ ایک اپنے ساتھی کو نکال ڈالے اخرجہ البیہقی مرفوعا کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ان حدیثوں کو جو شامل ہیں اوپر وعید شدید کے اس باب میں تا کہ ہو عوض ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وعید میں قدر زائد ہے تحریم پر۔ (فتح)

بَابُ الْخَمْرِ مِنَ الْعِنَبِ. شراب انگور سے ہے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ غرض بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے رد کرنا کوفیوں پر اس واسطے کہ انہوں نے انگور کے پانی اور اس کے غیر کے درمیان فرق کیا ہے سو کہا انہوں نے کہ نہیں حرام ہے غیر انگور سے مگر قدر مسکر خاص اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ شراب خاص انگور کا پانی ہے اور بس لیکن بیچ استدلال کرنے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یعنی جس کو وارد کیا ہے باب میں کہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ مدینے میں اس سے کچھ چیز نہ تھی اس پر کہ جتنے نبیذ اس وقت تھے ان کا نام خمر رکھا جاتا تھا نظر ہے بلکہ دلالت کرنا اس کا اس پر کہ خمر خاص انگور سے ہے لائق تر ہے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ اس سے مدینے میں کچھ چیز نہ تھی اور البتہ انگور کے سوائے اور نبیذ اس وقت مدینے میں موجود تھی سو دلالت کی اس نے اس پر کہ نبیذوں کا نام شراب نہیں رکھا جاتا مگر یہ کہ کہا جائے کہ کلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اتارا جاتا ہے اوپر جواب اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے شراب مگر انگور سے سو کہا جائے گا کہ البتہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ مدینے میں انگور کی شراب سے کچھ چیز نہ تھی بلکہ تھی موجود اس میں شرابوں سے وہ چیز جو بنائی جاتی تھی کچھ کھجور اور خشک کھجور سے اور مانند اس کی اور اصحاب نے خمر کے حرام ہونے سے ان سب شرابوں کا حرام ہونا سمجھا اور اگر یہ نہ ہوتا تو نہ جلدی کرتے طرف بہانے شرابوں کے کی، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ہو مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ اس ترجمہ کے اور جو اس کے بعد ہے کہ خمر بولا جاتا ہے اس چیز پر جو بنائی جاتی ہے انگور کے نچوڑ سے اور نیز خمر بولا جاتا ہے اوپر نبیذ کچی اور خشک کھجور کے اور نیز بولا جاتا ہے اس چیز پر جو بنائی جاتی ہے شہد سے سو ان میں سے ہر ایک کے واسطے جدا جدا باب باندھا اور نہیں ارادہ کیا اس نے حصر تسمیہ کا انگور میں ساتھ دلیل اس چیز کے کہ وارد کیا ہے اس کو اس کے بعد اور احتمال ہے کہ پہلے باب سے مراد حقیقت ہو اور جو اس کے سوائے ہے اور اس کے ساتھ مجاز ہو اور اول ظاہر تر ہے اس کی کاری گری سے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ارادہ کیا ہے اس نے بیان کرنا ان چیزوں کا کہ وارد ہوئی ہیں ان میں حدیثیں اس کی شرط پر واسطے اس چیز کے کہ بنائی جاتی اس سے شراب سو شروع کیا ساتھ انگور کے واسطے ہونے اس کے متفق علیہ پھر اس کے بعد کچی اور خشک کھجور کو بیان کیا اور جو حدیث کہ وارد کی ہے اس میں انس رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہے مراد لیکن نہایت پھر تیسرا باب شہد کے ساتھ باندھا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ کچی اور خشک کھجور کے پھر اس کے بعد عام باب باندھا جو شامل ہے اس کو اور اس کے غیر کو اور وہ یہ ہے کہ خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے، واللہ اعلم۔ اور اس میں اشارہ ہے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کے کی جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع آئی ہے کہ شراب ان دو درختوں سے ہے یعنی انگور اور کھجور سے یا یہ کہ نہیں مراد ہے ساتھ اس کے حصر بیچ ان دونوں کے اور نچوڑ انگور کے حرام ہونے پر اجماع ہے جب کہ جوش مارے اور گاڑھا ہو جائے کہ حرام ہے پینا اس کا تھوڑا ہو یا بہت بالاتفاق اور حکایت کی ہے ابن قتیبہ نے بعض اہل علم سے جو دیوانے ہیں کہ نہی اس سے واسطے کراہت کے ہے اور یہ قول ہے چھوڑا گیا نہیں التفات ہے طرف قائل اس کے کی اور حکایت کی ہے

ابونحاس نے ایک قوم سے کہ حرام وہ چیز ہے جس کے حرام ہونے پر اجماع ہے اور جس میں اختلاف ہے وہ حرام نہیں اور یہ بڑی بات ہے لازم آتا ہے اس سے حلال ہونا ہر اس چیز کا جس کے حرام ہونے میں اختلاف ہے اگرچہ خلاف کی سند واہی ہو اور نقل کیا ہے طحاوی نے بیچ اختلاف علماء کے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ شراب ہے تھوڑا اس کا اور بہت اس کا اور نشہ والی چیز اس کے غیر سے حرام ہے اور نہیں مانند حرام ہونے شراب کے کی اور نبیذ جو پکایا گیا ہو نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے خواہ کسی چیز سے ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام اس سے وہ قدر ہے جو نشہ لائے اور ابو یوسف سے ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ نقیع کے ہر چیز سے اگرچہ جوش مارے مگر منقہ اور خشک کھجور اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو محمد نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جو چیز کہ بہت پینے سے نشہ لائے سو محبوب تر میری طرف یہ ہے کہ میں اس کو نہ پیتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں کہا ثوری نے کہ مکروہ رکھتا ہوں نقیع تمر کو اور نقیع منقہ کو جب کہ جوش مارے اور نقیع شہد کا نہیں ڈر ہے اس کے ساتھ۔ (فتح)

۵۱۵۱۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِينَةِ مِنْهَا شَيْءٌ.

۵۱۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ البتہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ اس سے مدینے میں کچھ چیز نہ تھی۔

فائدہ: احتمال ہے کہ نفی کی ہو اس کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ مقتضا اس چیز کے کہ ان کو معلوم تھی یا ارادہ کیا ہو مبالغہ کا بسبب کم ہونے اس کے کی اس وقت مدینے میں سو بولا نفی کو واسطے مبالغہ کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول انس رضی اللہ عنہ کا جو مذکور ہے باب میں کہ ہم نہ پاتے تھے شراب انگور کی مگر تھوڑی اور احتمال ہے کہ ہو مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور نہیں تھی اس سے مدینے میں کچھ چیز یعنی نچوڑی جاتی اور پہلے گزر چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تفسیر میں کہ اترا حرام ہونا شراب کا اور البتہ مدینے میں اس وقت پانچ قسم کی شراب تھی نہ تھی ان میں شراب انگور کی اور حمل کیا ہے اس نے اس چیز پر کہ مدینے میں بنائی جاتی تھی نہ اس چیز پر جو اس کی طرف کھینچی جاتی تھی اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ اترا حرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیزوں سے تھی سو ان کے معنی یہ ہیں کہ وہ بنائی جاتی تھی اس وقت ان پانچ چیزوں سے جو مذکور ہیں شہروں میں نہ خاص مدینے میں کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی۔ (فتح)

۵۱۵۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا

۵۱۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حرام ہوئی ہم پر شراب جب کہ حرام ہوئی اور نہیں پاتے تھے ہم مدینے میں شراب انگور کی مگر تھوڑی اور ہماری اکثر شراب کچی اور خشک

الْخَمْرُ حِينَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِي بِالْمَدِينَةِ خَمْرَ الْأَعْنَابِ إِلَّا قَلِيلًا وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.

کھجور سے تھی۔

فائدہ: یعنی نبیذ جو شراب ہو جاتی تھی وہ اکثر پکی اور خشک کھجور سے بنائی جاتی تھی اور بسر اور تمر مجاز ہے شراب سے جو ان دونوں سے بنائی جاتی تھی یا اس میں حذف ہے تقدیر اس کی کہ عامہ اصل شراب کا اور آئندہ باب میں انس رضی اللہ عنہ سے آئے گا کہ حرام ہوئی شراب اور شراب اس وقت کچی کھجور کی تھی اور روایت کی ہے نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منقہ اور خشک کھجور یہی ہے شراب اور اس کی سند صحیح ہے اور ظاہر اس کا حصر ہے لیکن مراد مبالغہ ہے اور وہ بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ مدینے میں موجود تھی کما تقدم فی حدیث انس رضی اللہ عنہ اور کہا گیا ہے کہ مراد انس رضی اللہ عنہ کی رد کرنا ہے اس شخص پر جو خاص کرتا ہے شراب کے نام کو ساتھ اس چیز کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے اور کہا گیا کہ مراد اس کی ہے کہ حرام ہونا نہیں خاص ہے ساتھ اس شراب کے جو بنائی جاتی ہے انگور سے بلکہ ہر شراب اس کو تحریم میں شریک ہے اور ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور یہ ظاہر تر ہے، واللہ اعلم۔

٥١٥٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنبَرِ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

۵۱۵۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے سو کہا بعد حمد اور صلوۃ کے اترا حرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیزوں سے تھی انگور سے اور خشک کھجور سے اور شہد سے اور گندم سے اور جو سے اور شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے۔

بَابٌ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ.

اترا حرام ہونا شراب کا اور حالانکہ وہ کچی اور خشک کھجور سے تھی یعنی بنائی جاتی تھی یا پکڑی جاتی تھی۔

٥١٥٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ مِّنْ فَضِيخِ زَهْوٍ وَتَمْرٍ فَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ

۵۱۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوعبیدہ اور ابوطلحہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم کو کچی اور خشک کھجور کی شراب پلاتا تھا سو ان کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ البتہ شراب حرام ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اٹھ اے انس! سو اس کو بہا ڈال سو میں نے اس کو بہا ڈالا۔

حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ قُمْ يَا أَنَسُ فَأَهْرِقْهَا فَأَهْرَقْتُهَا.

فائدہ: فضیخ نام ہے کچی کھجور کا جب کہ توڑ کر بھگوئی جائے اور زہو کچی کھجور کو کہتے ہیں جو سرخ یا زرد ہو پہلے اس سے کہ پکے اور کبھی بولا جاتا ہے فضیخ اوپر خلیط کچی اور پکی کھجور کے جیسے کہ بولا جاتا ہے اوپر خلیط بسر اور تمر کے اور کبھی صرف خشک کھجور پر بولا جاتا ہے جیسا کہ باب کی اخیر روایت میں ہے اور واقع ہوا ہے نزدیک احمد کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں تھی شراب ان کی اس وقت مگر کچی اور خشک کھجور اس حال میں کہ دونوں ملی ہوئی تھیں اور واقع ہوا ہے مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ پلاتا تھا میں ان کو پکھال سے کہ اس میں بسر اور تمر کا خلیط تھا اور یہ جو کہا کہ ان کے پاس کوئی آنے والا آیا تو ایک روایت میں ہے کہ میں ان کو پلاتا تھا یہاں تک کہ شراب نے ان میں اثر کیا اور ان کے سر جھکنے لگے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارنے والے کو حکم کیا سو اس نے پکارا اور ایک روایت میں ہے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ کوئی پکارنے والا پکارتا ہے کہ بے شک شراب حرام ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نکل اور دیکھ کیسی آواز ہے؟ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ کیا تم کو خبر پہنچی ؟ انہوں نے کہا اور وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ البتہ شراب حرام ہوئی اور احتمال ہے کہ پکارنے والا یہی مرد ہو اور احتمال ہے کہ اس کا غیر ہو اور منادی سے سن کر ان کو خبر دی ہو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی نہ سوال کیا انہوں نے اس سے اور نہ پھر پیا اس کو بعد خبر دینے مرد کے اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں سو جاری ہوئی شراب مدینے کے کوچوں میں اور اس میں اشارہ ہے طرف پے در پے بہانے مسلمانوں کے شراب کو جس جس کے پاس تھی یہاں تک کہ جاری ہوئی کوچوں میں کثرت سے کہا قرطبی نے تمسک کیا ہے ساتھ اس زیادتی کے اس شخص نے جو قائل ہے کہ انگور کی شراب ناپاک نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے پاخانے پھرنے سے راہوں میں سو اگر وہ شراب حرام ہوتی تو نہ برقرار رکھتے ان کو اوپر بہانے اس کے کی راہوں میں یہاں تک کہ جاری ہو اور جواب یہ ہے کہ قصد ساتھ بہانے کے تھا واسطے مشہور کرنے تحریم اس کی کے سو جب تحریم اس کی مشہور ہوئی تو یہ ابلغ ہو گئی سو اٹھائے گی ملکے مفسدے کو دونوں سے واسطے حاصل ہونے مصلحت کے جو حاصل ہونے والی ہے اشتہار سے اور احتمال ہے کہ بہائی گئی ہو نیچے راہوں میں اس طور سے کہ گرے گڑھوں اور نالوں میں سو ہلاک ہو اور تائید کرتی ہے اس کی وہ روایت جو روایت کی ہے ابن مردویہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند جید کے بیچ قصے بہانے شراب کے کہا سو بہائی گئی شراب یہاں تک کہ نالے کے اندر اتری اور تمسک ساتھ عموم امر کے ساتھ پرہیز کرنے کے اس سے کافی ہے بیچ قول کے ساتھ ناپاک ہونے اس کے کی۔ (فتح)

٥١٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ

٥١٥٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قوم میں

أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ عُمُومَتِي وَأَنَا أَصْغَرُهُمُ الْفَضِيخَ فَقِيلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالُوا أَكْفِئْهَا فَكَفَأْتُهَا قُلْتُ لِأَنَسٍ مَا شَرَابُهُمْ قَالَ رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ.

کھڑا تھا اپنے چچوں کو پلاتا تھا فضیخ کہ کچی کھجور کی شراب کا نام ہے اور میں ان سب میں چھوٹا تھا سو کہا گیا کہ حرام ہوئی شراب سوانہوں نے کہا کہ الٹا دے شراب کے برتنوں کو سو ہم نے ان کو الٹایا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان کی شراب کیا تھی کہ تازہ کھجوریں اور خشک کھجوریں؟ سو کہا ابوبکر بن انس نے کہ تھی فضیخ شراب ان کی اس وقت اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے بعض اصحاب نے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ اس وقت ان کی شراب فضیخ تھی۔

فائدہ: اس کے معنی یہ ہیں کہ ابوبکر بن انس حاضر تھا نزدیک انس رضی اللہ عنہ کے جب کہ انس رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ حدیث بیان کی سو شاید انس رضی اللہ عنہ نے اس وقت ان کو یہ زیادتی بیان نہ کی یا بھول سے یا اختصار سے سو ذکر کیا اس کو اس کے بیٹے ابوبکر نے اور انس رضی اللہ عنہ نے اس کو اس پر برقرار رکھا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا قائل اس کا سلیمان تیمی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کو اس وقت شراب شمار کرتا تھا اور یہ حدیث قوی تر دلیل ہے اس پر کہ خمر اسم جنس ہے واسطے ہر چیز کہ نشہ لائے برابر ہے کہ ہو انگور سے یا نقیع منقہ سے یا خشک کھجور سے یا شہد سے یا ان کے غیر سے اور بہر حال یہ جو بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ خمر حقیقت ہے انگور کے پانی میں مجاز ہے اس کے غیر میں سو اگر تسلیم کیا جائے لغت میں تو لازم آتا ہے اس شخص کو جو قائل ہے ساتھ اس کے استعمال کرنا ایک لفظ کا اس کی حقیقت اور مجاز میں اور کوئی اس کے قائل نہیں ہیں اور بہر حال باعتبار شرع کے سو خمر سب شرابوں میں حقیقت ہے واسطے ثابت ہونے اس حدیث کے کہ کل مسکر خمر جو گمان کرتا ہے کہ وہ جمع ہے درمیان حقیقت اور مجاز کے اس لفظ میں تو لازم ہے اس کو کہ جائز رکھے اس کو اور اس کا جواب ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ (فتح)

٥١٥٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يُوسُفُ أَبُو مَعْشَرٍ الْبَرَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.

۵۱۵۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک شراب حرام ہوئی اور شراب اس وقت کچی اور خشک کھجور سے تھی۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے ساتھ درازی کے اور اس کا لفظ یہ ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اترا حرام ہونا

شراب کا سو داخل ہوا میں اپنے چند ساتھیوں پر اور وہ شراب ان کے آگے تھی سو میں نے ان کو اپنا پاؤں مارا سو میں نے کہا کہ چلو کہ شراب حرام ہوئی اور ان کی شراب اس وقت کچی اور خشک کھجور تھی اور یہ فعل انس رضی اللہ عنہ سے تھا اس کے بعد کہ نکلا اور سنی آواز ساتھ حرام ہونے شراب کے پھر پھرا اور ان کو خبر دی اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے شراب کو بہایا اور بعض نے غسل کیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کی خوشبو لگائی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو اچانک دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھتے ہیں ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ الآیة اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ شراب کا پینا مباح تھا نہ نہایت تک پر حرام ہوا اور بعض نے کہا کہ مباح تھا پینا نہ نشہ جو دور کرنے والا ہو عقل کو اور حکایت کیا ہے اس کو ابونصر نے قفال سے اور مبالغہ کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں سو کہا جو کہتا ہے اس کو بعض وہ شخص جو نہیں تحصیل ہے نزدیک اس کے کہ نشہ کا ہمیشہ حرام ہونا باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نہ قریب جاؤ نماز کے اور حالانکہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ جانو جو کہتے ہو اس واسطے کہ یہ تقاضا کرتی ہے وجود نشہ کو یہاں تک کہ پہنچے حد مذکور تک اور منع کیے گئے نماز سے اس حال میں نہ اس کے غیر میں سو اس نے دلالت کی اس پر کہ وہ واقع تھا یعنی نشہ بھی مباح تھا اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ حمزہ کا اور دو اونٹنیوں کا اور بنا بر اس کے پس کیا وہ مباح تھا ساتھ اصل کے یا ساتھ شرع کے پھر منسوخ ہوا اس میں دو قول ہیں اور راجح اول قول ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو شراب کہ بنائی جائے غیر انگور سے اس کا نام خمر رکھا جاتا ہے وسیاتی بحثه قریبا انشاء اللہ تعالٰی اور اس پر کہ جو نشہ والی چیز کہ پکڑی جائے غیر انگور سے حرام ہے پینا تھوڑے اس کے کا جیسا کہ حرام ہے پینا تھوڑے کا انگور کی شراب سے جب کہ نشہ لائے بہت اس کا اس واسطے کہ اصحاب نے سمجھا شراب کے بچنے کے امر سے حرام ہونا اس چیز کا کہ بنائی جاتی ہے واسطے نشہ کے سب قسموں سے اور نہ تفصیل پوچھی اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا اصحاب اور تابعین سے اور مخالفت کی ہے اس میں حنفیہ نے اور جو قائل ہے ساتھ قول ان کے کی کوفے والوں سے سو کہا انہوں نے کہ حرام ہے شراب انگور کی تھوڑی ہو یا بہت مگر جب کہ پکائی جائے بنا بر تفصیل کے کہ اس کا بیان آئندہ آئے گا کہ وہ حلال ہے اور البتہ منعقد ہو چکا ہے اجماع اس پر کہ تھوڑا انگور کے شراب سے حرام ہے تھوڑا اس کا اور بہت اس کا اور اس پر کہ علت بیچ حرام ہونے تھوڑے اس کے کی ہونا اس کا ہے کہ وہ باعث ہے طرف پینے بہت اس کے کی سو لازم آتا ہے یہ اس شخص پر جس نے فرق کیا ہے حکم میں درمیان شراب انگور کے اور درمیان شراب غیر اس کے سو کہا اس نے انگور کی شراب میں کہ حرام ہے اس سے تھوڑا اور بہت مگر جب کہ پکایا جائے اور بیچ اس شراب کے کہ اس کے غیر سے بنایا جائے نہیں حرام ہے اس سے مگر وہ قدر کہ نشہ لائے اور جو اس سے کم ہو وہ حرام نہیں سو فرق کیا ہے انہوں نے درمیان دونوں کے ساتھ دعویٰ مغایرت کے نام میں باوجود ایک ہونے علت کے بیچ دونوں کے اس واسطے کہ ہر وہ چیز کہ مقدر کی جائے انگوری شراب میں وہ مقدر کی جاتی

اس شراب میں جو اس کے غیر سے ہو کہا قرطبی نے کہ یہ اونچی قسم قیاس کی ہے واسطے مساوی ہونے فرع کے اس میں اصل کو بیچ سب صفتوں اس کی کے باوجود موافق ہونے اس کے کی بیچ اس کے واسطے ظاہر نصوص صحیحہ کے، واللہ اعلم۔
کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ شراب حرام ہے اور نشہ ہر شراب سے حرام ہے اور نہیں حرام ہے مسکر اس سے یہاں تک کہ نشہ لائے اور نہیں حد مارا جاتا پینے والا اس کا سو میں نے کہا کہ کس طرح مخالفت کی ہے تو نے اس چیز کو کہ آئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر عمر رضی اللہ عنہ سے پھر علی رضی اللہ عنہ سے اور نہیں کہا ہے کسی نے اصحاب سے خلاف اس کا کہا اس نے اور روایت کی ہم نے عمر رضی اللہ عنہ سے، میں کہتا ہوں اور اس کی سند میں مجہول ہے نزدیک اس کے سو نہیں حجت ہے بیچ اس کے کہا بیہقی نے کہ اشارہ کیا ہے طرف روایت سعید کے کہ اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے سطیحہ سے شراب پی سو اس کو نشہ ہوا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے مارے اس نے کہا کہ میں نے تیرے سطیحہ سے شراب پی کہا میں تجھ کو نشہ پر مارتا ہوں بخاری وغیرہ نے کہا کہ سعید معروف نہیں پھر ذکر کیا بیہقی نے ان حدیثوں کو جو آئی ہیں بیچ توڑنے نبیذ کے ساتھ پانی کے ان میں سے حدیث ہمام بن حارث کی ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ وہ سفر میں تھے سو ان کے پاس نچوڑ لایا گیا انہوں نے اس سے پیا سو ناک چڑھائی پھر کہا کہ طائف کے نبیذ کے واسطے تیزی ہوتی ہے پھر پانی منگوا کر اس پر ڈالا پھر پی اور اس کی سند قوی ہے اور وہ صحیح تر چیز ہے جو وارد ہوئی بیچ اس کے اور نہیں ہے یہ نص بیچ اس کے کہ وہ حد نشہ کو پہنچ گئی تھی سو اگر نشہ نہ لانے کی حد کو پہنچی ہوتی تو نہ ہوتا ڈالنا پانی کا اس پر دور کرنے والا واسطے حرام ہونے اس کے کو اور البتہ اقرار کیا ہے طحاوی نے ساتھ اس کے سو کہا اس نے کہ اگر تحریم کو پہنچی ہوتی تو البتہ حلال نہ ہوتی اگرچہ دور ہو جاتی شدت اس کی ساتھ ڈالنے پانی کے سو ثابت ہوا کہ وہ پانی ڈالنے سے پہلے حرام نہیں تھی۔ میں کہتا ہوں اور جب وہ نشہ لانے کی حد کو نہ پہنچے تو نہیں اختلاف ہے اس میں کہ مباح ہے پینا اس کا خواہ تھوڑا ہو یا بہت سو دلالت کی اس نے کہ ناک چڑھانا ان کا واسطے اس چیز کے تھا سوائے نشہ لانے کے کہا بیہقی نے کہ حمل کرنا ان شرابوں کا اس پر کہ ڈرے وہ کہ متغیر ہوں اور گاڑھے ہو جائیں سو جائز رکھا انہوں نے ڈالنا پانی کا اوپر ان کے تاکہ باز رہے گاڑھے ہونے سے اولیٰ ہے حمل کرنے ان کے سے اس پر کہ وہ نشہ لانے کی حد کو پہنچ گئی تھی سو اس پر پانی کا ڈالنا اسی واسطے تھا اس واسطے کہ ملانا اس کا ساتھ پانی کے نہیں منع کرتا ہے نشہ لانے کو جب کہ نشہ لانے کی حد کو پہنچ چکے ہوں اور احتمال ہے کہ پانی ڈالنے کا سبب یہ ہو کہ وہ کھٹا ہو گیا تھا اسی واسطے ناک چڑھائی عمر رضی اللہ عنہ نے سو کہا نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ناک چڑھائی عمر رضی اللہ عنہ نے بسبب نشہ لانے اس کے کی جب کہ اس کو چکھا لیکن وہ سرکہ ہو گیا تھا اور عمر سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ توڑا اس کو ساتھ پانی کے واسطے شدت حلاوت اس کی کے میں کہتا ہوں اور ممکن ہے حمل دو حالتوں پر یہ جب کہ نہ ناک چڑھائی وقت چکھنے اس کے کی اور لیکن جب ناک چڑھائی سو تھا واسطے کھٹا ہونے اس کے کی اور نیز طحاوی نے حجت

پکڑی واسطے مذہب اپنے کے ساتھ اس چیز کے کہ نکالا ہے اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیچ قول اس کے کل مسکر حرام کہا کہ وہ شرابیں وہ ہیں جو نشہ لاتی ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ضعیف ہے اس واسطے کہ متفرد ہوا ہے ساتھ اس کے حجاج بن ارطاۃ اور وہ ضعیف ہے کہا بیہقی نے کہ ذکر کیا گیا یہ واسطے ابن مبارک کے سو اس نے کہا کہ یہ باطل ہے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب مست ہو شراب سے تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہ کہ پھر بھی اس کو پیئے میں کہتا ہوں کہ یہ بھی نسائی میں ہے پھر روایت کی ہے نسائی نے ابن مبارک سے کہا کہ نہیں پائی میں نے اس میں رخصت وجہ صحیح سے مگر نخعی سے اور روایت کی ہے نسائی اور اثرم نے ابو مسعود سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس ہوئی اور حالانکہ آپ طواف کرتے تھے سو آپ کے پاس سقایہ سے نبیذ لائی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ناک چڑھائی سو کسی نے کہا کہ کیا وہ حرام ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زمزم کے پانی کا ڈول لاؤ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی ڈالا اور اس کو پیا کہا اثرم نے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے کوفیوں نے واسطے مذہب اپنے کے اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ ان کا اتفاق ہے اس پر کہ نبیذ جب گاڑھی ہو بغیر پکانے کے تو نہیں حلال ہے پینا اس کا سو اگر گمان کریں کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا وہ اسی قبیل سے تھا تو البتہ منسوب کیا انہوں نے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ نے سکر کو پیا اور اللہ کی پناہ ہے اس سے اور اگر گمان کریں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناک چڑھائی تھی اس کی کھٹائی سے تو نہ ہوگی اس میں واسطے ان کے حجت اس واسطے کہ نقیع جب تک گاڑھا نہ ہو تو اس کا بہت اور تھوڑا حلال ہے بالاتفاق میں کہتا ہوں اور البتہ ضعیف کیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور کو نسائی اور احمد اور عبدالرحمن وغیرہم نے واسطے متفرد ہونے یحییٰ بن یمان کے ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی پھر روایت کی ہے نسائی نے ابن مبارک سے کہ نہیں پائی میں نے رخصت بیچ اس کے وجہ صحیح سے مگر نخعی سے قول اس کا۔ (فتح)

بَابُ الْخَمْرُ مِنَ الْعَسَلِ وَهُوَ الْبِتعِ.

باب ہے بیچ بیان شراب کے شہد سے اور وہ بتع ہے یعنی جو شراب کے شہد سے بنائی جائے اس کو بتع کہتے ہیں

وَقَالَ مَعْنٌ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنِ الْفُقَّاعِ فَقَالَ إِذَا لَمْ يُسْكِرْ فَلَا بَأْسَ.

اور کہا ابن معن نے کہ پوچھا میں نے مالک بن انس کو فقاع سے تو انہوں نے کہا کہ جب نشہ نہ لائے تو نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے۔

فائدہ: فقاع ایک شراب کا نام ہے جو کبھی شہد سے بنائی جاتی ہے اور اکثر منقی سے بنائی جاتی ہے اور حکم اس کا حکم باقی نبیذوں کا ہے جب تک کہ تازہ ہو جائز ہے پینا اس کا جب تک کہ نہ گاڑھا ہو اور یہ جو کہا کہ جب نشہ نہ لائے تو اس کے ساتھ کوئی ڈر نہیں لیکن جب نشہ لائے تو حرام ہے تھوڑا اس کا اور بہت اس کا۔

وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ سَأَلْنَا عَنْهُ فَقَالُوْا

اور کہا ابن دراوردی نے کہ ہم نے اس سے پوچھا یعنی

لَا يُسْكِرُ لَا بَأْسَ بِهِ.

حکم اس کا تو کہا انہوں نے کہ اگر نشہ نہ لائے تو اس کا کوئی ڈر نہیں۔

فائدہ: نہیں پہچانتا میں ان لوگوں کو جن سے دراوردی نے پوچھا تھا لیکن ظاہر یہ ہے کہ وہ فقہاء مدینے کے ہیں اس کے زمانے میں اور وہ شریک ہے مالک کو اکثر استاذوں کی ملاقات میں اور حکم فقاع میں وہ ہے جو جواب دیا انہوں نے اس کو اس واسطے کہ نہیں نام رکھا جاتا فقاع مگر جب کہ نہ گاڑھا ہو اور شاید بخاری نے ارادہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے اس اثر کے ترجمہ میں کہ مراد ساتھ حرام کرنے قلیل اس چیز کے کہ نشہ لائے بہت اس کا یہ ہے کہ ہو کثیر اس حالت میں نشہ لانے والا سو اگر کثیر اس حالت میں نشہ لانے والا نہ ہو تو نہیں حرام ہوتا ہے قلیل اس کا اور نہ کثیر اس کا جیسا کہ اگر انگور کو نچوڑے اور اسی وقت پی لے وسیاتی مزید ذلك انشاء الله تعالیٰ۔ (فتح)

٥١٥٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ.

۵۱۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بتع کا حکم پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شراب کہ نشہ لائے سو وہ حرام ہے۔

٥١٥٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ وَكَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُوْنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ.

۵۱۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتع کے حکم سے اور وہ نبیذ شہد کی ہے اور یمن والے اس کو پیتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شراب کہ نشہ لائے سو وہ حرام ہے۔

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ تفسیر عائشہ رضی اللہ عنہا کی کلام سے ہے اور احتمال ہے کہ اس کے نیچے کے کسی راوی کا کلام ہے اور نہیں واقف ہوا میں اوپر اسم سائل کے صریح عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں لیکن میں گمان کرتا ہوں کہ وہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہوں گے اس واسطے کہ مغازی میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا سو پوچھا ان کو شرابوں سے جو وہاں بنائے جاتے ہیں سو فرمایا کہ وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ بتع اور مرز فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز

حرام ہے میں نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بتع کیا ہے کہا کہ نبیذ شہد کا اور یہ حدیث مسلم میں اس لفظ سے ہے کہ میں نے غرض کی یا حضرت! حکم دو ہم کو دو شرابوں میں یعنی کیا حکم ہے دو شرابوں کا کہ بناتے تھے ہم ان کو یمن میں بتع شہد سے بھگویا جاتا یہاں تک کہ گاڑھا ہو اور مرز جو اور گندم سے بھگویا جاتا یہاں تک کہ گاڑھا ہو اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیئے گئے جوامع الکلم اور خواتم اس کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں منع کرتا ہوں ہر نشہ لانے والی چیز سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قوم کو خبر دے کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور شافعی اور ابو داؤد کے نزدیک ہے کہ ابو وہب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرز کا حکم پوچھا سو جواب دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کے کہ ہر نشہ لانے والی شراب حرام ہے اور یہ روایت تفسیر ہے مراد کی ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باب کی حدیث میں کل شراب اسکر اور یہ کہ نہیں ارادہ کیا اس نے خاص کرنا تحریم کا ساتھ حالت نشہ لانے کے بلکہ مراد یہ ہے کہ جب اس میں صلاحیت نشہ لانے کی ہو تو حرام ہے پینا اس کا اگرچہ نہ نشہ ہو پینے والے کو ساتھ اس قدر کے کہ پیا اس سے اور لیا جاتا ہے لفظ سوال سے کہ واقع ہوا سوال حکم جنس بتع کی سے نہ اس قدر سے کہ نشہ لائے اس سے اس واسطے کہ اگر مراد سائل کی یہ ہوتی تو البتہ سوال یوں کرتا کہ خبر دو مجھ کو اس چیز سے کہ حلال ہے اس سے اور اس چیز سے کہ حرام ہے اور یہ بات معلوم ہے عرب کی زبان سے کہ جب سوال کرتے ہیں جنس سے تو کہتے ہیں هل هذا نافع او ضار مثلا یعنی کیا یہ نفع دینے والا ہے یا ضرر کرنے والا اور جب اندازے سے سوال کرتے ہیں تو کہتے ہیں کم یؤخذ منه یعنی کس قدر لیا جائے اس سے اور اس حدیث میں ہے کہ مفتی جواب دے سائل کو ساتھ زیادتی کے اس چیز سے کہ سوال کیا اس سے جب کہ ہو وہ اس قسم سے کہ سائل کو اس کی حاجت ہو اور اس حدیث میں حرام ہونا ہر نشہ والی چیز کا ہے برابر ہے کہ انگور کے نچوڑ سے بنائی گئی ہو یا اس کے غیر سے کہا مازری نے اجماع ہے اس پر کہ نچوڑ انگور کا پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو حلال ہے اور اس پر کہ جب گاڑھا ہو جائے اور جوش مارے اور جھاگ لائے تو حرام ہے تھوڑا اس کا اور بہت اس کا پھر اگر خود بخود سرکہ ہو جائے تو حلال ہے بالاجماع سو واقع ہوئی نظر بیچ بدل ہونے ان حکموں کے وقت بنانے ان شرابوں کے سو یہ مشعر ہے ساتھ مرتبہ مرتبطہ ہونے ایک کے ساتھ دوسرے کے اور دلالت کی اس نے کہ علت حرام ہونے کی نشہ لانا ہے سو اس نے تقاضا کیا کہ جس شراب میں نشہ لانا پایا جائے حرام ہے پینا تھوڑے اس کے کا اور بہت اس کے کا اور ثابت ہو چکی ہے تصریح ساتھ اس کی حدیث کے بعض طریقوں میں سو ابوداؤد وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شراب کا کثیر نشہ لانے والا ہو اس کا قلیل بھی حرام ہے اور نیز ابوداؤد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسکر یعنی نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور وہ چیز کہ نشہ لائے اس سے فرق یعنی بقدر تین صاع کے تو اس سے ایک لپ بھی حرام ہے اور طحاوی وغیرہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو منع کرتا ہوں قلیل

اس چیز کے سے جس کا کثیر نشہ لائے اور البتہ اقرار کیا ہے طحاوی نے ساتھ صحیح ہونے ان حدیثوں کے لیکن اس نے کہا کہ ان کی تاویل میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ مراد جنس اس چیز کی ہے کہ نشہ لائے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ واقع ہو نشہ نزدیک اس کے اور تائید کرتا ہے اس کی کہ قاتل کا نام قاتل نہیں رکھا جاتا یہاں تک کہ قتل کرے اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ حرام ہے شراب تھوڑا اس کا اور بہت اس کا اور سکر ہر شراب سے میں کہتا ہوں کہ اختلاف ہے اس کے منقطع اور موصول ہونے اور اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اور بر تقدیر صحت کے ترجیح دی ہے امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ روایت اس میں ساتھ لفظ مسکر کے ہے نہ سکر کے اور بر تقدیر ثابت ہونے اس کے کی وہ حدیث فرد ہے سو کس طرح معارض ہو گی ان حدیثوں کے عموم کو باوجود صحیح اور بہت ہونے ان کے کی اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی اس طرح روایت آئی ہے اور ان کی سند میں متعال ہے لیکن وہ پہلی حدیثوں کو قوت زیادہ کرتی ہیں اور کہا ابو المظفر بن سمعانی نے اور پہلے حنفی تھا پھر شافعی ہو گیا تھا کہ ثابت ہو چکی ہے حدیثیں بیچ حرام ہونے نشہ لانے والی شراب کے پھر بہت حدیثوں کو بیان کیا پھر کہا کہ حدیثیں اس باب میں بہت ہیں اور نہیں ہے کوئی راہ واسطے کسی کے بیچ پھرنے کے اس سے اور قول کے ساتھ خلاف اس کے کی کہ بے شک وہ قطعی حجتیں ہیں کہا اس نے اور البتہ پھیل گئے ہیں کوفہ والے اس باب میں اور وارد کیا ہے انہوں نے نے معلول حدیثوں کو جو نہیں معارض ہیں ان حدیثوں کو کسی حال میں اور جو گمان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشہ دلانے والی شراب کو پیا ہے تو وہ داخل ہوا امر عظیم میں اور پھر آیا ساتھ بڑے گناہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا وہ میٹھا تھا اور نشہ لانے والا نہ تھا اور البتہ روایت کی ہے ثمامہ نے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبیذ کا حکم پوچھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی حبشیہ بلائی اور کہا کہ اس سے پوچھ کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نبیذ بناتی تھی سو حبشیہ نے کہا کہ تھی میں نبیذ بناتی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشک میں رات سے پھر اس کے منہ کو باندھ کر لٹکا دیتی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تو اس سے پیتے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے پھر کہا اس نے کہ قیاس کرنا نبیذ کا او پر شراب کے ساتھ علت نشہ لانے کے ہے اور اضطراب بھلے قیاسوں اور اوضح اس کے سے ہے اور جو مفاسد کہ شراب میں پائے جاتے ہیں وہ نبیذ میں بھی پائے جاتے ہیں اور اسی قسم سے ہے کہ علت نشہ لانے کی شراب میں واسطے ہونے بہت اس کے کی کہ بلاتا ہے طرف کثیر کی موجود ہے نبیذ میں اس واسطے کہ نشہ مطلوب ہے عموم پر اور نبیذ نزدیک ان کے وقت نہ ہونے شراب کے قائم ہوتا ہے مقام شراب کے اس واسطے کہ حاصل ہونا فرح اور طرب کا موجود ہے بیچ ہر ایک کے دونوں سے اگرچہ نبیذ یعنی شیرہ کھجور کا میلا اور گاڑھا ہوتا ہے اور شراب پتلی اور صاف ہوتی ہے لیکن طبع اٹھاتی ہے اس کو نبیذ میں جیسے کہ اٹھاتی ہے تلخی کو شراب میں واسطے طلب کرنے نشہ کے کہا اور حاصل کلام کا سو نصوص جو تصریح کرنے والے ہیں ساتھ حرام ہونے ہر نشہ لانے والی

چیز کے قلیل ہو یا کثیر بے پرواہ کرنے والی ہیں قیاس سے ، واللہ اعلم۔ اور البتہ کہا ابن مبارک نے کہ نہیں صحیح ہوئی بیچ حلال ہونے نبیذ کے جس کا بہت نشہ لائے اصحاب سے کچھ چیز اور نہ تابعین سے مگر ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کہا اور البتہ ثابت ہو چکی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کل شراب اسکر فھو حرام یعنی جو شراب کہ نشہ لائے سو وہ حرام ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے ابو وائل کے طریق سے کہ تھے ہم داخل ہوتے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر سو پلاتے تھے ہم کو نبیذ شدید سو جواب اس سے تین وجہ سے ہے ایک یہ کہ اگر حمل کیا جائے ظاہر پر تو نہ ہوگا معارض واسطے ان حدیثوں کے جو ثابت ہیں بیچ حرام ہونے ہر نشہ والی چیز کے دوسرا یہ کہ ثابت ہو چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حرام کرنا نشہ لانے والی چیز کا قلیل اس کا اور کثیر اس کا سو جب اختلاف ہوا اس سے نقل میں تو ہوگا قول اس کا جو موافق ہے واسطے قول اس کے بھائیوں کے اصحاب سے باوجود موافق ہونے اس کے ساتھ حدیث مرفوع کے اولیٰ ہے تیسرا یہ کہ احتمال ہے کہ مراد شدت سے اس کی شیرینی کی شدت ہو یا کھٹائی کی شدت ہو سو نہ ہوگی اس میں حجت بالکل اور ابو جعفر نے ابن معین سے نقل کی ہے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کل شراب اسکر فھو حرام اصح چیز ہے اس باب میں اور اس میں تعاقب ہے اس شخص پر جو نقل کرتا ہے ابن معین سے کہ اس نے کہا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور البتہ ذکر کیا ہے زیلعی نے بیچ تخریج احادیث ہدایہ کے اور حالانکہ اس کو ان میں اکثر اطلاع ہے کہ نہیں ثابت ہوئی بیچ کسی چیز کے حدیث کی کتابوں سے نقل اس کی ابن معین سے اور کس طرح حاصل ہوتا ہے قول ساتھ ضعیف کرنے اس کے کی باوجود مخارج صحیحہ اس کے کی پھر ساتھ کثرت طریقوں اس کے کی یہاں تک کہ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ بیس اصحاب سے آئی ہے سو وارد کیا بہت کو ان میں سے کتاب الاشربہ میں پھر شیخ نے فتح الباری میں اس حدیث کو بہت اصحاب سے نقل کیا پھر اخیر میں کہا کہ جب جوڑی جائیں یہ حدیثیں طرف حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی تو زیادہ ہوتی ہیں تیس اصحاب سے اور اکثر حدیثیں ان سے جید ہیں اور مضمون ان کا یہ ہے کہ نہیں حلال ہے کھانا نشہ لانے والی چیز کا بلکہ واجب ہے پرہیز کرنا اس سے، واللہ اعلم۔ اور البتہ رد کیا ہے انس رضی اللہ عنہ نے اس احتمال کو کہ مائل کی ہے اس کی طرف طحاوی نے سو کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن ادریس نے سنا میں نے مختار سے کہتا تھا کہ پوچھا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سو کہا کہ منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزفت سے اور فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے تو میں نے اس سے کہا کہ تو نے سچ کہا کہ مسکر حرام ہے سو ایک یا دو گھونٹ پینے پر تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو بہت نشہ لائے وہ تھوڑا بھی حرام ہے اور یہ سند صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے اور صحابی بہت پہچاننے والا ہے مراد کو اس شخص سے کہ اس کے بعد ہے اسی واسطے کہا عبداللہ بن مبارک نے جو کہا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مطلق قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل مسکر حرام اوپر حرام ہونے اس چیز کے کہ نشہ لائے اگرچہ شراب نہ ہو سو داخل ہوگا اس میں گھاس وغیرہ اور البتہ جزم کیا ہے نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ وہ مسکر ہے اور جزم کیا ہے اور لوگوں نے

ساتھ اس کے کہ وہ سستی لانے والا ہے اس واسطے کہ وہ پیدا کرتے ہیں ساتھ مشاہدہ کے وہ چیز جو پیدا کرتی ہے شراب طرب اور نشاط اور مداومت کرنے سے اوپر اس کے اور ڈوبنے سے بیچ اس کے اور برتقدیر اس کے کہ وہ مسکر نہیں تو البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی ابوداؤد میں ہر مسکر اور مفتر سے یعنی سستی لانے والی چیز سے جیسے کہ بھنگ اور پوست وغیرہ ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥١٥٩ - وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهَا الْحَنْتَمَ وَالنَّقِيرَ.

۵۱۵۹۔ زہری سے روایت ہے کہا کہ خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بنایا کرو شیرہ کھجور کا کدو میں اور نہ روغنی رال والے برتن میں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ سبز گھڑے اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن کو لاحق کرتے تھے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے مسلم نے زاذان کے طریق سے کہا کہ پوچھا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو برتنوں سے تو انہوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ساتھ لغت اپنی کے اور تفسیر کرے اس کو واسطے ہمارے ہماری لغت میں سو کہا کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنتم سے اور وہ گھڑا ہے اور دبا سے اور وہ کدو ہے اور نقیر سے اور وہ کھجور کی جڑ ہے جو کریدی جاتی ہے اور مزفت سے اور وہ رال والا برتن ہے۔

تنبیہ: کہا مہلب نے کہ وجہ داخل کرنے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی نہی میں شیرہ بنانے سے بیچ برتنوں مذکورہ کے باب الخمر من العسل میں یہ ہے کہ شہد نہیں ہوتا ہے نشہ لانے والا مگر بعد نبیذ کرنے کے اور شہد نبیذ بنانے سے پہلے مباح ہے سو اشارہ کیا طرف پرہیز کرنے بعض اس چیز سے کہ شیرہ بنایا جائے بیچ اس کے اس واسطے کہ جلدی کرتا ہے اس کی طرف نشہ لانا۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي أَنَّ الْخَمْرَ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ.

باب ہے بیچ اس بیان کے کہ خمر وہ ہے جو ڈھانکے عقل کو شراب سے۔

فائدہ: اسی طرح قید کیا ہے اس کو ساتھ شراب کے اور اس پر اتفاق ہے اور نہیں وارد ہوتا ہے اس پر کہ غیر شراب کا مسکر نہیں ہوتا اس واسطے کہ کلام سوائے اس کے کچھ نہیں اس میں ہے کہ کیا اس کا نام شراب رکھا جاتا ہے یا نہیں؟

٥١٦٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ

۵۱۶۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھا سو کہا کہ تحقیق شان یہ ہے کہ اترا احرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیزوں سے تھی انگور سے اور کھجور سے اور گندم سے اور جو سے اور شہد سے اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَآءَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ وَثَلَاثٌ وَدِدْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتّٰى يَعْهَدَ إِلَيْنَا عَهْدًا الْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَأَبْوَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الرِّبَا قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا عَمْرٍو فَشَيْءٌ يُصْنَعُ بِالسِّنْدِ مِنَ الْأَرْزِ قَالَ ذَاكَ لَمْ يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ وَقَالَ حَجَّاجٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ مَكَانَ الْعِنَبِ الزَّبِيْبَ.

خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے اور تین احکام ہیں میں نے تمنا کی کہ نہ جدا ہوتے ہم سے حضرت ﷺ یعنی نہ فوت ہوتے یہاں تک کہ عہد کرتے ہماری طرف عہد کرنا یعنی بیان کرتے اس کو بیان شافی ایک حکم دادا کا ہے دوسرا حکم کلالہ کا تیسرا چند باب بیاج کے بابوں سے میں نے کہا اے ابو عمرو! (یہ شعبی کی کنیت ہے اور قائل ابو حیان ہے) ایک چیز ہے کہ بنائی جاتی ہے سندھ میں چاول سے؟ کہا کہ یہ یعنی بنانا شراب کا چاول سے حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ تھا کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نہ تھا اور کہا حجاج نے حماد سے ابو حیان سے جگہ انگور کی خشک انگور۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ پانچ چیزوں سے تھی تو یہ جملہ حالیہ ہے یعنی اترا احرام ہونا شراب کا بیچ حال ہونے اس کے کی کہ بنائی جاتی ہے پانچ چیزوں سے اور یہ حدیث وارد کیا ہے اس کو اصحاب مسانید اور ایوب نے بیچ احادیث مرفوعہ کے اس واسطے کہ اس کے لیے ان کے نزدیک حکم رفع کا ہے اس واسطے کہ وہ خبر صحابی کی ہے جو اترنے کی وقت موجود تھا خبر دی ہے اس نے سبب نزول اس کے سے اور البتہ خطبہ پڑھا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے منبر پر بموجودگی کبار اصحاب وغیرہ کے نہیں منقول ہے کسی صحابی سے انکار اس کا اور ارادہ کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اترنے تحریم خمر کے اس آیت کو جو مذکور ہے اشربہ کی ابتدا میں اور وہ آیت مائدہ کی ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ الآیۃ سو ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے تنبیہ کرنے کا اس پر کہ مراد ساتھ خمر کے اس آیت میں نہیں ہے خاص ساتھ اس شراب کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے بلکہ شامل ہے اس چیز کو کہ بنائی جاتی ہے اس کے غیر سے اور موافق ہے اس کو حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو گزری کہ وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ اصحاب نے سمجھا تحریم خمر سے حرام کرنا ہر نشہ لانے والی چیز کا برابر ہے کہ انگور سے ہو یا اس کے غیر سے اور البتہ آیا ہے یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا صریح حضرت ﷺ سے سو روایت کی ہے اصحاب سنن نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ شراب انگور کے نچوڑ سے ہے اور کھجور سے اور گندم سے اور جو سے اور چنے سے اور میں منع کرتا ہوں تم کو ہر نشہ لانے والی چیز سے لفظ ابوداؤد کا ہے اور زیادہ کیا اس میں کہ نعمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا لوگوں پر کوفے میں اور واسطے ابوداؤد کے ہے اور وجہ سے کہ

بے شک انگور سے شراب ہے اور خشک کھجور سے شراب ہے اور شہد سے شراب ہے اور گندم سے شراب ہے اور شہد سے اور واسطے احمد رحمۃ اللہ علیہ کے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے ساتھ سند صحیح کے کہا کہ شراب انگور سے ہے اور کھجور سے اور شہد سے اور گندم سے اور جو سے اور چنے سے روایت کیا ہے اس کو ابو یعلی نے اور موافق ہے یہ اس چیز کو کہ پہلے گزر چکی ہے تفسیر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اترا حرام ہونا شراب کا اور البتہ مدینے میں پانچ قسم کی شراب تھی نہ تھی ان میں شراب انگور کی ماخامر العقل یعنی عقل کو ڈھانکے یا خلط ملط کرے سو نہ چھوڑے اس کو اپنے حال پر اور وہ از قسم مجاز تشبیہ کے ہے اور عقل وہ آلہ تمیز کا ہے اور اسی واسطے حرام ہے جو اس کو ڈھانکے یا بدل ڈالے اس واسطے کہ دور ہوتا ہے ساتھ اس کے ادراک جو طلب کیا ہے اس کو اللہ نے اپنے بندوں سے تا کہ قائم ہوں ساتھ حقوق اس کے کی کہا کرمانی نے کہ یہ تعریف ہے باعتبار لغت کے اور بہر حال باعتبار عرف کے سو وہ وہ چیز ہے جو ڈھانکے عقل کو نچوڑ انگور سے خاص اسی طرح کہا ہے اس نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں تھے عمر رضی اللہ عنہ بیچ مقام تعریف لغت کے بلکہ وہ بیچ مقام بیان حکم شرعی کے تھے سو گویا کہ انہوں نے کہا کہ وہ خمر کہ واقع ہوا ہے حرام ہونا اس کا بیچ زبان شرع کے وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے علاوہ ازیں اہل لغت کو بھی اس میں اختلاف ہے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا اور تسلیم کیا جائے کہ خمر لغت میں خاص ہے ساتھ اس شراب کے جو بنائی جائے انگور سے تو ہم کہتے ہیں کہ اعتبار ساتھ حقیقت شرعی کے ہے اور البتہ پے در پے وارد ہو چکی ہیں حدیثیں اس پر کہ جو نشہ والی چیز کہ بنائی جائے غیر انگور سے نام رکھا جاتا ہے اس کا شراب اور حقیقت شرعی مقدم ہے حقیقت لغوی پر اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ شراب ان دونوں درختوں سے ہے کھجور سے اور انگور سے کہا بیہقی نے کہ نہیں ہے مراد حصر کرنا بیچ دونوں کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ شراب ان دونوں کے سوائے اور چیزوں سے بھی بنائی جاتی ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ خمر شرعا نہیں خاص نہیں ہے ساتھ اس شراب کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے میں کہتا ہوں اور ٹھہرایا ہے طحاوی نے ان حدیثوں کو آپس میں معارض اور وہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ خمر دو چیزوں سے ہے ساتھ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے اور جو ان کے موافق ہے کہ شراب بنائی جاتی ہے غیر ان دونوں کے سے اور اسی طرح حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ اس سے مدینے میں کچھ چیز نہ تھی اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور بیان اختلاف الفاظ اس کے کا ایک لفظ اس کا یہ ہے کہ شراب حرام ہوئی اور شراب ان کی فضیخ تھی اور ایک لفظ اس کا یہ ہے کہ ہم اس کو اس وقت شراب گنتے تھے کہ جس دن شراب حرام ہوئی اس وقت کچی اور خشک کھجور سے بنائی جاتی تھی سو جب اصحاب نے اس میں اختلاف کیا تو پایا ہم نے اتفاق امت کا اس پر کہ نچوڑ انگور کا جب کہ گاڑھا ہو اور جوش مارے اور جھاگ لائے تو وہ شراب ہے اور اس کا حلال جاننے والا کافر ہے تو دلالت کی

اس نے اس پر کہ نہیں عمل کیا انہوں نے ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ اگر عمل کرتے ساتھ اس کے تو البتہ کافر جانتے شیرہ کھجور کے حلال جاننے والے کو سو ثابت ہوا کہ نہیں داخل ہے شراب میں وہ چیز جو بنائی جائے غیر نچوڑ انگور کے سے اور جواب اس کا یہ ہے کہ نہیں لازم آتا اس سے کہ انہوں نے شیرہ کھجور کے حلال جاننے والے کو کافر نہ کہا یہ کہ منع کریں تسمیہ خمر کا اس واسطے کہ کبھی شریک ہوتی ہیں دو چیزیں نام میں اور جدا جدا ہوتی ہیں بعض اوصاف میں باوجود اس کے کہ موافق ہے اس پر کہ حکم مسکر کا شیرہ کھجور سے حکم تھوڑے انگور کا ہے تحریم میں سو نہ باقی رہا جھگڑا مگر نام رکھنے میں اور تطبیق درمیان حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور غیر اس کے یہ ہے کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محمول ہے غالب پر یعنی اکثر شراب کھجور اور انگور سے بنائی جاتی ہے اور محمول ہے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی اور جو اس کے موافق ہے اوپر ارادے تمام بیان کرنے اس چیز کے کہ معلوم تھا اس وقت سے کہ اس سے شراب بنائی جاتی ہے اور بہر حال قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سو اوپر ارادے ثابت کرنے اس بات کے ہے کہ خمر بولا جاتا ہے اس چیز پر کہ بنائی جاتی ہے انگور سے اس واسطے کہ اترنا تحریم خمر کا نہیں موافق پڑا نزدیک اس شخص کے کہ مخاطب کیا گیا ساتھ تحریم کے اس وقت مگر اس چیز کو کہ بنائی جائے غیر انگور سے یا اوپر ارادے مبالغہ کے سو نفی کی مطلق موجود ہونے اس کے کی مدینے میں اگرچہ موجود تھا اس میں ساتھ قلت کے اس واسطے کہ یہ کم ہونا اس کا بہ نسبت کثرت اس شراب کے کہ بنائی جاتی تھی غیر انگور سے کالعدم ہے اور البتہ کہا ہے راغب نے بیچ مفردات قرآن کے کہ نام رکھا گیا خمر واسطے ہونے اس کے کی کہ ڈھانکتا ہے عقل کو اور وہ نزدیک بعض لوگوں کے نام ہے واسطے ہر نشہ والی شراب کے اور نزدیک بعض کے خاص ہے ساتھ انگوری شراب کے اور نزدیک بعض کے واسطے اس شراب کے کہ نہ پکی ہو سو ترجیح دی اس نے اس کو کہ جو چیز کہ ڈھانکے عقل کو نام رکھا جاتا ہے اس کا شراب حقیقۃً اور اسی طرح کہا ہے ابو نصر قشیری نے اپنی تفسیر میں کہ نام رکھا گیا خمر کا خمر واسطے ڈھانکنے اس کے عقل کو یا واسطے خمیر ہونے اس کے کی اور اسی طرح کہا ہے غیر واحد نے اہل لغت سے ان میں سے ابو حنیفہ دینوری اور ابو نصر جوہری اور نقل کیا گیا ہے ابن اعرابی سے کہا کہ نام رکھا گیا خمر اس واسطے کہ چھوڑا گیا یہاں تک کہ خمیر ہو گیا اور خمیر ہونا اس کا اس کی بو کا بدلنا ہے اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا ساتھ اس کے واسطے ڈھانکنے اس کے کی عقل کو ہاں جزم کیا ہے سیدہ نے محکم میں ساتھ اس کے کہ خمر حقیقۃً سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے انگوری شراب کے ہے اور جو سوائے اس کے اور نشہ لانے والی چیزیں ہیں نام رکھا جاتا ہے ان کا خمر بطور مجاز کے اور کہا صاحب فائق نے بیچ اس حدیث کے ایاکم و الغبیرا فانھا خمر العالم کہ وہ نبیذ حبشی کا ہے جو بنایا گیا چینی سے نام رکھا گیا غبیرا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے غبرت سے اور قول اس کا خمر العالم یعنی مانند خمر عالم کی ہے نہیں فرق ہے درمیان اس کے اور درمیان اس کے میں کہتا ہوں اور نہیں تاویل اس کی یہ اولیٰ قول اس شخص کے سے جو کہتا ہے کہ مراد اکثر شراب عالم کا ہے اور کہا صاحب ہدایہ نے حنفیہ سے کہ خمر یعنی شراب نزدیک ہمارے وہ

چیز ہے جو نچوڑی جائے انگور کے پانی سے جب کہ گاڑھا ہو اور وہ معروف ہے نزدیک اہل لغت کے اور اہل علم کے کہا اس نے اور کہا گیا کہ وہ اسم ہے واسطے ہر مسکر کے واسطے اس حدیث کے کہ شراب ان دونوں درختوں سے ہے اور اس واسطے کہ وہ ماخوذ ہے مخامرت عقل سے اور یہ موجود ہے ہر نشہ والی چیز میں اور واسطے ہمارے اتفاق ہے اہل لغت کا اوپر تخصیص کرنے شراب کے ساتھ انگور کے اسی واسطے مشہور ہوئی ہے استعمال اس کی بیچ اس کے اور اسی واسطے کہ حرام ہونا شراب کا قطعی ہے اور حرام ہونا اس شراب کا کہ سوائے اس کے ہے ظنی ہے کہا اور نام رکھا گیا شراب کا شراب واسطے خمیر ہونے اس کے کی نہ واسطے ڈھانکنے اس کے کی عقل کو کہا اور نہیں منافی ہے یہ ہونے نام کے کو خاص بیچ اس کے جیسے کہ نجم میں ہے کہ وہ مشتق ہے ظہور سے پھر وہ خاص ہے ساتھ ثریا کے اور جواب حجت اولیٰ سے ثابت ہونا نقل کا ہے بعض اہل لغت سے کہ جو شراب کہ انگور کے سوائے اور چیز سے بنائی جائے اس کا نام بھی خمر رکھا جاتا ہے کہا خطابی نے کہ گمان کیا ہے قوم نے کہ عرب نہیں پہچانتے خمر کو مگر انگور سے سو کہا جاتا ہے واسطے ان کے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم جنہوں نے انگور کے سوائے اور چیزوں کی شراب کو خمر نام رکھا عرب ہیں فصحا سو اگر یہ نام صحیح نہ ہوتا تو نہ بولتے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ کہا کوفیوں نے کہ خمر انگور سے ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اعصر خمرا﴾ سو دلالت کی اس نے کہ شراب وہ ہے جو نچوڑ ہے نہ وہ چیز کہ بھگو کر اس کا شیرہ نکالا جائے کہا اور نہیں دلیل ہے اس میں حصر پر کہا اہل مدینہ اور تمام حجاز والے اور اہل حدیث سب نے کہ ہر نشہ لانے والی شراب خمر ہے اور حکم اس کا حکم اس چیز کا ہے کہ بنائی جائے انگور سے اور حجت ان کی یہ ہے کہ قرآن جب اترا ساتھ حرام کرنے خمر کے تو سمجھا اصحاب نے اور حالانکہ وہ اہل زبان تھے کہ جو چیز کہ نام رکھا جائے اس کا خمر داخل ہوتی ہے نہی میں سو بہایا انہوں نے اس شراب کو جو بنائی گئی تھی خشک کھجور اور تازہ کھجور سے اور نہ خاص کیا انہوں نے اس کو ساتھ اس شراب کے کہ بنائی گئی انگور سے اور بر تقدیر تسلیم جب ثابت ہو چکا نام رکھنا ہر نشہ لانے والی چیز کا خمر شرع سے تو ہوگی حقیقت شرعیہ اور وہ مقدم ہے اوپر حقیقت لغوی کے اور دوسری حجت سے جواب کہ وہ چیز ہے جو پہلے گزری کہ اختلاف دو مشترک چیزوں کا حکم میں بیچ تہدید کے نہیں لازم آتا اس سے جدا ہونا ان کا نام رکھنے میں مانند زنا کی مثلا کہ وہ صادق آتا ہے مثلا اس شخص پر کہ وطی کرے ساتھ بیگانی عورت کے اور اس شخص پر جو وطی کرے اپنے ہمسائے کی عورت سے اور دوسرا زنا زیادہ تر سخت ہے پہلے سے اور اس شخص پر کہ وطی کرے اپنے محرم سے اور وہ زیادہ تر سخت ہے دونوں سے اور باوجود اس کے نام زنا کا شامل ہے تینوں کو اور نیز پس احکام فرعی نہیں شرط ہے ان میں ادلہ قطعیہ سو نہیں لازم آتا قطع سے ساتھ حرام کرنے انگوری شراب کے اور نہ قطع سے ساتھ حرام ہونے اس شراب کے کہ بنائی جائے اس کے غیر سے یہ کہ نہ ہو حرام بلکہ حکم کیا جائے گا ساتھ حرام ہونے اس کے کی جب کہ ثابت ہو طریق ظنی سے حرام ہونا اس کا اور اسی طرح نام رکھنا اس کا خمر، واللہ اعلم۔ اور جواب تیسری حجت سے ثابت ہونا نقل کا ہے اس

شخص سے جو سب لوگوں سے زیادہ تر عالم ہے ساتھ زبان عرب کے ساتھ اس چیز کہ کہ نفی کی ہے اس نے اس کی اور کس طرح جائز ہے واسطے صاحب ہدایہ کے یہ کہ کہے نہ واسطے ڈھانکنے اس کے کی عقل کو باوجود قول عمر رضی اللہ عنہ کے روبرو اصحاب کے کہ خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے اور شاید سند اس کی وہ چیز ہے جو دعویٰ کیا ہے اس نے اتفاق اہل لغت کے سے سو حمل کیا اس نے قول عمر رضی اللہ عنہ کے کو مجاز پر لیکن اختلاف کیا ہے اہل لغت نے بیچ نام رکھنے خمر کے خمر سو کہا ابو بکر بن انباری نے کہ نام رکھا گیا ہے خمر کا خمر اس واسطے کہ وہ عقل کو خلط ملط کر دیتی ہے کہا اور اسی قبیل سے ہے قول اس کا خامرہ الداء یعنی مخلوط ہوئی ساتھ اس کے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ ڈھانکتی ہے عقل کو اور اسی قبیل سے ہے حدیث جو قریب آنے والی ہے خمروا آنیتکم یعنی اپنے برتنوں کو ڈھانکو اور اسی قبیل سے ہے خمار عورت کا اس واسطے کہ وہ اس کے منہ کو ڈھانکتا ہے اور یہ خاص تر ہے پہلی تفسیر سے اس واسطے کہ مخالطت سے ڈھانکنا لازم نہیں آتا اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا اس واسطے کہ وہ خمیر ہو گیا یہاں تک کہ پختہ ہو گیا جیسے کہا جاتا ہے اور اسی قبیل سے ہے خمرت الرای یعنی میں نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ ظاہر ہوا اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا خمر اس واسطے کہ ڈھانکا جاتا ہے یہاں تک کہ جوش مارے اور اسی قبیل سے ہے حدیث مختار کی کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خمر انگور سے ہے یا اس کے غیر سے؟ کہا کہ جو ڈھانکے تو اس سے پس وہ خمر ہے نکالا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے اور نہیں ہے کوئی مانع ثابت ہونے ان سب اقوال کے سے واسطے ثابت ہونے ان کے اہل لغت سے اور زبان عرب کے ساتھ معرفت والوں سے کہا ابن عبدالبر نے کہ سب وجہیں موجود ہیں خمرت میں اس واسطے کہ شراب چھوڑی گئی یہاں تک کہ پختہ ہو گئی اور ٹھہر گئی سو جب پی گئی تو اس نے عقل کو خلط ملط کر دیا یہاں تک کہ اس پر غالب ہوئی اور اس کو ڈھانکا اور کہا قرطبی نے کہ جو حدیثیں وارد ہیں انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بنا بر صحت اور کثرت کے باطل کرتی ہیں کوفیوں کے مذہب کو جو قائل ہیں ساتھ اس کے کہ خمر نہیں ہوتا ہے مگر انگور سے اور جو اس کے سوائے اور چیز سے ہو اس کا نام شراب نہیں رکھا جاتا اور نہیں شامل ہے اس کو نام خمر کا اور یہ قول ان کا مخالف ہے واسطے لغت عرب کے اور سنت صحیح کے اور واسطے اصحاب کے اس واسطے کہ جب شراب کا حرام ہونا اترا تو سمجھا انہوں نے امر اجتناب خمر سے حرام ہونا ہر نشہ لانے والی چیز کا اور نہ فرق کیا انہوں نے درمیان اس چیز کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے اور درمیان اس چیز کے کہ بنائی جاتی ہے غیر اس کے سے بلکہ انہوں نے دونوں کے درمیان برابری کی اور حرام کیا انہوں نے ہر چیز کو کہ نشہ لائے قسم اس کی اور نہ توقف کیا اور نہ تفصیل طلب کی اور نہ شبہ پڑا ان پر کسی چیز میں اس سے بلکہ جلدی کی انہوں نے طرف تلف کرنے اس چیز کے کی کہ تھی غیر نچوڑ انگور سے اور وہ اہل زبان ہیں اور ان کی لغت میں قرآن اترا سو اگر ان کو اس میں کچھ تردد ہوتا تو البتہ توقف کرتے بہانے سے یہاں تک کہ طلب کرتے کشف اور تفصیل کو اور تحقیق کرتے تحریم کو واسطے اس چیز کے کہ مقرر تھی نزدیک ان کے نہی ضائع کرنے مال کی سے

سو جب انہوں نے یہ کام نہ کیا اور جلدی کی طرف ضائع کرنے اس کے کی تو ہم نے معلوم کیا کہ سمجھا انہوں نے تحریم کو بطور نص کے سو جو قائل ہے ساتھ تفریق کے ہو گیا وہ چلنے والا بیچ غیر راہ ان کے کی پھر جوڑا گیا ساتھ اس کے خطبہ عمر رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس چیز کے کہ موافق ہے اس کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ ٹھہرایا اللہ نے حق کو ان کی زبان پر اور دل پر اور سنا اس کو اصحاب وغیرہم نے سو نہیں منقول ہے کسی ایک سے ان میں سے انکار اس کا اور جب ثابت ہوا کہ ان سب کا نام خمر رکھا جاتا ہے تو لازم آیا حرام ہونا تھوڑے اس کے کا اور بہت اس کے کا یعنی اس کا بہت بھی حرام ہے اور تھوڑا بھی حرام ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہیں حدیثیں صحیح بیچ اس کے پھر ذکر کیا ان کو کہا اور بہر حال حدیثیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے جن کے ساتھ مخالف نے تمسک کیا ہے سو ان میں سے کوئی چیز صحیح نہیں ہوئی بنا بر اس کے کہ کہا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اور بر تقدیر ثابت ہونے کسی چیز کے اس سے سو وہ محمول ہے او پر نقیع منقی اور کھجور کے پہلے اس سے کہ داخل ہو نشہ لانے کی حد میں واسطے تطبیق کے درمیان حدیثوں کے، میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کو ثابت ہونا مثل اس کے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کما سیاتی اور نہیں فرق ہے حلال ہونے میں درمیان اس کے اور نچوڑ انگور کے جو نچوڑا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اس شراب میں ہے جو گاڑھی ہو جائے ان دونوں سے کہ جدا جدا ہوتا ہے اس میں حکم یا نہیں اور البتہ بعض شافعیوں نے کوفیوں کی موافقت کی ہے ان کے اس دعوے میں کہ نام خمر کا خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے باوجود مخالفت ان کی کے واسطے اس کے بیچ تفرقہ ان کے کی حکم میں اور باوجود قول ان کے ساتھ حرام کرنے قلیل اس چیز کے کہ نشہ لائے بہت اس کا ہر شراب سے اور نقل کیا ہے ابن رفعہ نے مزنی اور ابن ابی ہریرہ اور اکثر اصحاب سے کہ نام رکھا جاتا ہے سب کا خمر حقیقۃ اور نقل کیا ہے ابن منذر نے مثل اس کی شافعی سے اور جو قائل ہے کہ شراب انگور اور غیر انگور دونوں سے ہے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور تابعین سے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور عروہ رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے لوگ اور یہ قول اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور عام اہل حدیث کا ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ جس نے انگوری شراب کے سوائے اور شرابوں پر خمر کا نام حقیقۃ بولا ہے اس کی مراد حقیقت شرعیہ ہو اور جس نے اس کی نفی کی ہے اس کی مراد حقیقت لغوی ہو اور البتہ جواب دیا ہے ساتھ اس کے ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا کہ حکم سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متعلق ہے ساتھ اسم شرعی کے سوائے لغوی کے، واللہ اعلم اور پہلے بیان کیا ہے میں نے الزام اس شخص کا جو قائل ہے ساتھ قول اہل کوفہ کے کہ خمر حقیقت سے انگور کے پانی میں مجاز ہے اس کے غیر میں یہ کہ لازم آتا ہے ان پر یہ کہ جائز رکھیں اطلاق لفظ واحد کا اوپر حقیقت اس کی کے اور مجاز اس کی کے اس واسطے کہ اصحاب کو جب شراب کا حرام ہونا پہنچا تو بہایا انہوں نے ہر شراب کو کہ

اس پر خمر کا لفظ بولا جاتا تھا بطور حقیقت کے اور مجاز کے اور جب اس کو انہوں نے جائز نہیں رکھا تو صحیح ہوا کہ کل خمر ہے حقیقت کے اور مجاز کے اور جب اس کو انہوں نے جائز نہیں رکھا تو صحیح ہوا کہ کل خمر ہے حقیقت اور نہیں ہے کوئی جواب اس سے اور بر تقدیر ڈھیلی چھوڑنے باگ کے اور تسلیم کرنے کے کہ خمر حقیقت ہے بیچ پانی انگور کے خاص تو یہ سوائے اس کے کچھ نہیں یہ کہ باعتبار حقیقت لغوی کے ہے اور لیکن باعتبار حقیقت شرعی کے سو سب شراب ہے حقیقت واسطے اس حدیث کے کل مسکر خمر سو جب گاڑھا ہوگا تو شراب ہوگا اور ہر شراب حرام ہے قلیل اس کا اور کثیر اس کا اور یہ مخالف ہے ان کے قول کو وباللہ التوفیق اور یہ جو کہا کہ میں نے آرزو کی تو اس کی آرزو اس واسطے کہ کہ وہ بعید تر ہے اجتہاد کے محذور سے اور وہ خطا ہے بیچ اس کے اگرچہ ہے ثواب دیا گیا او پر اس کے بر تقدیر واقع ہونے اس کے کی اس واسطے کہ فوت ہوتا ہے اس سے ساتھ اس کے اجر دوسرا اور عمل ساتھ نص کے اصابت محض ہے اور یہ جو کہا یہاں تک کہ عہد کرتے ہماری طرف عہد کرنا تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ نہ تھی نزدیک ان کے حضرت ﷺ سے نص بیچ اس کے اور مشعر ہے ساتھ اس کے کہ تھی پاس ان کے حضرت ﷺ سے اس چیز میں کہ خبر دی ساتھ اس کے خمر سے وہ چیز کہ نہ محتاج ہوئے ساتھ اس کے طرف کسی چیز کی سوائے اس کے یہاں تک کہ خطبہ پڑھا ساتھ اس کے اس حال میں کہ جزم کرنے والے تھے ساتھ اس کی اور یہ جو کہا کہ دادا اور کلالہ الخ تو مراد جد سے قدر اس چیز کا ہے کہ وارث ہوتا ہے اس واسطے کہ اصحاب کو اس میں بہت اختلاف ہے اور عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حکم کیا انہوں نے اس میں ساتھ احکام مختلف کے اور کلالہ کا بیان فرائض میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور بہر حال چند باب بیاج کے سو شاید یہ اشارہ ہے طرف بیاج زیادہ لینے کے اس واسطے کہ بیاج نسیہ پر تو سب اصحاب کا اتفاق ہے اور سیاق عمر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیاج کے بعض بابوں میں نص تھی سوائے بعض کے اسی واسطے آرزو کی باقی کی معرفت کی اور یہ جو کہا کہ چاول کی شراب حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ تھی اگرچہ نہی اس سے البتہ عام ہے سب شرابوں کو سو کہا کہ خمر یعنی شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے کہا اسماعیلی نے یہ کلام اخیر دلالت کرتا ہے اس پر کہ قول اس کا الخمر ما خامر العقل حضرت ﷺ کی کلام سے ہے کہا خطابی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ گنا عمر رضی اللہ عنہ نے پانچ چیزوں کو جو مذکور ہیں واسطے مشہور ہونے نام ان کے کی ان کے زمانے میں اور نہ تھے سب پائے جاتے مدینے میں عام طور سے اس واسطے کہ گندم وہاں نہایت کم دستیاب تھی اور اسی طرح شہد بھی بلکہ نہایت ہی کامیاب تھا سو گنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان شرابوں کو کہ پہچانا بیچ اس کے اور ٹھہرایا اس شراب کو کہ اس کے معنی میں ہے اس چیز سے کہ بنائی جاتی ہے چاول وغیرہ سے خمر اگر ہو اس چیز سے کہ ڈھانکے عقل کو اور اس میں دلیل ہے اوپر جواز پیدا کرنے نام کے قیاس سے اور لینا اس کا طریق اشتقاق سے اسی طرح کہا ہے اور رد کیا ہے اس کو ابن عربی نے بیچ جواب اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا کل مسکر خمر معنی اس کے یہ ہیں کہ مثل خمر کی یعنی مثل یہاں

مقدر ہے کہا اس نے بلکہ اصل عدم تقدیر ہے اور نہیں رجوع کیا جاتا طرف تقدیر کے مگر واسطے حاجت کے سو اگر کہا جائے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محتاج ہوئے ہم اس کی طرف کہ نہیں مبعوث ہوئے حضرت ﷺ واسطے بیان اسماء کے ہم کہتے ہیں کہ بلکہ بیان کرنا اسموں کا جملہ احکام سے ہے واسطے اس شخص کے جو اس کو نہ جانتا ہو خاص کرتا کہ قطع کرے تعلق قصد کو ساتھ اس کے کہا اور نیز اگر نہ ہوتا فصیح شراب اور پکارتا پکارنے والا کہ حرام ہوئی شراب تو نہ جلدی کرتے طرف بہانے اس کے کی اور نہ سمجھتے کہ وہ داخل ہے بیچ مسمی شراب کے اور حالانکہ وہ فصیح اللسان تھے اگر کہا جائے کہ یہ ثابت کرنا اسم کا ہے ساتھ قیاس کے ہم کہتے ہیں کہ وہ ثابت کرنا لغت کا ہے لغت والوں سے اس واسطے کہ اصحاب فصیح تھے سمجھا انہوں نے شرع سے جو سمجھا لغت سے اور سمجھا انہوں نے لغت سے جو سمجھا شرع سے اور ذکر کیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ حجت پکڑی ہے بعض کوفیوں نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ساتھ سند جید کے اور بہر حال خمر سو حرام ہے نہیں کوئی راہ طرف اس کی اور بہر حال جو سوائے اس کے اور شراب ہے سو ہر نشہ والی چیز حرام ہے کہا اور جواب اس کا یہ ہے کہ ثابت ہو چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کل مسکر خمر یعنی ہر لانے والی خمر ہے سو انگوری شراب کا نام خمر رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خمر کا نام اس میں بند ہو اور کسی چیز کو خمر نہ کہا جائے اور نیز اس طرح حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ اس سے مدینے میں کچھ چیز نہ تھی مراد ان کی وہ شراب ہے جو انگور سے بنائی گئی ہو اور نہیں ہے مراد ان کی یہ کہ اس کے سوائے اور شراب کا نام خمر نہیں رکھا جاتا ساتھ دلیل دوسری حدیث اس کی کے اترا حرام ہونا شراب کا اور حالانکہ مدینے میں پانچ قسم کی شراب تھی سب کو خمر کہا جاتا تھا نہ تھی ان میں شراب انگور کی اور اس حدیث میں فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے ذکر کرنا احکام کا ہے منبر پر تا کہ مشہور ہو سننے والوں میں اور ذکر کرنا اما بعد کا بیچ اس کے اور تنبیہ اوپر شرابت عقل کے اور فضیلت اس کی کے اور آرزو کرنا خیر کا اور آرزو کرنا بیان کا واسطے احکام کے۔ (فتح)

٥١٦١ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ الْخَمْرُ يُصْنَعُ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ.

۵۱۶۱۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شراب بنائی جاتی ہے پانچ چیز سے خشک انگور سے اور کھجور سے اور گندم سے اور جو سے اور شہد سے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَّسْتَحِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو حلال جانتا ہے شراب کو اور نام رکھتا ہے اس کا غیر نام اس کے کی یعنی

اس کا کوئی اور نام رکھتا ہے۔

وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَامِرٍ أَوْ أَبُوْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ وَاللّٰهِ مَا كَذَبَنِيْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَأْتِيْهِمْ يَعْنِي الْفَقِيْرَ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ابو عامر یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ البتہ میری امت سے کچھ لوگ ہوں جو حلال جانیں گے زنا کو اور ریشمی کپڑے کو اور شراب کو اور معازف یعنی راگ سرور اور ناچ رنگ کے آلات اور باجوں کو مانند طبل اور نقارے اور بربط اور طنبور وغیرہ کی اور البتہ اتریں گے چند لوگ اونچے پہاڑ کے پہلو میں اور چرواہا ان کے مویشی ان کے پاس شام کو چرا لائے گا کوئی محتاج ان کے پاس کسی حاجت کے واسطے آئے گا تو وہ کہیں گے کہ کل ہمارے پاس پھر آنا یعنی آج نہیں کل کچھ دیں گے سو اللہ ان کو رات کے وقت ہلاک کر ڈالے گا اور پہاڑ کو ان پر گرائے گا اور صورت بدل دے گا ان کی بندر اور سور قیامت تک۔

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ گویا کہ مراد ساتھ امت کے وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو ان کا نام رکھائے اور حلال جانے واسطے ان کے اس چیز کو کہ نہیں حلال ہے واسطے ان کے سو وہ کافر ہے اگر ظاہر کرے اس کو اور منافق ہے اگر چھپائے اس کو یا وہ شخص کہ مرتکب ہو حرام چیزوں کا کھلم کھلا ہلکا جان کر سو وہ قریب ہے کفر کے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہلائے اس واسطے کہ اللہ زمین میں نہیں دھنسائے گا اس شخص کو جس پر اس کی رحمت معاد میں عود کرے اسی طرح کہا ہے اس نے اور اس میں نظر ہے اس کی توجیہ آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ کہا ابن منیر نے کہ ترجمہ مطابق ہے واسطے حدیث کے مگر حضرت ﷺ کے اس قول میں ویسمیه بغیر اسمه سو شاید اس نے قناعت کی ہے ساتھ استدلال کے واسطے اس کے ساتھ قول حضرت ﷺ کے حدیث میں من امتی اس واسطے کہ جو امت محمدی سے ہو بعید ہے کہ حلال جانے شراب کو بغیر تاویل کے اس واسطے کہ اگر عناد یا مکابرے سے ہو تو ہوگا خارج امت سے اس واسطے کہ حرام ہونا شراب کا معلوم ہے ساتھ ضرورت کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے بیچ غیر اس طریق کے تصریح ساتھ معنی ترجمہ کے لیکن وہ حدیث اس کی شرط کے موافق نہیں سو قناعت کی اس نے ساتھ استدلال کے ساتھ اس چیز کے کہ بیان کیا اس کو اشارے سے میں کہتا ہوں کہ جس روایت کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے

روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میری امت سے کچھ لوگ شراب پئیں گے نام رکھیں گے اس کا ساتھ غیر نام اس کے کی اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور واسطے اس کے شواہد ہیں بہت اور ابن ماجہ میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ جائیں دن اور رات یہاں تک کہ ایک گروہ میری امت سے شراب پئیں گے اور ابو مسلم خولانی سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا میں نے کہا اے ماں مسلمانوں کی! شام کے لوگ ایک شراب کو پیتے ہیں کہ اس کو طلا کہا جاتا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کچھ لوگ میری امت سے شراب کو پئیں گے نام رکھیں گے اس کا ساتھ غیر نام اس کے کی کہا ابو عبید نے کہ آئے ہیں شراب میں بہت آثار ساتھ مختلف ناموں کے سو ذکر کیا ان میں سے سکر کو اور ربعہ کو اور سکرجہ کو یہاں تک کہ کہا کہ یہ کل شرابیں میرے نزدیک کنایت ہیں شراب سے اور وہ داخل ہیں بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **یشربون الخمر یسمونها بغیر اسمها** اور تائید کرتا ہے اس کی قول عمر رضی اللہ عنہ کا **الخمر ما خامر العقل** اور نہیں التفات ہے طرف ابو محمد بن حزم ظاہری کی بیچ رد کرنے اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ابو عامر اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بے شک میری امت سے چند لوگ ہوں گے کہ حلال جانیں گے ریشمی کپڑے کو اور خمر کو اور باجوں کو، الحدیث اس جہت سے کہ وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس طور کے قال ہشام بن عمار اور بیان کیا اس کو ساتھ سند اپنی کے سو گمان کیا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ وہ منقطع ہے درمیان بخاری رحمہ اللہ اور ہشام رحمہ اللہ کے اور ٹھہرایا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے اس کو جواب حجت پکڑنے بخاری رحمہ اللہ کے سے ساتھ اس کے اوپر حرام ہونے آلات ملاہی کے اور خطا کی اس میں کئی وجہ سے اور حدیث صحیح ہے معروف الاتصال ہے ساتھ شرط صحیح کے اور بخاری رحمہ اللہ کبھی کرتا ہے ایسا کام اس واسطے کہ اس نے حدیث کو دوسری جگہ میں اپنی کتاب سے سند متصل ذکر کیا ہوتا ہے اور کبھی کرتا ہے اس کو واسطے غیر اس کے کی اسباب سے کہ نہیں ہوتا ہے ساتھ ان کے خلال انقطاع کا اور یہ جو کہا کہ حلال جانیں گے شراب کو تو احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ یہ اعتقاد کریں گے اس کو حلال اور احتمال ہے کہ مراد مجاز ہو استرسال سے یعنی اپنے آپ کو اس میں ڈھیلا چھوڑیں گے مانند ڈھیلا چھوڑنے کے حلال میں اور البتہ ہم نے سنا اور دیکھا اس کو جو یہ کرتا ہے اور معازف سے مراد آلات ملاہی کے ہیں اور صحاح جوہری میں ہے کہ آلات لہو کے ہیں اور بعض نے کہا کہ آواز ملاہی کا ہے اور دمیاطی نے کہا کہ معازف دفوف وغیرہ ہیں اس چیز سے کہ بجائی جاتی ہے اور یہ جو کہا کہ صورت بدل دے گا دوسروں کی، الخ تو مراد ساتھ اس کے وہ لوگ ہیں جو نہیں ہلاک ہوئے بیات مذکور میں یا ان لوگوں کے سوائے اور قوم سے مراد ہیں کہا ابن عربی نے احتمال ہے کہ ہو بدل دینا صورت کا حقیقت جیسے کہ واقع ہوا واسطے پہلی امتوں کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد بدل ہونے اخلاق ان کے سے، میں کہتا ہوں اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتھ سیاق کے اور اس حدیث میں وعید

شدید ہے اس شخص پر جو حیلہ بنائے بیچ حلال کرنے اس چیز کے کہ حرام ہو ساتھ بدل دینے نام اس کے کی اور یہ کہ حکم دائر ساتھ علت کے اور علت بیچ حرام ہونے شراب کے نشہ لانا ہے سو جب نشہ لانا پایا جائے تو حرام ہونا بھی پایا جائے گا اگرچہ نام بدستور نہ رہے کہا ابن عربی نے کہ وہ اصل ہے اس میں کہ احکام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متعلق ہیں ساتھ معنی اسموں کے نہ ساتھ لقبوں ان کے کی واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو حمل کرتا ہے اس کو لفظ پر۔ (فتح)

بَابُ الْاِنْتِبَاذِ فِي الْاَوْعِيَةِ وَالتَّوْرِ. باب ہے بیچ بھگونے کھجور کے برتنوں میں اور کونڈے میں یعنی واسطے شیرہ نکالنے اس کے کی۔

فائدہ: یہ عطف خاص کا ہے عام پر اس واسطے کہ تور بھی منجملہ برتنوں کے ہے اور وہ برتن ہے پتھر سے یا تانبے سے یا لکڑی سے اور کبھی کہا جاتا ہے اس کو تور مگر جب کہ ہو چھوٹا۔

۵۱۶۲ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُوْلُ أَتٰى أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعْتُ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ.

۵۱۶۲۔ حضرت ابو حازم سے روایت ہے کہ ابو اُسید رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی کے کھانے میں بلایا سو اس کی عورت ان کی خدمت گار تھی اور وہی دلہن تھی اس نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا؟ میں نے آپ کے واسطے رات سے چند کھجوریں کونڈے میں بھگو رکھی ہیں یعنی ان کا شیرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔

فائدہ: نبیذ یہ ہے کہ انگور یا کھجور کو پانی میں ڈال دے بغیر پکانے کے تاکہ اس کی شیرینی پانی میں آجائے یعنی اس کا شیرہ نکل کر شربت بن جائے اور اس کو رہنے دیتے ہیں تاکہ اس میں کچھ تیزی اور تغیر بھی ظاہر ہو نہ تغیر ہر حد نشہ کو پہنچے اور نقیع بھی اسی طرح بنتا ہے اور یہ شربت لذیذ ہوتا ہے اور نافع ہوتا ہے بدن کا اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مشک میں نبیذ بنایا جاتا تھا اور جب مشک نہ ہوتی تو آپ کے واسطے کونڈے میں نبیذ بنایا جاتا تھا روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور تعبیر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں ساتھ نبیذ بنانے کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ نقیع نام نبیذ رکھا جاتا ہے سو نبیذ کا لفظ جو حدیثوں میں آیا ہے تو مراد اس سے نقیع ہے اور البتہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ نقیع کے جب تک کہ نہ نشہ لائے کہا مہلب نے کہ نقیع حلال ہے جب تک کہ نہ گاڑھا ہو سو جب گاڑھا ہو اور جوش مارے تو حرام ہوتا ہے اور شرط کی ہے حنفیوں نے کہ جھاگ لائے اور جب رات کو چھوہارے بھگو دے اور دن کو پیئے یا بالعکس تو نہیں گاڑھا ہوتا اور اس میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

کی ہے یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھی نبیذ بنائی جاتی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشک میں کہ اس کی اوپر کی جانب بند کی جاتی اور اس کو عشاء کے وقت پیتے اور رات کے وقت اس کو بھگوتے تو صبح کو پیتے اور ابو داؤد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صبح کو چھوہارے بھگوتیں اور جب رات کو کھانے کا وقت ہوتا تو کھانا کھاتے اور کھانے کے اوپر وہ شیرہ پیتے اور اگر کچھ چیز بچتی تو میں اس کو ڈال دیتی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رات کو چھوہارے بھگوئے جاتے سو جب صبح ہوتی اور صبح کا کھانا کھاتے تو اس کو صبح کے کھانے پر پیتے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ہم صبح وشام مشک کو دھو ڈالتے تھے سو ان حدیثوں میں قید ہے ساتھ دن اور رات کو اور روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مشک میں چھوہارے بھگوئے جاتے سو جب صبح کرتے تو پیتے دن کو اور اس کی رات کو اور اگلے دن سو جب شام ہوتی تو اس کو پیتے یا خادم کو پلاتے اور اگر کچھ چیز بچتی تو اس کو بہا دیتے کہا ابن منذر نے کہ شراب اس مدت میں کہ ذکر کیا ہے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیا جاتا تھا میٹھا اور وہ صفت کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو کبھی پہنچتی ہے طرف شدت اور جوش مارنے کی لیکن محمول ہے وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے امر خادم کے ساتھ پینے اس کے کی اس پر کہ وہ شدت اور جوش مارنے کی حد کو نہیں پہنچتا تھا اور اگر اس حدیث کو پہنچتا تو نشہ لاتا اور اگر نشہ لاتا تو البتہ حرام ہوتا پینا اس کا مطلق اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جو قائل ہے ساتھ جواز پینے قلیل اس چیز کے کہ نشہ لائے بہت اس کا اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ ظاہر ہوا تھا اس میں کچھ تغیر اس کے مزے میں کھٹائی سے یا مانند اس کی سے سو پلایا خادم کو اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ابو داؤد نے کہ مراد یہ ہے کہ جلدی کی اس کی طرف فساد نے اور احتمال ہے کہ ہو "أ" بیچ حدیث کے واسطے تنویع کے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ وہ خادم کو پلایا یا حکم کیا ساتھ اس کے سو بہایا گیا یعنی اگر اس کے ذائقہ میں کچھ تغیر ظاہر ہوا ہوتا اور نہ گاڑھا ہوتا تو خادم کو پلاتے اور اگر گاڑھا ہوتا تو اس کے بہا دینے کے ساتھ حکم کرتے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے سو کہا اس نے کہ وہ اختلاف ہے اوپر دو حالتوں کے اگر اس میں شدت ظاہر ہوتی تو اس کو بہا دیتے اور اگر اس میں شدت ظاہر نہ ہوتی تو خادم کو پلاتے تا کہ نہ ہو اس میں ضائع کرنا مال کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کو ستھرائی کے واسطے نہ پیتے تھے اور تطبیق دی ہے اس نے درمیان حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس طور کے کہ پینا نقیع کا ایک دن میں نہیں منع کرتا پینے اس کے کو بیچ زیادہ کے ایک دن سے اور احتمال ہے کہ ہو ساتھ اختلاف حال یا زمانے کے ساتھ حمل کرنے اس چیز کے کہ ایک دن پیتے تھے اس پر کہ جب کہ تھوڑا ہو اور یہ اس پر جب کہ وہ بہت سو بچ رہتا جو پیتے اس کو بعد اس کے اور یا یہ کہ ہو تا بیچ شدت گرمی کے مثلا سو جلدی کرتا اس کی طرف فساد اور یہ شدت سردی میں سو نہ جلدی کرتا اس کی طرف فساد۔ (فتح)

بَابُ تَرْخِيصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالظُّرُوفِ بَعْدَ النَّهْيِ

باب ہے بیچ بیان رخصت دینے حضرت ﷺ کے برتنوں میں اور ظرفوں میں نہی کے بعد

فائدہ: ذکر کی ہیں بخاری رحمہ اللہ نے اس میں پانچ حدیثیں اول حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور وہ عام ہے رخصت میں دوسری حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی اور اس میں استثناء مزفت کا ہے تیسری حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے بیچ نہی کے دبا سے اور مزفت سے چوتھی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی مثل اس کی پانچویں حدیث ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی ہے نہی میں سبز ٹھلیا سے اور ظاہر اس کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی رائے یہ ہے کہ عام ہونا رخصت کا مخصوص ہے ساتھ اس چیز کے کہ اور حدیثوں میں ہے اور یہ مسئلہ خلافیہ ہے سو مالک رحمہ اللہ کا تو یہ مذہب ہے جس پر بخاری رحمہ اللہ کی کاریگری دلالت کرتی ہے اور کہا ثوری اور شافعی رحمہ اللہ اور ابن حبیب مالکی نے کہ یہ مکروہ ہے اور حرام نہیں اور کہا کوفیوں نے کہ مباح ہے اور احمد رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں اور البتہ باسند بیان کی ہے طبری نے عمر رضی اللہ عنہ سے وہ چیز جو مالک رحمہ اللہ کے قول کو تائید کرتی ہے اور وہ قول ان کا ہے کہ پینا میرا چلمچی سے پانی جلا ہوا بہتر ہے مجھ کو اس سے کہ میں ٹھلیا کی نبیذ پیوں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نہ پیا جائے نبیذ ٹھلیا کا اگرچہ زیادہ تر میٹھا ہو شہد سے اور باسند بیان کی ہے اس نے نہی ایک جماعت اصحاب سے کہا ابن بطال نے کہ نہی برتنوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھی واسطے کاٹنے ذریعہ کے سو جب انہوں نے کہا کہ ہم کو کچھ چارہ نہیں شیرہ بنانے سے برتنوں میں تو فرمایا کہ نبیذ بنایا کرو یعنی کھجور وغیرہ بھگو کر اس کا شیرہ نکالا کرو اور ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور اسی طرح حکم ہے ہر چیز میں کہ نہی کی گئی ہے اس سے ساتھ معنی نظر کرنے کے اس کے غیر کی طرف کہ وہ ساقط ہوتی ہے واسطے ضرورت کے مانند نہی کے بیٹھنے سے راہوں میں سو جب انہوں نے کہا کہ ہم کو اس سے کوئی چارہ نہیں تو فرمایا کہ راہ حق کا ادا کیا کرو اور کہا خطابی نے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول اسلام میں تھی پھر منسوخ ہوئی اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ نہی شیرہ بنانے سے ان برتنوں میں باقی ہے ان میں سے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ساتھ اس کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور قول اول اصح ہے اور معنی نہی میں یہ ہیں کہ شراب کے مباح ہونے کا زمانہ قریب تھا سو جب مشہور ہوا حرام ہونا اس کا تو مباح ہوا واسطے اس کے شیرہ بنانا ہر برتن میں ساتھ شرط نہ پینے نشہ والی چیز کے اور جو کہتا ہے کہ نہی بدستور ہے سو شاید اس کو ناسخ نہیں پہنچا اور کہا حازمی نے جو شخص مالک رحمہ اللہ کے قول کی تائید کرتا ہے اس کے واسطے جائز ہے یہ کہ کہے کہ وارد ہوئی نہی سب برتنوں سے پھر منسوخ ہوئے اس سے برتن چمڑے کے اور گھڑے سوائے رال والے برتن کے اور جو ان کے سوائے ہے وہ بدستور منع رہا پھر تعاقب کیا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے تصریح بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک مسلم کے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ میں نے تم کو منع کیا تھا شرابوں سے مگر چمڑے کے برتنوں میں سو اب پیا کرو ہر برتن میں

لیکن نشہ لانے والی چیز نہ پینا اور طریق تطبیق کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ جب واقع ہوئی تھی عام طور سے تو انہوں نے حاجت کی شکایت کی سو رخصت دی حضرت ﷺ نے ان کو چمڑے کے برتنوں میں پھر شکایت کی کہ سب ان کو نہیں پاتے سو رخصت دی واسطے ان کے سب برتنوں میں۔ (فتح)

٥١٦٣ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوْفِ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّهٗ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا قَالَ فَلَا اِذًا وَقَالَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا وَقَالَ فِيْهِ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَوْعِيَةِ.

۵۱۶۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے برتنوں سے منع کیا تو انصاریوں نے کہا کہ ہم کو ان سے کوئی چارہ نہیں یعنی ہمارے اور برتن نہیں فرمایا کہ سو نہ اس وقت یعنی جب تم کو ان سے کوئی چارہ نہیں تو ان کو نہ چھوڑو۔ اور کہا خلیفہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے منصور سے سالم بن جعد سے جابر سے ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس حدیث کے حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس اسناد اور متن کے اور کہا جب منع کیا حضرت ﷺ نے برتنوں سے۔

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نہی تھی واقع ہوئی اوپر تقدیر عدم حاجت کے یا واقع ہوئی وحی فی الحال ساتھ سرعت کے یا حکم اس مسئلے میں حضرت ﷺ کی رائے کے سپرد تھا اور یہ احتمال رد کرتے ہیں اس شخص پر جو جزم کرتا ہے کہ حدیث میں حجت ہے اس میں کہ تھے حضرت ﷺ حکم کرتے ساتھ اجتہاد کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ برتن نہیں حلال کرتے کسی چیز کو اور نہ حرام کرتے ہیں لیکن ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

٥١٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَسْقِيَةِ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَآءً فَرَخَّصَ لَهُمْ

۵۱۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے مشکوں سے منع کیا یعنی ان میں چھوہارے کا شیرہ نکالنے سے تو حضرت ﷺ سے کہا گیا کہ سب لوگ مشک نہیں پاتے تو رخصت دی حضرت ﷺ نے ان کو ٹھلیا میں سوائے رال والے برتن کے۔

فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں لفظ مشکوں کا اور البتہ سمجھ گیا ہے بخاری رحمہ اللہ اس کو سو کہا بعد بیان کرنے حدیث کے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے ساتھ اس کے اور کہا برتنوں سے یعنی مشکوں کی جگہ برتنوں کا لفظ بولا ہے اور یہی ہے راجح اور یہی ہے جس کو روایت کیا اکثر اصحاب ابن عیینہ کے نے مانند احمد اور حمیدی وغیرہم کے کہا عیاض نے کہ ذکر مشکوں کا وہم ہے راوی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث میں لفظ اوعیہ کا ہے یعنی برتنوں سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے مشکوں سے کبھی نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا برتنوں سے اور مباح کیا شیرہ بنانے کو مشکوں میں سو کہا گیا کہ سب لوگ چمڑے کے برتن نہیں پاتے سو استثناء کیا اس چیز کو جو مسکر ہو اور اسی طرح عبدالقیس کے ایلچیوں سے کہا جب کہ منع کیا ان کو چھوہارے کے شیرہ بنانے سے تانبے وغیرہ میں تو انہوں نے کہا کہ ہم کس چیز میں پئیں؟ فرمایا کہ چمڑے کے برتنوں میں اور احتمال ہے کہ ہو روایت اصل میں کہ جب منع فرمایا نبیذ بنانے سے مگر مشکوں میں پس ساقط ہوئی روایت سے کوئی چیز اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ نہ اس حدیث میں کوئی غلطی ہے اور نہ اس سے کوئی چیز ساقط ہوئی ہے اور اطلاق سقا کا اس چیز پر کہ اس سے پانی پیا جائے جائز ہے سو قول اس کا کہ حضرت ﷺ سے اسقیہ سے منع فرمایا ساتھ معنی اوعیہ کے ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ اوعیہ کے یعنی برتنوں کے وہ برتن ہیں کہ ان سے پینے کی طلب کی جائے اور خاص ہونا اسم اسقیہ کا ساتھ چمڑے کے برتنوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ باعتبار عرف کے ہے نہیں تو جو جائز رکھتا ہے قیاس کو لغت میں نہیں منع کرتا جو سفیان نے کیا سو شاید سفیان کی رائے یہ ہوگی کہ دونوں لفظ برابر ہیں اور اسی واسطے بخاری رحمہ اللہ نے اس کو وہم نہیں گنا اور یہ جو کہا کہ رخصت دی واسطے ان کے ٹھلیا میں سوائے رال والے برتن کے تو ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ اجازت دی ان کو بیچ کسی چیز کے اس سے اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ رخصت نہیں واقع ہوئی ایک بار بلکہ واقع ہوئی نہی شیرہ بنانے سے مگر چمڑے کے برتنوں میں سو جب انہوں نے شکایت کی تو رخصت دی واسطے ان کے بعض برتنوں میں سوائے بعض کے پھر واقع ہوئی اس کے بعد رخصت عام لیکن محتاج ہوتا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ رخصت واقع ہوئی اس کے بعد اس بات کی طرف کہ ثابت کرے کہ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کی جو اس پر دلالت کرتی ہے تھی متاخر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اس حدیث سے اور یہ جو کہا برتنوں سے تو اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ منع کیا شیرہ بنانے سے برتنوں میں اور البتہ بیان کیا ہے اس کو زیادہ کی روایت میں کہ روایت کیا ہے ابوداؤد نے ساتھ اس لفظ کے کہ نہ شیرہ بنایا کرو تانبے میں اور مرتبان میں اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن میں اور چمڑے کے برتنوں میں اور اس کے غیر کے برتنوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ چمڑے کے برتنوں میں ان کے مسام سے ہوا اندر گھس جاتی ہے سو نہیں جلدی کرتا اس کی طرف فساد مثل اس کی

کہ جلدی کرتا ہے اس کے غیر کی طرف سے اور مانند اس کی ہے اس چیز سے کہ نہی کی گئی شیرہ بنانے سے بیچ اس کے اور نیز جب چمڑے کے برتن میں شیرہ کے واسطے چھوہارے بھگوئے جائیں پھر باندھا جائے تو بے خوف ہوتا ہے ڈر نشہ لانے کے سے ساتھ پینے اس چیز کے کہ پی جائے اس سے اس واسطے کہ جب وہ متغیر ہو اور مسکر ہو جائے تو پھاڑ دیتا ہے چمڑے کو سو جب اس نے اس کو نہ پھاڑا تو وہ نہیں ہے مسکر برخلاف اور برتنوں کے اس واسطے کہ نبیذ کبھی اس میں مسکر ہو جاتی ہے اور معلوم نہیں ہوتی اور بہر حال رخصت بعض برتنوں میں سوائے بعض کے سو واسطے محافظت ضائع کرنے مال کے سے واسطے ثابت ہونے نہی کے ضائع کرنے مال کے سے اس واسطے کہ جس برتن سے منع کیا گیا ہے جلدی کرتا ہے تغیر کرنا اس چیز کی طرف کہ بھگوئی جاتی ہے بیچ اس کے برخلاف اس برتن کے کہ اجازت دی گئی ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ تغیر اس کی طرف جلدی نہیں کرتا لیکن حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کی ظاہر ہے بیچ عام کرنے اجازت کے تمام برتنوں میں فائدہ دیتی ہے کہ نہ پیو نشہ والی چیز کو سو گویا کہ امن حاصل ہوا ہے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف نہ پینے کی برتن سے ابتدا میں یہاں تک کہ اس کے حال کا امتحان کیا جائے کہ کیا متغیر ہوا ہے یا نہیں اس واسطے کہ نہیں متعین ہوتا ہے امتحان کرنا ساتھ پینے کے بلکہ واقع ہوتا ہے ساتھ غیر پینے کے جیسے کہ ہو سخت جوش مارنے والا یا جھاگ ڈالے اور مانند اس کے۔ (فتح)

٥١٦٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ. حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا.

۵۱۶۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تانبے اور رال والے برتن میں شیرہ بنانے سے منع فرمایا حدیث بیان کی ہم سے عثمان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے جریر نے اعمش سے ساتھ اس اسناد کے۔

٥١٦٦ ـ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قُلْتُ لِلْأَسْوَدِ هَلْ سَأَلْتَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا يُكْرَهُ أَنْ يُّنْتَبَذَ فِيْهِ فَقَالَ نَعَمْ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّنْتَبَذَ فِيْهِ قَالَتْ نَهَانَا فِيْ ذٰلِكَ أَهْلَ الْبَيْتِ أَنْ نَّنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قُلْتُ أَمَا

۵۱۶۶۔ حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ میں نے اسود سے کہا کہ کیا تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حکم اس برتن کا جس میں نبیذ بنانا مکروہ ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے کہا اے مومنو کی ماں! خبر دو مجھ کو کس چیز میں نبیذ بنانے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم اہل بیت کو منع کیا نبیذ بنانے سے تانبے میں اور رال والے برتن میں، میں نے کہا کہ کیا تو نے ٹھلیا اور مرتبان کو ذکر نہ کیا تھا؟

ذَكَرْتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ قَالَ إِنَّمَا أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ أَفَأُحَدِّثُ مَا لَمْ أَسْمَعْ — اسود نے کہا کہ میں تو تجھ سے بیان کرتا ہوں جو میں نے سنا کیا میں تجھ سے بیان کروں جو میں نے نہیں سنا۔

فائدہ: اور اما ذکرت کا قائل ابراہیم ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پوچھا ابراہیم نے ٹھلیا اور مرتبان سے واسطے مشہور ہونے حدیث کے ساتھ نہی کے نبیذ بنانے سے چار برتنوں میں اور شاید یہی راز ہے بیچ قید کرنے کے ساتھ اہل بیت کے اس واسطے کہ تابا اور ٹھلیا اور لاکھی برتن ان کے پاس میسر تھا سو اسی واسطے خاص کیا نہی ان کی کو دونوں سے۔ (فتح)

۵۱۶۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ الْأَخْضَرِ قُلْتُ أَنَشْرَبُ فِي الْأَبْيَضِ قَالَ لَا.

۵۱۶۷۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سبز گھڑے سے منع فرمایا یعنی اس میں نبیذ بنانے سے میں نے کہا کہ کیا سفید گھڑے میں پیا جائے فرمایا کہ نہ۔

فائدہ: قلت کا قائل شیبانی ہے اور یہ جو فرمایا کہ نہ یعنی حکم اس کا سبز گھڑے کا ہے سو دلالت کی اس نے کہ سبز ہونے کی وصف کا کوئی مفہوم نہیں اور شاید سبز گھڑے اس وقت ان کے درمیان شائع تھے سو گویا کہ ذکر سبز ہونے کا واسطے بیان واقع کے ہے نہ واسطے احتراز کے کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ کلام نزدیک میرے خارج ہوا ہے جگہ سوال کی سو کہا گیا کہ سبز گھڑے کا کیا حکم ہے؟ سو فرمایا کہ اس میں نبیذ مت بنائی جائے اور البتہ روایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا گھڑے کے نبیذ سے اور جو ہر چیز ہے کہ بنائی جائے مٹی سے اور روایت کیا ہے اس حدیث کو مسلم نے کہا خطابی نے کہ نہیں معلق کیا اس میں حکم کو ساتھ سبزی اور سفیدی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معلق کیا ساتھ نشہ لانے کے اور یہ اس واسطے ہے کہ جو چیز کہ گھڑوں میں نبیذ بنائی جاتی ہے جلدی کرتا ہے تغیر اس کی طرف پہلے اس سے کہ معلوم ہو سو منع کیے گئے اس سے پھر جب رخصت واقع ہوئی تو اجازت دی ان کو نبیذ بنانے میں برتنوں میں بشرطیکہ نشہ لانے والے چیز کو نہ پئیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے واسطے سبز ٹھلیا میں نبیذ بنائی جاتی تھی اور مثل اس کی مروی ہے ایک جماعت اصحاب سے اور ایک جماعت نے خاص کی ہے نہی ساتھ سبز گھڑے کے کما رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ اور یہی قول ہے اکثر کا اور بہت اہل لغت کا اور فقہاء محدثین کا اور یہی صحیح تر قول ہے سب اقوال میں اور بعض نے کہا کہ وہ گھڑے اندر سے کریدے ہوتے ہیں مصر سے لائے جاتے ہیں اور ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ وہ گھڑے ہیں کہ ان کے منہ ان کے پہلو میں ہوتے ہیں کھینچی جاتی ہے ان میں شراب طائف سے اور وہ لوگ ان میں نبیذ بناتے تھے مشابہت کرتے تھے ان کے ساتھ

شراب کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ تفسیر کیا اس نے جر کو ساتھ ہر چیز کے کہ بنائی جائے مٹی سے۔ (فتح)

بَابُ نَقِيْعِ التَّمْرِ مَا لَمْ يُسْكِرْ.

باب ہے بیچ بیان نقیع کھجور کے جب تک کہ نہ لائے نشے کو۔

٥١٦٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوْسُ فَقَالَتْ مَا تَدْرُوْنَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعْتُ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ.

٥١٦٨۔ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی کے کھانے کے واسطے بلایا سو اس کی عورت اس دن ان کی خدمت گار تھی اور وہی دلہن تھی اس نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیا بھگویا تھا؟ میں نے آپ کے واسطے رات سے چند کھجوریں گھڑے میں بھگوئیں یعنی ان کا شیرہ نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے اس کی طرف کہ جو عبدالرحمٰن بن معقل وغیرہ سے منقی کے نقیع کی کراہت مروی ہے وہ محمول ہے اس پر جب کہ متغیر ہو یا قریب ہو کہ نشہ لانے کی حد کو پہنچے اور ارادہ کیا ہے اس کے قائل نے ساتھ اس کے اکھاڑنے مادے ان کے کا جیسے کہ عبیدہ سلمانی سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ لوگوں نے بہت شرابوں کو پیدا کیا ہے نہیں جانتا میں کیا ہے بیچ ان کے سو نہیں ہے واسطے میرے شراب مگر پانی اور دودھ، الحدیث اور تقیید اس کی ترجمہ میں ساتھ اس چیز کے کہ نہ نشہ لائے باوجود یکہ نہیں ہے حدیث میں تعرض واسطے سکر کے نہ بطور اثبات کے اور نہ بطور نفی کے بہر حال اس جہت سے کہ جو مدت کہ سہل رضی اللہ عنہ نے ذکر کی ہے اور وہ اول رات سے دن کے درمیان تک ہے نہیں حاصل ہوتا ہے اس میں تغیر جملۃ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ نہ نشہ لائے مقام کی جہت سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْبَاذَقِ.

باب ہے بیچ بیان باذق کے۔

فائدہ: باذق ایک قسم کی شراب ہے جو پکائی جاتی ہے انگور کے نچوڑ سے جب کہ نشہ لائے اور جب کہ پکایا جائے اس کے بعد کہ گاڑھا ہو اور اس کو مثلث بھی کہا جاتا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ پکانے سے اس کی دو تہائیاں جاتی رہیں اور اسی طرح منصف بھی اور وہ وہ ہے کہ پکانے سے اس کا نصف جاتا رہے۔

وَمَنْ نَّهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِّنَ الْأَشْرِبَةِ.

اور جو منع کرتا ہے ہر نشہ لانے والی چیز سے شرابوں سے

فائدہ: اور شاید لیا ہے اس نے اس کو عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ اگر مسکر ہو تو میں اس کو کوڑے ماروں باوجود نقل کرنے اس کے اس تجویز سے شراب طلا کا تہائی پر سو شاید لیا جاتا ہے حدیث سے کہ مباح ہے جو بالکل نشہ نہ لائے اور بہر حال قول اس کا شرابوں سے تو واسطے اُن آثار کے ہے کہ وارد کیا ہے ان کو مرفوع اور موقوف جو متعلق ہیں ساتھ اس چیز کے کہ پی جاتی ہے۔

وَرَأٰى عُمَرُ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَى الثُّلُثِ.

اور دیکھا ہے عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ جائز ہے پینا طلاء کا تہائی پر۔

فائدہ: یعنی جب کہ پکایا جائے اور تہائی رہ جائے اور دو تہائی جل جائے اور یہ ظاہر ہے ان آثار کے سیاق سے اور بہر حال اثر عمر رضی اللہ عنہ کا سو روایت کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مؤطا میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شام میں گئے تو شام والوں نے ان کے پاس گلہ کیا زمین کی وباء کا اور کہا کہ نہیں درست کرتا ہم کو مگر یہ شراب سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شہد کو پیا کرو انہوں نے کہا کہ شہد ہم کو موافق نہیں تو چند مردوں نے زمین والوں سے کہا کہ حکم ہو تو ہم تیرے واسطے اس شراب سے ایک چیز بنا دیں جو نشہ نہ لائے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! سو انہوں نے اس کو پکایا یہاں تک کہ اس کی دو تہائی جاتی رہی اور ایک تہائی باقی رہی سو اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لائے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس میں اپنی انگلی داخل کی پھر اپنے ہاتھ کو اٹھایا سو وہ ہاتھ کے ساتھ آیا لیس کرتا سو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ یہ طلاء ہے اونٹوں کی سو حکم کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ پینے اس کے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ الٰہی! میں نہیں حلال کرتا واسطے ان کے اس چیز کو کہ تو نے ان پر حرام کی اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے پاس ایک قافلہ آیا اٹھاتا شراب سیاہ کو جیسے وہ اونٹوں کا طلاء ہے سو انہوں نے ذکر کیا کہ وہ اس کو پکاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی دو تہائیاں خبیث جاتی رہتی ہیں ایک تہائی اس کی بو سے اور ایک تہائی اس کی سرکشی سے سو اجازت دے اپنی طرف والوں کو کہ اس کو پئیں اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حلال کیا شراب سے اس چیز کو کہ پک کر اس کی دو تہائیاں جل جائیں اور ایک تہائی باقی رہ جائے اور نسائی نے روایت کی ہے کہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ پکایا کرو شراب کو یہاں تک کہ شیطان کا حصہ جاتا رہے کہ شیطان کے واسطے دو حصے ہیں اور تمہارا ایک حصہ ہے اور یہ سندیں سب صحیح ہیں اور البتہ بعض نے تصریح کی ہے کہ حرام اس سے نشہ ہے سو جب نشہ لائے تو حلال نہیں اور مثل اس کی نہیں کہا جاتا ہے رائے سے سو ہو گا واسطے اس کے حکم مرفوع کا اور ابن ابی شیبہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے طلاء کو پیا جو تہائی پر پکایا جائے اور دو تہائی جاتا رہے اور جب انگور کا نچوڑ پکایا جائے یہاں تک کہ اس میں تمدد ہو تو مشابہ ہوتا ہے اونٹوں کے طلاء کو اور وہ اس حالت میں اکثر اوقات نشہ نہیں لاتا اور موافق ہوئے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کو اس حکم میں ابو موسیٰ اور ابو درداء اور علی اور ابو امامہ اور خالد بن

ولید رضی اللہ عنہم وغیرہم اور تابعین سے ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اور فقہاء سے ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور اور شرط پینے اس کے کی نزدیک ان کے جب تک کہ نہ نشہ لائے اور مکروہ جانا ہے اس کو ایک گروہ نے بطور تقویٰ کے۔ (فتح)

وَشَرِبَ الْبَرَآءُ وَأَبُوْ جُحَيْفَةَ عَلَى النِّصْفِ.

اور پیا براء رضی اللہ عنہ اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے نصف پر۔

فائدہ: اور موافق ہے براء رضی اللہ عنہ اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کو جریر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور تابعین سے ابن حنفیہ اور شریح اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ اگر مسکر ہو تو حرام ہے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ منصف نشہ لاتا ہے سو اگر اس طرح ہو تو حرام ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے سو کہا ابن حزم نے کہ اس نے مشاہدہ کیا کہ انگور کا نچوڑ جب پکایا جائے تہائی پر تو جم جاتا ہے اور نشہ لاتا ہے بالکل اور بعض اس سے جب پکائے جائے طرف نصف کے تو اس طرح وہ بھی نشہ نہیں لاتا ہے اور بعض اس سے جب پکائے جائے طرف چوتہائی کی تو اسی طرح وہ بھی نشہ نہیں لاتا اور بعض قسم وہ ہے کہ جب پکایا جائے تو چوتہائی باقی رہ جاتا ہے اور نشہ سے جدا نہیں ہوتا سو واجب ہوا یہ کہ حمل کیا جائے وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے اصحاب سے امر طلاء کے سے اوپر اس چیز کے کہ نشہ نہ لائے بعد پکانے کے اور ثابت ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آگ نہیں حلال کرتی کسی چیز کو اور نہ حرام کرتی ہے اور مراد اس کی طلاء ہے اور طاؤس سے ہے کہ وہ نچوڑ انگور کا وہ ہے کہ ہو جاتا ہے مثل شہد کی یعنی بعد پکانے کے اور کھایا جاتا ہے اور اس پر پانی ڈال کر پیا جاتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اشْرَبِ الْعَصِيْرَ مَا دَامَ طَرِيًّا.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ پی نچوڑ انگور کا جب تک تازہ ہو۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو نسائی نے ابو ثابت کے طریق سے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو ایک مرد ان کے پاس آیا سوال کرتا انگور کے نچوڑ سے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پی اس کو جب تک کہ تازہ ہو اس نے کہا کہ میں نے شراب پکائی اور میرے دل میں اس سے شک ہے کہا کہ کیا تو پکانے سے پہلے اس کو پینے والا تھا اس نے کہا کہ نہیں کہا کہ آگ حرام چیز کو حلال نہیں کرتے اور یہ قید کرتا ہے اس چیز کو کہ مطلق ہے پہلے اثروں میں اور وہ یہ ہے کہ جو چیز کہ پکائی جاتی ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تازہ نچوڑ انگور کا ہے پہلے اس سے کہ شراب ہو جائے اور بہر حال اگر شراب ہو جائے پھر پکایا جائے تو نہ پکانا اس کو پاک کرتا ہے اور نہ اس کو حلال کرتا ہے مگر بنا بر رائے اس شخص کے کہ جائز رکھتا ہے سرکہ بنانا شراب کا اور جمہور اس کے مخالف ہیں ان کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا حلال نہیں اور حجت ان کی حدیث صحیح ہے انس رضی اللہ عنہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ

وغیرہ نے نخعی اور شعبی سے کہ میں نچوڑ انگور کا پیتا ہوں جب تک کہ نہ جوش مارے اور حسن سے ہے جب تک کہ نہ متغیر ہو اور یہ قول بہت سلف کا ہے کہ جب اس میں تغیر ظاہر ہو تو منع ہوتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ جوش مارنے لگے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو یوسف اور بعض نے کہا کہ جب انتہاء کو پہنچے جوش اس کا اور بعض نے کہا کہ جب ٹھہر جائے جوش اس کا اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں حرام ہے نچوڑ انگور کا کچا یہاں تک کہ جوش مارے اور جھاگ لائے تو حرام ہوتا ہے اور بہر حال جو پکایا گیا ہو یہاں تک کہ اس کی دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی باقی رہے تو نہیں منع ہے مطلق اگرچہ جوش مارے اور جھاگ لائے بعد پکانے کے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور نے کہ منع ہے جب کہ ہو نشہ لانے والا پینا تھوڑے اس کے کا اور بہت اس کے کا حرام ہے جوش مارے نہ جوش مارے اس واسطے کہ جائز ہے کہ وہ نشہ لانے کی حد کو پہنچے بایں طور کہ جوش مارے پھر اس کا جوش تھم جائے اس کے بعد اور یہی مراد ہے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ حد منع پینے اس کے کی یہ ہے کہ متغیر ہو۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْتُ مِنْ عُبَيْدِ اللهِ رِيحَ شَرَابٍ وَأَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ.

کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے عبید اللہ سے شراب کی بو پائی اور میں اس سے پوچھنے والا ہوں سو اگر وہ نشہ لاتا تھا تو میں اس کو کوڑے ماروں گا۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان پر نکلے سو کہا انہوں نے کہ میں نے فلاں سے شراب کی بو پائی ہے سو اس نے گمان کیا کہ وہ شراب طلاء ہے اور میں اس سے پوچھنے والا ہوں اس چیز سے کہ اس نے پی سو اگر وہ نشہ لاتی تھی تو میں اس کو کوڑے ماروں گا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو پوری حد ماری اور اس کی سند صحیح ہے اور سیاق حذف ہے سو اس سے پوچھا تو اس کو نشہ لانے والی پایا سو اس کو کوڑے مارے اور روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے سو کہا کہ ذکر کیا گیا ہے واسطے میرے کہ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے شراب پی ہے اور میں اس سے پوچھنے والا ہوں سو اگر وہ نشہ لانے والی ہوگی تو میں ان کو حد ماروں گا سو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کو حد ماری اور یہ اثر تائید کرتا ہے اس چیز کی کہ میں نے پہلے بیان کی کہ مراد ساتھ اس چیز کے کہ حلال کہا ہے اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے مطبوخ سے جس کا نام طلاء رکھا جاتا ہے اس وقت تک ہے جب تک کہ نشہ لانے کی حد کو نہ پہنچا ہو اور جب نشہ لانے کی حد کو پہنچے تو نہیں حلال ہے نزدیک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسی واسطے ان کو حد ماری اور تفصیل نہ پوچھی کہ کیا انہوں نے اس سے تھوڑی پی یا بہت اور اس میں رد ہے اس شخص پر جس نے حجت پکڑی ہے ساتھ عمر کے بیچ جواز پینے اس چیز کے کہ پکائی جائے جب کہ اس کی دو تہائیاں جل جائیں اگرچہ نشہ لائے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے پینے کی اجازت دی اور تفصیل نہ پوچھی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تطبیق ان کے دونوں اثروں میں تقاضا کرتی ہے تفصیل کو اور

البتہ ثابت ہو چکا ہے ان سے کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے سو تفصیل کی حاجت نہ تھی اور احتمال ہے کہ اپنے بیٹے سے پوچھا سو اس نے اقرار کیا کہ جو شراب اس نے پی وہ نشہ لاتی ہے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے بیچ روایت اپنی کے معمر سے سو کہا زہری نے سائب سے کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر ہوا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے سو کہا کہ میں نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے شراب کی بو پائی اور میں نے اس سے پوچھا سو اس نے گمان کیا کہ وہ طلا ہے اور میں پوچھنے والا ہوں اس شراب سے کہ اس نے پی سو اگر نشہ لانے والی ہو تو میں اس کو کوڑے ماروں گا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کے بعد حد ماری اور یہ روایت واضح کرتی ہے اس کو کہ ابن جریج کی روایت جو عبدالرزاق نے روایت کی ہے مختصر ہے اور اس کا لفظ یوں ہے کہ سائب سے روایت ہے کہ وہ حاضر ہوا پاس عمر رضی اللہ عنہ کے کہ ایک مرد کو کوڑے مارتے تھے کہ اس سے شراب کی بو پائی سو اس کو پوری حد ماری کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ کوڑے مارے انہوں نے اس کو ساتھ مجرد پانے بو کے اس سے اور حالانکہ اس طرح نہیں واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہو چکی ہے روایت معمر کی اور اسی طرح ہے جو روایت کی ہے اس سے ابن ابی شیبہ نے اور البتہ ظاہر ہو چکا ہے معمر کی روایت سے کہ نہیں حجت ہے بیچ اس کے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے قائم کرنے حد کے کو ساتھ مجرد وجود بو کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے نسائی نے اس پر کہ جو منقول ہے اس سے توڑنے نبیذ کے سے ساتھ پانی کے جب کہ پی اس سے اور ناک چڑھائی کہ یہ واسطے کھٹائی اس کی کے تھا نہ واسطے گاڑھی ہونے اس کے کی اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ اس نے عام کیا واجب ہونے حد کے کو ساتھ پینے نشہ لانے والی چیز کے اور نہ تفصیل پوچھی اس سے کہ اس نے اس سے تھوڑی شراب پی یا بہت سو دلالت کی اس نے اس پر کہ جس نبیذ سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ناک چڑھائی وہ نشہ لانے کی حد کو نہیں پہنچتی تھی ہرگز اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز قائم کرنے حد کے ساتھ بو کے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے فضائل قرآن میں نقل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے عمل کیا ساتھ اس کے اور نقل کیا ابن منذر نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مثل اس کی کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب گواہی دیں دو عادل ان لوگوں میں سے جو شراب پیا کرتے تھے پھر اس سے توبہ کی کہ وہ شراب کی بو ہے تو واجب ہوتی ہے حد اور مخالفت کی ہے اس کی جمہور نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں واجب ہے حد مگر ساتھ اقرار کے یا گواہ کے اوپر مشاہدہ پینے کے اس واسطے کہ بوئیں کبھی ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں اور حد نہیں قائم ہوتی ہے ساتھ شبہ کے اور نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں تصریح کہ اس نے کوڑے مارے ساتھ بو کے بلکہ ظاہر سیاق اس کا تقاضا کرتا ہے کہ اعتماد کیا انہوں نے اقرار پر ساتھ گواہ کے اوپر مشاہدہ ہے پینے شراب کے اس واسطے کہ نہ کوڑے مارے ان کو یہاں تک کہ سوال کیا اور جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الٰہی! میں نہیں حلال کرتا واسطے ان کے اس چیز کو کہ تو نے ان کے واسطے حرام کی تو اس میں رد ہے اس شخص پر جو استدلال کرتا ہے ساتھ جائز رکھنے ان کے کی شراب پکی ہوئی کے پینے کو کہ جائز ہے

نزدیک ان کے پینا اس میں سے اگرچہ مست ہو جائے پینے والا اس کا اس واسطے کہ نہ تفصیل کی انہوں نے درمیان اس کے جب کہ نشہ نہ لائے اس واسطے کہ بقیہ اثر عمر رضی اللہ عنہ کا جو میں نے ذکر کیا دلالت کرتا ہے اس پر کہ انہوں نے تفصیل کی برخلاف اس چیز کے کہ کہی طحاوی وغیرہ نے۔ (فتح)

۵۱۶۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْبَاذَقِ فَقَالَ سَبَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَاذَقَ فَمَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ قَالَ الشَّرَابُ الْحَلَالُ الطَّيِّبُ قَالَ لَيْسَ بَعْدَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ إِلَّا الْحَرَامُ الْخَبِيثُ.

۵۱۶۹۔ حضرت ابو الجوریہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ سبقت کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے باذق سے جو چیز کہ نشہ لائے سو حرام ہے کہا ابو الجویریہ نے کہ شراب باذق حلال طیب ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نہیں بعد حلال طیب کے مگر خبیث حرام۔

فائدہ: سبق محمد الباذق کہا مہلب نے کہ یعنی سبقت کی محمد نے ساتھ حرام کرنے باذق کے نام رکھنے ان کے سے واسطے اس کے باذق کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے **کل مسکر حرام** یعنی ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور باذق شراب شہد کا ہے اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ سبقت کی محمد کے حکم نے ساتھ حرام کرنے شراب کے نام رکھنے ان کے سے واسطے اس کے ساتھ غیر نام اس کے کی اور نہیں بدل دینا ان کا نام کو حلال کرنے والا واسطے اس کے جب کہ ہو نشہ لانے والی اور شاید کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سمجھا تھا کہ سائل باذق کو حلال جانتا ہے سو اس کا مادہ اکھاڑا اور اس کی امید کو قطع کیا اور خبر دی اس کو کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور نہیں اعتبار ہے ساتھ نام کے کہا ابن تین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ باذق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی میں کہتا ہوں کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پہلے قصے کا سیاق اس کی تائید کرتا ہے اور کہا ابو اللیث سمرقندی نے کہ پکی ہوئی نچوڑ کا پینے والا جب کہ مسکر ہو زیادہ تر گنہگار ہے شراب کے پینے والے سے اس واسطے کہ شراب کا پینے والا اس کو پیتا ہے اور حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ گنہگار ہے ساتھ پینے اس کے اور پکی ہوئی نچوڑ کا پینے والا اس کو پیتا ہے اور اس کو حلال جانتا ہے اور البتہ قائمہ ہوا ہے اجماع اس پر کہ شراب تھوڑی اور بہت حرام ہے اور ثابت ہو چکا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **کل مسکر حرام** یعنی ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور جو حلال جانے اس چیز کو کہ حرام ہے بالاجماع وہ کافر ہے اور یہ جو کہا کہ شراب حلال پاک ہے الخ تو روایت کی ہے بیہقی نے ابو الجویریہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مجھ کو باذق کا حکم بتلاؤ سو ذکر کی حدیث اور اس کے آخر میں ہے کہ ایک مرد نے قوم میں سے کہا کہ ہم قصد کرتے ہیں انگور کی طرف سو اس سے شیرہ نچوڑتے ہیں پھر اس کو پکاتے ہیں یہاں تک کہ حلال پاک ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سبحان اللہ سبحان اللہ پی حلال پاک کو اس واسطے کہ نہیں بعد حلال پاک کے مگر حرام ناپاک اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نشہ لانے والی

چیزیں حرام کے تحت میں داخل ہوتی ہیں اور وہ ناپاک ہے اور جس چیز میں کوئی شبہ نہیں وہ حلال پاک ہے کہا اسماعیل قاضی نے کہ یہ اثر ضعیف کرتا ہے اس اثر کو جو مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حرام ہوئی شراب واسطے ذات اپنی کے پھر باسند بیان کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو چیز کہ نشہ لائے بہت سو تھوڑا اس کا بھی حرام ہے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ آگ نہیں حلال کرتی کسی چیز کو اور نہ حرام کرتی ہے اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ کیا نشہ لاتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب بہت ہو تو نشہ لاتی ہے سو کہا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔ (فتح)

٥١٧٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ.

٥١٧٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد کو دوست رکھتے تھے۔

فائدہ: حلوا بولا جاتا ہے اس چیز کو کہ بنائی جاتی ہے مٹھاس اور چکنائی سے اور عطف شہد کا اس پر عطف خاص کا ہے عام پر اور وجہ وارد کرنے اس کے کی اس باب میں یہ ہے کہ جو چیز حلال ہے پکی ہوئی چیز سے وہ چیز وہ ہے کہ حلوے کے معنی میں ہو اور وہ چیز کہ جائز ہے پینا اس کا انگور کے نچوڑ سے بغیر پکانے کے وہ چیز وہ ہے کہ ہو شہد کے معنی میں اس واسطے کہ وہ اس کو پانی میں ملا کر اسی وقت پی لیتے تھے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّأَى أَنْ لَّا يَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ إِذَا كَانَ مُسْكِرًا وَأَنْ لَّا يَجْعَلَ إِدَامَيْنِ فِيْ إِدَامٍ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو دیکھتا ہے کہ نہ ملائے کچی اور خشک کھجور کو جب کہ ہو نشہ لانے والی اور یہ کہ نہ ٹھہرائے دو سالنوں کو ایک سالن میں

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قول اس کا اذا کان مسکر خطا ہے اس واسطے کہ نہی دو چیز کے ملانے سے عام ہے اگرچہ نشہ لائے کثیر ان کا واسطے سرعت سرایت کرنے اس کار کے طرف ان کی اس حیثیت سے کہ ملانے والے کو کچھ چیز نہ ہو سو نہیں ہے نہی دو چیزوں کی ملانے سے اس واسطے کہ وہ حال میں نشہ لاتی ہیں بلکہ اس واسطے کہ وہ انجام کار نشہ لاتی ہیں اس واسطے کہ جب وہ حال میں مسکر ہوں تو نہیں اختلاف ہے بیچ نہی کے اس سے کہا کرمانی نے بنا بر اس کے نہیں ہے وہ خطا بلکہ یہ بطور مجاز کے ہے اور یہ استعمال مشہور ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ یہ نہیں رد کرتا ہے بخاری پر یا تو اس واسطے کہ وہ جائز رکھتا ہے دو چیزوں کے ملانے کو نشہ لانے سے پہلے اور یا اس واسطے کہ اس نے باب باندھا ہے بنا بر اس چیز کے کہ مطابق ہے پہلی حدیث کو اور وہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اس

واسطے کہ نہیں شک ہے کہ جو چیز کہ قوم کو اس وقت پلاتا تھا وہ نشہ لانے والی شراب تھی اسی واسطے داخل ہوئی بیچ عموم نہی کے شراب سے یہاں تک کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم البتہ اس کو اس وقت شراب گنتے تھے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ مسکر تھی اور لیکن یہ جو اس نے کہا کہ نہ ٹھہرئے دو سالنوں کو ایک سالن میں سو مطابق ہے جابر رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اور ہوگی نہی معلل ساتھ مستقل علتوں کے یا تحقیق ہونا اس کا رکا یا توقع نشہ لانے کی ساتھ ملانے کے جلدی اور یا اسراف اور حرص اور تعلیل ساتھ حرص کے مبین ہے بیچ حدیث نہی کے قران تمر سے، میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو تاویل کرتا ہے نہی کو دو چیز کے ملانے سے ساتھ ایک دو تاویلوں کے ایک حمل کرنا خلیط کا ہے اوپر مخلوط کے اور وہ یہ ہے کہ خشک کھجور کی نبیذ اکیلی مثلا گاڑھی ہو جائے اور منقی کی نبیذ تنہا گاڑھی ہو جائے سو دونوں کو ملایا جائے تا کہ سرکہ ہو جائے سو ہوگی نہی بسبب قصد سرکہ بنانے کے اور یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے بغیر تکلف کے دوسری تاویل یہ ہے کہ ہو علت نہی کی ملانے سے واسطے اسراف کے سو ہوگی مانند نہی کی جمع کرنے سالنوں کے سے اور تائید کرتا ہے دوسری وجہ تاویل کو قول اس کا ترجمہ میں یہ کہ نہ ٹھہرائے دو سالنوں کو ایک سالن میں اور البتہ حکایت کی ہے اثرم نے ایک قوم سے کہ حمل کیا ہے انہوں نے نہی کو دو چیزوں کے ملانے سے دوسری تاویل پر اور ٹھہرایا ہے انہوں نے اس کو نظیر نہی کی ملانے دو کھجوروں کے سے کہا انہوں نے کہ جب وارد ہوئی نہی دو کھجوروں کے ملانے سے اور حالانکہ وہ ایک قسم سے ہیں سو کیونکر منع نہ ہوگی جب کہ واقع ہو دو قسموں سے اور اسی واسطے تعبیر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے کہ جو دیکھتا ہے اور نہیں جزم کیا ہے ساتھ حکم کے اور البتہ مدد کی ہے طحاوی نے اس شخص کی جس نے حمل کیا ہے نہی کو دو چیزوں کے ملانے سے منع صرف پر سو کہا اس نے کہ یہ اس واسطے تھا کہ ان کی گزران تنگ تھی اور بیان کی حدیث نہی کی ملانے دو کھجور کے سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک تھے ان لوگوں میں سے جنہوں نے ملانے کی نہی روایت کی ہے اور تھی نبیذ کچی کھجور سے سو جب دیکھتے کچی کھجور کی طرف کہ اس کے بعض میں پختگی ہے تو اس کو کاٹتے واسطے کراہت اس امر کے کہ واقع ہو نہی میں اور یہ بنا بر قاعدے ان کے اعتقاد کیا جاتا ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ اگر وہ سمجھتے کہ نہی دو چیزوں کے ملانے سے مثل نہی کی ہے دو کھجور کے جوڑ کر کھانے سے سو البتہ نہ مخالفت کرتے اس کی سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ ان کے نزدیک غیر پر ہے۔ (فتح)

۵۱۷۱ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّيْ لَأَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ وَأَبَا دُجَانَةَ وَسُهَيْلَ ابْنَ الْبَيْضَاءِ خَلِيْطَ بُسْرٍ وَتَمْرٍ إِذْ حُرِّمَتِ

۵۱۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں پلاتا تھا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو اور سہیل رضی اللہ عنہ کو خلیط بسر اور تمر کا جب کہ حرام ہوئی شراب سو میں نے اس کو پھینکا اور میں اس کا پلانے والا تھا اور ان میں چھوٹا تھا اور ہم اس کو اس

الْبُيُضَلِهِ خَلِيطَ بُسْرٍ وَّتَمْرٍ إِذْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَذَفْتُهَا وَأَنَا سَاقِيهِمْ وَأَصْغَرُهُمْ وَإِنَّا نَعُدُّهَا يَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعَ أَنَسًا.

وقت شراب شمار کرتے تھے اور کہا عمرو نے کہ حدیث بیان کی ہم سے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نے سنا انس رضی اللہ عنہ سے یعنی سماع قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول باب میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ اس نے اس کو خلیط کچی اور خشک کھجور کا پلایا سو دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ نہی کے دو چیزوں کے ملانے سے وہ چیز ہے کہ تھے کرتے اس کو پہلے مخلوط کرنے سے کچی کھجور کے ساتھ خشک کھجور کے اور مانند اس کی اس واسطے کہ یہ عادت میں تقاضا کرتا ہے جلدی نشہ پیدا کرنے کو برخلاف اکیلی اکیلی کے اور نہیں ممکن ہے حمل کرنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو دو چیزوں کے ملانے میں اس چیز پر کہ دعویٰ کیا ہے اس کو پہلی تاویل والے نے اور حمل کرنا علت نہی کا واسطے خوف اسراع کے ظاہر تر ہے حمل کرنے اس کے سے اسراف پر اس واسطے کہ نہیں فرق ہے درمیان آدھی رطل کی خشک کھجور سے اور آدھی رطل کی کچی کھجور سے جب کہ ملائی جائیں مثلا اور درمیان ایک رطل منقیٰ کے فقط واسطے کم ہونے منقیٰ کے نزدیک ان کے اس وقت بہ نسبت تمر اور رطب کے اور البتہ واقع ہوئی ہے اجازت کہ ہر ایک کو جدا جدا بھگویا جائے اور نہیں فرق کیا درمیان تھوڑے اور بہت کے سو اگر علت اسراف ہوتی تو البتہ نہ مطلق بولتے اس کو اور حکایت کی ہے طحاوی نے بیچ اختلاف علماء کے لیث سے کہا کہ میں نہیں دیکھتا ڈر کہ ملائی جائے نبیذ تمر کی اور نبیذ منقیٰ کی پھر دونوں کو اکٹھا پیا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آئی ہے نہی اس سے کہ دونوں کو اکٹھا بھگویا جائے اس واسطے کہ ایک اپنے ساتھی کے ساتھ خشک ہو جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ ملایا جائے خشک کھجور اور تازہ کھجور سے پھر پیا جائے اور اس دن اکثر شراب ان کی یہی تھی اور یہ لفظ ظاہر تر ہے مراد میں جس پر کہ لفظ ترجمہ کا محمول ہے۔ (فتح)

۵۱۷۲ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ.

۵۱۷۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منقیٰ اور خشک کھجور اور کچی اور پکی کھجور سے منع فرمایا۔

فائدہ: نہیں ہے یہ حدیث صریح نہی میں ملانے سے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو مسلم نے اپنی روایت میں ساتھ اس لفظ کے کہ نہ جمع کرو درمیان تازہ کھجور اور کچی کھجور کے اور درمیان منقیٰ اور تمر کے واسطے نبیذ کے۔

۵۱۷۳ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي

۵۱۷۳۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جمع کیا جائے درمیان خشک اور کچی کھجور کے

قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ.

اور درمیان خشک کھجور اور منقیٰ کے اور چاہیے کہ ہر ایک دونوں میں سے جدا جدا بھگوئی جائیں۔

فائدہ: یعنی ہر ایک دونوں سے دونوں خلیط میں سے سو دو سے زیادہ کے درمیان جمع کرنا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں علی حدته اور یہ رد کرتا ہے اس تاویل کو جو مذکور ہے پہلے اور مسلم میں ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ جو تم میں سے نبیذ کو پینا چاہے تو چاہیے کہ پیئے منقیٰ کو تنہا اور خشک کھجور کو تنہا اور کچی کھجور کو تنہا اور رُوایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے سبب نہی کا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مست لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حد ماری پھر اس کو اس کے شراب سے پوچھا یعنی کیا پیا تھا؟ اس نے کہا کہ میں نے خشک کھجور اور منقیٰ کی نبیذ پی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو ملایا نہ کرو کہ ہر ایک دونوں میں سے اکیلا کفایت کرتا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مذہب ہمارے اصحاب وغیرہم علماء کا یہ ہے کہ سبب منع کا دو چیز کے ملا کر بھگونے سے یہ ہے کہ نشہ لانا جلدی کرتا ہے اس کی طرف بسبب ملانے کے پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو سو گمان کرتا ہے پینے والا کہ وہ نشہ لانے کی حد کو نہیں پہنچا اور حالانکہ اس حد کو پہنچا ہوتا ہے اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ نہی اس میں واسطے تنزیہ کے ہے اور منع تو فقط اس وقت ہے جب کہ نشہ لائے اور نہیں پوشیدہ ہے علامت اس کی اور کہا بعض مالکیہ نے کہ نہی واسطے تحریم کے ہے اور اختلاف ہے بیچ ملانے نبیذ کچی کھجور کے جو گاڑھی نہ ہو ساتھ نبیذ تمر کے جو گاڑھی نہ ہو وقت پینے کے کہ کیا منع ہے یا خاص ہے نہی ملانے سے وقت نبیذ بنانے کے سو کہا جمہور نے کہ نہیں ہے کچھ فرق اور کہا لیث نے کہ نہیں ہے کچھ ڈر ساتھ اس کے وقت پینے کے اور اختلاف ہے بیچ ملانے دو شربتوں کے سوائے نبیذ کے سو حکایت کی ہے ابن تین نے بعض فقہاء سے کہ مکروہ ہے یہ کہ ملائے جائیں واسطے بیمار کے دو شربت اور رد کیا ہے اس کو اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں جلدی کرتا اس کی طرف نشہ لانا نہ اکٹھی اور نہ اکیلی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ قائل اس کا دیکھتا ہو کہ علت اسراف ہے کما تقدم لیکن مقید کیا جائے کلام اس کا بیمار کے مسئلے میں ساتھ اس کے جب کہ ہو مقرر و کفایت کرنے والا بیچ دوا اس بیمار کے نہیں تو نہیں مانع ہے اس وقت مرکب کرنے سے، کہا ابن عربی نے کہ ثابت ہو چکا ہے حرام ہونا شراب کا واسطے اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے اس سے نشہ لانے سے اور جواز نبیذ میٹھی کا جس سے نشہ پیدا نہ ہو اور ثابت ہو چکی ہے نہی شیرہ بنانے سے برتنوں میں پھر منسوخ ہوئی اور دو چیزوں کے ملانے سے سو اختلاف کیا ہے علماء نے سو کہا احمد اور اسحاق رحمہم اللہ اور اکثر شافعیہ نے ساتھ حرام ہونے کے اور کہا کوفیوں نے کہ حلال ہے اور اتفاق کیا ہے ہمارے علماء نے ساتھ کراہت کے لیکن اختلاف کیا ہے انہوں نے کہ کیا وہ واسطے تحریم کے ہے یا تنزیہ

کے اور اختلاف ہے بیچ علت منع کے سو بعض نے کہا کہ ایک دوسرے کو گاڑھا کر دیتا ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ جلدی کرتا ہے اس کی طرف نشہ لانا ، کہا ابن عربی نے کہ نہیں اختلاف ہے کہ شہد ساتھ دودھ کے خلیطین کے حکم میں داخل نہیں ان واسطے کہ دودھ کی نبیذ نہیں بنائی جاتی کہا اس نے اور اختلاف ہے خلیطین میں واسطے سرکہ بنانے کے پھر کہا اور حاصل ہوتی ہیں واسطے ہمارے چار صورتیں ایک یہ کہ خلیطین منصوص ہوں یعنی حدیث میں جن کے واسطے نص آ چکی ہے سو وہ حرام ہے یا ایک چیز منصوص ہو اور ایک مسکوت عنہ ہو یعنی جس سے شرح ساکت ہے سو اگر ہر ایک دونوں میں اکیلی اکیلی نشہ لاتی ہو تو حرام ہے واسطے قیاس کرنے کے منصوص پر یا دونوں سے شرع ساکت ہے سو اگر دونوں سے ہر ایک جدا جدا نشہ نہ لائے تو جائز ہے اور اس جگہ چوتھی قسم ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر دو چیزوں کو ملائے اور جوڑے ساتھ ان کے ایسی دوا کو کہ منع کرے نشہ لانے کو سو جائز ہے مسکوت عنہ میں اور مکروہ ہے منصوص میں اور جو نقل کیا ہے اس کو اکثر شافعیہ نے پائی گئی ہے اس میں نص شافعیہ کی سو کہا کہ ثابت ہو چکی ہے نہی خلیطین سے سو نہیں جائز ہے کسی حال میں اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ پایا میں نے اہل علم کو اوپر اس کے اپنے شہر میں اور کہا خطابی نے کہ ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ حرام ہے خلیطین یعنی ملانا دو چیزوں کا اگرنہ ہو شراب ان دونوں سے نشہ لانے والا واسطے عمل کرنے کے ساتھ ظاہر حدیث کے اور یہ قول احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ظاہر مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور کہا انہوں نے کہ جو پیئے خلیطین کو گنہگار رہتا ہے ایک جہت سے سو اگر ہو بعد گاڑھے ہونے کے تو گنہگار ہوتا ہے دو جہتوں سے اور خاص کیا ہے لیث نے نہی کو ساتھ اس وقت کے کہ جب کہ بھگوئی جائے اور جاری ہوا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اپنی عادت پر جمود میں سو خاص کیا ہے اس نے نہی کو خلیطین سے ساتھ ملانے ایک کے پانچ چیزوں سے اور وہ خشک کھجور اور تازہ کھجور اور پکی ہوئی کھجور اور کچی کھجور اور منقہ ہیں بیچ ایک کے ان میں سے یا غیر ان کے کی سو اگر ملائی جائے کوئی چیز غیر ان کے سے ساتھ کسی چیز کے غیر ان کے سے تو نہیں منع ہے مانند دودھ اور شہد کی مثلا اور وارد ہوتی ہے اس پر وہ چیز کہ روایت کی ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اشربہ میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو چیزوں کو شیرہ بنانے سے اس چیز سے کہ سرکشی کرتی ہے ایک دوسری پر اور کہا قرطبی نے کہ نہی خلیطین سے ظاہر ہے تحریم میں اور یہ قول جمہور فقہاء امصار کا ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ مکروہ ہے فقط اور خلاف کیا ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے حلال ہے اکیلی اکیلی پس نہیں مکروہ ہے اکٹھی کہا اور یہ مخالفت ہے واسطے نص کے اور قیاس ہے باوجود فارق کے سو وہ فاسد ہے دو وجہ سے پھر وہ توڑا گیا ہے ساتھ جواز ہر ایک کے دونوں بہنوں سے جدا جدا اور حرام ہونے ان کے کی اکٹھی اور زیادہ تر عجب اس سے تاویل اس شخص کی ہے جو کہتا ہے کہ نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ باب سرف سے ہے کہا اور یہ تبدیل ہے نہ تاویل اور نہ شہادت دیتی ہیں ساتھ باطل ہونے اس کے کی حدیثیں صحیحہ کہا اور نام رکھنا شراب کا لاون قول اس شخص

کا ہے جو غافل ہے شرع سے اور لغت سے اور عرف سے اور جو سمجھی جاتی ہے حدیثوں سے تعلیل ہے ساتھ خوف کرنے شدت کے ساتھ ملانے کے اور بنا بر اس کے اقتصار کیا جائے گا نہی میں خلط سے اس چیز پر کہ اثر کرے اس میں اسراع کہا اس نے اور زیادتی کی ہے ہمارے بعض اصحاب نے سو منع کیا ہے خلط کو اگرچہ نہ پائی جائے علت مذکورہ اور لازم آتا ہے اس کو کہ منع کرے ملانے شہد اور دودھ کے سے اور سرکہ اور شہد کے سے۔ (فتح)

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ. باب ہے بیچ بیان دودھ پینے کے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ دراز کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کاری گری کو اس ترجمہ میں تاکہ رد کرے اس شخص کے قول کو جو گمان کرتا ہے کہ بہت دودھ نشہ لاتا ہے سو رد کیا اس کو ساتھ نصوص کے اور یہ قول ٹھیک نہیں اس واسطے کہ دودھ مجرد نشہ نہیں لاتا اور سوائے اس کے نہیں کہ اتفاق پڑتا ہے اس میں اس کا نادر ساتھ صفت کے کہ پیدا ہوتی ہے بیچ اس کے اور اس کے غیر نے کہا کہ بعض نے گمان کیا ہے کہ دودھ جب بہت دیر پڑا رہے اور متغیر ہو تو نشہ لاتا ہے اور یہ واقع ہوتا ہے نادر اگر ثابت ہو واقع ہونا اس کا اور نہیں لازم آتا اس سے کہ اس کا پینے والا گنہگار ہو مگر یہ کہ معلوم کرے کہ اس کی عقل اس کے ساتھ جاتی رہے گی سو پیئے اس کو واسطے اس کے ہاں کبھی واقع ہوتا ہے نشہ ساتھ دودھ کے جب کہ ڈالی جائے اس میں وہ چیز کہ اس کے ملنے سے مسکر ہو جائے سو حرام ہو جاتا ہے، میں کہتا ہوں کہ روایت کی ہے سعید بن منصور نے ابن سیرین سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پوچھے گئے شرابوں سے سو کہا فلانے لوگ بناتے ہیں ایسی ایسی چیز سے شراب یہاں تک کہ پانچ شرابوں کو شمار کیا نہیں یاد رکھتا میں مگر شہد اور جو اور دودھ کو سو میں ڈرتا تھا کہ حدیث بیان کروں ساتھ دودھ کے یہاں تک کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ ارمینیہ میں دودھ سے شراب بنائی جاتی ہے جو اس کو پیتا ہے فوراً بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ آیت کے جو باب کے اول میں مذکور ہے اس پر کہ پانی جب متغیر ہو پھر دراز ہو ٹھہرنا اس کا یہاں تک کہ اس کا تغیر دور ہو جائے اور اپنی پہلی حالت کی طرف رجوع کرے تو وہ اس سے پاک ہو جاتا ہے اور یہ حکم بہت پانی میں اور بغیر نجاست کے تھوڑے میں متفق علیہ ہے اور بہر حال تھوڑا پانی جو پلیدی سے متغیر ہو جائے پھر خود بخود اس کا تغیر دور ہو جائے تو اس میں خلاف ہے کہ کیا پاک ہوتا ہے یا نہیں اور مشہور مالکیہ کے ایک گروہ سے یہ ہے کہ وہ پاک ہو جاتا ہے اور ظاہر استدلال کا قوی کرتا ہے قول کو ساتھ پاک کہنے کے لیکن اس استدلال میں نظر ہے اور بعید تر ہے استدلال کرنا اس شخص کا جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر پاک ہونے منی کے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور خون کے بیچ میں سے دودھ ستھرا رچتا پینے والوں کو۔

فائدہ: اور یہ روایت صریح ہے بیچ حلال کرنے پینے دودھ چوپایوں کے ساتھ سب قسموں اپنی کے واسطے واقع ہونے احسان کے ساتھ اس کے پس عام ہوگا سب چوپایوں کے دودھ کو بیچ حال زندگی ان کی کے اور فرث وہ چیز ہے کہ جمع ہو اوجھڑی میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چوپایہ جب گھاس کو کھاتا ہے اور اوجھڑی میں قرار پکڑتا ہے تو وہ اس کو پکاتی ہے سو اس کے نیچے کا حصہ لید ہو جاتا ہے اور اس کا بیچ کا حصہ دودھ ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر کا حصہ خون ہو جاتا ہے اور کبد مسلط ہے اوپر اس کے سو تقسیم کرتا ہے خون کو اور جاری کرتا ہے اس کو رگوں میں اور جاری کرتا ہے دودھ کو تھنوں میں اور باقی رہ جاتی ہے لید اوجھڑی میں تنہا اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَبَنًا خَالِصًا﴾ یعنی خون کی سرخی اور لید کی گندگی سے اور قول اس کا ﴿سائغا﴾ یعنی لذیذ رچتا پینے والے کا گلا نہیں گھونٹتا۔ (فتح)

٥١٧٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ خَمْرٍ.

۵۱۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ معراج کی رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شراب کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور حکمت بیچ اختیار دینے کے درمیان شراب کے باوجود ہونے اس کے حلال یا تو اس واسطے کہ شراب اس وقت حرام نہیں ہوئی تھی اور یا اس واسطے کہ وہ بہشت سے تھی اور شراب بہشت کی حرام نہیں ہے۔

٥١٧٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَيْرًا مَوْلٰى أُمِّ الْفَضْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِإِنَاءٍ فِيْهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ فَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قَالَ شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أُمُّ الْفَضْلِ فَإِذَا وُقِفَ عَلَيْهِ قَالَ هُوَ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ.

۵۱۷۵۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں کو عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں شک ہوا سو میں نے دودھ کا ایک برتن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور بہت وقت سفیان نے کہا کہ لوگوں نے عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں شک کیا سو ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آپ کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا اور جب کھڑا کیا جاتا سفیان تو کہتا وہ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے ہے۔

فائدہ: یعنی سفیان اکثر اوقات حدیث کو مرسل بیان کرتا تھا سو نہ کہتا تھا اسناد میں ام الفضل رضی اللہ عنہا سو جب پوچھا جاتا اس سے کہ کیا وہ موصول ہے یا مرسل؟ تو کہتا وہ ام الفضل سے ہے اور وہ بیچ قوت اس کے ہے کہ وہ موصول ہے اور یہ معنی ہیں قول اس کے کی وقف۔ (فتح)

٥١٧٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ وَأَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَآءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِّنْ لَبَنٍ مِّنَ النَّقِيْعِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَّا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا.

۵۱۷۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو حمید نقیع (ایک نالے کا نام ہے) سے دودھ کا پیالہ لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں نہ ڈھانکا اگرچہ اس پر ایک آڑی لکڑی رکھ دیتا؟۔

فائدہ: یعنی اگر اس کو نہ ڈھانکے تو نہیں کم تر ہے اس سے کہ اس پر کوئی چیز آڑی رکھ دے اور میں گمان کرتا ہوں کہ راز بیچ اکتفا کرنے کے ساتھ رکھنے لکڑی کے یہ ہے کہ اس کو ڈھانکے یا عرض قریب ہے ساتھ بسم اللہ کہنے کے سو ہوگا عرض کرنا علامت اوپر بسم اللہ کہنے کے، پس باز رہیں گے شیطان اس کے قریب آنے سے۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَذْكُرُ أُرَاهُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِإِنَآءٍ مِّنْ لَّبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَّا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو حمید انصاری رضی اللہ عنہ نقیع سے دودھ کا ایک برتن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں نہ ڈھانکا اگرچہ اس پر کوئی لکڑی آڑی رکھ دیتا؟ اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ساتھ۔

فائدہ: اگرچہ تو اس پر چوڑائی سے لکڑی رکھتا یعنی لکڑی کو برتن کی چوڑائی پر رکھتا واقع ہوا ہے واسطے مسلم کے جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! کیا میں آپ کو شیرہ نہ پلاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں! سو نکلا مرد دوڑتا ہوا سو ایک مرد پیالہ لایا جس میں شیرہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں نہ ڈھانکا، الحدیث اور یہ دوسرا قصہ ہے سوائے قصے

دودھ کے۔ (فتح)

۵۱۷۷ ۔ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ وَأَبُوْ بَكْرٍ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَحَلَبْتُ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فِيْ قَدَحٍ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ وَأَتَانَا سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ فَدَعَا عَلَيْهِ فَطَلَبَ إِلَيْهِ سُرَاقَةُ أَنْ لَّا يَدْعُوَ عَلَيْهِ وَأَنْ يَّرْجِعَ فَفَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۱۷۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے آئے یعنی وقت ہجرت کرنے کے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک چرواہے پر گزرے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی تھی کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سو میں نے پیالہ بھر دودھ دوہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوا اور ہمارے پاس سراقہ آیا گھوڑے پر سوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعاء کی تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ اس پر بددعاء نہ کریں اور یہ کہ پھر پلٹ جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا۔

فائدہ: اور خوب جواب بیچ پینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ سے باوجودیکہ چرواہے نے ان کو خبر دی تھی کہ بکریاں اس کے غیر کی ہیں یہ ہے کہ ان کی عرف میں یہ معاف تھا یا بکریوں والے نے چرواہے کو اجازت دے دی ہوئی تھی کہ پلائے دودھ اس شخص کو کہ گزرے اوپر اس کے جب کہ التماس کرے اس سے یہ اور بعض نے کہا کہ اس میں اور بھی احتمال ہے جو پہلے گزر چکے ہیں۔ (فتح)

۵۱۷۸ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً وَّالشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً تَغْدُوْ بِإِنَاءٍ وَّتَرُوْحُ بِآخَرَ.

۵۱۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی تازہ جنی ہوئی بہت دودھ والی کیا اچھا صدقہ ہے خیرات کو اور بکری خوب دودھ والی کیا اچھا صدقہ ہے خیرات کو کہ صبح کو ایک برتن بھر دودھ دے اور شام کو دوسرا برتن دودھ دے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مستعیر اس کا سارا دودھ ہے، وقد تقدم بیان ذلک۔

۵۱۷۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

۵۱۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا کہ اس کے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسَمًا وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعْتُ إِلَى السِّدْرَةِ فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهَرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهَرَانِ بَاطِنَانِ فَأَمَّا الظَّاهِرَانِ النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ وَأَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهَرَانِ فِي الْجَنَّةِ فَأُتِيْتُ بِثَلَاثَةِ أَقْدَاحٍ قَدَحٌ فِيْهِ لَبَنٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ عَسَلٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ خَمْرٌ فَأَخَذْتُ الَّذِيْ فِيْهِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ فَقِيْلَ لِيْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَنْتَ وَأُمَّتُكَ قَالَ هِشَامٌ وَسَعِيْدٌ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَنْهَارِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرُوْا ثَلَاثَةَ أَقْدَاحٍ.

واسطے چکنائی ہے اور کہا ابراہیم نے شعبہ سے اس نے روایت کی قتادہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سدرہ یعنی پلے سرے کی بیری کا درخت بلند مجھ کو نمود ہوا یعنی نظر آیا تو اچانک وہاں چار نہریں تھیں دو نہریں کھلی اور دو نہریں چھپی سو بہر حال کھلی نہریں سو نیل اور فرات ہیں اور بہر حال چھپی ہوئی دو نہریں سو بہشت کی دو نہریں ہیں پھر تین پیالے میرے سامنے لائے گئے ایک پیالے میں دودھ تھا اور ایک پیالے میں شہد تھا اور ایک پیالے میں شراب تھی سو میں نے لیا وہ پیالہ جس میں دودھ تھا سو میں نے دودھ پیا تو مجھ کو کہا گیا کہ آپ نے پیدائشی دین پایا جس دین پر تو اور تیری امت ہے اور کہا ہشام اور سعید اور ہمام نے قتادہ سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے اس نے مالک رحمہ اللہ سے اس نے نہروں میں مانند اس کی اور نہیں ذکر کیا انہوں نے تین پیالوں کو۔

فائدہ: یعنی جمع ہوئے ہیں تینوں راوی اوپر روایت حدیث کے قتادہ رحمہ اللہ سے سو زیادہ کیا ہے انہوں نے اسناد میں بعد انس رضی اللہ عنہ کے مالک رحمہ اللہ کو اور نہیں ذکر کیا اس کو شعبہ نے اور یہ جو کہا فی الانہار یعنی انہوں نے موافقت کی ہے متن سے اوپر ذکر نہروں کے اور زیادہ کیا ہے انہوں نے قصہ معراج کا ساتھ درازی کے اور نہیں ہے شعبہ کی اس روایت میں اور واقع ہوا ہے بیچ روایت ان کی کے بعد قول اس کے سدرۃ المنتہٰی کہ اچانک اس کے بیر جیسے ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے جیسے ہاتھیوں کے کان اور اس کی جڑ میں چار نہریں ہیں اور برتنوں کا حضرت ﷺ کے سامنے لانا دو بار واقع ہوا ایک بار بیت المقدس میں اور ایک بار سدرۃ المنتہٰی میں اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اشکال بالکل کہا ابن منیر نے کہ نہیں ذکر کیا راز بیچ عدول کرنے آپ کے کی شہد سے دودھ کی طرف جیسے کہ ذکر کیا راز کو بیچ منہ پھیرنے کے شراب سے اور شاید راز اس میں یہ ہے کہ دودھ زیادہ تر نافع ہے اور ساتھ اس کے سخت ہوتی ہے ہڈی اور اُگتا ہے گوشت اور وہ مجرد قوت آپ کا ہے اور نہیں داخل ہے سرف میں کسی وجہ سے اور وہ قریب تر ہے طرف زہد

کی اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان پرہیز گاری کے کسی وجہ سے اور شہد اگر چہ حلال ہے لیکن وہ ان چیزوں سے ہے کہ لذت طلب کی جاتی ہے ساتھ اس کے جن سے خوف ہے کہ ہو شہد پینے والا داخل بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ﴾ میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ہو سر اس میں وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے بیچ بعض طرق حدیث معراج کے کہ حضرت ﷺ کو پیاس لگی جیسا کہ اس کے بعض طریقوں میں صریح آچکا ہے سو آپ کے سامنے پیالے لائے گئے سو اختیار کیا دودھ کو سوائے غیر اس کے کی واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے حاصل ہونے حاجت کے سے سوائے شراب اور شہد کے کہ ان سے آپ کی حاجت حاصل نہیں ہوتی تھی سو یہی سبب ہے اصلی بیچ اختیار کرنے دودھ کے اور موافق پڑا باوجود اس کے راجح ہونے اس کے کی ان دونوں پر کئی وجھوں سے کہا ابن منیر نے کہ نہیں وارد ہوتا اس پر جو پہلے ذکر کیا ہے میں نے کہ حضرت ﷺ حلوے اور شہد کو دوست رکھتے تھے اس واسطے کہ دوست رکھتے تھے اس کو اس حال میں کہ میانہ روی کرنے والے تھے اس کھانے میں نہ یہ کہ اس کو عادت ٹھہرایا ہوا تھا اور یہ جو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت گمراہ ہو جاتی تو اس سے لیا جاتا ہے کہ شراب سے سرکشی پیدا ہوتی ہے اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ قدر معین کے اور برتنوں کے سامنے لانے سے لیا جاتا ہے ارادہ اظہار تیسیر کا یعنی آسانی کا او پر حضرت ﷺ کے اور اشارہ ہے طرف تفویض کاموں کے آپ کی طرف۔ (فتح)

بَابُ اسْتِعْذَابِ الْمَآءِ.

باب ہے بیچ بیان طلب کرنے پانی میٹھے کے۔

٥١٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَكَانَ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ يَقُولُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ مَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُو بِرَّهَا

٥١٨٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سب انصاریوں سے زیادہ مال دار تھے یعنی کھجور کے درختوں میں اور ان کو اپنے سب مال سے باغ بیرحاء بہت پیارا تھا اور وہ مسجد کے سامنے تھا اور حضرت ﷺ کا معمول تھا کہ اس میں داخل ہوتے اور اس کا میٹھا پانی پیتے کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو جب یہ آیت اتری کہ نیکو کاری ہرگز حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو کہا کہ یا حضرت! اللہ نے فرمایا ہے کہ نیکو کاری ہرگز حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور میرے سب مال سے مجھ کو باغ بیرحاء بہت پیارا ہے میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا اور میں امیدوار ہوں اس کی نیکی کا اور اس

وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ أَوْ رَايِحٌ شَكَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَفِيْ بَنِيْ عَمِّهٖ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيٰى رَايِحٌ.

کے ذخیرہ ہونے کا نزدیک اللہ کے سو یا حضرت! اس کو رکھیے جہاں چاہیں یعنی جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے یا فرمایا رائح شک کیا عبداللہ راوی نے یعنی اس کا ثواب تجھ کو پہنچے گا اور بند نہیں ہوگا اور البتہ میں نے سنا جو تو نے کہا اور یہ مجھ کو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کرتا ہوں یا حضرت! یعنی جو آپ نے فرمایا سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابت والوں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا۔

فائدہ: اور مقصود اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ حضرت ﷺ اس کا میٹھا پانی پیتے تھے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ خصوص اس لفظ کے اور وہ طلب کرنا میٹھے پانی کا ہے بیچ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ لایا جاتا تھا واسطے حضرت ﷺ کے پانی میٹھا بیوت سقیا سے اور وہ ایک نہر ہے اس کے اور مدینے کے درمیان دو دن کی راہ ہے اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ساتھ سند جید کے اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ جب حضرت ﷺ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے نزدیک اتری تو وہ حضرت ﷺ کے واسطے مالک بن نضر کے کنوئیں سے میٹھا پانی منگواتا تھا پھر انس رضی اللہ عنہ اور ہند اور حارثہ بیوت سقیا سے حضرت ﷺ کی بیویوں کے واسطے پانی لاتے تھے اور ابو الہیثم کے قصے میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کا حال آکر پوچھا تو اس کی عورت نے کہا کہ وہ ہمارے واسطے میٹھا پانی لانے کو گیا ہے کہا ابن بطال نے کہ طلب کرنا میٹھے پانی کا نہیں منافی ہے زہد کو اور نہیں داخل ہے آسودگی مذموم میں برخلاف خوشبودار کرنے پانی کے ساتھ مشک وغیرہ کے کہ البتہ مکروہ جانا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بے جا خرچ کرنے سے اور بہر حال پینا میٹھے پانی کا اور طلب کرنا اس کا سو مباح ہے اور البتہ کیا ہے اس کو نیکوکاروں نے اور نمکین پانی کے پینے میں کوئی فضیلت نہیں اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ طلب کرنا عمدہ کھانوں کا جائز ہے اور یہ فعل اہل خیر کا ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ اترا ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے ارادہ کیا تھا کہ لذیذ کھانوں سے باز رہیں کہا اگر ہوتے لذیذ کھانے اس قسم سے کہ اللہ نہ چاہتا کہ اس کو کوئی کھائے تو نہ احسان کرتا ان کے ساتھ اپنے بندوں پر بلکہ منع کرنا اللہ کا اس کے حرام جاننے سے دلالت کرتا ہے اس پر کہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ بندے اس کو کھائیں تاکہ مقابلہ کریں انعام اس کے کو ساتھ ان کے اوپر ان کے ساتھ شکر کرنے کے واسطے ان کے اگرچہ بندوں کا شکر ان کی نعمتوں کا بدلہ نہیں اتار سکتا اور کہا ابن

منیر نے کہ لیکن یہ کہ طلب کرنا میٹھے پانی کا نہیں منافی ہے زہد کو اور پرہیز گاری کو سو واضح ہے اور استدلال کرنا ساتھ اس کے لذیذ کھانوں پر سو بعید ہے کہا ابن تین نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ اس کے کہ جائز ہے پینا پانی کا باغ سے بغیر قیمت کے میں کہتا ہوں کہ جس کو اس میں داخل ہونے کی اجازت ہو اس کے واسطے تو کوئی شک نہیں اور لیکن غیر اس کا سو واسطے اس چیز کے کہ تقاضا کرتی ہے اس کو عرف آسان جاننے اس کے سے اور ثابت ہونا اس کا ساتھ فعل مذکور کے اس میں نظر ہے۔ (فتح)

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَآءِ. پینا دودھ کا ساتھ پانی کے ملا کر۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قید کیا ہے اس کو ساتھ پینے کے واسطے احتراز کرنے کے ملانے سے واسطے بیچ کے کہ وہ دغا ہے کہا ابن منیر نے کہ مقصود اس کا یہ ہے کہ نہیں داخل ہے یہ نہی میں خلیطین سے اور وہ تائید کرتا ہے اس چیز کو کہ پہلے گزر چکی ہے فائدہ قید کرنے اس کے سے خلیطین کو ساتھ مسکر کے یعنی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع ہے ملانا دو چیزوں کا جب کہ ہو ہر ایک دونوں میں سے جنس اس چیز کی سے کہ نشہ لاتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھے ملاتے دودھ کو ساتھ پانی کے اس واسطے کہ دودھ دوہنے کے وقت گرم ہوتا ہے اور وہ شہر اکثر گرم ہوتے ہیں سو تھے توڑتے دودھ کی گرمی کو ساتھ پانی سرد کے۔

۵۱۸۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا وَأَتَى دَارَهُ فَحَلَبْتُ شَاةً فَشُبْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبِئْرِ فَتَنَاوَلَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُوْ بَكْرٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ أَعْرَابِيٌّ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضْلَهُ ثُمَّ قَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ.

۵۱۸۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ دودھ پیا اور اس کے گھر میں آئے سو میں نے بکری دوہی سو اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کنوئیں سے پانی ملایا گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ لیا اور پیا اور آپ کے بائیں طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں طرف ایک گنوار بیٹھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جوٹھا گنوار کو دیا پھر فرمایا کہ دائیں طرف والا مقدم ہے دائیں طرف والا مقدم ہے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ جاہلیت کے بادشاہوں کا دستور تھا کہ پینے میں دائیں طرف والوں کو مقدم کرتے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خوف کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو حضرت رضی اللہ عنہ دودھ پینے میں گنوار کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مقدم نہ کریں سو تنبیہ کی اوپر اس کے اس واسطے کہ احتمال تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مقدم کریں گے سو ہو جائے گی سنت مقدم کرنا افضل کا پینے میں دائیں طرف والے پر سو بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور قول سے کہ نہیں متغیر کیا

اس عادت کو سنت نے اور یہ کہ وہ بدستور جاری ہے اور یہ کہ دائیں طرف والا مقدم ہے افضل پر بیچ اس کے اور نہیں لازم آتا اس سے کم ہونا افضل کے مرتبہ کا اور یہ واسطے فضیلت دائیں طرف کے ہے بائیں پر اور یہ جو کہا فاعطی الاعرابی فضله یعنی جو دودھ حضرت ﷺ سے پینے کے بعد بچا تھا وہ اس کو دیا اور یہ جو حضرت ﷺ نے مکرر فرمایا کہ دائیں طرف والا مقدم ہے تو اس سے بعض نے استنباط کیا ہے کہ سنت دینا اس شخص کا ہے جو دائیں طرف ہو پھر جو اس سے لگتا ہو اور اسی طرح لگا تار اور اس سے لازم آتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس صورت میں جو اس حدیث میں وارد ہوئی ہے اس گنوار کے بعد پیا ہو ان کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیا ہو لیکن ظاہر یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا ہو اور اس حدیث میں فوائد سے ہے سوائے اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ جو مجلس علم یا مجلس رئیس کی طرف پہلے جائے وہ اس سے الگ نہ کیا جائے واسطے آمد اس شخص کے کہ اولیٰ ہے اس سے ساتھ بیٹھنے کے جگہ مذکور میں بلکہ بیٹھے آنے والا جس جگہ تک مجلس پہنچتی ہو لیکن اگر سابق اس کو مقدم کرے تو جائز ہے اور یہ جو کسی چیز کا مستحق ہو نہ ہٹائی جائے اس سے مگر اس کی اجازت سے بڑا ہو یا چھوٹا جب کہ ہو ان لوگوں سے کہ جائز ہے ان کی اجازت اور یہ کہ مجلس میں بیٹھنے والے سب شریک ہیں اس چیز میں کہ قریب کی جائے ان کی طرف بطور فضل کے نہ لزوم کے واسطے اجماع کے اس پر کہ نہیں واجب ہے مطالبہ ساتھ اس کے کہا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ نہ ہو ان میں امام یا جو اس کے قائم مقام ہے سو اگر امام ہو تو تصرف اس میں واسطے اس کے ہے اور یہ کہ جائز ہے داخل ہونا بڑے کا اپنے خادم کے گھر میں اگرچہ کم عمر ہو اور کھانا اس کا اس چیز سے کہ پاس ان کے ہے کھانے اور پینے سے بغیر بحث کے۔ (فتح)

٥١٨٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَآءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا قَالَ وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَآءَ فِيْ حَائِطِهِ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ عِنْدِيْ مَآءٌ بَآئِتٌ فَانْطَلِقْ إِلٰى

٥١٨٢۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک انصاری مرد کے گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے ساتھی تھے یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر تیرے پاس رات کا باسی پانی ہو تو ہم کو پلا اور نہیں تو ہم منہ لگا کر نہر سے پی لیں اور وہ مرد پانی کو اپنے باغ میں پھیرتا تھا یعنی پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا تھا تا کہ باغ کے سب درختوں کو پانی پہنچے تو اس مرد نے کہا یا حضرت! میرے پاس رات کا باسی پانی ہے سو آپ چھپر کی طرف چلیے سو وہ دونوں کو لے گیا سو اس نے پیالے میں پانی ڈالا پھر اس پر اپنی

الْعَرِيْشِ قَالَ فَانْطَلَقَ بِهِمَا فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ قَالَ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَآءَ مَعَهُ.

خانگی بکری کا دودھ دوہا کہا سو حضرت ﷺ نے پیا پھر پیا اس مرد نے جو آپ کے ساتھ آیا تھا۔

فائدہ: کرع کے معنی پینا پانی کے بغیر برتن اور ہاتھ کے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم ایک حوض پر گزرے سو ہم اس سے منہ لگا کر پینے لگے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منہ لگا کر مت پیو لیکن ہاتھ دھو کر ان سے پیو، الحدیث روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور اس کی سند ضعیف ہے سو اگر ہو محفوظ تو نہی اس میں واسطے تنزیہ کے ہے اور فعل واسطے بیان جواز کے ہے اور قصہ جابر رضی اللہ عنہ کا پہلے نہی کے ہے یا نہی بیچ غیر حال ضرورت کے ہے اور یہ فعل تھا واسطے ضرورت پینے پانی کے جو سرد نہ تھا سو پیئے منہ لگا کر نہر سے واسطے ضرورت پیاس کے تا کہ نہ مکروہ جانے اس کو نفس اسکا جب کہ مکرر ہوں گھونٹ سو کبھی نہیں پہنچتا غرض کو سیرابی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منہ لگا کر پانی پینے کو کرع کہا گیا اس واسطے کہ وہ فعل چوپایوں کا ہے کہ وہ اپنے منہ سے پیتے ہیں اور غالب یہ ہے کہ وہ اس وقت اپنے کھروں کو پانی میں داخل کرتا ہے کہا مہلب نے کہ حکمت بیچ طلب کرنے باسی پانی کے یہ ہے کہ وہ سرد تر اور صاف تر ہوتا ہے اور بہر حال ملانا دودھ کا ساتھ پانی کے سو شاید گرمی کے دن میں تھا اور یہ جو کہا کہ پھر مرد نے پیا تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا جوٹھا پیا لیکن احمد کی روایت میں ہے کہ پھر اس نے حضرت ﷺ کے ساتھی کے واسطے بھی اسی طرح کیا یعنی اس کے واسطے بھی دودھ دوہا اور اس پر پانی باسی ڈالا اور یہی ہے ظاہر کہا مہلب نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ پینے پانی سرد کے گرمی کے دن میں اور وہ ان نعمتوں میں سے ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں پر احسان کیں اور روایت کی ہے ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اول وہ چیز کہ حساب کیا جائے گا ساتھ اس کے بندہ دن قیامت کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا میں نے تجھ کو تندرست نہیں کیا اور سرد پانی سے سیراب نہیں کیا؟۔ (فتح)

بَابُ شَرَابِ الْحَلْوَآءِ وَالْعَسَلِ.

باب ہے بیچ بیان شراب حلوے اور شہد کے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ حلوا وہ چیز ہے کہ جمائی جاتی ہے شہد سے اور مانند اس کے سے اور کہا ابن تین نے داؤدی سے کہ وہ میٹھی نبیذ ہے اور اس پر دلالت کرتا ہے باب باندھنا بخاری رحمہ اللہ کا شراب الحلواء اسی طرح کہا ہے اس نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک قسم ہے اس سے اور جو خطابی نے کہا تقاضا کرتی ہے اس کو عرف اور قرار پا چکی ہے عرف اس پر کہ جو حلوے کی قسموں سے لی جائے اور اس کا نام حلوئی ہے اور جو اقسام مشروب سے لی جائے اس کا نام مشروب ہے اور نقیع اور مانند اس کی۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِیُّ لَا يَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةٍ تَنْزِلُ لِأَنَّهٗ رِجْسٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾.

کہا زہری نے کہ نہیں حلال ہے پینا آدمیوں کی پیشاب کا واسطے سختی کے کہ اتری اس واسطے کہ وہ ناپاک ہے اللہ نے فرمایا حلال ہوئیں تمہارے واسطے پاک چیزیں۔

فائدہ: اور توجیہ کی ہے اس کی ابن تین نے کہ حضرت ﷺ نے پیشاب کا نام رجس رکھا ہے اور اللہ نے فرمایا اور حرام کرے تم پر ناپاک چیزوں کو اور رجس منجملہ ناپاک چیزوں کے ہے اور وارد ہوتا ہے زہری کی استدلال پر شدت کے وقت مردار کا جائز ہونا یعنی اس کا کھانا اور حالانکہ وہ بھی رجس ہے اور اسی واسطے کہا ابن بطال نے کہ فقہاء اوپر خلاف قول زہری کے ہیں اور اشد حال پیشاب کا یہ ہے کہ ہو پلید اور حرام ہونے میں مثل مردار اور خون اور گوشت سور کے اور حالانکہ نہیں اختلاف کیا انہوں نے بیچ جواز کھانے اس کے کی وقت ضرورت کے اور جواب دیا ہے بعض علماء نے زہری کی طرف سے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اس کی رائے یہ ہو کہ قیاس نہیں داخل ہوتا رخصتوں میں اور رخصت وارد ہوئی ہے مردار میں نہ بول میں، میں کہتا ہوں کہ یہ بعید نہیں زہری کے مذہب سے سو البتہ روایت کی ہے بیہقی نے کہ زہری سفر میں عاشورے کا روزہ رکھتا تھا سو اس سے کہا گیا کہ تو سفر میں رمضان کا روزہ نہیں رکھتا یعنی تو پھر سفر میں عاشورے کا روزہ کیوں رکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ نے رمضان کے حق میں فرمایا ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ یعنی پس گنتی پوری کرنا ہے اور دونوں سے اور عاشورے کا یہ حکم نہیں کہا ابن تین نے کہ اور کبھی کہا جاتا ہے کہ مباح ہونا مردار واسطے سد رمق کے یعنی بچانے جان کے ہے اور بول نہیں دفع کرتا ہے پیاس کو سو اگر یہ صحیح ہو تو صحیح ہوگا جو زہری نے کہا اس واسطے کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے، میں کہتا ہوں اور اس کی نظیر آئندہ اثر میں آئے گی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فِي السَّكَرِ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سکر کے حق میں کہ اللہ نے نہیں ٹھہرائی ہے شفا تمہاری اس چیز میں کہ حرام ہے تم پر

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے سکر میں کہ اس سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ وہ شراب ہے اور بعض نے کہا کہ وہ چیز ہے کہ جائز ہے پینا اس کا مانند نقیع تمر کے پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو اور بعض نے کہا کہ وہ نبیذ تمر کی ہے جب کہ گاڑھی ہو میں کہتا ہوں اور پہلے گزر چکا ہے نحل کی تفسیر میں اکثر اہل علم سے کہ سکر بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا﴾ وہ ہے جو حرام ہے اس سے اور رزق حسن وہ ہے جو حلال ہے اور روایت کی ہے طبری نے ابو رزین سے جو ایک کبار تابعین میں سے ہے کہ اتری یہ آیت شراب کے حرام ہونے سے پہلے اور نخعی اور حسن بصری سے مثل اس کی اور روایت کی ہے شعبی سے کہ سکر نقیع منقیٰ کا ہے یعنی پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو اور سرکہ اور اختیار کیا ہے طبری نے اس کو اور مدد کی ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا ہے اس سے دعویٰ نسخ کا اور بدستور رہتا ہے احسان ساتھ اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو آیت اس کی ظاہر پر برخلاف پہلے قول کے کہ وہ مستلزم

ہے نسخ کو اور اصل عدم نسخ کا ہے میں کہتا ہوں کہ آیت میں اس کا احتمال ہے لیکن وہ اس اثر میں محمول ہے مسکر پر اور
البتہ روایت کی ہے نسائی وغیرہ نے ساتھ اسانید صحیحہ کے نخعی اور شعبی اور سعید سے کہ انہوں نے کہا کہ سکر خمر ہے اور
ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ سکر عجم کی زبان میں خمر ہے اور عرب کی زبان میں نقیع ہے پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو اور
اس پر منطبق ہوگا قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہ نہیں ٹھہرائی ہے اللہ نے شفا تمہاری اس چیز میں کہ تم پر حرام ہے اور نقل کیا
ہے ابن تین نے ابن قصار سے کہ اگر مراد سکر شرابوں کا ہے تو شاید ساقط ہوا ہے کلام سے ذکر سوال کا اور اگر مراد سکر
ساتھ ضمہ کے ہے تو میں گمان کرتا ہوں کہ یہ واسطے بیماری کے ہے اس واسطے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ہے کہ
پوچھے گئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ دوا کرنے سے ساتھ حرام چیز کے تو جواب دیا ساتھ اس کے اور اللہ خوب جانتا ہے ساتھ
مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے میں کہتا ہوں کہ اثر مذکور کو میں نے روایت کیا ہے ابو وائل سے کہ ایک مرد ہم میں سے بیمار ہوا
اپنے پیٹ کی بیماری سے سو بیان کیا گیا واسطے اس کے سکر سو اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھ بھیجا سو ذکر کیا اس کو
اور ایک روایت میں ہے کہ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نہ پلاؤ اپنی اولاد کو شراب اس واسطے کہ وہ پیدا ہوئے پیدائشی
دین پر اور بے شک اللہ نے نہیں ٹھہرائی شفا تمہاری اس چیز میں کہ حرام ہوئی تم پر اور واسطے جواب ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کے اور شاید ہے روایت کیا ہے اس کو ابو یعلیٰ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ
میری ایک لڑکی بیمار ہوئی تو میں نے اس کے واسطے ایک کوزے میں نبیذ بنائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور حالانکہ
وہ جوش مارتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ سو میں نے آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے
نہیں ٹھہرائی شفاء تمہاری اس چیز میں کہ حرام ہے تم پر پھر حکایت کی ابن تین نے داؤدی سے کہ اس نے کہا کہ ابن
مسعود رضی اللہ عنہ کا قول حق ہے اس واسطے کہ اللہ نے حرام کیا ہے شراب کو نہیں ذکر کی اس میں ضرورت اور مباح کیا مردار
کو اور اس کے بہنوں کے ضرورت کی حالت میں سو سمجھا ہے داؤدی نے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کلام کیا ہے اوپر
استعمال کرنے شراب کے وقت ضرورت کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور سوائے اس سے کچھ نہیں کہ کلام کیا ہے اس
نے اوپر دوا کرنے کے ساتھ اس کے سو منع کیا اس کو اس واسطے کہ آدمی پاتا ہے چارہ دوا کرنے سے ساتھ اس کے
اور نہیں قطع ہے ساتھ نفع اس کے کی برخلاف مردار کے واسطے بچانے جان کے اور اسی طرح کہا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے
فرق میں کہ اگر گلے میں لقمہ اٹک جائے تو جائز ہے نگلنا اس کا ساتھ گھونٹ شراب کے لیکن دوا کرنا اس کے ساتھ
جائز نہیں اس واسطے کہ نگلنا محقق ہوتا ہے ساتھ اس کے برخلاف شفاء کے کہ وہ محقق نہیں اور نقل کیا ہے طحاوی نے
شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہیں جائز ہے سد رمق بھوک سے اور نہ پیاس سے ساتھ شراب کے اس واسطے کہ نہیں زیادہ کرتی
ہے شراب مگر بھوک اور پیاس کو اور اس واسطے کہ وہ عقل کو دور کر دیتی ہے اور تعاقب کیا ہے اس نے اس کا ساتھ اس
کے کہ اگر وہ بھوک کو نہ بند کرتی اور پیاس سے نہ سیراب کرتی تو نہ وارد ہوتا سوال ہرگز اور بہر حال اس کا عقل کو لے

جانا سونہیں ہے بحث بیچ اس کے بلکہ وہ اس چیز میں ہے کہ بند ہوتی ہے ساتھ اس کے رمق اور کبھی نہیں پہنچتی طرف دور کرنے عقل کے کی۔ میں کہتا ہوں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ شافعی رحمہ اللہ کی مراد تردد کرنا ہے امر میں ساتھ اس کے کہ اگر اس سے تھوڑا پیئے تو وہ بھوک سے بے پرواہ نہیں کرتی اور نہ پیاس سے سیراب کرتی ہے اور اگر بہت ہو تو وہ عقل کو دور کر دیتی ہے اور نہیں ممکن ہے قائل ہونا ساتھ جواز تداوی کے ساتھ اس چیز کے کہ دور کر دے عقل کو اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے یہ کہ دوا کرے کسی چیز سے پس واقع ہو بیچ سخت تر کے اس سے اور اختلاف کیا گیا ہے اس میں کہ کیا جائز ہے پینا شراب کا واسطے دوا کرنے کے اور واسطے پیاس کے کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہ پیئے اس کو اس واسطے کہ نہیں زیادہ کرتی ہے وہ مگر پیاس اور یہی ہے اصح نزدیک شافعیہ کے لیکن تعلیل تقاضا کرتی ہے بند کرنے منع کے کو اس چیز پر کہ بنائی گئی ہو اس چیز سے کہ اپنی طبع سے گرم ہو مانند انگور اور منقی کے اور بہر حال وہ شراب کہ سرد چیز سے بنائی گئی ہو تو وہ منع نہیں ہے مانند جو کی اور بہر حال دوا کرنا ساتھ اس کے سو بعض نے کہا کہ جو منافع کہ اس میں حرام ہونے سے پہلے تھا وہ حرام ہونے کے بعد اس سے دور کیا گیا ساتھ دلیل اس حدیث کے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور نیز پس یقین کیا گیا ہے ساتھ حرام ہونے اس کے اور ہونا اس کا دوا مشکوک ہے بلکہ ترجیح اس کو ہے کہ وہ دوا نہیں ساتھ اطلاق حدیث مذکور کے پھر خلاف سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس چیز میں ہے کہ اس سے نشہ نہ لائے اور بہر حال وہ چیز کہ اس سے نشہ لائے تو نہیں جائز ہے استعمال کرنا اس کا دوا کرنے میں مگر ایک صورت میں اور وہ یہ ہے کہ جو اضطرار کیا جائے طرف دور کرنے عقل اس کے کی واسطے کاٹنے کسی عضو کے بیماری آکلہ کے سبب سے اور اللہ کی پناہ تو کہا رافعی نے کہ دوا کرنے میں اختلاف ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح اس جگہ جائز ہوتا ہے اور لائق ہے کہ ہو محل اس کا اس چیز میں کہ متعین ہو یہ طریق طرف سلامت رہنے باقی اعضاء کے اور نہ پائے کوئی راہ سوائے اس کے اور البتہ تصریح کی ہے ساتھ ثانی کے جس نے جائز رکھا ہے دوا کرنے کو اور جائز رکھنا ہے اس کو حنفیہ نے مطلق اس واسطے کہ ضرورت مباح کر دیتی ہے مردار کو اور وہ نہیں ممکن ہے کہ پلٹ جائے ایسی حالت کی طرف کہ حلال ہو بیچ اس کے سو شراب جس کی شان سے ہے کہ سرکہ ہو جائے اولیٰ ہے اور بعض مالکیہ سے ہے کہ اگر اس کو ایسی ضرورت داعی ہو کہ اس کے گمان پر غالب ہو کہ وہ اس کے پینے سے خلاص ہو جائے تو جائز ہے جیسے کہ گلے میں لقمہ اٹک جائے اور اصح نزدیک شافعیہ کے لقمہ اٹک جانے میں جواز ہے اور محض دوا کرنا نہیں ہے اور آئے گی آخر طب میں وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر نہی کے دوا کرنے سے ساتھ شراب کے اور یہ تائید کرتا ہے صحیح مذہب کی پھر بیان کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلوائی اور شہد کو دوست رکھتے تھے کہا ابن منیر نے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ ایک چیز کے اور پیچھے لایا ہے اس کو ساتھ ضد اس کی کے اور اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہیں چیزیں پھر پھرا طرف اس چیز کی کہ مطابق ہے ترجمہ کو ساتھ نص کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی ساتھ قول زہری کے اشارہ

کرنا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾ اس کی طرف کہ حلوئی اور شہد طیبات سے ہیں سو وہ حلال ہیں اور ساتھ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اشارہ طرف قول اللہ کی ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾ سو احسان کرنا ساتھ اس کے دلالت کرتا ہے اس کے حلال ہونے پر سو نہیں ٹھہرائی اللہ نے شفا اس چیز میں کہ حرام ہے کہا ابن منیر نے اور تنبیہ کی ہے ساتھ قول اپنے کے شراب الحلواء اس پر کہ نہیں ہے وہ حلوہ معہودہ سے کہ بناتے ہیں اس کو آسودہ لوگ آج اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ میٹھا شربت ہے جو پیا جاتا ہے شہد ساتھ پانی کے یا غیر اس کا اس چیز سے کہ اس کی ہم شکل ہے اور احتمال ہے کہ حلوئی ہو بولا جاتا واسطے اس چیز کے کہ ہو عام تر اس سے کہ جمایا جائے یا کھایا جائے یا پیا جائے جیسے کہ شہد کبھی کھایا جاتا ہے جب کہ جما ہوا ہو اور کبھی پیا جاتا ہے جب کہ ہو پتلا اور کبھی ملایا جاتا ہے اس میں پانی اور گالا جاتا ہے پھر پیا جاتا ہے اور پہلے گزر چکا ہے طلاق میں کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد کی کپی تحفہ بھیجی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے شربت پیا سو احتمال ہے کہ صرف شہد پیا ہو اور احتمال ہے کہ پانی سے ملا کر پیا ہو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد اس حدیث میں حلوے میں ہر چیز میٹھی ہے اور ذکر شہد کا اس کے بعد واسطے تنبیہ کرنے کے ہے اوپر شرف اس کے کی اور وہ ذکر خاص کا ہے بعد عام کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا لذیذ کھانوں کا اور پاک چیزوں کا رزق سے اور یہ کہ وہ زہد کے مخالف نہیں ہے خاص کر اگر حاصل ہو اتفاق سے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوئی خوش لگتا تھا تو نہیں ہے یہ اوپر معنی کثرت خواہش کے واسطے اس کے اور شدت نزاع کرنے نفس کے اس کی طرف مانند فعل آسودہ اور حرص والے لوگوں کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب آپ کے آگے کیا جاتا تو پہنچتے اس سے پہنچنا جید یعنی خوب خوش ہو کر اس کو کھاتے سو اس سے معلوم ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کھانے کو دوست رکھتے تھے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر بنانے میٹھی چیزوں کے اور کھانوں کی کئی چیزوں سے۔ (فتح)

٥١٨٣ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَآءُ وَالْعَسَلُ.

۵۱۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلواء اور شہد پسند آتا تھا۔

بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا.

باب ہے کھڑے ہو کر پانی پینے کے بیان میں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف کہ نہیں صحیح ہوئی ہیں وہ حدیثیں جو وارد ہوئی ہیں اس میں کہ مکروہ ہے پانی پینا کھڑے ہو کر اسی طرح کہا ہے اس نے اور نہیں ہے جید بلکہ جو مشابہ ہے اس کی کاری گری کو کہ جب اس کے نزدیک حدیثیں معارض ہوں تو نہیں ثابت کرتا حکم کو۔

٥١٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ قَالَ أَتٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى بَابِ الرَّحَبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا فَقَالَ إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَّشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ وَإِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ فَعَلْتُ.

۵۱۸۴۔ حضرت نزال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لائے گئے علی رضی اللہ عنہ پانی رحبہ (ایک مکان فراخ ہے کوفہ میں یعنی چبوترہ) کے دروازے پر سو انہوں نے کھڑے ہو کر پانی پیا پھر کہا کہ بعض لوگ ہیں کہ ان میں سے ہر کوئی مکروہ جانتا ہے یہ کہ پانی پیئے کھڑے ہو کر اور بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کیا جیسا تم نے مجھ کو کرتے دیکھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر لوگوں کی حاجتوں میں بیٹھے کوفہ کے رحبہ میں۔

٥١٨٥ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِيْ حَوَائِجِ النَّاسِ فِيْ رَحَبَةِ الْكُوْفَةِ حَتّٰى حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ ثُمَّ أُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قِيَامًا وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ.

۵۱۸۵۔ حضرت نزال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کرتا تھا علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر لوگوں کی حاجتوں میں یعنی جھگڑے فیصلہ کرنے کے واسطے بیٹھے کوفہ کے چبوترے میں یہاں تک کہ عصر کا وقت آیا پھر کوئی ان کے پاس پانی لایا سو انہوں نے پیا اور اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور ذکر کیا ان کے سر کو اور دونوں پاؤں کو پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنا بچا ہوا پانی پیا پھر کہا کہ کچھ لوگ مکروہ جانتے ہیں پانی پینے کو کھڑے ہو کر اور بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مثل اس کی کہ میں نے کیا یعنی کھڑے ہو کر پانی پینے سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے سو اپنے منہ اور دونوں ہاتھ کو دھویا اور اپنے سر اور دونوں پاؤں پر مسح کیا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اصل روایت یہی ہے اور یہ جو کہا فشرب فضلہ یعنی اپنے وضو کا بچا ہوا پانی پیا اور یہ جو کہا کیا میں نے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یعنی کھڑے ہو کر پانی پینے سے اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے اسماعیلی نے اپنی روایت میں سو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضو کا بچا پانی پیا جیسے میں نے پیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے پانی پینا کھڑے ہو کر اور البتہ معارض ہے یہ صریح حدیثوں کو جو وارد ہوئی ہیں بیچ نہی کے اس سے ان میں ایک حدیث نزدیک مسلم کے ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر کی کھڑے ہو کر پانی پینے سے اور اس کی ایک روایت میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ پیئے کوئی پانی کھڑے ہو کر اور جو بھولے سے پی لے تو چاہیے کہ قے کر ڈالے اور روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور وجہ سے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور ایک روایت میں ہے کہ

حضرت ﷺ نے ایک مرد کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا سو اس سے فرمایا کہ قے کر اس سے فرمایا کہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے کہ تیرے ساتھ بلی پیئے ؟ اس نے کہا نہیں ! فرمایا کہ البتہ پیا ساتھ تیرے جو بدتر ہے اس سے یعنی شیطان نے اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ منع فرمایا کہ پانی پیئے مرد کھڑے ہو کر قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کھڑے ہو کر کھانے کا کیا حکم ہے ؟ کہا کہ یہ اس سے زیادہ بدتر ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا گیا بدتر اس سے واسطے دراز ہونے زمانے اس کے کی بہ نسبت زمانے پینے کے سو یہ ہے وہ چیز جو وارد ہوئی ہے منع میں کہا مازری نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے بیچ اس کے سو مذہب جمہور کا جواز ہے اور مکروہ جانا ہے اس کو ایک قوم نے سو کہا ہمارے بعض استاذوں نے کہ شاید نہی پھرتی ہے واسطے اس شخص کے کہ اپنے ساتھیوں کے پاس پانی لائے سو جلدی کرے ساتھ پینے اس کے کی کھڑے ہو کر واسطے تنہا ہونے کے ساتھ اس کے اور واسطے نکلنے کے اس سے کہ ساقی قوم کا آخر ان کا ہے پینے میں اور نیز امر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ قے کرنے کے نہیں خلاف ہے درمیان اہل علم کے کہ نہیں ہے کسی پر کہ قے کرے اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی بغل گیر ہے کھانے کو بھی اور نہیں خلاف ہے بیچ جواز کھانے کے کھڑے ہو کر اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ حدیثیں کھڑے ہو کر پینے کی دلالت کرتی ہیں اوپر جواز کے اور حدیثیں نہی کی محمول ہیں استحباب پر اور رغبت دلانے کی اس چیز پر کہ وہ اولیٰ اور اکمل ہے یا اس واسطے کہ کھڑے ہو کر پینے میں ضرر ہے سو مکروہ جانا اس کو اس سبب سے اور کیا اس کو خود واسطے امن کے اس سے اور بنا بر دوسری احتمال ہے کہ محمول ہے قول اس کا کہ جو بھولے سے کھالے تو چاہیے کہ قے کر ڈالے اس پر کہ وہ ہلاتا ہے خلط کو کہ اس کی دوا قے ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول نخعی کا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس سے واسطے بیماری پیٹ کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مشکل ہوئے ہیں معنی ان حدیثوں کے بعض علماء پر یہاں تک کہ کہے اس میں اقوال باطل اور اس نے قصد کیا کہ بعض حدیث کو ضعیف کرے اور نہیں ہے کوئی وجہ واسطے پھیلانے غلطیوں کے بلکہ ذکر کیا جائے ٹھیک بات کو اور اشارہ کیا جائے طرف ڈرانے کے غلطیوں سے اور نہیں ہے حدیثوں میں کوئی اشکال اور نہ ان میں ضعف ہے بلکہ ٹھیک بات یہ ہے کہ نہی ان میں محمول ہے تنزیہ پر اور پینا آپ کا کھڑے ہو کر واسطے بیان جواز کے ہے اور بہر حال جو گمان کرتا ہے نسخ کا یا غیر اس کے کا تو اس نے غلطی کی اس واسطے کہ نسخ نہیں پھیرا جاتا ہے طرف اس کی باوجود ممکن ہونے تطبیق کے اگر ثابت ہو تاریخ اور فعل حضرت ﷺ کا واسطے بیان جواز کے نہیں ہوتا ہے مکروہ اس کے حق میں ہرگز اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ بیان جواز کے واسطے ایک بار یا کئی بار کرتے اور ہمیشگی کرتے افضل پر اور امر ساتھ قے کرنے کے محمول ہے استحباب پر سو مستحب ہے واسطے اس شخص کے کہ پانی پیئے کھڑے ہو کر یہ کہ قے کرے واسطے اس حدیث صحیح اور صریح کے اس واسطے کہ جب دشوار ہو حمل کرنا امر کا وجوب پر تو حمل کیا جاتا ہے استحباب پر اور یہ جو عیاض نے کہا کہ

نہیں خلاف ہے درمیان اہل علم کے اس میں کہ جو کھڑے ہو کر پیئے نہیں اس پر کہ قے کرے سو اشارہ کیا ہے اس نے طرف تضعیف حدیث کے سو نہیں التفات ہے طرف اشارے اس کے کی اور اہل علم نے جو قے کرنے کو واجب نہیں کیا تو یہ نہیں منع کرتا ہے استحباب کو سو جو منع کرتا ہے استحباب کو ساتھ اجماع کے تو وہ مجازف ہے اور کس طرح چھوڑی جائے سنت صحیحہ ساتھ توہمات اور دعاوی اور ترہات کی اور اشارہ کیا ہے عیاض نے اس کی طرف کہ نہی کی حدیثیں ضعیف ہیں اور نہیں التفات ہے طرف قول اس کے کی اور حدیث صحیح ہے سب طریقوں سے (جیسا کہ فتح میں مذکور ہے)، واللہ اعلم کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور پیروی کی ہے اس کی ہمارے شیخ نے شرح ترمذی میں کہ قول حضرت ﷺ کا فمن نسی نہیں مفہوم ہے واسطے اس کے بلکہ عامد کے واسطے بطریق اولی مستحب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے ناسی کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتا ہے یہ ایماندار سے بعد نہی کے غالبا مگر بھولے سے، میں کہتا ہوں اور کبھی بولا جاتا ہے نسیان اور ارادہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے ترک کا سو شامل ہوگا سہو اور عمد کو سو گویا کہ کہا گیا کہ جو امر کے بجالانے کو ترک کرے اور کھڑے ہو کر پیئے تو چاہیے کہ قے کرے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ نہیں پھرا ہے کوئی اس کی طرف کہ نہی اس میں واسطے تحریم کے ہے اگرچہ نہی جاری اوپر اصول ظاہریہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے جزم کیا ہے ساتھ تحریم کے اور جو تحریم کے ساتھ قائل نہیں اس نے تمسک کیا ہے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہے باب میں اور صحیح کیا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ ہم کھاتے تھے حضرت ﷺ کے زمانے میں اس حال میں کہ چلتے پھرتے تھے اور پانی پیتے تھے اس حال میں کہ کھڑے ہوتے اور باب میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے اور انس رضی اللہ عنہ سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ثابت ہو چکا ہے کھڑے ہو کر پانی پینا عمر رضی اللہ عنہ سے اور عثمان رضی اللہ عنہ سے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور سعد رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھا اور ثابت ہو چکی ہے رخصت ساتھ اس کے ایک جماعت تابعین سے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کئی اقوال پر ایک قول ترجیح ہے اور وہ یہ ہے کہ جواز کی حدیثیں زیادہ تر ثابت ہیں نہی کی حدیثوں سے اور یہ طریقہ ابو بکر بن اثرم کا ہے دوسرا قول دعوی نسخ کا ہے اور اس کی طرف مائل کی ہے اثرم اور ابن شاہین نے سو انہوں نے تقریر کی ہے کہ حدیثیں نہی کی بر تقدیر ثابت ہونے ان کے کی منسوخ ہیں ساتھ حدیثوں جواز کے ساتھ قرینے عمل خلفاء راشدین کے اور اکثر اصحاب اور تابعین کے ساتھ جواز کے اور عکس کیا ہے اس کا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے سو دعوی کیا ہے اس نے کہ جواز کی حدیثیں منسوخ ہیں ساتھ حدیثوں نہی کے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ جواز کی حدیثیں متاخر ہیں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی حضرت ﷺ سے حجۃ الوداع میں کما سیاتی ذکرہ فی هذا الباب سو جب حضرت ﷺ کا اخیر فعل یہ ہوا تو دلالت کی اس نے جواز پر تیسرا قول تطبیق ہے دونوں حدیثوں میں اور مائل کی ہے طحاوی نے طرف اور تاویل کی اور وہ حمل کرنا نہی کا ہے اس

شخص پر جو پانی پینے کے وقت بسم اللہ نہ کہے اور اور لوگوں نے اس طور سے تطبیق دی ہے کہ نہی کی حدیثیں کراہت تنزیہ پر محمول ہیں اور حدیثیں جواز کی اوپر بیان کرنے اس کے کی اور یہ طریقہ خطابی اور ابن بطال اور دوسرے لوگوں کا ہے اور یہ قول سب اقوال سے احسن ہے اور سالم تر اور بعید تر ہے اعتراض سے اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور بھی فائدے ہیں جب عالم لوگوں کو دیکھے کہ کسی چیز سے پرہیز کرتے ہیں اور وہ اس کے جواز کو جانتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ بیان کرے واسطے ان کے وجہ صواب کی اس ڈر سے کہ دراز ہو زمانہ اور گمان کیا جائے حرام ہونے اس کے کا اور یہ کہ جب وہ اس سے ڈرے تو لازم ہے اس پر کہ جلدی کرے ساتھ خبر دینے حکم کے اگرچہ نہ سوال کیا جائے اور اگر سوال کیا جائے تو مؤکد ہوتا ہے امر اور یہ کہ جب کسی سے کوئی چیز مکروہ جانے نہ مشہور کرے اس کو ساتھ نام کے کی واسطے غیر غرض کے بلکہ کنایت کرے اس سے جیسا کہ حضرت ﷺ کیا کرتے تھے۔ (فتح)

٥١٨٦ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا مِّنْ زَمْزَمَ.

٥١٨٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

فائدہ: کہا عکرمہ نے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کھڑے ہونے سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ سوار تھے۔

بَابُ مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ.

جو پانی پیئے اور حالانکہ وہ اپنے اونٹ پر کھڑا ہو۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ نہیں حجت ہے اس میں کھڑے ہو کر پانی پینے پر اس واسطے کہ جو اونٹ پر سوار ہو وہ بیٹھنے والا ہوتا ہے نہ کھڑا ہونے والا اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حکم اس مسئلے کا ہے اور کیا داخل ہوتا ہے تحت نہی کے یا نہیں اور وارد کرنا اس کا حدیث کو حضرت ﷺ کے فعل سے دلالت کرتا ہے اوپر جواز کے سو نہیں داخل ہو گا منع کی صورت میں اور اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ کہی عکرمہ نے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ قول اس کے کی شعبی کی روایت میں جو پہلے باب میں ہے کہ حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر زمزم کا پانی پیا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ سوار تھے اور سوار مشابہ ہوتا ہے کھڑے ہونے والے کو باعتبار اس کے وہ چلنے والا ہوتا ہے اور مشابہ ہوتا ہے بیٹھنے والے کو باعتبار اس کے کہ قرار گیر ہوتا ہے چوپائے پر۔

٥١٨٧ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى

٥١٨٧۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کی طرف دودھ کا پیالہ بھیجا اور حالانکہ حضرت ﷺ عرفات میں کھڑے تھے دوپہر کے بعد سو حضرت ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے لیا اور پیا زیادہ کیا ہے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَأَخَذَ بِيَدِهٖ فَشَرِبَهٗ زَادَ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ.

مالک نے ابونضر سے علی بعیرہ یعنی اپنے اونٹ پر کھڑے تھے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ مالک نے متابعت کی ہے عبدالعزیز کی اوپر روایت اس حدیث کے ابونضر سے۔

بَابُ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ فِي الشُّرْبِ.

باب ہے بیچ بیان کے کہ دائیں طرف والا مقدم ہے دائیں طرف والا مقدم ہے پینے میں۔

۵۱۸۸ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَآءٍ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ شِمَالِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ.

۵۱۸۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا جو پانی سے ملایا گیا تھا اور آپ کی دائیں طرف ایک گنوار تھا اور آپ کی بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا پھر جوٹھا گنوار کو دیا اور فرمایا کہ دائیں طرف والا مقدم ہے دائیں طرف والا مقدم ہے۔

فائدہ: یعنی مقدم کیا جائے دائیں طرف والا بائیں طرف والے پر پینے میں پھر جو اس سے دائیں طرف ہو وہ مقدم کیا جائے یعنی جو دوسرے کے دائیں طرف ہو اور اسی طرح لگا تار اور یہ مستحب ہے نزدیک جمہور کے اور کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ واجب ہے اور قول اس کا ترجمہ میں فی الشرب عام ہے پانی وغیرہ پینے کی چیزوں کو اور مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ پانی کے کہا ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کہ نہیں صحیح ہے مالک رحمہ اللہ سے اور مقدم کرنا دائیں طرف والے کا غیر پانی میں قیاس سے ہوگا کہا ابن عربی نے کہ گویا خاص ہونا پانی کا ساتھ اس کے واسطے اس کے ہے کہ پانی ملک نہیں ہوتا ہے برخلاف باقی پینے کی چیزوں کے اسی واسطے اختلاف ہے کہ کیا اس میں بیاج جاری ہوتا ہے یا نہیں اور کیا اس کے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائے یا نہیں اور یہ جو کہا پینے میں تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ نہیں جاری ہوتا ہے یہ حکم کھانے میں لیکن واقع ہوا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خلاف اس کا کما سیاتی۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فِي الشُّرْبِ لِيُعْطِيَ الْأَكْبَرَ.

کیا اجازت مانگے مرد دائیں طرف والے مرد سے پینے میں تا کہ وہ بڑے کو دے۔

فائدہ: شاید نہیں جزم کیا ہے اس نے ساتھ حکم کے واسطے ہونے اس کے کی واقعہ خاص سو راہ پاتا ہے اس کی طرف احتمال خاص ہونے کا سو نہیں جاری ہوتا ہے اس میں حکم واسطے ہر جلیس کے اور ذکر کی ہے اس میں حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی وقد تقدم فی اوائل الشرب اور اس میں نام ہے غلام کا اور بعض اشیاخ کا اور یہ جو کہا کہ کیا تو مجھ کو اجازت

دیتا ہے تو نہیں واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گنوار سے جو آپ کے دائیں طرف تھا سو جواب دیا ہے نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ غلام ان کا چچیرا بھائی تھا سو تھا واسطے آپ کے اس پر دلالت کرنا اور بائیں طرف والے بھی لڑکے قرابتی تھے اور خوش کیا نفس اس کے کو باوجود اس کے ساتھ اجازت مانگنے کے واسطے بیان حکم کے اور یہ کہ سنت مقدم کرنا دائیں طرف والے کا ہے اگرچہ ہو مفضول بہ نسبت بائیں طرف والے کے اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قصے میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ مہربانی کی جس جگہ اس کو فرمایا کہ پینے کا حق تیرا ہے اور اگر تو چاہے تو مقدم کروں میں ساتھ اس کے خالد رضی اللہ عنہ کو اور تھا خالد رضی اللہ عنہ باوجود رئیس ہونے اس کے کی جاہلیت میں اور شریف ہونے اس کے کی اپنی قوم میں متاخر ہے اسلام اس کا اسی واسطے اجازت مانگی واسطے اس کے برخلاف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ رسخ ہونا قدم ان کے کا اسلام میں تقاضا کرتا ہے اطمینان کو ساتھ تمام اس چیز کے کہ واقع ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ کہ نہ پینا واسطے کسی چیز کے اس سے اسی واسطے نہ اجازت مانگی گنوار سے واسطے ان کے اور شاید خوف کیا اس کی اجازت مانگنے سے یہ کہ وہم کرے کہ آپ کا ارادہ پھیرنے اس کے کا ہے طرف باقی حاضرین کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوائے اس کے سو اکثر اوقات بسبب قریب ہونے اسلام اس کے کی کوئی چیز اس کے دل میں گزرتی سو جاری ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت پر بیچ الفت ڈالنے اس شخص کے کہ ہو یہ راہ اس کی اور نہیں ہے یہ بعید کہ وہ اپنی قوم کے رئیسوں میں تھا اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف بیٹھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت شرب عام میں مقدم کرنا دائیں طرف والے کا ہے ہر جگہ میں اور یہ کہ مقدم کرنا دائیں طرف والے کا نہیں واسطے ان معنوں کے کہ اس میں ہیں بلکہ واسطے ان معنوں کے کہ دائیں طرف میں ہیں اور وہ فضیلت اس کی ہے بائیں طرف پر سو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں ہے یہ ترجیح واسطے اس شخص کے کہ دائیں طرف ہے بلکہ وہ ترجیح ہے واسطے جہت اس کی کے اور کہا ابن منیر نے کہ تفضیل دائیں طرف کی شرعی ہے اور تفضیل بائیں طرف کی طبعی ہے اگرچہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے شرع لیکن اول ادخل ہے تعبد میں اور لیا جاتا ہے حدیث سے کہ جب معارض ہو فضیلت فاعل کی اور فضیلت وظیفے کی تو اعتبار فضیلت وظیفہ کا ہے جیسا کہ اگر مقدم کیے جائیں دو جنازے واسطے مرد اور عورت کے اور ولی عورت کا افضل ہو ولی مرد کے سے تو مقدم کیا جائے ولی مرد کا اگرچہ مفضول ہو اس واسطے کہ جنازہ ہی وظیفہ ہے سو اس کی افضلیت کا اعتبار ہو گا نہ افضلیت اس شخص کی جو نماز پڑھتا ہے اوپر اس کے اور شاید راز اس میں یہ ہے کہ مرد ہونا اور دائیں طرف ایک امر ہے کہ قطع کرتا ہے ساتھ اس کے ہر ایک برخلاف افضلیت فاعل کے کہ اصل اس میں گمان ہے اگرچہ نفس الامر میں یقینی امر ہے لیکن وہ پوشیدہ رہتا ہے بعض سے مانند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت علم گنوار کے۔ (فتح)

٥١٨٩ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا أُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهِ.

٥١٨٩۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس پینے کی چیز لائی گئی سو حضرت ﷺ نے اس سے پیا اور حضرت ﷺ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور آپ کے بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے سو حضرت ﷺ نے لڑکے سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں ان لوگوں کو دوں؟ لڑکے نے کہا کہ یا حضرت! نہیں اختیار کرتا میں کسی کو ساتھ حصے اپنے کے جو آپ سے رکھتا ہوں سو حضرت ﷺ نے اس کو اس کے ہاتھ میں رکھا۔

فائدہ: یعنی اس کے ہاتھ میں دیا اور یہ جو کہا کہ کیا تو میرے واسطے اجازت دیتا ہے کہ میں ان کو دوں تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ اگر وہ اجازت دیتا تو حضرت ﷺ ان کو جوٹھا دیتے اور لیا جاتا ہے اس سے جواز ایثار کا یعنی دوسرے کو مقدم کرنا ایسے کام میں اور یہ مشکل ہے بنا بر اس چیز کے کہ مشہور ہے کہ نہیں ہے مقدم کرنا ساتھ قربت کے اور عبارت امام الحرمین کی اس میں یہ ہے کہ نہیں جائز ہے احسان کرنا عبادتوں میں اور جائز ہے اس کے غیر میں اور کبھی کہا جاتا ہے کہ قربت عام تر ہے عبادت سے اور البتہ وارد کیا گیا ہے اس قاعدے پر یہ امر کہ جائز ہے کھینچنا ایک آدمی کا پہلی صف سے واسطے نماز پڑھنے کے ساتھ اس کے تاکہ نکلے کھینچنے والا اس سے کہ ہو اکیلا نماز پڑھنے والا پیچھے صف کے واسطے ثابت ہونے زجر کے اس سے سو بیچ موافقت مجذوب کے واسطے جاذب کے اختیار کرنا ہے ساتھ قربت کے کہ تھی واسطے اس کے اور وہ حاصل ہونا پہلی صف کی فضیلت کا ہے تاکہ حاصل کرے فضیلت کو جو حاصل ہوتی ہے واسطے جاذب کے اور وہ نکلنا ہے خلاف سے جو ثابت ہے بیچ باطل ہونے نماز اس کی کے اور ممکن ہے جواب ساتھ اس کے کہ نہیں ہے یہ ایثار اس واسطے کہ حقیقت ایثار کی دینا اس چیز کا ہے کہ مستحق ہوا ہے اس کو واسطے غیر اپنے کے اور اس نے نہیں دی ہے جاذب کو کوئی چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ترجیح دی ہے اس نے اس کی مصلحت کو اپنی مصلحت پر اس واسطے کہ موافقت جاذب کی اوپر حاصل کرنے مقصود اس کے کی نہیں ہے اس میں دینا اس چیز کا کہ حاصل ہوتی ہے واسطے مجذوب کے اگر اس کی موافقت نہ کرتا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْكَرْعِ فِي الْحَوْضِ.

باب ہے بیچ بیان منہ لگا کر پانی پینے کے حوض سے۔

٥١٩٠ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرٍ

٥١٩٠۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک انصاری مرد پر داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اپنے

بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَّهُ فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبُهُ فَرَدَّ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ وَّهُوَ يُحَوِّلُ فِيْ حَائِطٍ لَّهُ يَعْنِي الْمَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَآءٌ بَاتَ فِيْ شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَآءَ فِيْ حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ مَآءٌ بَاتَ فِيْ شَنَّةٍ فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَرِيْشِ فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ مَآءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَّهُ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَآءَ مَعَهُ.

ساتھی تھے سو حضرت ﷺ اور آپ کے ساتھی نے سلام کیا تو اس مرد نے سلام کا جواب دیا سو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان اور وہ گرم گھڑی تھی اور وہ اپنے باغ میں پانی پھیرتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیرے پاس رات کا باسی پانی مشک میں ہو تو ہم کو پلا نہیں تو ہم منہ لگا کر حوض سے پانی پی لیں اور وہ مرد پانی کو اپنے باغ میں پھیرتا تھا تو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! میرے پاس رات کا باسی پانی مشک میں ہے سو چھپر کی طرف چلیے سو اس نے پیالے میں پانی ڈالا پھر اس پر اپنی خانگی بکری کا دودھ دوہا سو حضرت ﷺ نے پیا پھر اس نے پیالے میں ڈال کر اس پر بکری کا دودھ دوہا سو آپ کے ساتھی نے پیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے اس کو ترجمہ میں ساتھ حوض کے واسطے اس چیز کے کہ بیان کی ہے میں نے اس جگہ کہ جابر رضی اللہ عنہ نے دوہرایا ہے قول اپنے کو اور وہ اپنے باغ میں پانی کو پھیرتا تھا بیچ درمیان گفتگو حضرت ﷺ کے ساتھ مرد کے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ نکالتا تھا اس کو کنوئیں کے نیچے سے اس کی اوپر کی طرف سو شاید وہاں حوض تھا کہ اول پانی کو اس میں جمع کرتا تھا پھر اس کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیرتا تھا۔ (فتح)

بَابُ خِدْمَةِ الصِّغَارِ الْكِبَارَ.

چھوٹوں کا بڑوں کی خدمت کرنا۔

۵۱۹۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيْهِمْ عُمُوْمَتِيْ وَأَنَا أَصْغَرُهُمُ الْفَضِيْخَ فَقِيْلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالَ اكْفِئْهَا فَكَفَأْنَا قُلْتُ لِأَنَسٍ مَا

۵۱۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قوم پر کھڑا تھا اپنے چچوں کو پلاتا تھا فضیخ اور حالانکہ میں ان میں چھوٹا تھا سو کہا گیا کہ حرام ہوئی شراب کہا کہ شراب کو بہا دے سو ہم نے اس کو بہا ڈالا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان کی شراب کیا تھی؟ کہا کہ تازہ کھجور اور کچی کھجور سے تھی سو ابو بکر بن انس

شَرَابُهُمْ قَالَ رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ فَلَمْ يُنكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ.

نے کہا کہ وہ ان کی شراب تھی سو نہ انکار کیا انس رضی اللہ عنہ نے اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے بعض اصحاب نے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اس وقت ان کی شراب تھی۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ میں قوم پر کھڑا تھا ان کو شراب پلاتا تھا اور میں ان میں چھوٹا تھا اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔ (فتح)

بَابُ تَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ.

باب ہے بیچ ڈھانکنے برتنوں کے۔

۵۱۹۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَحُلُّوهُمْ فَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْكُوا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُمْ.

۵۱۹۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اول شب ہو یا فرمایا کہ شام کرو تو اپنے لڑکوں کو باز رکھو یعنی باہر نکلنے سے اس واسطے کہ شیطان اس وقت پھیلتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات سے گزرے تو ان کو چھوڑ دو یعنی جائز ہے چھوڑنا ان کا اور بند کرو دروازوں کو اور اللہ کا نام لو اس واسطے کہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور منہ باندھا کرو اپنی مشکوں کا اور اللہ کا نام لیا کرو یعنی وقت منہ باندھنے کے اور ڈھانک رکھا کرو اپنے برتنوں کو اور اللہ کا نام لیا کرو اگرچہ ان پر کوئی چیز آڑی رکھو اور بجھا دو اپنے چراغوں کو۔

فائدہ: غرض بیان اس لفظ سے ہے کہ اپنے برتنوں کو ڈھانک کر رکھا کرو۔

۵۱۹۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ إِذَا رَقَدْتُمْ وَغَلِّقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ

۵۱۹۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گل کرو چراغوں کو جب تم لیٹو اور بند کرو دروازوں کو اور منہ باندھا کرو مشکوں کا اور ڈھانک رکھا کرو کھانے اور پینے کو اور میں گمان کرتا ہوں کہ کہا اگرچہ اس پر لکڑی کو آڑا رکھے۔

وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ بِعُوْدٍ تَعْرُضُهُ عَلَيْهِ.

فائدہ: مطابقت حدیث کی ترجمے سے ظاہر ہے۔

بَابُ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ.

باب ہے بیچ منہ موڑنے مشکوں کے کی یعنی ان کا منہ موڑ کر پانی پینے کے۔

فائدہ: مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے جو چمڑے سے بنائی گئی ہو یعنی مشک چھوٹی ہو یا بڑی اور بعض نے کہا کہ قربہ کبھی چھوٹی ہوتی ہے اور کبھی بڑی اور سقا نہیں ہوتی مگر چھوٹی۔

٥١٩٤ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ يَعْنِي أَنْ تُكْسَرَ أَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا.

۵۱۹۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مشک کے منہ موڑنے سے یعنی اس کا منہ موڑ کر اس سے پانی پیا جائے۔

٥١٩٥ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ مَعْمَرٌ أَوْ غَيْرُهُ هُوَ الشُّرْبُ مِنْ أَفْوَاهِهَا.

۵۱۹۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مشک کے منہ موڑنے سے منع کرتے کہا عبداللہ نے کہ کہا معمر نے یا غیر اس کے نے وہ پینا ہے مشک کے منہ سے۔

فائدہ: اور محمول ہے یہ تفسیر مطلق اور وہ پینا ہے اس کے منہ سے اوپر مقید کے ساتھ موڑنے اس کے کی یا الٹانے سر اس کے کی اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے مشک سے پانی پیا سو اس کے پیٹ میں سانپ گھس گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ.

مشک کے منہ سے پانی پینا۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ نہیں قناعت کی ساتھ پہلے باب کے تا کہ نہ گمان کیا جائے کہ نہی خاص ہے ساتھ صورت منہ موڑنے کے سو بیان کیا کہ نہی عام ہے اس مشک کو کہ ممکن ہو منہ موڑنا اس کا اور اس چیز کو کہ نہ ممکن ہو مانند ٹھیکری کے، مثلا۔

۵۱۹۶ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَشْيَآءَ قِصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا أَبُو هُرَيْرَةَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ أَوِ السِّقَآءِ وَأَنْ يَّمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَهُ فِي دَارِهِ.

۵۱۹۶۔ حضرت ایوب سے روایت ہے کہ عکرمہ نے ہم سے کہا کہ کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ چند چھوٹی چیزوں کے کہ حدیث بیان کی ہم سے ساتھ ان کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا پانی پینے سے مشک کے منہ سے اور اس سے کہ منع کرے اپنے ہمسائے کو یہ کہ اس کی دیوار میں لکڑی گاڑھے۔

فائدہ: اور تیسری یہ چیز ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے سے اور شاید اختصار کیا ہے اس کو بعض راوی نے یا ادنیٰ درجہ جمع کا اس کے نزدیک دو ہیں۔

۵۱۹۷ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَآءِ.

۵۱۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ پانی پیا جائے مشک کے منہ سے۔

۵۱۹۸ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَآءِ.

۵۱۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ پانی پیا جائے مشک کے منہ سے۔

فائدہ: ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ نہی کے بعد ایک مرد رات سے کھڑا ہوا سو اس نے مشک کا منہ موڑا تو اس پر اس سے سانپ نکلا اور یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ واقع ہوا یہ بعد نہی کے برخلاف اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ یہ نہی کا سبب تھا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہو یہ پہلے نہی کے سو ہوگا اسباب نہی کے سے پھر نہی کے بعد تاکید واقع ہوئی ہو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اتفاق ہے اس پر کہ نہی اس جگہ واسطے تنزیہ کے ہے نہ واسطے تحریم کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور بیچ نقل اتفاق کے نظر ہے سو نقل کیا ہے ابن تین وغیرہ نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس نے جائز رکھا ہے پانی پینے کو مشک کے منہ سے اور کہا کہ مجھ کو اس میں نہی نہیں پہنچی اور مبالغہ کیا ہے ابن بطال نے بیچ رد کرنے اس قول کے اور عذر بیان کیا ہے اس سے ابن منیر نے کہ احتمال ہے کہ وہ نہی کو تحریم پر حمل نہ کرتا تھا اسی طرح کہا ہے اس نے باوجود نقل کے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس کو نہی نہیں پہنچی سو عذر بیان کرنا اس کی طرف سے ساتھ اس قول کے اولیٰ ہے اور حجت قائم ہے اس شخص پر جس کو نہی پہنچی کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور تاکید کرتی ہیں حدیثیں

رخصت کی کہ یہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں دیکھا میں نے کسی حدیث مرفوع میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر جواز کے مگر حضرت ﷺ کے فعل سے اور نہی کی حدیثیں سب آپ کے قول سے ہیں سو وہ راجح ہیں جب کہ نظر کریں ہم طرف علت نہی کے اس سے کہ نہی کی علت کیا ہے سو بعض علت نہی کی یہ ہے کہ وہ نہیں امن میں ہے اس سے کہ کوئی جانور پانی کے ساتھ اس کے پیٹ میں داخل ہو مشک سے اور اس کو خبر نہ ہو اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ اگر مشک کو بھرے اور حالانکہ وہ پانی کو دیکھتا ہو کہ اس میں داخل ہوتا ہے پھر اس کو مضبوط باندھے پھر جب ارادہ پانی پینے کا کرے تو اس کو کھولے اور اس سے پیئے تو نہیں شامل ہو گی اس کو نہی اور ایک وہ چیز ہے جو روایت کی ہے حاکم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا پانی پینے سے مشک کے منہ سے اس واسطے کہ یہ اس کو بودار کر دیتا ہے اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ ہو نہی خاص ساتھ اس شخص کے جو پانی پیئے اور برتن کے اندر سانس لے یا مشک کے اندر منہ ڈال کر پیئے بہر حال جو ڈالے پانی مشک سے اپنے منہ میں بغیر چھونے کے تو یہ منع نہیں اور ایک علت یہ ہے کہ جو مشک کے منہ سے پانی پیتا ہے کبھی اس پر پانی غالب ہو جاتا ہے سو گرتا ہے اس سے زیادہ حاجت سے پس نہیں امن ہے اس سے کہ اس کے کپڑے بھیگ جائیں کہا ابن عربی نے اور ایک چیز کفایت کرتی ہے تین سے بیچ ثابت ہونے کراہت کے اور ساتھ مجموع علتوں کے قوی ہو گی کراہت نہایت کہا شیخ محمد بن ابی حمزہ نے کہ اختلاف ہے بیچ علت نہی کے سو بعض نے کہا کہ ڈر ہے کہ برتن میں کوئی جانور ہو یا زور سے گرے پس شرف نہ ہو اس کو ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہوتی ہے ساتھ منہ مشک کے نفس کے بخار سے یا ساتھ اس چیز کے کہ ملتی ہے پانی میں تھوک پینے والے کی سے سو مکروہ جانتا ہے اس کو غیر اس کا یا برتن فاسد ہوتا ہے ساتھ اس کے عادت میں سو ہو گا ضائع کرنا مال کا کہا اور جس چیز کو فقہ چاہتی ہے یہ ہے کہ نہیں بعید ہے کہ ہو نہی واسطے سب ان کاموں کے اور بعض چیز ان میں وہ ہے جو تقاضا کرتی ہے کراہت کو اور بعض وہ ہے جو تقاضا کرتی ہے تحریم کو اور قاعدہ ایسی چیز میں ترجیح دینا تحریم کو ہے اور البتہ جزم کیا ہے ابن حزم نے ساتھ تحریم کے واسطے نہی کے اور حمل کیا ہے اس نے رخصت کے حدیثوں کو اصل اباحت پر اور مطلق بولا ہے ابو بکر اثرم احمد کے ساتھی نے کہ حدیثیں نہی کی ناسخ ہیں واسطے اباحت کے اس واسطے کہ پہلے لوگ اس کو کیا کرتے تھے یہاں تک کہ واقع ہوا داخل ہونا سانپ کا بیچ پیٹ اس شخص کے جس نے مشک سے پانی پیا پس منسوخ ہوا جواز، میں کہتا ہوں اور جواز کی حدیثوں سے یہ حدیث ہے جو ترمذی نے کبشہ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ﷺ پر داخل ہوا سو حضرت ﷺ نے لٹکی ہوئی مشک سے پانی پیا کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ اگر فرق کیا جائے درمیان اس چیز کے کہ ہو واسطے عذر کے جیسے مشک لٹکی ہو اور اپنی پینے والے کو کوئی برتن میسر نہ ہو اور نہ اپنے ہاتھ سے پی سکے تو اس وقت مکروہ نہیں اور اسی پر محمول ہوں گی حدیثیں مذکورہ اور درمیان اس کے کہ ہو بغیر عذر کے سو محمول ہوں گی اس پر حدیثیں نہی کی، میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ

جواز کی سب حدیثوں میں ہے کہ مشک معلق تھی اور لٹکی مشک سے پینا خاص تر ہے پینے سے مطلق مشک سے اور نہیں دلالت ہے جواز کی حدیثوں میں رخصت مطلق پر بلکہ خاص اس صورت پر اور حمل کرنا ان کا اوپر حال ضرورت کے دونوں حدیثوں میں اولیٰ ہے حمل کرنے ان کے سے نسخ پر اور کہا ابن عربی نے احتمال ہے کہ ہو پینا حضرت ﷺ کا مشک کے منہ سے بیچ حال ضرورت کے یا وقت لڑائی کے یا وقت نہ ہونے برتن کے یا باوجود ہونے اس کے کی لیکن نہ قادر ہوئے واسطے شغل کے اوپر ڈالنے پانی کے مشک سے برتن میں۔ (فتح)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ.

باب ہے بیچ نہی کے سانس لینے سے برتن میں یعنی پانی پینے کے وقت برتن میں سانس نہ لے برتن کو منہ سے الگ کر کے دم لے۔

٥١٩٩ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَإِذَا تَمَسَّحَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهٖ.

۵۱۹۹۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی چیز پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب کوئی پیشاب کرے تو نہ چھوئے اپنی شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے اور جب کوئی ڈھیلے پونچھے تو نہ پونچھے دائیں ہاتھ سے۔

فائدہ: زیادہ کیا ہے ابن ابی شیبہ نے نہی پھونک مارنے سے پانی میں اور واسطے اس کے شاہد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نزدیک ابو داؤد اور ترمذی کے کہ حضرت ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع فرمایا اور برتن میں پھونک مارنے کی ممانعت میں چند حدیثیں آ چکی ہیں اور اسی طرح برتن میں دم لینے سے اس واسطے کہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے تغیر نفس سے یا واسطے ہونے سانس لینے والے کے کہ اس کا منہ متغیر ہو کسی کھانے سے مثلا یا مسواک اور کلی کو بہت مدت گزر چکی ہو یا یہ کہ سانس لینے سے معدے کا بخار چڑھتا ہے اور پھونک مارنا ان سب حالتوں میں سخت تر ہے سانس لینے سے۔ (فتح)

بَابُ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ.

پانی پینا دو یا تین سانسوں سے۔

فائدہ: اسی طرح ترجمہ باندھا ہے اس نے باوجود اس کے کہ لفظ حدیث کا جو باب میں وارد کی ہے یہ ہے کہ سانس لیتے تھے سو شاید اس نے ارادہ کیا ہے تطبیق کا باب کی حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے اس واسطے کہ ظاہر ان کا تعارض ہے کہ اول صریح ہے بیچ نہی کے سانس لینے سے برتن میں اور دوسری ثابت کرتی ہے سانس لینے کو سو حمل کیا ان کو دو حالتوں پر سو حالت نہی کی اوپر سانس لینے کے اندر برتن کے اور حالت فعل کے اوپر اس شخص کے کہ اس سے باہر

سانس لے سواول اپنے ظاہر پر ہے نہی سے اور ثانی کی تقدیر یہ ہے سانس لیتے تھے بیچ حالت پینے کے برتن سے کہا ابن منیر نے کہ وارد کیا ہے ابن بطال نے سوال تعارض کا اور جواب دیا ہے ساتھ تطبیق کے درمیان دونوں کے اور البتہ بے پرواہ کیا ہے بخاری نے اس سے ساتھ مجرد لفظ ترجمہ کے سوٹھہرایا ہے اس نے اول میں برتن کو ظرف واسطے سانس لینے کے اور نہی کو اس سے واسطے کراہت کرنے اس کے کی اور کہا دوسرے میں پینا دو سانس کے ساتھ فاصلہ کرے یا ساتھ تین سانس کے باہر برتن سے سو پہچانا گیا ساتھ اس کے دفع ہونا تعارض کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر جواز پینے کے ایک سانس سے اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے جواز سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اور ایک گروہ سے اور کہا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہی کی گئی سانس لینے سے اندر برتن کے اور بہر حال جو سانس نہ لے سو اگر چاہے تو ایک سانس سے پیئے میں کہتا ہوں اور یہ تفصیل حسن ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے امر ساتھ پینے کے ایک سانس سے حدیث مرفوع میں روایت کیا ہے اس کو حاکم نے۔ (فتح)

۵۲۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ أَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا.

۵۲۰۰۔ حضرت ثمامہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ دو یا تین بار برتن میں سانس لیتے تھے یعنی پانی پینے کے وقت اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین بار سانس لیتے تھے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ او واسطے تنویع کے ہے یعنی کبھی دو بار اور کبھی تین بار اور یہ کہ نہیں اقتصار کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار پر بلکہ اگر دو سانس سے سیراب ہوتے تو کفایت کرتے ساتھ دو بار کے نہیں تو تین بار سانس لیتے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے شک کے اور روایت کی ہے ترمذی نے ساتھ سند ضعیف کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نہ پیا کرو ایک بار لیکن پیا کرو دو بار یا تین بار سو اگر یہ حدیث محفوظ ہو تو قوی کرتی ہے تنویع کو اور روایت کی ہے مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ برتن میں تین بار سانس لیتے اور فرماتے کہ وہ رچتا پچتا ہے یعنی بری کرنے والا ہے بیماری سے یا پیاس سے یا ایذا سے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ وہ اکھاڑنے والا ہے واسطے پیاس کے اور قوت دینے والا ہے ہضم پر اور کم تر اثر کرنے والا ہے بیچ ضعیف ہونے اعضاء کے اور سردی معدے کے اور استعمال کرنا افعل تفضیل کا اس میں دلالت کرتا ہے کہ واسطے دو بار کے اس میں دخل ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہی پینے سے ایک سانس میں واسطے تنزیہ کے ہے کہا مہلب نے کہ نہی سانس لینے سے پانی پینے میں مانند نہی کے ہے پھونک مارنے سے کھانے اور پینے میں اس واسطے کہ کبھی واقع ہوتی ہے اس میں کچھ چیز تھوک سے سو کراہت کرتا ہے اس سے پینے والا اس واسطے کہ کراہت اس میں عادت غالب ہے اکثر لوگوں کی طبیعتوں پر اور محل اس کا وہ ہے جب

کہ کھائے اور پیئے ساتھ غیر اپنے کے لیکن اگر اکیلا کھائے یا اپنے گھر والوں کے ساتھ کھائے یا اس شخص کے کہ جانتا ہے کہ وہ نہیں مکروہ جانتا کسی چیز کو اس چیز سے کہ کھاتا ہے اس سے تو اس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں، میں کہتا ہوں اور اولیٰ عام کرنا منع کا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے وہ بے خوف باوجود اس کے کہ باقی رہے فضلہ یا حاصل ہو کراہت برتن سے اور مانند اس کے کہا ابن عربی نے کہ کہا ہمارے علماء نے کہ وہ مکارم اخلاق سے ہے لیکن حرام ہے مرد پر یہ کہ دے بھائی کو وہ چیز کہ کراہت کرے اس سے سو اگر اس کو خاص اپنے نفس کے واسطے کرے پھر اس کا غیر آئے اور اس کو دے تو چاہیے کہ اس کو معلوم کروائے اور اگر اس کو معلوم نہ کروائے تو دھوکہ ہے اور دھوکہ حرام ہے اور کہا قرطبی نے کہ وجہ نہی کے کی سانس لینے سے برتن میں یہ ہے کہ نہ کراہت کی جائے ساتھ اس کے تھوک سے یا بد بو سے کہ متعلق ہو ساتھ پانی کے اور بنا بر اس کے کہ اگر نہ سانس لے تو جائز ہے پینا ایک سانس سے اور بعض نے کہا کہ منع ہے مطلق اس واسطے کہ وہ شیطان کا پینا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اس واسطے کہ آپ سے کسی چیز کی کراہت نہیں آتی۔

تکملہ: روایت کی ہے طبرانی نے اوسط میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ تین سانس میں پانی پیتے جب برتن کو اپنے منہ سے قریب کرتے تو بسم اللہ کہتے اور جب اس کو منہ سے ہٹاتے تو الحمد للہ کہتے یہ تین بار کرتے۔ (فتح)

بَابُ الشُّرْبِ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ. سونے کے برتنوں میں پینا۔

فائدہ: اسی طرح مطلق بولا ہے ترجمہ کو اور شاید بے پرواہ ہوا ہے ذکر کرنے حکم کے سے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی ہے اس کے بعد کتاب الاحکام میں کہ نہی حضرت ﷺ کی تحریم پر ہے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اباحت کی اور البتہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث میں تصریح ساتھ نہی کے اور اشارہ طرف وعید کی اوپر اس کے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع اس پر کہ حرام ہے پینا چاندی اور سونے کے برتنوں میں مگر معاویہ بن قرہ تابعی سے اور شاید اس کو نہی نہیں پہنچی اور نص کی ہے شافعی نے جدید قول میں ساتھ تحریم کے اور یقین کیا ہے ساتھ اس کے بعض اصحاب اس کے نے اور یہی لائق ہے ساتھ اس کے واسطے ثابت ہونے وعید کے اوپر اس کے ساتھ آگ کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حرام ہونے کی علت یہ بیان کی ہے کہ حرام ہے بنانا برتنوں کا چاندی اور سونے سے سو اس کا استعمال کرنا بطریق اولیٰ حرام ہوگا اور یہ علت متفق علیہ نہیں ہے پھر علماء نے نہی کے واسطے اور علتیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ اس میں توڑنا ہے محتاجوں کے دل کا تکبر سے اور چاندی سونے کے تنگ کرنے سے۔ (فتح)

٥٢٠١ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَايِنِ فَاسْتَسْقٰى فَأَتَاهُ

٥٢٠١۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے یعنی وہاں عامل تھے سو انہوں نے پانی مانگا سو گاؤں کا مقدم ان کے پاس چاندی کا پیالہ لایا سو حذیفہ رضی اللہ عنہ

دِهْقَانٌ بِقَدَحٍ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهٖ فَقَالَ إِنِّيْ لَمْ أَرْمِهٖ إِلَّا أَنِّيْ نَهَيْتُهٗ فَلَمْ يَنْتَهِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ.

نے اس کو پھینکا سو کہا کہ میں نے اس کو نہیں پھینکا مگر اس واسطے کہ میں نے اس کو منع کیا تھا سو وہ باز نہ آیا اور بے شک حضرت ﷺ نے ہم کو منع کیا ہے ریشمی کپڑے سے اور دیبا سے اور پینے سے سونے چاندی کے برتنوں میں اور فرمایا کہ یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے اے مسلمانو! آخرت میں ملیں گی۔

فائدہ: مدائن ایک بڑا شہر ہے دجلہ پر اس کے اور بغداد کے درمیان سات فرسنگ کا فاصلہ ہے فارس کے بادشاہ وہاں رہا کرتے تھے اور وہاں دیوان خانہ نوشیرواں کا ہے اور وہ شہر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۶ ھ میں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ وہاں عامل تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہاں تک کہ شہید ہوئے بعد شہید ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ پیو اور نہ پہنو اور احمد کی روایت میں ہے کہ منع فرمایا پینے سے چاندی سونے کے برتنوں میں اور یہ کہ ان میں کھایا جائے اور یہ جو فرمایا کہ یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں تو کہا اسماعیلی نے کہ نہیں مراد ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے دنیا میں یہ کہ کافروں کو دنیا میں اس کا استعمال کرنا جائز ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے لھم یعنی وہ لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں واسطے مخالفت لباس مسلمانوں کے اور اسی طرح قول ہے حضرت ﷺ کا ولکم فی الآخرة یعنی استعمال کرو گے اس کو آخرت میں بدلہ اس کا کہ چھوڑا تم نے اس کو دنیا میں اور محروم رہیں گے اس سے کافر بدلہ ان کی نافرمانی کا ساتھ استعمال کرنے اس کے کی، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ہو اس میں اشارہ اس کی طرف کہ جو اس کو دنیا میں استعمال کرتا ہے وہ اس کو آخرت میں استعمال نہیں کرے گا کما تقدم فی شرح الخمر۔ (فتح)

بَابُ آنِيَةِ الْفِضَّةِ.

باب ہے چاندی کے برتنوں کے بیان میں۔

۵۲۰۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ خَرَجْنَا مَعَ حُذَيْفَةَ وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَشْرَبُوْا فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَالدِّيْبَاجَ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِيْ

۵۲۰۲۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور ذکر کیا اس نے حضرت ﷺ کو حضرت ﷺ نے فرمایا نہ پیو سونے، چاندی کے برتنو میں اور نہ پہنو ریشمی کپڑے کو اور نہ دیبا کو اس واسطے کہ یہ کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے اے مسلمانو! آخرت میں ملیں گے۔

الدُّنيَا وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ.

٥٢٠٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ.

۵۲۰۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ غٹ غٹ کر کے ڈالتا ہے۔

٥٢٠٤ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ أَوْ قَالَ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيِّ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

۵۲۰۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا سات چیزوں کا اور منع کیا سات چیزوں سے ہم کو حکم کیا بیمار کی خبر پوچھنے کا اور جنازے کے ساتھ جانے کا اور چھینکنے والے کو جواب دینے کا اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور سلام کے پھیلانے کا اور مظلوم کی مدد کرنے کا اور قسم کھانے والے کی قسم کے سچا کرنے کا اور ہم کو منع کیا سونے کی انگوٹھی سے اور چاندی کے برتن میں پینے سے اور میاثر اور قسی سے اور ریشم اور دیبا اور استبرق کے پہننے سے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو دنیا میں چاندی کے برتن میں پیئے وہ آخرت میں نہیں پیئے گا اور مثل اس کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جو سونے چاندی کے برتن میں دنیا میں پیئے وہ آخرت میں ان میں نہ پیئے گا اور بہشتیوں کے برتن چاندی اور سونا ہیں اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ حرام ہے کھانا اور پینا چاندی سونے کے برتنوں میں ہر مکلف پر مرد ہو یا عورت اور یہ

عورتوں کے زیور کے ساتھ ملحق نہیں ہے اس واسطے کہ نہیں ہے وہ کسی چیز میں زینت سے جو عورتوں کے واسطے مباح ہوئے کہا قرطبی وغیرہ نے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حرام ہے استعمال کرنا چاندی سونے کے برتنوں کا کھانے پینے میں اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے مثل خوشبو لگانے کی اور سرمہ ڈالنے کی اور ہر قسم کی استعمال کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور خلاف کیا ہے ایک گروہ نے سو کہا انہوں نے کہ یہ مطلق مباح ہے اور بعض نے کہا کہ فقط کھانا پینا ان میں حرام ہے اور وجہ سے استعمال کرنا ان کا حرام نہیں اور بعض نے کہا کہ صرف پینا منع ہے اور اختلاف ہے بیچ علت منع ہونے کے سو بعض نے کہا کہ یہ راجع ہے طرف ذات ان کی کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا کہ وہ ان کے واسطے ہیں اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ دونوں مول ہیں اور قیمت ہیں تلف کی ہوئی چیزوں کی سو اگر مباح رکھا جائے استعمال کرنا ان کا تو البتہ جائز ہو بنانا ہتھیاروں کا ان سے سو نوبت پہنچائے گا طرف کم ہونے کے بیچ ہاتھ لوگوں کے سو نقصان پہنچائے گا ساتھ ان کے اور مثال بیان کی ہے اس کی غزالی نے ساتھ ان حاکموں کے کہ وظیفہ ان کا تصرف ہے واسطے ظاہر کرنے عدل کے درمیان لوگوں کے سو اگر ان کو تصرف سے منع کیا جائے تو البتہ خلل انداز ہو یہ عدل میں پس اسی طرح بیچ بنانے برتنوں کے نقدیں سے روکنا ہے ان دونوں کو تصرف سے کہ فائدہ اٹھاتے ہیں ساتھ اس کے لوگ اور وارد ہوتا ہے اس پر یہ کہ جائز ہے بنانا زیور کر چاندی سونے سے واسطے عورتوں کے اور ممکن ہے جدا ہونا اس سے اور یہی علت راجح ہے نزدیک شافعیہ کے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے ابو محمد جوینی نے اور بعض نے کہا کہ علت حرام ہونے کی سرف اور خیلا ہے یا محتاجوں کے دل کو توڑنا ہے اور وارد ہوتا ہے اس پر یہ کہ جائز ہے استعمال کرنا برتنوں کا قیمتی جواہرات سے اور اکثر ان میں نفیس ہوتے ہیں اور بیش قیمت ہوتے ہیں چاندی سونے سے اور نہیں منع کیا ہے جواہرات سے مگر اس شخص نے جو تنہا ہوا ہے جماعت سے اور نقل کیا ہے ابن صباغ نے شامل میں اجماع اوپر جواز کے اور تابع ہوا ہے اس کا رافعی اور جو اس کے بعد ہے اور بعض نے کہا کہ علت منع کی مشابہ ہونا ہے ساتھ عجمیوں کے اور اس میں نظر ہے واسطے ثابت ہونے وعید کے اس کے فاعل کے لیے اور مجرد تشبہ نہیں پہنچتا ہے اس کی طرف اور اختلاف ہے بیچ جواز بنانے برتنوں کے سوائے استعمال کے اس کی کے کما تقدم اور مشہور تر منع ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور رخصت دی ہے اس میں ایک گروہ نے اور وہ مبنی ہے اوپر علت کے بیچ منع ہونے استعمال کے۔

بَابُ الشُّرْبِ فِي الْأَقْدَاحِ. پیالوں میں پینے کے بیان میں۔

فائدہ: یعنی کیا مباح ہے یا منع واسطے ہونے اس کے شعار فاسقوں کا اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ پیالوں میں پینا اگرچہ فاسقوں کا شعار ہے لیکن یہ بنظر مشروب اور بہ نسبت ہیئت کے ہے جو خاص ہے ساتھ ان کے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ پیالے میں پینا مکروہ ہے جب کہ سلامت ہو اس سے۔ (فتح)

٥٢٠٥ - حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّهُمْ شَكُّوْا فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَبَعَثَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحٍ مِّنْ لَبَنٍ فَشَرِبَهٗ.

۵۲۰۵۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے شک کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں عرفہ کے دن سو میں نے دودھ کا ایک پیالہ آپ کی طرف بھیجا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآنِيَتِهٖ.

باب ہے بیچ پینے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے سے اور آپ کے برتنوں سے۔

فائدہ: یعنی واسطے تبرک کے ساتھ ان کے کہا ابن منیر نے کہ شاید اس نے ارادہ کیا ہے ساتھ اس باب کے دفع توہم اس شخص کا کہ واقع ہوتا ہے اس کے خیال میں کہ پینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے میں بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف ہے غیر کے ملک میں بغیر اجازت کے سو بیان کیا کہ سلف یہ کرتے تھے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا اور یہ جو کہا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا سو صدقہ ہے اللہ کی راہ میں اور نہ کہا جائے گا کہ مال دار لوگ یہ کرتے تھے اور صدقہ نہیں حلال ہے واسطے مال دار کے اس واسطے کہ جواب یہ ہے کہ منع مال داروں پر وہ صدقہ ہے جو فرض ہو اور یہ صدقہ فرض نہیں، میں کہتا ہوں اور یہ جواب کافی نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ صدقہ مذکورہ وقف مطلق کی جنس سے ہے کہ فائدہ اٹھاتا ہے ساتھ اس کے ہر محتاج اور قرار پاتا ہے اس شخص کے ہاتھ میں جو اس پر امین ہو اسی واسطے سہل رضی اللہ عنہ کے پاس پیالہ تھا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس اور اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس جبہ وغیرھا عند غیرہ۔

وَقَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ قَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ أَلَا أَسْقِيْكَ فِيْ قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ.

اور کہا ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہ مجھ سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تجھکو اس پیالے میں نہ پلاؤں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا؟۔

فائدہ: یہ حدیث موصول اعتصام میں آئے گی۔

٥٢٠٦ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِّنَ الْعَرَبِ

۵۲۰۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرب کی ایک عورت کا ذکر کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اسید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو بلا بھیجے اس نے اس کو بلا بھیجا سو وہ عورت آئی اور بنی ساعدہ کے قلعے میں

فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَدِمَتْ فَنَزَلَتْ فِي أُجُمِ بَنِي سَاعِدَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَآئَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ أَعَذْتُكِ مِنِّي فَقَالُوا لَهَا أَتَدْرِينَ مَنْ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالُوا هٰذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا أَشْقٰى مِنْ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ اسْقِنَا يَا سَهْلُ فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهٰذَا الْقَدَحِ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ.

اتری سو حضرت ﷺ نکلے یہاں تک کہ اس کے پاس آئے اور اس کے پاس اندر داخل ہوئے سو اچانک دیکھا کہ عورت ہے سر کو نیچے ڈالے ہوئے سو جب حضرت ﷺ نے اس سے کلام کیا تو اس نے کہا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اپنے آپ سے پناہ دی لوگوں نے اس سے کہا کہ کیا تو جانتی ہے یہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں! لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ کے پیغمبر ہیں آئے تھے کہ تجھ سے نکاح کا پیغام کریں اس نے کہا کہ میں اس سے بد بخت تھی سو متوجہ ہوئی اس دن یہاں تک کہ آپ اور آپ کے اصحاب بنی ساعدہ کے دیوانے میں بیٹھے پھر فرمایا کہ اے سہل! ہم کو پانی پلاؤ سو میں نے ان کے واسطے یہ پیالہ نکالا اور اس میں ان کو پلایا (ابو حازم راوی کہتا ہے) سو سہل رضی اللہ عنہ نے ہمارے واسطے یہ پیالہ نکالا سو ہم نے اس سے پیا پھر اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس سے (وہ پیالہ) ہبہ چاہا اس نے اس کو ہبہ کر دیا۔

فائدہ: جو اس عورت نے کہا کنتُ اشقی تو نہیں ہے اسم تفضیل اس میں اپنے ظاہر پر بلکہ مراد اس کی ثابت کرنا بدبختی کا ہے واسطے اپنے واسطے اس چیز کے کہ فوت ہوئی اس سے حضرت ﷺ کے ساتھ نکاح کرنے سے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اس وقت مدینے کے حاکم تھے اور نہیں ہے ہبہ اس جگہ حقیقۃً بلکہ بطور اختصاص کے اور حدیث میں کشادہ کرنا پیشانی کا ہے اپنے ساتھی پر اور مانگنا اس چیز کا کہ اس کے پاس ہے ماکول اور مشروب سے اور تعظیم کرنا اس کی ساتھ بلانے اس کے اس کی کنیت سے اور برکت حاصل کرنا ساتھ آثار نیکو کاروں کے اور ہبہ چاہنا دوست سے اس چیز کا کہ نہ ہو اس پر دشوار ہبہ اس کا اور شاید سہل رضی اللہ عنہ نے آسان جانا اس کو واسطے بدل کے کہ تھا نزدیک اس کے اس جنس سے یا وہ محتاج تھا سو اس نے اس کو اس کا بدلہ دیا جو اس کی حاجت کو بند کرے اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے ان لوگوں کی جہت سے جنہوں نے سہل رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ ان کے واسطے پیالے مذکور کو

نکالے تا کہ اس میں تبرک حاصل کرنے کے واسطے پئیں۔ (فتح)

۵۲۰۷ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ قَالَ رَأَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيْضٌ مِنْ نُضَارٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْقَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ إِنَّهُ كَانَ فِيْهِ حَلْقَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ طَلْحَةَ لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَهُ.

۵۲۰۷۔ حضرت عاصم احول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا اور وہ ٹوٹ پڑا تھا سو اس کو چاندی کی تار سے جوڑا، عاصم راوی نے کہا اور وہ پیالہ خوب تھا چوڑا تھا خالص اور عمدہ لکڑی سے، کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ پلایا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیالے میں زیادہ اتنی اتنی بار سے یا اتنی اتنی مدت سے، کہا ابن سیرین نے کہ اس میں لوہے کا حلقہ تھا سو انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کی جگہ سونے یا چاندی (یہ شک راوی کا ہے) کا حلقہ ڈالے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ہرگز نہ بدل اس چیز کو جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا سو انس رضی اللہ عنہ نے اس کو بدستور رہنے دیا۔

فائدہ: ذکر کیا ہے قرطبی نے کہ اس نے صحیح بخاری کے بعض پرانے نسخوں میں دیکھا کہا ابو عبداللہ یعنی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے یہ پیالہ بصرے میں دیکھا اور میں نے اس سے پیا اور وہ خریدا گیا تھا نضر بن انس رضی اللہ عنہ کی میراث سے ساتھ آٹھ لاکھ کے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا اس میں چاندی کا پترا تھا اور عریض اس پیالے کو کہتے ہیں جو دراز نہ ہو بلکہ اس کا طول اس کے عمق سے کم ہو اور نضار خالص لکڑی کو کہتے ہیں اور خالص ہر چیز سے اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیالے سے ہر قسم شربت پلایا شہد اور نبیذ اور دودھ اور پانی اور پہلے گزر چکا ہے کہ جو نبیذ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیا کرتے تھے وہ خشک کھجور اور منقیٰ کا نقیع تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پکڑنا چاندی کی پتری کا اور اسی طرح جائز ہے بنانا زنجیر اور حلقے کا چاندی سے اور اس میں بھی اختلاف ہے، کہا خطابی نے کہ ایک جماعت اصحاب اور تابعین نے اس کو مطلق منع کیا ہے اور یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث کا ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ جائز ہے چاندی سے اگر ہو تھوڑا اور مکروہ جانا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تا کہ نہ ہو پینے والا چاندی پر سو اس سے بعض نے لیا ہے کہ کراہت خاص ہے ساتھ اس وقت کے جب کہ ہو چاندی جگہ پینے کی اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے حنفیہ نے اور ساتھ اس کے قائل ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ

اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ اور کہا ابن منذر نے کہ جس برتن میں چاندی جڑی ہوئی ہو وہ چاندی کا برتن نہیں یعنی اس میں کھانا اور پینا منع نہیں ہے اور جو مقرر ہو چکا ہے نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ اگر چاندی کا پترہ بڑا ہو اور زینت کے واسطے ہو تو حرام ہے یا حاجت کے واسطے ہو تو جائز ہے مطلق اور سونے کا پترہ مطلق حرام ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں برابر ہیں یعنی دونوں حرام ہیں اور روایت کی ہے طبرانی نے اوسط میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سونے کے پہننے سے اور پیالوں میں چاندی جڑنے سے پھر رخصت دی چاندی جڑنے کی پیالوں میں اور یہ حدیث اگر ثابت ہو تو ہوگی حجت واسطے جواز کے لیکن اس کی سند میں وہ شخص ہے کہ پہچانا نہیں جاتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے یا اس برتن میں جس مین اس سے کوئی چیز ہو سو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اوپر حرام ہونے برتن تانبے اور لوہے کے جو طلا کیا گیا ہو چاندی سونے سے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ اگر حاصل ہو اس سے ساتھ عرض کرنے کے آگ پر تو حرام ہے نہیں تو دو وجہیں ہیں صحیح تر یہ وجہ ہے کہ نہیں اور اسی طرح عکس میں بھی دو وجہیں ہیں اور اگر چاندی سونے کے برتن کو مثلا تانبے سے غلاف کرے اندر بھی اور باہر بھی تو اس کا حکم بھی اسی طرح ہے اور جزم کیا ہے امام الحرمین نے کہ حرام نہیں مانند جبے کی روئی سے کہ بھرا جائے ریشم سے اور چھوٹے ہونے کے ضابطہ میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ عرف ہے اور یہ اصح ہے اور بعض نے کہا کہ جو دور سے چمکے وہ بڑی چیز ہے نہیں تو چھوٹی چیز ہے اور بعض نے کہا کہ جو اس کی تمام جڑ کو پکڑے جیسے اس کی تلی کو یا اس کی کڑی کو وہ کبیر ہے اور جو نہیں سو نہیں اور جس میں شک ہو وہ باقی ہے اصل اباحت پر۔ (فتح)

بَابُ شُرْبِ الْبَرَكَةِ وَالْمَآءِ الْمُبَارَكِ. باب ہے بیچ پینے برکت اور مبارک پانی کے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ نام رکھا گیا پانی کا برکت اس واسطے کہ جب بابرکت ہو تو اس کا نام برکت رکھا جاتا ہے۔

۵۲۰۸ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُنِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَضَرَتِ الْعَصْرُ وَلَيْسَ مَعَنَا مَآءٌ غَيْرَ فَضْلَةٍ فَجُعِلَ فِيْ إِنَآءٍ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهِ وَفَرَّجَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلٰى أَهْلِ الْوُضُوْءِ الْبَرَكَةُ مِنَ

۵۲۰۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا اور حالانکہ عصر کی نماز کا وقت آیا اور ہمارے پاس بچے پانی کے سوا کچھ پانی نہ تھا سو وہ برتن میں ڈالا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا اور اپنی انگلیوں کو کھولا پھر فرمایا کہ جلدی چلو وضو پر اے وضو کرنے والو! برکت ہے اللہ کی طرف سے یا وضو پر جو بابرکت ہے اللہ کی طرف سے سو البتہ میں نے پانی کو دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو انگلیوں کے درمیان جاری ہے سو لوگوں نے وضو کیا اور پیا

اللهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَآءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ وَشَرِبُوْا فَجَعَلْتُ لَا آلُوْا مَا جَعَلْتُ فِيْ بَطْنِيْ مِنْهُ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ بَرَكَةٌ قُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً وَتَابَعَهُ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرٍ.

سو میں نے نہ قصور کیا جو میں نے اس سے اپنے پیٹ میں ڈالا سو میں نے معلوم کیا کہ وہ برکت ہے، سالم راوی کہتا ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہا س دن تم کتنے آدمی تھے؟ کہا کہ چودہ سو، متابعت کی ہے اس کی عمرو بن دینار نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور کہا حصین اور عمرو نے سالم سے جابر رضی اللہ عنہ سے پندرہ سو اور متابعت کی ہے اس کی سعید نے جابر رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ میں نے قصور نہ کیا تو مراد یہ ہے کہ اس نے اس پانی سے بہت پیا بسبب برکت کے کہا ابن بطال نے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں ہے زیادتی اور نہ حرص کھانے میں یا پینے میں کہ ظاہر ہو اس میں برکت ساتھ معجزے کے بلکہ مستحب ہے بہت کھانا اور پینا اس سے، کہا ابن منیر نے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ معاف ہے اس سے پینا زیادہ عادت سے جس کے واسطے تیسرا حصہ پیٹ کا رکھنا مستحب ہے اور تا کہ نہ گمان کیا جائے کہ بغیر پیاس کے پینا منع ہے اس واسطے کہ فعل جابر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ حاجت طرف برکت کی اکثر ہے حاجت سے طرف سیراب ہونے کے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور اگر منع ہوتا تو اس کو منع کرتے اور چودہ سو اور پندرہ سو میں تطبیق یہ ہے کہ وہ چودہ سے زیادہ تھے سو جس نے چودہ سے کہا اس نے کسر کو لغو کیا اور جس نے پندرہ سو کہا اس نے کسر کو پورا کیا وقد تقدم بسط ذلك فى المغازى۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الْمَرْضٰی کتاب ہے بیماروں کے بیان میں
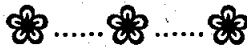
فائدہ: مرضیٰ جمع ہے مریض کی اور مراد ساتھ مرض کے اس جگہ بیماری بدن کی ہے اور کبھی بولی جاتی ہے مرض اوپر مرض دل کے یا واسطے شبہ کے مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ یا واسطے شہوت کے مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ﴾ اور واقع ہوا ہے ذکر بدن کا بیماری کا قرآن میں وضو میں اور روزے میں اور حج میں اور اس کی مناسبت کا ذکر اول طب میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَفَّارَةِ الْمَرَضِ. باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ آئی ہے مرض کے کفارہ ہونے میں۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ یہ اضافت بیانی ہے اس واسطے کہ بیماری کے واسطے کوئی کفارہ نہیں بلکہ وہ خود کفارہ ہے یا اضافت صفت کی ہے طرف موصوف کی اور کفارہ ہے یا اضافت صفت کی ہے طرف موصوف کی اور کفارہ مبالغہ ہے تکفیر سے اور اصل اس کا ڈھانکنا اور چھپانا ہے اور معنی اس جگہ یہ ہیں کہ ایمان دار کے گناہ ڈھانکے جاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے واسطے اس کے درد بیماری کے سے اور بعض نے کہا کہ یہ اضافت فاعل کی طرف ہے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ﴾. یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ جو بد عمل کرے اس کی سزا پائے گا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مناسبت آیت کی واسطے باب کے یہ ہے کہ آیت عام تر ہے اس واسطے کہ معنی یہ ہیں کہ ہر وہ شخص کہ بد عمل کرے سو بے شک وہ جزا دیا جائے گا ساتھ اس کے کہا ابن منیر نے کہ حاصل یہ ہے کہ بیماری جیسے کہ جائز ہے کہ ہو کفارہ واسطے گناہوں کے اسی طرح ہوتی ہے سزا واسطے ان کے، کہا ابن بطال نے کہ اکثر اہل تاویل کا مذہب ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ مسلمان سزا دیا جاتا ہے اپنے گناہوں پر دنیا میں ساتھ مصیبتوں کے کہ واقع ہوتی ہیں واسطے اس کے دنیا میں سو ہوں گی کفارہ واسطے ان گناہوں کے اور حسن اور عبدالرحمٰن سے ہے کہ آیت خاص کفارے میں اتری اور حدیثیں اس باب میں گواہی دیتی ہیں واسطے اول کے اور اول قول معتمد ہے اور جو حدیثیں کہ وارد ہیں بیچ سبب نزول اس کے جب کہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھیں تو ذکر کیا ان کو پھر ذکر کیں حدیثیں اس کی شرط پر جو موافق ہیں اکثر کے مذہب کو اور اس سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے احمد رحمہ اللہ نے اور صحیح کہا ہے ابن حبان نے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک مرد نے یہ آیت پڑھی ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً ا يُّجْزَ بِهٖ﴾ سو اس نے کہا کہ اگر ہم سزا دیئے گئے ساتھ ہر عمل کے تو البتہ ہم ہلاک ہوئے اس وقت سو یہ بات حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں سزا دیا جائے گا ساتھ اس کے دنیا میں مصیبت سے اس کے بدن میں اس چیز سے کہ اس کو ایذا دے اور روایت کی احمد رحمہ اللہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ کہا یا حضرت! کس طرح ہے صلاح بعد اس آیت کے ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً ا يُّجْزَ بِهٖ﴾؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تجھ کو بخشے اے ابوبکر! کیا تو بیمار نہیں ہوتا؟ کیا تو غمناک نہیں ہوتا؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں! فرمایا یہی ہے وہ چیز جو سزا دیئے جاتے ہو تم ساتھ اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ اگر کانٹا لگے تو اس میں بھی کفارہ ہے۔

۵۲۰۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّصِيْبَةٍ تُصِيْبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا.

۵۲۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسی مصیبت نہیں جو مسلمان کو پہنچے مگر کہ اس کے سبب سے اللہ اس کے گناہ کو دور کرتا ہے یہاں تک کہ کانٹا چبھنے سے بھی۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مصیبت لغت میں وہ چیز ہے جو اتری آدمی پر مطلق اور عرف میں وہ چیز ہے کہ اترے ساتھ اس کے مکروہ سے خاص اور یہی ہے مراد اس جگہ اور احمد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے مگر کہ ہوتا کفارہ واسطے گناہ اس کے کی یعنی ہوتی یہ سزا بہ سبب اس چیز کے کہ صادر ہوئی ہو اس سے گناہ سے اور ہوتا ہے یہ سبب واسطے مغفرت گناہ اس کے کی اور ابن حبان کی حدیث میں ہے مگر کہ بلند کرتا ہے اس کو اللہ ساتھ اس کے درجہ اور جھاڑتا ہے اس سے ساتھ اس کے گناہ اور اسی طرح ہے مسلم کی روایت میں اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ دونوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ دور ہوتا ہے یعنی ثواب کا حاصل ہونا اور عقاب کا دور ہونا اور مسلم کی روایت میں ہے مگر کہ اللہ اس کے سبب سے اسی کے واسطے ایک نیکی لکھتا ہے یا ایک گناہ جھاڑتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو او واسطے شک کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے تنویع کے اور یہ زیادہ باوجہ ہے اور معنی یہ ہوں گے مگر کہ لکھتا ہے واسطے اس کے بہ سبب اس کے ایک نیکی اگر نہ ہو اس پر کوئی گناہ یا جھاڑتا ہے اس سے گناہ اگر ہوں واسطے اس کے گناہ اور پہلے معنی تقاضا کرتے ہیں کہ جس پر گناہ نہ ہو زیادتی کی جاتی ہے بیچ بلند کرنے درجہ اس کے بقدر اس کے کی اور فضل واسع ہے اور حدیثیں صحیحہ صریح ہیں بیچ ثبوت اجر کے ساتھ مجرد حاصل ہونے مصیبت کے اور بہر حال صبر اور رضا سو

قدر زائد ہے ممکن ہے کہ ثواب دیا جائے اوپر ان کے زیادہ اوپر ثواب مصیبت کے اور تحقیق یہ ہے کہ مصیبت کفارہ ہے واسطے گناہ کے جو اس کے برابر ہو اور ساتھ رضا کے بدلہ دیا جاتا ہے اوپر اس کے سوا گر مصیبت والے کے واسطے گناہ نہ ہو تو اس کے عوض اس کو ثواب ملتا ہے جو اس کے برابر ہو۔ (فتح)

۵۲۱۰ ۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا أَذًى وَّلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ.

۵۲۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پہنچتا ایماندار کو درد اور نہ محنت، مشقت اور نہ کوئی بیماری اور نہ کوئی تکلیف اور نہ کوئی غم یہاں تک کہ کانٹا ہے جو اس کو چبھے مگر کہ اللہ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو دور کر ڈالتا ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ غم شامل ہے سب قسم مکروہات کو اور وہم وہ ہے جو پیدا ہو فکر سے اس چیز میں کہ متوقع ہو حاصل ہونا اس چیز سے کہ ایذا پائے ساتھ اس کے اور غم کرب ہے کہ حادث ہو واسطے دل کے بسبب اس چیز کے کہ حاصل ہوئی اور حزم پیدا ہوتا ہے واسطے کم ہونے اس چیز کے کہ دشوار ہے مرد پر گم ہونا اس کا اور یہ سب باطن کی بیماریاں ہیں۔ (فتح)

۵۲۱۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيْحُ مَرَّةً وَّتَعْدِلُهَا مَرَّةً وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْأَرْزَةِ لَا تَزَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَّاحِدَةً وَقَالَ زَكَرِيَّآءُ حَدَّثَنِي سَعْدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۲۱۱۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی مثل کھیتی کی تازہ سبزہ کی سی مثل ہے کہ ہوا کبھی اس کو بہکاتی ہے اور کبھی اس کو اٹھاتی ہے اور منافق کی مثل صنوبر کی مثل ہے کہ ہمیشہ کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک بار وہ جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔

فائدہ: صنوبر کا درخت سخت ہوتا ہے ہوا سے کم جھکتا ہے اگر سخت ہوا چلے تو جڑ سے اکھڑ جاتا ہے جیسے تاڑ اور کھجور کا درخت خلاصہ مطلب یہ کہ مومن ہمیشہ بلا اور مصیبتوں میں گرفتار رہتا ہے تو اس کے گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے اور کافر کو مصیبت کم ہوتی ہے اور اگر ہوئی تو ثواب سے محروم ہے یعنی مومن کو لازم ہے کہ مصیبت سے نہ گھبرائے اس کو اللہ کا احسان سمجھے اور اپنے گناہوں کا کفارہ جانے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اس کو ہوا جھکاتی ہے کبھی اس کو گراتی ہے اور کبھی اٹھاتی ہے اور شاید یہ بسبب اختلاف ہوا کے ہے اگر ہوا سخت ہو تو اس کو ہلاتی ہے سو وہ دائیں بائیں جھکتا ہے یہاں تک کہ گرنے کے قریب ہوتا ہے اور اگر ہوا کم ہو تو اس کو کھڑا کرتی ہے، کہا مہلب نے معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جب مومن پر اللہ کا حکم آئے یعنی کوئی مصیبت تو اس کے واسطے فرمانبردار ہوتا ہے سو اگر واقع ہو واسطے اس کے خیر تو خوش ہوتا ہے ساتھ اس کے اور شکر کرتا ہے اور اگر واقع ہو واسطے اس کے کوئی بلا تو صبر کرتا ہے اور اس میں نیکی کی امید رکھتا ہے پھر جب اس سے دور ہوتی ہے تو برابر ہو جاتا ہے شکر کرنے والا اور بہر حال کافر سو نہیں آزماتا ہے اس کو اللہ بلکہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے آسانی دنیا میں تاکہ مشکل ہو اس پر حال آخرت میں یہاں تک کہ جب ارادہ کرتا ہے اللہ اس کے ہلاک کرنے کا تو اس کو توڑ ڈالتا ہے سو ہوتی ہے موت اس کی اس پر عذاب سخت اور زیادہ رنج بیچ نکلنے جان اس کی کے اور اس کے غیر نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ مومن قبول کرتا ہے بیماریوں کو جو واقع ہونے والی ہیں اس پر اس کے واسطے ضعیف ہونے حصے اس کے کی دنیا میں سو وہ مانند تازہ کھیتی کے ہے سخت جھکنے والا ہے واسطے ضعیف ہونے بالی اس کے کی اور کافر اس کے برخلاف ہے اور یہ غالب ہے دونوں کے حال سے اور یہ جو کہا اور کہا زکریا نے حدیث بیان کی مجھ سے سعد نے تو مراد یہ ہے کہ یہ روایت سفیان کی مخالف ہے دو وجہوں سے ایک یہ کہ ابن کعب کا نام مبہم ہے دوسری تصریح کرنا اس کا ساتھ تحدیث کے۔ (فتح)

۵۲۱۲ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيْحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتّٰى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ.

۵۲۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی مثل کھیتی کے سبزہ کی مثل ہے کہ جب اس کو ہوا آتی ہے تو اس کو جھکا دیتی ہے اور جب ہوا تھم جاتی ہے تو سبزہ کھڑا ہو جاتا ہے اسی طرح مسلمان جھکتا ہے بلا سے اور گنہگار صنوبر کی مثل ہے نہایت سخت سیدھا یہاں تک کہ اللہ اس کو توڑتا ہے جب چاہتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں کافر کا لفظ آیا ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد ساتھ منافق کے کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نفاق کفر کا ہے اور مراد ساتھ توڑنے کے نکلنا روح کا ہے بدن سے۔ (فتح)

۵۲۱۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ.

۵۲۱۳ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ جس کے ساتھ اللہ نیکی کرنا چاہتا ہے تو اس کو مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے۔

فائدہ: یعنی تا کہ اس کو اس پر ثواب دے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ متوجہ کرتا ہے اس کی طرف بلا کو اس کے پہنچتے ہی اور ان حدیثوں میں بشارت عظیم ہے واسطے ہر ایمان دار کے اس واسطے کہ آدمی اکثر اوقات نہیں جدا ہوتا ہے رنج سے بسبب بیماری کے یا غم کے یا مانند اس کے اس چیز سے کہ مذکور ہوئی اور یہ کہ بیماریاں اور درد اور رنج بدن کے ہوں یا دل کے اتار ڈالتے ہیں گناہ اس شخص کے جس کے واسطے واقع ہوں اور آئندہ باب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث آئے گی کہ کوئی ایسا مومن نہیں کہ اس کو ایذا پہنچے مگر کہ اللہ اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس کے سب گناہ جھڑ جاتے ہیں یعنی خواہ کبیرے ہوں یا صغیرے لیکن جمہور نے خاص کیا ہے اس کو ساتھ صغیرے گناہوں کے واسطے اس حدیث کے کہ گزر چکی ہے تنبیہ اوپر اس کے اول نماز میں کہ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیان کے گناہوں کا اتار ہیں جب کہ کبیرے گناہوں سے بچے سو حمل کیا ہے انہوں نے مطلق حدیثوں کو جو وارد ہیں تکفیر میں اس مقید پر اور احتمال ہے کہ ہوں معنی حدیثوں کے جن کا ظاہر تعمیم ہے کہ مذکورہ چیزیں لائق ہیں واسطے کفارہ ہونے گناہوں کے سو اتارتا ہے اللہ بسبب ان کے جو چاہتا ہے گناہوں سے اور ہوگا بہت ہونا کفارہ کا اور کم ہونا باعتبار شدت بیماری کے اور خفت اس کی کے یہ مراد ساتھ کفارہ ہونے گناہوں کے ڈھانکنا ان کا ہے اور مٹانا اثر ان کے کا جو مرتب ہوتا ہے اوپر اس کے استحقاق عذاب سے اور البتہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مجرد حصول بیماری کا یا غیر اس کے کا اس چیز سے کہ مذکور ہوئی مرتب ہوتا ہے اس پر کفارہ مذکور برابر ہے کہ جوڑا جائے ساتھ اس کے صبر مصیبت زدہ کا یا نہیں اور انکار کیا ہے اس سے قوم نے مانند قرطبی کی سو کہا اس نے کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ مصیبت والا صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اور جس حدیث میں صبر کے ساتھ قید آئی ہے وہ یا تو ضعیف ہیں اور یا قوی لیکن وہ مقید ہیں ساتھ ثواب مخصوص کے سو اعتبار صبر کا ان میں صرف واسطے حاصل کرنے ثواب مخصوص کے ہے مثل اس چیز کی کہ آئے گی

اس شخص کے حق میں کہ واقع ہو طاعون اس شہر میں جس میں وہ ہو سو اس نے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی تو اسی کے واسطے شہید کا اجر ہے اور مثل اس حدیث کے کہ جب اللہ کسی بندے کے واسطے تقدیر میں کوئی مرتبہ لکھ چکا ہو اور وہ اس درجے کو عمل کے ساتھ نہ پہنچے تو اللہ اسی کو اس کے بدن یا اولاد یا مال میں مبتلا کرتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے یہاں تک کہ اس مرتبے کو پہنچے اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے تصریح آئی ہے ساتھ اس کے کہ ثواب نہیں حاصل ہوتا ہے ساتھ حصول مجرد مصیبت کے بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے کفارہ گناہوں کا فقط ، میں کہتا ہوں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مصیبت جب قرین ہو اس کے صبر تو حاصل ہوتا ہے کفارہ گناہوں کا اور بلند ہونا درجوں کا بنا بر اس کے کہ پہلے گزر چکی ہے تفصیل اس کی اور اگر صبر حاصل ہو تو نظر کی جائے اگر نہ حاصل ہو رنج سے وہ چیز کہ مذموم ہے قول سے یا فعل سے تو فضل فراخ ہے لیکن یہ درجہ کم ہے صابر کے درجے سے جو سابق ہے اور اگر حاصل ہو جزع تو ہوتا ہے یہ سبب واسطے کم ہونے اجر کے کہ وعدہ دیا گیا ہے ساتھ اس کے یا کفارہ ہونا سو کبھی برابر ہوتی ہے یا کبھی ایک دوسرے پر زیادہ ہوتا ہے سو بقدر اس کے حکم کیا جاتا ہے واسطے ایک کے دوسرے پر۔ (فتح)

بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ.

باب ہے بیچ بیان شدت بیماری کے۔

فائدہ: یعنی اور بیان اس چیز کے کہ اس میں فضیلت ہے۔

۵۲۱٤ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ ح حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۲۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ بیماری اس پر زیادہ تر سخت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۵۲۱٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا وَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قُلْتُ إِنَّ ذَالِكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ مَا مِنْ

۵۲۱۵۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی بیماری میں آیا اور حالانکہ آپ کو بخار کی نہایت شدت اور سخت بے تابی تھی اور میں نے کہا کہ آپ کو بخار کی نہایت شدت ہوتی ہے، میں نے کہا یہ اس سبب سے ہے کہ آپ کو دوہرا اجر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو کوئی رنج اور تکلیف پہنچے یعنی بیماری سے یا بیماری کے سوا کسی اور سبب سے مگر کہ اللہ

مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ.

اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ.

سب لوگوں سے زیادہ تر سخت بلا اور مصیبت میں پیغمبر لوگ ہیں پھر وہ شخص جو افضل ہے پھر وہ شخص جو افضل ہے جو اول ہے فضیلت میں پھر وہ جو جو اول ہے فضیلت میں۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے روایت کیا ہے اس کو دارمی وغیرہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کہا یا حضرت! کون ہے سب لوگوں سے سخت تر بلا میں؟ فرمایا پیغمبر لوگ پھر وہ شخص جو افضل ہے پھر وہ جو افضل ہے مبتلا ہوتا ہے مرد موافق اپنے دین کے، الحدیث اور اس میں ہے یہاں تک کہ چلتا ہے زمین پر اور حالانکہ نہیں باقی رہتا ہے اس پر کوئی گناہ اور ایک روایت میں ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ تر سخت بلا میں پیغمبر لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے۔

۵۲۱۶ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ أَجَلْ إِنِّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قُلْتُ ذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

۵۲۱۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوا اور آپ کو بخار کی سخت شدت تھی تو میں نے کہا یا حضرت! بے شک آپ کو بخار کی نہایت شدت ہوتی ہے؟ فرمایا کہ ہاں! مجھ کو بخار کی شدت ہوتی ہے جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے میں نے کہا یہ اس واسطے کہ آپ کو دوہرا ثواب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ اسی طرح ہے کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو کوئی تکلیف پہنچے کانٹا اور جو اس سے اوپر ہے مگر کہ اللہ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو اتار ڈالتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

فائدہ: ذلک اشارہ ہے طرف دوگنا ہونے ثواب کے کی ساتھ شدت بخار کے اور پہچانا گیا ساتھ اس کے کہ پہلی روایت میں حذف ہے پہچانا جاتا ہے اس روایت سے اور وہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ مجھ کو بخار کی شدت ہوتی ہے

جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے اور حاصل یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ثابت کیا کہ بیماری جب سخت ہو تو دونا ہوتا ہے ثواب پھر زیادہ کیا اس پر اس کے بعد کہ مضاعفت منتہی ہوتی ہے اس کی طرف کہ سب گناہوں کو جھاڑ ڈالتی ہے یا معنی یہ ہیں فرمایا کہ ہاں بیماری کی درجوں کو بلند کرتی ہے اور گناہوں کو بھی جھاڑ ڈالتی ہے یہاں تک کہ نہیں باقی رہتی اس سے کوئی چیز اور اشارہ کرتی ہے اس کی طرف حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو میں نے ذکر کیا کہ یہاں تک کہ چلتا ہے زمین پر اور نہیں ہوتا ہے اس پر کوئی گناہ اور مثل اس کے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تا کہ ہمیشہ رہتی ہے بلا ساتھ مومن کے یہاں تک کہ ملتا ہے اللہ سے اور حالانکہ نہیں ہوتا ہے اس پر کوئی گناہ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ مجھ کو کوئی بیماری بخار سے زیادہ تر پیاری نہیں کہ وہ آدمی کے ہر جوڑ میں داخل ہوتی ہے اور اللہ اس کے ہر جوڑ کے بدلے ثواب دیتا ہے اور وجہ دلالت حدیث باب کی ترجمہ پر اس جہت سے ہے کہ پیغمبروں کو حضرت ﷺ پر قیاس کیا اور ولیوں کو ان کے ساتھ ملحق کیا واسطے قریب ہونے ان کے کی ان سے اگرچہ ان کا درجہ ان سے کم ہے اور راز اس میں یہ ہے کہ بلا نعمت کے مقابلے میں ہے جو جس پر اللہ کی نعمت زیادہ ہو اس کی بلا بھی سخت تر ہوتی ہے اور اسی واسطے دونی کی گئی حد آزاد کی غلام پر اور حضرت ﷺ کی بیویوں کو کہا گیا کہ جو تم میں سے لائے بے حیائی ظاہر کو اس کو دونا عذاب ہے اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ قوی اٹھاتا ہے جو اٹھایا جائے اور کمزور نرمی کی جائے ساتھ اس کے مگر یہ کہ جب معرفت قوی ہوتی ہے تو آسان ہوتی ہے اس پر بلا اور ان میں سے بعض آدمی بلا کے اجر کی طرف دیکھتا ہے سو آسان ہوتی ہے اس پر بلا اور اعلیٰ درجہ اس سے وہ شخص ہے جو دیکھے کہ یہ تصرف مالک کا ہے اپنے ملک میں سو تفویض کرتا ہے اور نہیں اعتراض کرتا اور زیادہ تر بلند درجہ اس سے وہ شخص ہے کہ باز رکھے اس کو محبت طلب دفع بلا سے اور سب سے اونچا مرتبہ یہ ہے کہ لذت پائے ساتھ اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ وُجُوْبِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ. باب ہے بیچ واجب ہونے بیمار پرسی کے۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے اس نے ساتھ واجب ہونے کے بنا بر ظاہر امر کے ساتھ بیمار پرسی کے اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ حق مسلمان کے مسلمان پر پانچ ہیں پس ذکر کیا اس میں سے بیمار پرسی کو اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ واجب ہیں واسطے مسلمان کے مسلمان پر سو ذکر کیا ان میں بیمار پرسی کو کہا ابن بطال نے کہ احتمال ہے کہ ہو امر اوپر وجوب کے ساتھ معنی کفایت کے جیسے بھوکے کو کھانا کھلانا اور قیدی کو چھوڑانا اور احتمال ہے کہ ہو واسطے ندب کے واسطے رغبت دلانے کے اوپر تواصل اور الفت کے اور جزم کیا ہے داؤدی نے ساتھ پہلی کے سو کہا کہ وہ فرض ہے بعض آدمی اس کو بعض سے اٹھا سکتے ہیں اور کہا جمہور نے کہ وہ اصل میں ندب کے واسطے ہے اور کبھی پہنچتا ہے طرف وجوب کی بیچ حق بعض کے اور کہا طبرانی نے کہ مؤکد ہوتا ہے اس کے حق میں جس کی برکت کی امید ہو اور سنت ہے اس کے حق میں جس کے حال کی رعایت ہو اور مباح ہے اس شخص کے حق میں جو

سوائے اس کے ہے اور کافر کی بیمار پرسی میں اختلاف ہے اور نقل کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع اوپر نہ واجب ہونے کے یعنی فرض عین نہیں۔ (فتح)

۵۲۱۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ.

۵۲۱۷۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا کھلاؤ بھوکے کو اور خبر پوچھو بیمار کی اور چھوڑاؤ قیدی کو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ خبر پوچھو بیمار کی تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اس کے اوپر مشروع ہونے بیمار پرسی ہر بیمار کے اور لیا جاتا ہے نیز اطلاق اس کے سے نہ قید کرنا عیادت کا ساتھ کسی زمانے کے کہ گزرے ابتدا بیماری اس کی سے اور یہ قول جمہور کا ہے اور جزم کیا ہے غزالی نے احیاء میں کہ بیماری کی خبر نہ پوچھی جائے مگر بعد تین دن کے اور سند پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث کے اور وہ حدیث نہایت ضعیف ہے اور کہا ابو حاتم نے کہ وہ حدیث باطل ہے اور ملحق ہے ساتھ عیادت بیمار کے اس کی خبر گیری کرنا اور اس کے حال کا دریافت کرنا اور حدیث کی اطلاق میں ہے کہ بیمار کی خبر پوچھنی نہیں مقید ہے ساتھ وقت کے سوائے وقت کے لیکن جاری ہوئی ہے عادت ساتھ اس کے دن کے دو طرفوں میں اور بیمار کی خبر پوچھنے کا ادب یہ ہے کہ اس کے پاس بہت دیر نہ بیٹھے تا کہ بیمار تنگ نہ ہو یا اس کے گھر والوں پر دشوار ہو اور اگر ضرورت ہو تو جائز ہے اور بیمار کی خبر عافیت کے پوچھنے کی فضیلت میں بہت حدیثیں آ چکی ہیں کھری سو مسلم میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان جب اپنے بھائی مسلمان کی بیماری کو پوچھتا ہے تو ہمیشہ ہوتا ہے بہشت کے میوے میں تشبیہ دی اس چیز کو کہ گھیرتا ہے اس کو بیمار پرسی کرنے والا ثواب سے ساتھ اس چیز کے کہ گھیرتا ہے اس کو میوہ چننے والا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے راہ ہے یعنی بیمار کی خبر پوچھنے چلتا ہے اس راہ میں کہ پہنچاتی ہے بہشت کی طرف اور پہلی تفسیر اولیٰ ہے۔ (فتح)

۵۲۱۸ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ

۵۲۱۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا سات چیزوں کا اور منع کیا سات چیزوں سے ہم کو منع کیا سونے کی انگوٹھی سے اور ریشم اور دیبا اور استبرق کے پہننے سے اور قسی اور میثرہ سے اور ہم کو حکم کیا جنازے کے ساتھ جانے کا اور بیمار کی خبر پوچھنے کا اور سلام کے پھیلانے کا۔

وَالدِّيبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَتْبَعَ الْجَنَائِزَ وَنَعُودَ الْمَرِيضَ وَنُفْشِيَ السَّلَامَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ عِيَادَةِ الْمُغْمٰى عَلَيْهِ.

باب ہے بیچ بیان خبر پوچھنے اس شخص کے کہ بیہوشی ڈالی گئی اوپر اس کے۔

فائدہ: یعنی وہ شخص ہے کہ پہنچی اس کو غشی کہ بیکار ہو ساتھ اس کے حسی قوت اس کی واسطے ضعیف ہونے دل کے اور جمع ہونے روح کے طرف اس کی کہا ابن منیر نے کہ فائدہ ترجمہ کا یہ ہے کہ نہ اعتقاد کرے کہ بیہوش کی بیمار پرسی ساقط ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا ہے اپنے خبر پوچھنے والے کو لیکن نہیں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ساتھ اس کے کہ دونوں نے جانا کہ وہ بیہوشی میں ہے اس کی بیمار پرسی سے پہلے سو شاید ان کے حاضر ہونے کے وقت اس کو بیہوشی ہوئی ہو گی بلکہ ظاہر سیاق سے واقع ہونا اس کا ہے وقت آنے ان کے کی اور پہلے داخل ہونے دونوں کے سے اوپر اس کے اور مجرد جاننا بیمار کا اپنی خبر پوچھنے والے کو نہیں موقوف ہے مشروع ہونا بیمار پرسی کا اوپر اس کے اس واسطے کہ سوائے اس کے جبر کرنا ہے اس کے گھر والوں کی خاطر کا اور وہ چیز ہے کہ امید رکھی جاتی ہے برکت دعاء پرسی کرنے والے کے سے اور رکھنے ہاتھ اس کے سے بیمار پر اور ہاتھ پھیرنے سے اس کے بدن پر اور دم کرنے سے اوپر اس کے وقت تعویذ کے اور سوائے اس کے وقد تقدم شرح الحديث في الطهارة والتفسير۔ (فتح)

٥٢١٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِيْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْئَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى

٥٢١٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو آئے پیادہ چلتے سو انہوں نے مجھ کو بیہوش پایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو مجھ کو ہوش آئی سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں سو میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے مال میں کس طرح کروں، اپنے مال میں کیا حکم کروں؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِيْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْئَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ.

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيْحِ.

باب ہے بیچ فضیلت اس شخص کے کہ اس کو مرگی کی بیماری ہو ہوا سے۔

فائدہ: بند ہونا ہوا کا کبھی ہوتا ہے سبب واسطے مرگی کے اور یہ علت ہے کہ منع کرتی ہے اعضائے رئیسہ کو اثر قبول کرنے سے منع کرنا غیر تام اور سبب اس کا ہوا غلیظ ہے کہ بند ہوتی ہے دماغ کے راہوں میں یا بخار روی ہے کہ چڑھتا ہے اس کے بعض اعضاء سے اور کبھی اس کے بعد اعضاء میں تشنج ہو جاتا ہے سو نہیں باقی رہتا ہے آدمی ساتھ اس کے سیدھا بلکہ گر پڑتا ہے اور منہ سے جھاگ ڈالتا ہے واسطے غلیظ ہونے رطوبت کے اور کبھی ہوتی ہے مرگی جن سے اور نہیں واقع ہوتی ہے مگر نفوس خبیثہ سے ان میں سے یا واسطے خوبصورت جاننے بعض صورتوں انسانی کے اور یا واسطے ایذا دینے اس کی کے اور اول قسم کو سب طبیب لوگ ثابت کرتے ہیں اور اس کے علاج کو ذکر کرتے ہیں اور دوسری قسم سے اکثر انکار کرتے ہیں اور نہیں پہچانتے ہیں واسطے ان کے کوئی علاج مگر ساتھ مقابلہ کرنے ارواح خیرہ علویہ کے تاکہ دفع ہو اثر ارواح شریرہ سفلیہ کا اور باطل کرے ان کے فعل کو۔ (فتح)

٥٢٢٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُرِيْكَ امْرَأَةً مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّيْ أُصْرَعُ وَإِنِّيْ أَتَكَشَّفُ

٥٢٢٠۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو ایک عورت بہشتیوں سے؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں! کہا کہ یہ کالی عورت ہے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو کہا کہ میں مرگی سے بیہوش ہو کر گر پڑتی ہوں اور میرا بدن کھل جاتا ہے سو میرے واسطے اللہ سے دعا کیجیے کہ میرا بدن نہ کھلے یعنی وہ ڈری کہ اس کی شرم گاہ

الْمَرْأَةُ السَّوْدَآءَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِي قَالَ إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ فَقَالَتْ أَصْبِرُ فَقَالَتْ إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِي أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَآءٌ أَنَّهُ رَأَى أُمَّ زُفَرَ تِلْكَ امْرَأَةً طَوِيْلَةً سَوْدَآءَ عَلٰى سِتْرِ الْكَعْبَةِ.

ظاہر ہو بے خبر، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو صبر کر اور تجھ کو بہشت ملے گی اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں کہ تجھ کو اچھا کر دے، اس نے کہا کہ میں صبر کرتی ہوں سو اس نے کہا کہ میرا بدن کھل جاتا ہے سو اللہ سے دعا کیجیے کہ میرا بدن نہ کھلے حضرت ﷺ نے اس کے واسطے دعا کی۔ حدیث بیان کی ہم سے محمد نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مخلد نے ابن جریج سے خبر دی مجھ کو عطاء نے کہ اس نے دیکھا ام زفر اس عورت لمبی کالی کو کعبے کے پردے پر۔

فائدہ: یعنی بیٹھنے والی اوپر اس کے تکیہ کر کے اور بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے کہ میں ڈرتی ہوں خبیث جن سے کہ مجھ کو ننگا کر ڈالے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو ڈرے تو کعبے کے غلاف کو آ پکڑا کر اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس مجنون لوگ لائے جاتے تھے سو حضرت ﷺ جس کے سینے میں ہاتھ مارتے اچھا ہو جاتا سو ایک عورت آپ کے پاس لائی گئی حضرت ﷺ نے اس کے سینے میں ہاتھ مارا وہ اچھی نہ ہوئی ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اس عورت کو جن کی مرگی تھی اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے اس شخص کے جس کو مرگی ہو اور یہ کہ دنیا کی مصیبتوں پر صبر کا کرنا بہشت کا وارث کرتا ہے اور یہ کہ شدت کو لینا افضل ہے رخصت کے لینے سے واسطے اس شخص کے جو اپنی جان سے اس کی طاقت جانے اور نہ ضعیف ہو التزام شدت سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے نہ دوا کرنا اور یہ کہ دوا سب بیماریوں کے ساتھ دعا اور التجاء الی اللہ کے زیادہ مفید اور نافع ہے علاج کرنے سے ساتھ طبی دوائی کے اور یہ کہ اس کی تاثیر اور اثر قبول کرنا بدن کا اس سے اعظم ہے بدنی دواؤں کی تاثیر سے لیکن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفع پاتا ہے دو امروں سے ایک بیمار کی طرف سے اور وہ صدق قصد کا ہے دوسرا دور کرنے والے کی طرف سے اور وہ قوت اس کی توجہ کی ہے اور قوت اس کے دل کی ساتھ تقویٰ اور توکل کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ. فضیلت اس شخص کی جس کی آنکھ جاتی رہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو بزار نے کہ جو مبتلا ہو اپنی آنکھ سے پھر صبر کرے مرنے تک تو ملتا ہے اللہ سے اس حال میں کہ اس پر کوئی حساب نہیں ہوتا۔ (فتح)

۵۲۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا

۵۲۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ تَابَعَهُ أَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ وَأَبُوْ ظِلَالِ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب میں نے اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں میں مبتلا کیا یعنی اس کی دونوں آنکھیں جاتی رہیں پھر اس نے صبر کیا تو میں اس کو اس کے عوض میں بہشت دوں گا۔

فائدہ: پیاری اس واسطے کہا کہ وہ پیاری ہیں آدمی کو سب اعضاء سے کہ حاصل ہوتا ہے اس کو ان کے نہ ہونے سے افسوس اور پرفوت ہونے اس بات کے کہ نہیں دیکھ سکتا اس چیز کو جس کو دیکھنا چاہے خیر سے کہ اس کے ساتھ خوش ہو یا بدی سے کہ اس سے بچے اور ترمذی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ثواب چاہے اور مراد یہ ہے کہ صبر کرے حاضر جاننے والا اس چیز کو کہ وعدہ کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے صابر کو ثواب سے یعنی اس کے دل میں ثواب کی نیت ہو نہ یہ کہ صبر کرے مجرد اس سے کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دنیا میں مبتلا کرتا ہے تو یہ اس کے غضب کے سبب سے نہیں ہے بلکہ یا تو واسطے دفع تکلیف کے ہے اور یا واسطے کفارے گناہوں کے اور یا واسطے بلند کرنے درجوں کے سو جب قبول کرے اس کو ساتھ رضا کے یعنی مصیبت پر راضی ہو تو پوری ہوتی ہے مراد نہیں تو ہوتا ہے جیسا کہ سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ اگر ایمان دار بیمار ہو تو اللہ اس کو اس کے واسطے کفارہ ٹھہراتا ہے اور گنہگار بیمار مانند اونٹ کی ہے کہ اس کے مالک نے اس کو باندھا پھر اس کو چھوڑ دیا سو وہ نہیں جانتا کہ کیوں باندھا اور کیوں چھوڑا اور یہ جو کہا کہ میں اس کو اس کے عوض بہشت دوں تو یہ بڑا عوض ہے اس واسطے کہ لذت اٹھانا ساتھ آنکھوں کے فنا ہوتی ہے ساتھ فانی ہونے دنیا کے اور لذت اٹھانا ساتھ بہشت کے باقی ہے ساتھ باقی رہنے اس کے اور یہ شامل ہے واسطے ہر شخص کے کہ واقع ہو واسطے اس کے ساتھ شرط مذکور کے اور ایک حدیث میں اور قید ہے کہ صبر نافع وہ ہے جو بلا دافع ہونے کے اول میں ہو سو تفویض کرے اور اللہ کی سپرد کرے اور ایک روایت میں یہ شرط زیادہ ہے کہ جب میری تعریف کرے اوپر ان کے اور جب ہوا ثواب اس شخص کا کہ واقع ہو واسطے اس کے یہ بہشت تو جس کے واسطے اور عمل صالحہ میں اس کا درجہ بلند ہوگا۔ (فتح)

بَابُ عِيَادَةِ النِّسَآءِ الرِّجَالَ. عورتوں کو مردوں کی بیماری کی خبر پوچھنی جائز ہے یعنی اگرچہ بیگانے مرد ہوں ساتھ شرط معتبر کے۔

وَعَادَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ.

یعنی ام درداء رضی اللہ عنہا نے مسجد والوں سے ایک انصاری مرد کی بیماری کی خبر پوچھی۔

٥٢٢٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا قُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ يَقُوْلُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللّٰهُمَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

٥٢٢٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو سخت بخار ہوا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں ان دونوں پر داخل ہوئی سو میں نے کہا اے باپ! تو اپنے آپ کو کس طرح پاتا ہے؟ یعنی تو اپنا حال کیسا جانتا ہے؟ اور اے بلال! تو اپنے آپ کو کس طرح پاتا ہے؟ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب ان کو بخار چڑھتا تو کہتے ہر آدمی کو کہا جاتا ہے کہ چین کر صبح کو اپنے گھر والوں میں اور موت قریب ہے اس کے جوتے کے تسمے سے اور بلال رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب بخار اس سے دور ہوتا تو کہتا خبردار ہو کاش مجھ کو علم ہوتا کہ کیا میں رات کاٹوں نالے میں یعنی کے میں اور حالانکہ میرے گرد اذخر اور جلیل ہو کہ نام ہے دو گھاسوں کا کے میں ہوتی ہیں اور کیا میں وارد ہوں ایک دن مجنہ (ایک جگہ ہے قریب کے کے) کے پانیوں پر اور کیا ظاہر ہو واسطے میرے شامہ اور طفیل کہ دو پہاڑ ہیں کے میں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی سو کہا یعنی دعا کی کہ الٰہی! ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر دے جیسے ہم کو کے سے محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ الٰہی! اور اچھا کر دے مدینے کو یعنی مدینے کی آب وہوا کو درست کر دے اور برکت کر ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں اور لے جا اس کے بخار کو سو ڈال دے جحفہ میں۔

فائدہ: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے میں جانے کے اشتیاق یہ شعر پڑھتے تھے اور بعض نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شعر کے یہ معنی کیے ہیں کہ ہر شخص موت پہنچایا گیا ہے صبح کو اس حال میں کہ اپنے گھر والوں میں ہے اور موت قریب تر ہے اس

کے جوتے کے تسمے سے اور اعتراض کیا گیا ہے اس پر کہ یہ واقعہ پردہ اترنے سے پہلے کا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ نہیں ضرر کرتا ترجمہ کو کہ جائز ہے عورت کو بیمار پرسی کرنا مرد کی ساتھ شرط پردے کے اور جو جمع کرتا ہے دونوں امروں کو پردے سے پہلے کو اور پیچھے کو امن ہونا ہے فتنے سے۔(فتح) وقد تقدم شرح الحديث مستوفى في الهجرة.

بَابُ عِيَادَةِ الصِّبْيَانِ.

باب ہے بیچ بیمار پرسی لڑکوں کے۔

۵۲۲۳ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ ابْنَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدٌ وَأُبَيٌّ نَحْسِبُ أَنَّ ابْنَتِي قَدْ حُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى فَلْتَحْتَسِبْ وَلْتَصْبِرْ فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَرُفِعَ الصَّبِيُّ فِي حَجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَفْسُهُ تَجَنْثُ فَفَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ وَلَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرُّحَمَاءَ.

۵۲۲۳۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور سعد رضی اللہ عنہ اور ابی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا گمان کرتی تھیں کہ میری بیٹی قریب المرگ ہے سو آپ ہمارے پاس تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام کہلا بھیجا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دے کر کہلا بھیجا کہ ضرور تشریف لائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم بھی کھڑے ہوئے سو لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں اٹھایا گیا اور اس کی روح حرکت کرتی تھی یعنی جان کنی کی حالت میں تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ کیا ہے یا حضرت یہ یعنی مردے پر رونے سے آپ نے منع فرمایا ہے پھر خود کیوں روتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے کہ رکھا ہے اس کو اللہ نے جس کے دل میں چاہا اپنے بندوں سے اور نہیں رحم کرتا اللہ اپنے بندوں سے مگر رحم کرنے والوں کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزر چکی ہے۔

بَابُ عِيَادَةِ الْأَعْرَابِ.

باب ہے بیچ بیمار پرسی گنواروں کے، یعنی جنگلیوں کے۔

۵۲۲۴ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۵۲۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ فَقَالَ لَهٗ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتَ طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ أَوْ تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

حضرت ﷺ ایک گنوار پر داخل ہوئے اس کی بیمار پرسی کو اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی بیمار کی خبر پوچھنے کو جاتے تو فرماتے کچھ حرج نہیں یہ بخار گناہوں سے پاک کرنے والے ہے اگر اللہ نے چاہا اس نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ گناہوں سے پاک کرنے والا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ بخار ہے جوش مارتا ہے بہت بوڑھے پر کہ اس کو قبریں زیارت کرواتی ہیں یعنی قبروں نے اس کو اپنی زیارت کروانے پر مجبور کیا ہے اور باعث ہوئی ہیں اس کو اپنی زیارت پر بغیر اختیار اس کے یعنی مرنے والا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا سو ہاں اس وقت یعنی جب تو نے نہیں مانا تو ہاں یعنی ہوگا جیسے تو نے گمان کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کچھ حرج نہیں یعنی بیماری پاک کرنے والی ہے گناہوں سے سو اگر حاصل ہو عافیت تو دونوں فائدے حاصل ہوئے نہیں تو حاصل ہوا نفع کفارے کا اور طہور خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی وہ پاک کرنے والی ہے تجھ کو گناہوں سے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ لفظ طہور کا ساتھ معنی طاہر کے یعنی فقط پاک کے معنی کے ساتھ نہیں بلکہ ساتھ معنی پاک کرنے والے کے ہے اور قول حضرت ﷺ کا انشاء اللہ دلالت کرتا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا طہور دعا ہے نہ خبر اور یہ جو فرمایا نعم تو احتمال ہے کہ ہو یہ بد دعا او پر اس کے اور احتمال ہے کہ ہو خبر اس کے انجام کار سے اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا ہو کہ وہ اس بیماری سے مر جائے گا سو اس کے واسطے دعا کی کہ بخار اس کے واسطے گناہوں سے پاک کرنے والا ہو اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو معلوم کروایا گیا ہو جب کہ گنوار نے آپ کو جواب دیا، کہا مہلب نے کہ فائدہ اس حدیث کا یہ ہے کہ نہیں نقص ہے امام پر بیچ بیمار پرسی بیمار کی اپنی رعیت سے اگرچہ ہو گنوار جفا کار اور نہ عالم پر جاہل کی بیمار پرسی سے تا کہ اس کو معلوم کروا دے اور نصیحت کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو فائدہ دے اور حکم کرے اس کو ساتھ صبر کرنے کے تا کہ اللہ کی تقدیر سے غصے نہ ہو سو اللہ اس پر غصے ہو اور تسلی دی اس کو اس کی بیماری سے بلکہ رشک دی اس کو اس کی بیماری سے اس کے غیر کی طرف جبر کرنے خاطر اس کی سے اور اس کے گھر والوں کی سے اور یہ کہ لائق ہے بیمار کو کہ نصیحت کو قبول کرے اس کو خوب جواب دے۔ (فتح)

بَابُ عِيَادَةِ الْمُشْرِكِ.

مشرک کی بیماری کی خبر پوچھنے کا بیان۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے بیمار پرسی اس کی جب کہ اس کے مسلمان ہونے کا امیدوار ہو اور اگر یہ امید نہ ہو تو نہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے مقاصد کے سو کبھی اس کی بیمار پرسی سے اور مصلحت ہوتی ہے کہا ماوردی نے کہ ذمی کی بیمار پرسی جائز ہے اور قربت موقوف ہے اوپر نوع حرمت کے کہ قرین ہو ساتھ اس کے جوار یا قرابت سے۔ (فتح)

۵۲۲۵ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ غُلَامًا لِيَهُوْدَ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَقَالَ أَسْلِمْ فَأَسْلَمَ. وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ لَمَّا حُضِرَ أَبُوْ طَالِبٍ جَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۲۲۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا سو وہ بیمار ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کو آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان ہو جا سو وہ مسلمان ہو گیا اور کہا سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے اپنے باپ سے کہ جب ابو طالب کو موت حاضر ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا عَادَ مَرِيْضًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً.

جب بیمار کی خبر پوچھنے کو جائے اور نماز کا وقت آئے تو بیمار ان کو جماعت سے نماز پڑھائے یعنی جو لوگ اس کی خبر پوچھنے کو آئے ہوں۔

۵۲۲۶ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُوْدُوْنَهُ فِيْ مَرَضِهِ فَصَلَّى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوْا يُصَلُّوْنَ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمُ اجْلِسُوْا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ إِنَّ الْإِمَامَ لَيُؤْتَمُّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِنْ صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

۵۲۲۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیمار پرسی کو آئے آپ کی بیماری میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام تو اسی واسطے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ کہا حمیدی نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے کہا ابو عبداللہ

الْحُمَيْدِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَنْسُوْخٌ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ مَا صَلّٰى صَلّٰى قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامٌ.

بخاری رحمہ اللہ نے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے آخری نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے امامت کے بابوں میں۔

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيْضِ.

بیمار پر ہاتھ رکھنا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ بیمار پر ہاتھ رکھنے میں لگاؤ پیدا کرنا ہے واسطے اس کے اور پہچاننا ہے واسطے شدت بیماری کے تا کہ دعا کرے واسطے اس کے ساتھ عافیت کے بقدر اس کے کہ ظاہر ہو واسطے اس کے اور اکثر اوقات جھاڑ پھونک کرتا ہے اس کو اپنے ہاتھ سے اور ہاتھ پھیرتا ہے اس کے درد پر ساتھ اس چیز کے کہ نفع دے ساتھ اس کے بیمار کو جب کہ بیمار پرسی کرنے والا نیکوکار ہو۔ میں کہتا ہوں اور کبھی عائد ہوتا ہے عارف ساتھ علاج کے پس پہچانتا ہے علت کو سو بیان کرتا ہے واسطے اس کے جو مناسبت جانے۔ (فتح)

٥٢٢٧ ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا الْجُعَيْدُ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوًا شَدِيْدًا فَجَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّيْ أَتْرُكُ مَالًا وَإِنِّيْ لَمْ أَتْرُكْ إِلَّا ابْنَةً وَاحِدَةً فَأُوْصِيْ بِثُلُثَيْ مَالِيْ وَأَتْرُكُ الثُّلُثَ فَقَالَ لَا قُلْتُ فَأُوْصِيْ بِالنِّصْفِ وَأَتْرُكُ النِّصْفَ قَالَ لَا قُلْتُ فَأُوْصِيْ بِالثُّلُثِ وَأَتْرُكُ لَهَا الثُّلُثَيْنِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى جَبْهَتِهٖ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهٗ عَلٰى وَجْهِيْ وَبَطْنِيْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأَتْمِمْ لَهٗ هِجْرَتَهٗ فَمَا زِلْتُ أَجِدُ بَرْدَهٗ عَلٰى كَبِدِيْ فِيْمَا يُخَالُ إِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةِ.

٥٢٢٧۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں کے میں سخت بیمار ہوا تو حضرت ﷺ میری بیمار پرسی کو آئے میں نے کہا یا حضرت! میں مال چھوڑتا اور نہیں چھوڑتا میں مگر صرف ایک بیٹی سو میں دو تہائی مال خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی رکھتا ہوں فرمایا کہ نہیں میں نے کہا کہ آدھا مال خیرات کرتا ہوں اور آدھا رکھتا ہوں فرمایا کہ نہیں میں نے کہا سو تہائی مال کی وصیت کرتا ہوں اور دو تہائی لڑکی کے واسطے چھوڑتا ہوں فرمایا کہ ہاں تہائی مال خیرات کر اور تہائی بھی بہت ہے پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھا پھر میرے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا کہ الٰہی! سعد رضی اللہ عنہ کو شفا دے اور ہجرت اس کی کو پورا کر سو میں ہمیشہ اس کی سردی کو اپنے جگر میں پاتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وصایا میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ میں بیٹی کے واسطے دو تہائی چھوڑتا ہوں تو کہا

داؤدی نے کہ شاید یہ حکم فرائض کے اترنے سے پہلے تھا اور اس کے غیر نے کہا کہ کبھی ہوتا ہے بطور رد کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ سعد رضی اللہ عنہ کے عصبے بھی تھے اور اس کی عورتیں تھیں سو متعین ہوگی تاویل اس کی اور ہوگا اس میں حذف تقدیر اس کی یہ ہے اور میں دو تہائی اسی کے واسطے اور اس کے سوائے اور وارثوں کے واسطے چھوڑتا ہوں اور خاص کیا اس کو ساتھ ذکر کے واسطے مقدم ہونے اس کے کی نزدیک اس کے اور یہ جو کہا کہ ایک بیٹی کے سوائے میرا کوئی وارث نہیں تو اس کے معنی یہ ہیں یعنی اولاد سے اور نہیں مراد ہے ظاہر حصر کرنا۔ (فتح)

۵۲۲۸ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَمَسِسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْ إِنِّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ فَقُلْتُ ذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

۵۲۲۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوا اور آپ کو بخار کی سخت شدت تھی سو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے چھوا سو میں نے کہا یا حضرت! بے شک آپ کو نہایت شدت ہوتی ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مجھ کو بخار کی شدت ہوتی ہے جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے میں نے کہا یہ اس واسطے کہ آپ کو دوہرا ثواب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو تکلیف پہنچے بیماری سے یا بیماری کے سوائے کسی اور سبب سے مگر کہ اللہ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے چھوا تو یہ ہے جگہ ترجمہ کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی بیمار کی خبر پوچھنے کو جاتے تو اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھتے پھر کہتے بسم اللہ اور ترمذی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بیمار کی تمام بیمار پرسی یہ ہے کہ اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھے پھر اس سے پوچھے کہ کیا حال ہے؟۔ (فتح)

بَابُ مَا يُقَالُ لِلْمَرِيْضِ وَمَا يُجِيْبُ.

بیمار کو کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے؟۔

۵۲۲۹ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ

۵۲۲۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ فَمَسِسْتُهُ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا وَذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ.

حضرت ﷺ کے پاس آیا آپ کی بیماری میں سو میں نے آپ کو ہاتھ لگایا اور آپ کو بخار کی نہایت شدت تھی میں نے کہا کہ آپ کو بخار کی نہایت شدت ہوتی ہے اور یہ اس واسطے کہ آپ کو دوہرا ثواب ہے فرمایا کہ ہاں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو تکلیف پہنچے مگر اللہ اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے کہ درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

۵۲۳۰ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ يَعُوْدُهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللهُ فَقَالَ كَلَّا بَلْ حُمّٰى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ كَيْمَا تُزِيْرَهُ الْقُبُوْرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

۵۲۳۰ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک مرد کی بیمار پرسی کو گئے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں یہ بخار گناہوں سے پاک کرنے والا ہے اگر اللہ نے چاہا اس نے کہا کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ جوش مارتا ہے بہت بوڑھے پر کہ زیارت کروا دیں اس سے قبریں حضرت ﷺ نے فرمایا پس ہاں اس وقت ہوگا جیسے تو نے گمان کیا۔

فائدہ: یہ حدیث قریب گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ لائق ہے کہنا اس کا نزدیک بیمار کے اور فائدہ اس کا اور روایت کی ہے ابن ماجہ اور ترمذی نے کہ جب تم کسی بیمار پر داخل ہو تو اس کو زندگی کی امید دلاؤ کہ یہ کسی چیز کو رد نہیں کرتا لیکن بیمار کے دل کو خوش کرتا ہے کہ اس میں تسلی ہے واسطے اس کے دل کے اور یہی ہیں معنی حضرت ﷺ کے اس قول کے لا باس اور ابن ماجہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب تو کسی بیمار پر داخل ہو تو اس سے کہہ کہ تیرے واسطے دعا کرے اس واسطے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے برابر ہے یعنی قبول ہونے میں۔ (فتح)

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ.

باب ہے بیچ بیمار پرسی بیمار کے سوار ہو کر اور پیادہ اور گدھے پر آگے، پیچھے، سوار ہو کر۔

۵۲۳۱ ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ

۵۲۳۱ـ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سوار ہوئے گدھے پر پالان پر فدک کی بنی ہوئی

أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى إِكَافٍ عَلٰى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَآئَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَفِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَآئِهِ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَقَفَ وَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِيْ مَجْلِسِنَا وَارْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَكَتُوْا فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ

چادر پر یعنی اول گدھے پر پالان ڈالا اور پالان کے اوپر چادر ڈالی پھر اس پر سوار ہوئے اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھایا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو جنگ بدر سے پہلے سو چلے یہاں تک کہ گزرے ایک مجلس میں جس میں عبداللہ بن اُبی منافق تھا اور یہ واقعہ عبداللہ بن اُبی کے مسلمان ہونے سے پہلے تھا یعنی باعتبار ظاہر کے کہ اس وقت ابھی ظاہر میں بھی مسلمان نہ ہوا تھا اور مجلس میں کئی قسم کے لوگ مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہود ملے ہوئے بیٹھے تھے اور مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی بھی تھے سو جب سواری کی گرد نے مجلس کو ڈھانکا یعنی مجلس پر گرد پڑی تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی چادر سے اپنی ناک ڈھانکی اور کہا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور کھڑے ہوئے پھر اترے سو ان کو اللہ کی طرف بلایا اور ان پر قرآن پڑھا، تو عبداللہ بن اُبی نے آپ سے کہا اے مرد! نہیں کوئی چیز بہتر اس چیز سے کہ تو کہتا ہے اگر ہو حق سو ہم کو ہماری مجلس میں اس کے ساتھ تکلیف نہ دے اور اپنے گھر کی طرف پلٹ جا سو جو تیرے پاس آئے اس کو وعظ سنا یعنی ہم نہیں سنتے، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں! یا حضرت! ہم کو ہماری مجلس میں اس کے ساتھ ڈھانکیے یعنی آپ جب چاہیں تشریف لائیں اور جو چاہیں ارشاد کیجیے اگر چہ یہ نہیں سنتا ہم تو سنتے ہیں بے شک ہم اس کو چاہتے ہیں سو مسلمانوں اور مشرکوں اور یہود نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں یہاں تک کہ قریب تھے کہ ایک دوسرے پر اٹھ پڑیں یعنی ہاتھ چلائیں سو ہمیشہ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کرتے یہاں تک کہ چپ ہوئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چوپائے پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَلَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ مَا أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اجْتَمَعَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلٰى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْهُ فَلَمَّا رَدَّ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ فَعَلَ بِهٖ مَا رَأَيْتَ.

پر داخل ہوئے سو اس سے کہا اے سعد! کیا تو نے نہیں سنا جو عبداللہ بن اُبی نے کہا؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! معاف کیجیے اور درگزر کیجیے، سو البتہ اللہ نے آپ کو دیا جو دیا یعنی دین حق اور البتہ اس گاؤں کے لوگ جمع ہوئے تھے کہ اس کو تاج پہنا دیں اور سردار بنا دیں سو جب رد ہوا یہ بسبب دین حق کے جو اللہ نے آپ کو دیا تو اس سے غمناک ہوا اور اس کو حسد ہوا سو اسی حق نے یعنی خود آپ کو ملا لیا ساتھ اس کے جو آپ نے دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آل عمران کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٢٣٢ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَّلَا بِرْذَوْنٍ.

٥٢٣٢۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کو آئے نہ خچر پر سوار تھے نہ گھوڑے پر۔

فائدہ: اور مطابقت دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ إِنِّيْ وَجِعٌ أَوْ وَا رَأْسَاهُ أَوِ اشْتَدَّ بِي الْوَجَعُ.

باب ہے بیچ قول بیمار کے کہ میں بیمار ہوں یا ہائے میرا سر یا مجھ کو سخت درد ہے یعنی بیمار کو یہ کہنا جائز ہے اور یہ بے صبری میں داخل نہیں۔

وَقَوْلِ أَيُّوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ﴾.

اور ایوب علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو ضرر پہنچا اور تو زیادہ رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں بیمار ہوں تو ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمہ اللہ نے کتاب مفرد میں اور وارد کی ہے حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی کہ اس نے کہا کہ میں بیمار ہوں اور صریح تر اس سے وہ حدیث ہے جو روایت کی ہے طبرانی نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا اس بیماری میں جس میں ان کا انتقال ہوا سو میں نے کہا کہ کیا حال ہے کہ میں بیمار ہوں اور لیکن اس کا وا راساہ سو صریح ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مذکور ہے باب میں اور لیکن قول اس کا کہ مجھ کو سخت درد ہے تو یہ سعد کی حدیث میں ہے جو باب کے اخیر میں ہے اور لیکن قول

ایوب علیہ السلام کا سو اعتراض کیا ہے اس پر ابن تین نے کہ یہ ترجمہ کے مناسب نہیں اس واسطے کہ ایوب علیہ السلام نے اس کو دعا کے واسطے کہا تھا یعنی اللہ کے آگے دعا کی تھی اور اس کو آدمیوں کے واسطے ذکر نہیں کیا تھا۔ میں کہتا ہوں شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ مطلق گلہ کرنا بیماری کا منع ہے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے صوفیوں سے کہ دعا ساتھ کھولنے بلا کے قدح کرتی ہے رضا اور تسلیم میں سو تنبیہ کی اس پر کہ اللہ سے طلب کرنا منع نہیں ہے بلکہ اس میں زیادتی عبادت کی ہے واسطے اس کے کہ ثابت ہو چکی ہے معصوم سے اور اللہ نے اس کے سبب سے اس کی ثناء کی اور باوجود اس کے ثابت کیا واسطے اس کے نام صبر کا اور البتہ روایت کی ہے ہم نے ایوب علیہ السلام کے قصے میں کہ جب ایوب علیہ السلام کی بلا دراز ہوئی تو قریب اور بعید نے اس کو ہٹایا سوائے دو مردوں کے اس کے بھائیوں سے سو ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ البتہ ایوب علیہ السلام نے ایسا گناہ کیا ہے کہ دنیا جہان میں کسی نے نہیں کیا یہ خبر ایوب علیہ السلام کو پہنچی تو اس کے قول سے غمناک ہوا اور اپنے رب سے دعا کی اللہ نے اس کی بیماری دور کی اور ایک روایت میں ہے کہا کہ قسم ہے تیری عزت کی کہ میں نہ سر اٹھاؤں گا یہاں تک کہ تو میری بیماری دور کرے اور سجدے میں پڑے سو نہ اٹھایا اپنے سر کو یہاں تک کہ اللہ نے ان کی بیماری دور کی سو شاید مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جائز ہے وہ شکوہ جو ہو بطور طلب کے اللہ سے یا ساتھ غیر طریق ناراض ہونے کے ساتھ تقدیر کے اور فریاد کرنے کے ، واللہ اعلم۔ کہا قرطبی نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے اس باب میں اور تحقیق یہ ہے کہ مجرد شکوہ نہیں ہے مذموم یہاں تک کہ حاصل ہو غصہ واسطے تقدیر کے اور البتہ اتفاق ہے اس پر کہ مکروہ ہے واسطے بندے کے کہ اپنے رب کا شکوہ کرے اور شکوہ اس کا تو فقط ذکر کرنا اس کا ہے واسطے لوگوں کے بطور فریاد کے اور بہر حال اگر بیمار اپنے یار کو یا طبیب کو اپنے حال سے خبر دے تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔

۵۲۳۳ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ وَأَيُّوْبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُوْقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ أَمَرَنِيْ بِالْفِدَآءِ.

۵۲۳۳۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور میں ہانڈی کے نیچے آگ جلاتا تھا سو فرمایا کہ کیا تجھ کو تکلیف دیتے ہیں تیرے سر کے کیڑے؟ میں نے کہا ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مونڈنے والے کو بلایا اور سر کو منڈوایا پھر حکم کیا ساتھ بدلے کے۔

فائدہ: کیا تجھ کو ایذا دیتے ہیں تیرے سر کے کیڑے یہ جگہ ہے ترجمہ کی واسطے نسبت کرنے تکلیف کے طرف ہوام کی اور وہ اسم ہے واسطے حشرات کے اس واسطے کہ وہ قصد کرتے ہیں کہ چلیں اور جب سر کی طرف منسوب ہوں تو

خاص ہوتے ہیں ساتھ جوؤں کے۔

٥٢٣٤ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَبُوْ زَكَرِيَّاءَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَا رَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ وَأَدْعُوَ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَا ثُكْلِيَاهُ وَاللهِ إِنِّيْ لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَا رَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ أَنْ يَقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ أَوْ يَدْفَعُ اللهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ.

۵۲۳۴۔ حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے میرا سر (اور احمد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ایک جنازے سے پھرے سو مجھ کو پایا کہ میرے سر میں درد تھا اور میں کہتی تھی ہائے میرا سر) سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مرگئی اور میں زندہ رہا تو میں تیرے واسطے بخشش مانگوں گا اور دعا کروں گا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہائے مصیبت! قسم ہے اللہ کی البتہ میں آپ کو گمان کرتی ہوں کہ آپ میرے موت چاہتے ہو اور اگر میں مرگئی تو البتہ ہوں گے اپنے آخروں میں جماع کرنے والے ساتھ بعض بیوی اپنی کے حضرت ﷺ نے فرمایا بلکہ میں ہائے میرا سر (یعنی چھوڑ ذکر اس چیز کا کہ تو پاتی ہے اپنے سر کے درد سے اور مشغول ہو ساتھ میرے پھر حضرت ﷺ کو بیماری شروع ہوئی جس میں آپ کا انتقال ہوا) البتہ میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجوں اور اس کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کروں کہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کریں پھر میں نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوائے اللہ کسی کی خلافت نہ مانے گا اور مسلمان بھی دفع کریں گے یا یوں کہا کہ دفع کرے گا اللہ اور نہ مانیں گے مسلمان۔

فائدہ: اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ پیدا ہوئی ہے اس پر عورت غیرت سے اور اس حدیث میں ہے کہ ذکر بیماری کا نہیں ہے شکایت سو بہت چپ رہنے والے ہیں اور حالانکہ وہ غصے ہیں اور بہت شکوہ کرنے والے ہیں اور حالانکہ وہ راضی ہیں پس اعتبار بیچ اس کے دل کے عمل پر ہے نہ زبان کے بول پر۔ (فتح)

٥٢٣٥ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ

۵۲۳۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ أَجَلْ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ لَكَ أَجْرَانِ قَالَ نَعَمْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

حضرت ﷺ پر داخل ہوا اور آپ کو بخار کی بہت شدت تھی سو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے چھوا میں نے کہا کہ بے شک آپ کو بخار کی بہت حرارت ہوتی ہے فرمایا کہ ہاں جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے کہا کہ آپ کو دوہرا اجر ہے کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو تکلیف پہنچی بیماری سے یا بیماری کے سوائے کسی اور سبب سے مگر کہ اللہ اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

۵۲۳۶ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ جَآءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِيْ زَمَنَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ بَلَغَ بِيْ مَا تَرٰى وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِّيْ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ بِالشَّطْرِ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَثِيْرٌ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ.

۵۲۳۶۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے میری بیمار پرسی کو بیماری سے کہ مجھ کو اس کی شدت ہوئی بیچ زمانے حجۃ الوداع کے میں نے کہا کہ پہنچا مجھ کو وہ حال جو آپ دیکھتے ہیں یعنی میں سخت بیمار ہوں اور میں مال دار ہوں اور فقط ایک میری بیٹی ہے اس کے سوائے کوئی میرا وارث نہیں کیا میں دو تہائی مال اللہ کی راہ میں خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، میں نے کہا کہ آدھا مال خیرات کروں؟ فرمایا کہ نہیں، میں نے کہا کہ تہائی مال خیرات کروں؟ فرمایا کہ تہائی خیرات کر اور تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور جو کچھ کہ تو خرچ کرے گا اللہ کی رضا مندی کے واسطے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض یہاں اس کی اس قول سے ہے کہ مجھ کو بیماری کی شدت ہوئی۔

بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ قُوْمُوْا عَنِّيْ.

بیمار کا یہ کہنا کہ اٹھ جاؤ میرے پاس سے یعنی جب کہ

واقع ہو حاضرین سے نزدیک اس کے وہ چیز کہ اس کو تقاضا کرے۔

۵۲۳۷ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا مِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنَ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

۵۲۳۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب موت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ہوئی اور گھر میں چند مرد تھے جن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دوں کہ اس تحریر کے بعد تم نہ بھٹکو، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری غالب ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے ہم کو اللہ کی کتاب کفایت کرتی ہے سو گھر والوں نے یعنی جو اصحاب کہ اس وقت وہاں موجود تھے اختلاف اور جھگڑا کیا ان میں سے بعض کہتا تھا کہ کاغذ لاؤ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دیں تا کہ اس تحریر کے بعد تم کبھی نہ بھٹکو اور ان میں سے بعض کہتا تھا جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سو جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شور اور جھگڑا بہت کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ، کہا عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ بے شک مصیبت تھی کل مصیبت وہ چیز کہ مانع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کہ ان کے واسطے نوشتہ لکھیں ان کے جھگڑے اور غل کے سبب سے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے اس جگہ قوموا اور دوسری روایت میں قوموا عنی اور یہی ہے مطابق واسطے ترجمہ کے اور لیا

جاتا ہے اس حدیث سے کہ بیمار پرسی کا ادب یہ ہے کہ بہت دیر نہ بیٹھے بیمار پرسی کرنے والا نزدیک بیمار کے یہاں تک کہ وہ اس سے تنگ پڑے اور نہ کلام کرے نزدیک اس کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو ابھارے اور بیمار پرسی کے ادب دس چیزیں ہیں ان میں سے بیمار پرسی کے ساتھ خاص نہیں ہیں یہ کہ نہ سامنے ہو دروازے کے وقت اجازت مانگنے کے اور یہ کہ دروازے کو نرمی سے دستک دے اور یہ کہ نہ مبہم رکھے اپنے آپ کو جیسے کہے کہ میں ہوں اور یہ کہ نہ حاضر ہو ایسے وقت میں کہ بیمار پرسی کے لائق نہ ہو مانند وقت پینے بیمار کی کے دوا کو اور یہ کہ تھوڑا بیٹھے اور یہ کہ آنکھ کو پست رکھے اور سوال کم کرے اور یہ کہ ظاہر کرے نرمی کو اور یہ کہ خالص کرے دعا کو اور یہ کہ فراخی دے بیمار کو امید میں اور اشارہ کرے اس کی طرف ساتھ صبر کے اس واسطے کہ اس میں اجر بہت ہے اور ڈرائے اس کو جزع سے کہ اس میں گناہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيْضِ لِيُدْعٰى لَهٗ.

جو بیمار لڑکے کو لے جائے تا کہ اس کے واسطے دعا کی جائے۔

٥٢٣٨ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّآئِبَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْءِهٖ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

٥٢٣٨۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی سو کہا کہ یا حضرت! میرا بھانجا بیمار ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے واسطے برکت کی دعا کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا سو میں نے آپ کے وضو کا بچا پانی پیا اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی مانند انڈے کبوتر کی یا جانور کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ترجمہ نبویہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ تَمَنِّي الْمَرِيْضِ الْمَوْتَ.

بیمار کو موت کی آرزو کرنا منع ہے۔

فائدہ: یعنی کیا مطلق منع ہے یا کسی حالت میں جائز ہے۔

٥٢٣٩ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٥٢٣٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی موت کی آرزو نہ کیا کرے کسی رنج اور تکلیف سے جو اس کو پہنچے اور اگر ضرور آرزو کرنے والا ہو تو

لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي.

چاہیے کہ یوں کہے کہ الٰہی! زندہ رکھ مجھ کو جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور مجھ کو موت دے جب میرے حق میں موت بہتر ہو۔

فائدہ: کوئی تم میں سے موت کی آرزو نہ کیا کرے یہ خطاب واسطے اصحاب کے ہے اور مراد وہ ہیں اور جوان کے بعد ہیں مسلمانوں سے عام طور سے اور یہ جو کہا کہ اس تکلیف سے جو اس کو پہنچے تو حمل کیا ہے اس کو ایک جماعت نے سلف سے ضرر دنیاوی پر اور اگر پائے ضرر اخروی بایں طور کہ ڈرے فتنے سے اپنے دین میں تو یہ نہی میں داخل نہیں ہے اور ممکن ہے کہ لیا جائے یہ ابن حبان کی روایت سے کہ تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کیا کرے تکلیف کے سبب سے جو اس کو دنیا میں پہنچی علاوہ ازیں کلمہ فی کا اس حدیث میں سببیت کے واسطے ہے یعنی سبب کسی امر کے دنیا سے اور البتہ کیا ہے اس کو ایک جماعت نے اصحاب سے سو مؤطا میں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا الٰہی! تو نے میری عمر بڑی کی اور میری قوت ضعیف کی اور میری رعیت کو کھنڈایا سو مجھ کو اپنی طرف قبض کر نہ ضائع کرنے والا اور نہ افراط کرنے والا اور صریح تر اس سے حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس میں ہے کہ جب تو کسی قوم کے ساتھ فتنے کا ارادہ کرے تو مجھ کو اپنی طرف موت دے اور حالانکہ میں غیر مفتون ہوں اور یہ جو کہا سو چاہیے کہ کہے الٰہی! زندہ رکھ مجھ الخ تو یہ دلالت کرتا ہے کہ نہی موت کی آرزو کرنے سے مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ نہ ہو اس صیغے پر اس واسطے کہ مطلق آرزو کرنے میں ایک قسم سے اعتراض ہے اور مقابلہ ہے واسطے قدر کے اور اس صورت مامور بہا میں ایک قسم کی تفویض ہے اور تسلیم ہے واسطے قضاء کے اور یہ جو کہا کہ اگر ہو تو اس میں وہ چیز ہے کہ پھیرتی ہے امر کو اس کی حقیقت سے وجوب سے یا استحباب سے اور دلالت کرتا ہے کہ وہ مطلق اجازت کے واسطے ہے اس واسطے کہ امر خطر کے بعد اپنی حقیقت پر نہیں رہتا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تفصیل شامل ہے ہر ضرر کو دینی ہو یا دنیاوی۔ (فتح)

٥٢٤٠ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابٍ نَعُوْدُهُ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا وَإِنَّا أَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٥٢٤٠۔ حضرت قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے اس کی بیمار پرسی کو اور البتہ اس نے اپنے پیٹ میں سات داغ دیئے تھے سو کہا کہ ہمارے اگلے ساتھی گزرے اور دنیا نے ان کا کچھ نقصان نہ کیا یعنی آخرت کے ثواب سے ان کا کچھ کم نہ ہوا اس واسطے کہ دنیا کے ساتھ مشغول نہ ہوئے اور بے شک ہم نے پایا مال کو نہیں پاتے ہم واسطے اس کے کوئی جگہ سوائے مٹی کے یعنی سوائے خرچ کرنے کے عمارتوں میں

وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرٰى وَهُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَّهٗ فَقَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهٗ إِلَّا فِيْ شَيْءٍ يَجْعَلُهٗ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ.

اور اگر حضرت ﷺ نے ہم کو موت مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو البتہ میں موت مانگتا پھر ہم دوسری بار اس کے پاس آئے اور حالانکہ وہ اپنا باغ بناتا تھا سو کہا کہ بے شک مسلمان کو ثواب ملتا ہے ہر چیز میں جس کو خرچ کرے مگر اس چیز میں کہ اس کو اس مٹی میں ڈالے یعنی عمارتوں میں خرچ کرے۔

فائدہ: دنیا نے ان کا کچھ نقصان نہ کیا یعنی نہ کم کیا ان کے ثواب کو یعنی نہ جلدی دیا گیا ان کو ثواب ان کا دنیا میں بلکہ باقی رہا واسطے ان کے پورا ثواب آخرت میں اور شاید مراد اس کی ساتھ اصحاب کے بعض اصحاب ہیں جو حضرت ﷺ کی زندگی میں مر گئے تھے اور لیکن حضرت ﷺ کے بعد زندہ رہے سو ان کے واسطے فتوحات فراخ ہوئیں اور بہت مال غنیمت ہاتھ لگے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث دوسری کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی سو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ پر سو ہم میں سے بعض مر گیا اس نے اپنے اجر سے کچھ چیز نہ کھائی ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں وقد مضی فی الجنائز اور احتمال ہے کہ مراد اس کی تمام وہ لوگ ہوں جو اس سے پہلے مر گئے اور یہ کہ جس کے واسطے دنیا فراخ ہوئی اس کا کچھ نقصان نہیں کیا یا تو اس واسطے کہ وہ مال کو نیکی کے بہت راہوں میں خرچ کرتے تھے اور اس وقت محتاج لوگ بہت تھے سو وہ مال ان کا موقعہ میں واقع ہوا پھر جب نہایت مال کی فراخی اور وسعت ہوئی اور شامل ہوا عدل خلفائے راشدین کے زمانے میں تو لوگ بے پرواہ ہوئے اس طور سے کہ مال دار کوئی محتاج نہ پاتا تھا کہ اس کو اللہ کے راہ میں دے اس واسطے خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم مال کے واسطے مٹی کے سوائے کوئی جگہ نہیں پاتے یعنی سوائے خرچ کرنے کے عمارتوں میں اور یہ جو کہا کہ میں موت مانگتا تو موت مانگنا خاص تر ہے موت کی آرزو کرنے سے اور ہر دعا تمنا ہے بغیر عکس کے اور اسی واسطے داخل کیا ہے اس کو اس ترجمہ میں اور ظاہر یہ ہے کہ باغ بنانے کا قصہ بھی اس کے اس قول کا سبب ہے کہ ہم نے مال پایا کہ ہم اس کے واسطے مٹی کے سوائے کوئی جگہ نہیں پاتے اور مراد عمارت بنانے سے وہ ہے جو حاجت سے زیادہ ہو یعنی اگر حاجت سے زیادہ عمارت بنائے تو اس میں ثواب نہیں ہے۔

٥٢٤١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ يُّدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوْا

۵۲۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہیں کرے گا اصحاب نے کہا اور نہ آپ کو بھی یا حضرت! حضرت ﷺ نے فرمایا اور مجھ کو بھی میرا عمل بہشت میں نہ لے جائے گا مگر یہ کہ اللہ مجھ کو اپنے فضل اور رحمت سے ڈھانک لے سو میانہ روی

وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ.

طلب کرو اور اللہ سے قربت چاہو اور نہ آرزو کرے کوئی موت کی یا نیکی کرنے والا سو شاید نیکی زیادہ کرے اور یا بدی کرنے والا سو شاید کہ رجوع کرے موجب عتاب سے دنیا میں یعنی توبہ کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ مانگے موت کو پہلے آنے اس کے سے اور یہ قید ہے دونوں صورتوں میں اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ جب اس پر موت اترے تو نہیں منع ہے آرزو کرنی اس کی واسطے راضی ہونے کے ساتھ ملنے اللہ کے اور نہیں منع ہے طلب کرنا اس کا اللہ سے واسطے اس کے اور وہ اسی طرح ہے اور واسطے اسی نکتہ کے لایا ہے بخاری رحمہ اللہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد کہ الٰہی! مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھ کو ملا دے بلند رتبہ رفیقوں میں واسطے اشارے کے اس کی طرف کہ نہی خاص کی گئی ہے ساتھ اس حالت کے کہ موت کے اترنے سے پہلے ہے سو واسطے اللہ کے ہے نیکی اس کی کیا بہت ہے یاد اس کی اور اختیار کرنا اس کا خفی تر کو جلی تر پر اور پوشیدہ رہا ہے یہ فعل اس کا اس شخص پر جو ٹھہراتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو جو باب میں ہے معارض واسطے حدیثوں باب کے یا ناسخ اور مشکل جانا گیا ہے اجازت بیچ اس کے وقت اترنے موت کے اس واسطے کہ اترنا موت کا ثابت نہیں ہوتا سو بہت لوگ ہیں کہ ایسے غایت کو پہنچتے ہیں کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ موت اس شخص کے جو اس غایت کو پہنچے پھر وہ زندہ رہے اور جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد کہ بندہ ہوتا ہے حال اس کا اس وقت میں حال اس شخص کا جو اس کے اترنے کی آرزو کرے اور اس سے راضی ہو اگر واقع ہو ساتھ اس کے اور معنی یہ ہیں کہ قرار گیر ہے دل اس کا طرف اس چیز کی کہ وارد ہوتی ہے او پر اس کے اس کے رب کی طرف سے اور راضی ہوتا ہے اور نہیں بے قرار ہوتا اگرچہ اس بیماری میں اس کے مرنے کا اتفاق ہو اور یہ جو کہا لیکن بدی کرنے والا سو شاید توبہ کرے تو واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں نزدیک احمد کے کہ نہیں زیادہ کرتی ایمان دار کو عمر اس کی مگر نیکی تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ موت مانگنی اور اس کی آرزو کرنی کے مناسب ہونے کا سبب وہ بند ہونا عمل کا ہے ساتھ موت کے اس واسطے کہ زندگی عمل کا سبب ہے اور عمل ثواب زیادہ حاصل کرتا ہے اور اگر نہ ہو مگر بدستور رہنا تو جینا تو یہ سب عملوں سے افضل ہے اور اگر کوئی کہے کہ جائز ہے کہ مرتد ہو جائے تو جواب یہ ہے کہ یہ نادر ہے اور نیز تقدیر میں جو بد بخت لکھا گیا ہے کہ تو ضرور ہے کہ اس کا خاتمہ بد ہو خواہ اس کی عمر دراز ہو یا چھوٹی ہو سو نہیں ہے کوئی چیز بیچ طلب کرنے موت کے اور اگر کوئی کہے کہ کبھی وہ بد عمل کرتا ہے سو نہیں زیادہ کرتی ہے اس کو اس کی عمر مگر بدی میں سو جواب اس کا تین وجہ سے ہے اول یہ کہ مراد ساتھ اس کے ایمان دار کامل ہے اور اس میں بعد ہے دوم یہ کہ جب

تک ایمان باقی ہے سونیکیاں دونی ہوتی ہیں اور بدیوں کا کفارہ ہوتا ہے سوم یہ کہ مقید ہے اطلاق اس حدیث کا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باب کی روایت میں ترجی سے کہ اس میں آیا ہے لعلہ یعنی امید ہے کہ اور ترجی مشعر ہے ساتھ واقع ہونے کے غالبانہ بطور جزم کے سونکلی ہے یہ حدیث جگہ نیک گمان کی ساتھ اللہ کے اور یہ کہ نیکی کرنے والا امید رکھتا ہے اللہ سے زیادہ کی کہ اس کو توفیق دیتا ہے نیک عمل زیادہ کرنے کی اور یہ کہ نہیں لائق ہے بدکار کو کہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو اور یوسف علیہ السلام نے جو کہا کہ مجھ کو مار مسلمان کر کے تو مراد یہ ہے کہ مار مجھ کو مسلمان کر کے جب کہ حاضر ہو موت اور یہی جواب ہے سلیمان علیہ السلام کے قول سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۵۲۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَيَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ.

۵۲۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ آپ میرے ساتھ تکیہ کیے تھے فرماتے تھے الٰہی! مجھ کو بخش اور مجھ پر رحم کر اور ملا مجھ کو بلند رتبہ رفیقوں میں۔

فائدہ: مراد رفیق اعلیٰ سے پیغمبروں کے ارواح ہیں یا مقرب فرشتے ہیں، اس حدیث کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں یہ یہ معارض نہی کو موت کی آرزو کرنے سے اور اس کے دعا مانگنے سے اور یہ کہ یہ حالت پیغمبروں کے خصائص سے ہے یہ کہ نہیں قبض کیا جاتا کوئی پیغمبر یہاں تک کہ اختیار دیا جائے درمیان زندگی اور موت کے۔ (فتح)

بَابُ دُعَآءِ الْعَآئِدِ لِلْمَرِيْضِ.

باب ہے بیچ دعا کرنے بیمار پرسی کرنے والے کے واسطے بیمار کے یعنی ساتھ شفا کے اور مانند اس کے کی۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا.

یعنی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے اپنے باپ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! شفا دے سعد رضی اللہ عنہ کو یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو دراز ہے تہائی کے ساتھ وصیت کرنے کے باب میں۔

۵۲۴۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ

۵۲۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کسی بیمار کے پاس جاتے یا کوئی بیمار آپ کے پاس لایا جاتا تو فرماتے کہ سختی کو لے جا اے آدمیوں کے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتٰى مَرِيْضًا أَوْ أُتِيَ بِهٖ قَالَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَآءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

پالنے والے اور صحت دے تو ہی شافی ہے صحت نہیں بغیر تیری صحت کے ایسی شفا دے جو بیماری کو نہ چھوڑے۔

فائدہ: اور فائدہ قید کرنے کا ساتھ اس کے یہ ہے کہ کبھی حاصل ہوتی ہے شفاء ایسی بیماری سے پھر پیدا ہوتی ہے اس سے اور بیماری سو حضرت ﷺ کا معمول تھا کہ شفاء مطلق کے ساتھ دعا کرتے تھے نہ ساتھ مطلق شفاء کے۔

قَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ قَيْسٍ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ وَأَبِي الضُّحٰى إِذَا أُتِيَ بِالْمَرِيْضِ وَقَالَ جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى وَحْدَهٗ وَقَالَ إِذَا أَتٰى مَرِيْضًا.

یعنی کہا عمرو اور ابراہیم نے منصور سے ابراہیم اور ابوالضحیٰ سے کہ جب حضرت ﷺ کے پاس کوئی بیمار لایا جاتا اور کہا جریر نے منصور سے تنہا ابوالضحیٰ سے کہ جب کسی بیمار کے پاس آتے۔

فائدہ: اور اگر کوئی کہے کہ بیمار کے واسطے شفاء کے ساتھ کیوں دعا کی جاتی ہے اور حالانکہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہے اور اس میں ثواب ہے جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ دعا عبادت ہے اور نہیں مخالف ہے ثواب اور کفارے کے اس واسطے کہ حاصل ہوتی ہیں دونوں چیزیں ساتھ اول بیماری کے اور ساتھ صبر کرنے کے اوپر اس کے سو دعا کرنے والا دو نیکیوں کے درمیان ہے یہ کہ حاصل ہو مقصود اس کا یا عوض دیا جائے اس سے ساتھ لینے نفع کے یا دفع ضرر کے اور یہ سب اللہ کے فضل سے ہے۔

بَابُ وُضُوْءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ.

باب ہے بیچ وضو کرنے عائد کے واسطے بیمار کے۔

فائدہ: یا مراد عائد کے وضو کا بچا پانی ہے۔

٥٢٤٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيْضٌ فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ عَلَيَّ أَوْ قَالَ صُبُّوْا عَلَيْهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ لَا يَرِثُنِيْ إِلَّا كَلَالَةٌ فَكَيْفَ الْمِيْرَاثُ فَنَزَلَتْ

۵۲۴۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور حالانکہ میں بیمار تھا سو حضرت ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا بچا پانی مجھ پر ڈالا یا فرمایا کہ اس پر ڈالو سو مجھ کو ہوش آئی میں نے کہا کہ کلالہ کے سوائے میرا کوئی وارث نہیں سو کس طرح ہے حکم میراث کا؟ سو میراث کی آیت اتری۔

آيَةُ الْفَرَآئِضِ.

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو بیمار پرسی کرنے والا ساتھ اس طور کے کہ برکت حاصل کرنی چاہے ساتھ اس کے بیمار۔

بَابُ مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَآءِ وَالْحُمّٰى. جو دعا کرتا ہے ساتھ دور کرنے وبا کے اور بخار کے۔

فائدہ: کہا عیاض نے کہ وبا عام بیماری ہے اور بعض نے کہا کہ طاعون بھی وبا ہے اس واسطے کہ اس کے افراد سے ہے اور نہیں ہے ہر وبا طاعون اور کہا ابن اثیر نے کہ طاعون بیماری عام ہے اور وبا وہ ہے کہ فاسد ہوتی ہے ساتھ اس کے ہوا سو فاسد ہوتی ہے ساتھ اس کے مزاجیں اور بدن لوگوں کے اور کہا ابن سینا نے کہ وبا پیدا ہوتی ہے فاسد ہونے جوہر ہوا کے سے کہ وہ مادہ ہے روح کا۔ میں کہتا ہوں اور جدا ہوتی ہے طاعون وبا سے ساتھ خصوص سبب اس کے کی کہ وہ کسی وبا میں نہیں ہے اور وہ ہونا اس کا جنون کے زخم سے، کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٢٤٥ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ فَيَقُوْلُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَّجَلِيْلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَّطَفِيْلُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا

٥٢٤٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار کی شدت ہوئی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں ان پر داخل ہوئی سو میں نے کہا کہ اے باپ تو اپنے آپ کو کس طرح جانتا ہے؟ اور اے بلال! تو اپنے آپ کو کس طرح جانتا ہے؟ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال تھا کہ جب ان کو بخار چڑھتا تو کہتے ہر مرد کو کہا جاتا ہے کہ چین سے رہ صبح کو اپنے گھر والوں میں اور موت قریب تر ہے اس کے جوتے کے تسمے سے اور بلال رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب اس سے بخار دور رہوتا تو اپنی آواز بلند کرتا سو کہتا خبردار ہو کاش مجھ کو معلوم ہوتا کہ کیا میں کاٹوں گا رات نالے میں یعنی مکے میں اور میرے گرد اذخر اور جلیل ہو اور کیا میں وارد ہوں گا مجنہ کے پانیوں پر اور کیا ظاہر ہوں گے واسطے میرے شامہ اور طفیل، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر دے جیسے ہم کو مکے سے محبت

لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَّجَلِيْلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَّطَفِيْلُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

ہے یا اس سے بھی زیادہ اور مدینے کی آب وہوا کو درست کر دے اور برکت کر ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں اور لے جا اس کے بخار کو سو ڈال دے اس کو جحفہ میں کہ ایک جگہ ہے چھ کوس مدینے سے وہاں یہود رہتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں وبا کا ذکر واقع نہیں ہوا لیکن باب باندھا ہے اس نے ساتھ وبا کے واسطے اشارہ کرنے کے اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں جیسا کہ کتاب الحج کے اخیر میں گزر چکا ہے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم مدینے میں آئے اور وہ زیادہ تر وبا والی زمین تھی اللہ کی سب زمین سے اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی وبا عام تر ہے طاعون سے اس واسطے کہ وبا مدینے کی نہ تھی مگر ساتھ بخار کے جیسے کہ باب کی حدیث میں واضح ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اس کے بخار کو جحفہ کی طرف لے جائے اور اگر کوئی کہے کہ دعا ساتھ دور کرنے وبا کے جائز نہیں اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے دعا کو ساتھ دور کرنے موت کے اور موت ضرور ہے پس ہوگا یہ دعا کرنا بے فائدہ تو جواب یہ ہے کہ نہیں منافی ہے یہ تعبد کو ساتھ دعا کے اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے یہ دعا کرنا منجملہ اسباب سے بیچ دراز ہونے عمر کے یا دور کرنے بیماری کے اور البتہ متواتر ہیں حدیثیں ساتھ پناہ مانگنے کے جنون اور جذام اور بد بیماریوں اور بری عادتوں اور خواہشوں سے سو جو انکار کرتا ہے دوا کرنے سے ساتھ دعا کے اس کو لازم ہے کہ انکار کرے دوا کرنے سے ساتھ عقاقیر کے اور نہیں قائل ہے ساتھ اس کے مگر کوئی نادر اور احادیث صحیحہ ان پر رد کرتی ہیں اور بیچ التجا کرنے کے طرف دعا کی زیادہ فائدہ ہے کہ نہیں ہے بیچ دوا کرنے کے ساتھ اس کے غیر کے واسطے اس کے کی کہ اس میں ہے جھکنے اور ذلیل ہونے سے واسطے رب سبحانہ وتعالیٰ کے بلکہ منع کرنا دعا کا جنس ترک کرنے اعمال صالحہ کی ہے واسطے تکیہ کرنے کے تقدیر پر سو لازم آئے گا ترک کرنا عمل کا بالکل اور رد کرنا بلا کا ساتھ دعا کے مانند رد کرنے تیر کی ہے ساتھ ڈھال کے اور نہیں ہے شرط ایمان بالقدر سے یہ کہ ڈھال سامنے نہ کرے جو تیر مارا جائے۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الطِّبِّ — کتاب ہے طب کے بیان میں

فائدہ: طب ساتھ کسر کے بولا جاتا ہے دوا کرنے پر اور بیماری کو بھی طب کہا جاتا ہے اور طب دو قسم ہے ایک طب بدن کی ہے اور وہی مراد ہے اس جگہ اور طب دل کی ہے اور علاج اس کا خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ لائے ہیں اس کو حضرت ﷺ اللہ کی طرف سے اور بہر حال طب بدن کی سو بعض اس سے وہ چیز ہے کہ منقول ہے حضرت ﷺ سے اور بعض وہ چیز ہے کہ منقول ہے آپ کے غیر سے اور غالب اس کا راجع ہے طرف تجربہ کی پھر وہ دو قسم پر ہے ایک قسم وہ ہے جو نہیں محتاج ہے طرف فکر اور نظر کی بلکہ پیدا کیا ہے اللہ نے حیوانوں کو اوپر معرفت اس کی کے یعنی اللہ نے حیوانوں کو ان کی پہچان پیدائشی دی ہے مثل اس چیز کی کہ دفع کرے بھوک اور پیاس کو اور ایک قسم وہ ہے جو محتاج ہے طرف نظر اور فکر کی مانند دفع کرنے اس چیز کے کہ پیدا ہو بدن میں جو نکالے اس کو اعتدال سے اور وہ یا طرف گرمی کے ہے یا سردی کے اور ہر ایک دونوں سے یا طرف برودت کی ہے یا رطوبت کی یا طرف اس چیز کی کہ مرکب ہو دونوں سے اور غالب وہ چیز کہ مقابلہ کی جائے دونوں سے ساتھ ضد اپنی کے ہے اور دفع کبھی واقع ہوتا ہے خارج بدن سے اور کبھی داخل سے اور طریق طرف پہچان اس کی کے ساتھ تحقیق ہونے اسباب اور علامت کے ہے اور طبیب حاذق وہی ہے جو کوشش کرے بیچ جدا کرنے اس چیز کے کہ ضرر کرے بدن کو ہونا اس کا یا عکس اس کا اور بیچ کم کرنے اس چیز کے کہ ضرر کرے بدن کو زیادتی اس کی یا عکس اس کا اور مدار اس کی تین چیزوں پر ہے نگاہ رکھنا صحت کا اور بچنا ایذا دینے والی چیزوں سے اور نکالنا مادے فاسد کا اور روایت کی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں زید بن اسلم سے مرسل کہ حضرت ﷺ نے دو مردوں سے فرمایا کہ تم دونوں میں سے کون بڑا طبیب ہے؟ انہوں نے کہا یا حضرت! اور طب میں خیر ہے فرمایا اللہ نے وہی بیماری اتاری ہے جس کے واسطے دوا اتاری ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَآءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَآءً.

نہیں اتاری اللہ نے کوئی بیماری مگر کہ اس کے واسطے شفا بھی اتاری۔

٥٢٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَآءُ بْنُ أَبِيْ

۵۲۴۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتاری اللہ نے کوئی بیماری مگر کہ اس کے واسطے شفا بھی اتاری۔

رَبَاحٍ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَآءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَآءً.

فائدہ: احمد رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے جب بیماری کو پیدا کیا تو اس کی دوا کو بھی پیدا کیا سو دوا کیا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ دوا کیا کرو اے اللہ کے بندو! اس واسطے کہ نہیں رکھی اللہ نے کوئی بیماری مگر کہ اس کے واسطے شفا بھی رکھی اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ نے ہر بیماری کے واسطے دوا بنائی سو دوا کیا کرو اور نہ دوا کرو ساتھ حرام کے اور مجموع ان لفظوں میں وہ چیز ہے کہ پہچانی جاتی ہے اس سے مراد ساتھ اتارنے کے حدیث باب میں اور وہ اتارنا اس کے علم کا ہے بذریعہ فرشتے کے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثلا یا تعبیر کی ہے ساتھ اتارنے کے تقدیر سے اور ان میں قید ہے ساتھ حلال کے سو نہیں جائز دوا کرنا ساتھ حرام کے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ شفا موقوف ہے اوپر پہنچنے کے ساتھ اجازت اللہ کے اور یہ اس واسطے کہ دوا کبھی حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے مجاورت حد سے کیفیت یا کمیت میں پس نہیں فائدہ دیتی بلکہ اکثر اوقات اور بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ بعض دواؤں کو ہر ایک نہیں جانتا اور ان سب حدیثوں میں ثابت کرنا اسباب کا ہے اور یہ توکل کے مخالف نہیں واسطے اس شخص کے کہ اعتقاد کرے کہ وہ اللہ کی اجازت اور تقدیر سے ہے اور یہ کہ وہ بذاتہا فائدہ نہیں دیتی ہیں بلکہ ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی ہے اللہ نے بیچ ان کے اور یہ کہ دوا کبھی پلٹ کر بیماری ہو جاتی ہے جب کہ اللہ نے اس کو مقدر کیا ہو اور طرف اس کی اشارہ ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جب دوا بیمار کو پہنچے تو اللہ کی اجازت سے تندرست ہو جاتا ہے سو مدار اس سب کی اللہ کی تقدیر اور ارادہ پر ہے اور دوا کرنا نہیں منافی ہے توکل کو جیسے کہ نہیں منافی ہے اس کو دفع کرنا بھوک اور پیاس کا ساتھ کھانے اور پینے کے اور اسی طرح بچنا ہلاک ہونے والی چیزوں سے اور دعا کرنا ساتھ طلب عافیت کے اور دفع کرنے ضرر دینے والی چیزوں کے وغیر ذلک اور نیز داخل ہے اس کے عموم میں بیماری قاتل کہ اعتراف کیا ہے حاذق طبیبوں نے ساتھ اس کے کہ اس کی کوئی دوا نہیں ہے اور اقرار کیا ہے انہوں نے ساتھ عاجز ہونے کے اس کی دوا کرنے سے اور شاید اسی کی طرف اشارہ ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جانا اس کو جس نے جانا اور نہ جانا اس کو جس نے نہ جانا اور حاصل یہ ہے کہ حاصل ہونا شفا کا ساتھ دوا کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مانند دفع کرنے بھوک کے ہے ساتھ کھانے کے اور پیاس کے ساتھ پینے کے اور وہ غالب اوقات اس میں فائدہ دیتی ہے اور کبھی نہیں دیتی واسطے کسی مانع کے، واللہ اعلم۔ (فتح) لیکن موت اس سے مستثنیٰ ہے ساتھ دوسری حدیث کے اور اسی طرح بڑھاپا بھی۔

بَابُ هَلْ يُدَاوِى الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ أَوْ — دوا کرے مرد عورت کا اور عورت مرد کا۔

الْمَرْأَةُ الرَّجُلَ.

٥٢٤٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ رُبَيِّعَ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلٰى وَالْجَرْحٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

۵۲۴۷۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتی تھیں مسلمانوں کو پانی پلاتی تھیں اور ان کی خدمت کرتیں تھیں اور مقتولوں اور زخمیوں کو مدینے کی طرف پھیرتیں تھیں۔

فائدہ: نہیں ہے حدیث کے اس سیاق میں تعرض واسطے دوا کرنے کے مگر یہ کہ داخل ہو اس کے قول کے عموم میں کہ ہم ان کی خدمت کرتی تھیں ہاں وارد ہوئی ہے حدیث مذکور ساتھ اس لفظ کے و نداوی الجرحی یعنی ہم زخمیوں کا دوا کرتی تھیں سو جاری ہوا ہے بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت پر بیچ اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بعض الفاظ حدیث میں اور بہر حال دوا کرنا مرد کا عورت کی سو لیا جاتا ہے حکم اس کا اس سے ساتھ قیاس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں جزم کیا ہے اس نے ساتھ حکم کے واسطے اس احتمال کے کہ ہو یہ حکم حجاب سے پہلے یا یہ عورت اپنے خاوند یا محرم کے ساتھ کرتی تھی اور بہر حال حکم مسئلے کا سو جائز ہے دوا کرنا بیگانے آدمی کا وقت ضرورت کے اور مقدر ہے ساتھ قدر اپنے کے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ نشر کرنے کے اور ہاتھ لگانے کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

بَابُ الشِّفَآءُ فِيْ ثَلَاثٍ.

شفا تین چیزوں میں ہے۔

٥٢٤٨ ـ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ حَدَّثَنَا سَالِمٌ الْأَفْطَسُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ الشِّفَآءُ فِيْ ثَلَاثَةٍ شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَيَّةِ نَارٍ وَأَنْهٰى أُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ رَفَعَ الْحَدِيْثَ وَرَوَاهُ الْقُمِّيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ.

۵۲۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شفا بیماری سے تین چیزیں ہیں شہد کے پینے میں اور سینگی کے کھچنے میں اور آگ کے داغنے میں اور میں منع کرتا ہوں اپنی امت کو داغنے سے مرفوع کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث کو اور روایت کیا ہے اس کو قمی نے لیث سے اس نے مجاہد سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد میں اور سینگی میں۔

فائدہ: واقع ہوا ہے عبدالعزیز کی روایت میں کہ فرمایا کہ اگر تمہاری دواؤں میں شفا ہے تو سینگی کے کھچنے میں اور شہد

کے پینے میں ہے اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قول اپنے کے فی العسل والحجم اور اشارہ کیا ہے اس نے اس کی طرف کہ نہیں واقع ہوا ہے ذکر داغنے کا اس روایت میں۔

۵۲۴۹۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ أَخْبَرَنَا سُرَیْجُ بْنُ یُوْنُسَ أَبُو الْحَارِثِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشِّفَاءُ فِیْ ثَلَاثَةٍ فِیْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ کَیَّةٍ بِنَارٍ وَأَنَا أَنْهٰی أُمَّتِیْ عَنِ الْکَیِّ.

۵۲۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شفا تین چیزوں میں ہے سینگی کے کھچنے میں اور شہد کے پینے میں اور آگ کے داغنے میں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ شامل ہے یہ حدیث اوپر جملے اس چیز کے کہ دوا کرتے ہیں ساتھ اس کے لوگ اور یہ اس واسطے کہ سینگی لگوانا نکال ڈالتا ہے خون کو اور وہ بڑی خلط ہے سب خلطوں سے اور خون کے جوش مارنے کے وقت سینگی لگوانا اس کو زیادہ تر شفا دیتا ہے اور بہر حال شہد سو مسہل ہے واسطے بلغمی خلطوں کے اور داخل ہوتا ہے معجونوں میں تا کہ نگاہ رکھے ان دواؤں کی قوت کو اور نکالے ان کو بدن سے اور لیکن داغنا سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استعمال کیا جاتا ہے خلط باغی میں کہ نہیں اکھڑتا ہے مادہ اس کا مگر ساتھ اس کے اور اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان کیا پھر اس سے منع کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو مکروہ جانا اس واسطے کہ اس میں درد سخت ہے اور خطرہ عظیم ہے اس واسطے عرب کے لوگ ایسی چیزوں کے حق میں کہا کرتے تھے کہ اخیر دوا داغنا ہے اور داغا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو اور داغا کئی اصحاب نے۔ میں کہتا ہوں اور نہیں ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حصر کا تین چیزوں میں اس واسطے کہ شفا کبھی اس کے غیر میں ہوتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تنبیہ کی ساتھ ان کے اصول علاج پر اور یہ اس واسطے امتلائی بیماریاں ہوتی ہیں دموی اور صفراوی اور بلغمی اور سوداوی اور شفا خونی بیماری کی ساتھ نکالنے خون کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا سینگی کو ساتھ ذکر کرنے کے واسطے کثرت استعمال عرب کے اور الفت ان کی کے واسطے اس کے برخلاف فصد کے اس واسطے کہ وہ اگرچہ سینگی کے معنی میں ہے لیکن وہ معہود مروج غالبا نہ تھا علاوہ اس کے یہ جو کہا کہ سینگی کے کھچنے میں تو یہ فصد کو بھی شامل ہے اور نیز سینگی کھچوانا گرم شہروں میں زیادہ تر نافع ہے فصد سے اور فصد سرد شہروں میں زیادہ تر نافع ہے سینگی سے اور بہر حال امتلا صفراوی اور جو مذکور ہے ساتھ اس کے سو دوا اس کے ساتھ سہل کے ہے سو تنبیہ کی ہے اس پر ساتھ شہد کے وسیاتی توجیہ فی الباب الآتی اور لیکن داغنا سو وہ واقع ہوتا ہے اخیر میں واسطے نکالنے اس چیز کے کہ دشوار ہو نکالنا اس کا فضلوں سے اور سوائے اس

کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس سے باوجود اس کے کہ شفا کو اس میں ثابت کیا یا اس واسطے کہ وہ دیکھتے تھے کہ وہ اکھاڑتا ہے مادے کو اپنی طبع سے سو مکروہ جانا اس کو واسطے اس کے اور اسی واسطے جلدی کرتے تھے اس کی طرف پہلے حاصل ہونے بیماری کے اس گمان سے کہ وہ مادے کو اکھاڑتا ہے سو جلدی کرتا ہے داغنے والا آگ کے ساتھ عذاب کو واسطے ظنی امر کے اور کبھی نہ اتفاق پڑتا ہے کہ واقع ہو واسطے اس کے یہ بیماری جس کو داغنا قطع کرتا ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہ اس کو چھوڑ دے اور نہ اس کو مطلق استعال کرے بلکہ استعال کرے اس کو جب کہ اس کے سوائے اور کوئی راہ شفا کی نظر نہ آئے باوجود اس اعتقاد کے کہ شفا اللہ کی اجازت سے ہے اور اسی تفسیر پر محمول ہے حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ کی کہ جو داغے یا جھاڑ پھونک کرے وہ توکل سے بیزار ہوا۔ (فتح)

بَابُ الدَّوَآءِ بِالْعَسَلِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾.

دوا کرنا ساتھ شہد کے اور اللہ نے فرمایا کہ اس میں شفا ہے واسطے لوگوں کے۔

فائدہ: شاید اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے اس کی طرف کہ ضمیر اس میں واسطے شہد کے ہے اور گمان کیا ہے بعض اہل تفسیر نے کہ وہ قرآن کی طرف پھرتی ہے اور شہد کا سو سے زیادہ نام ہے اور بیچ اس کے منافع سے ہے وہ چیز کہ ملخص کیا ہے اس کو موفق بغدادی وغیرہ نے سو کہا انہوں نے کہ جلا کرتا ہے اس میل کو جو رگوں اور انتڑیوں میں ہے اور دفع کرتا ہے فضلوں کو اور دھو ڈالتا ہے معدے کے خمل کو اور گرم کرتا ہے اس کو گرم کرنا معتدل اور کھولتا ہے رگوں کے منہ کو اور سخت کرتا ہے معدے کو اور کبد کو اور گردوں کو اور مثانے کو اور راہوں کو اور اس میں تحلیل کرنا ہے واسطے رطوبتوں کے کھانے اور لیپ کرنے سے اور اس میں نگاہ رکھنا معجون کا ہے اور لے جانا کراہت والی دواؤں کی کیفیت کا اور تنقیہ کبد کا اور سینے کا اور کھولنا بول اور حیض کا اور نفع کھانسی کا جو بلغم سے ہو اور نفع ہے واسطے بلغم والوں کے اور سرد مزاج والوں کے اور جب ملایا جائے ساتھ اس کے سرکہ تو فائدہ دیتا ہے صفرا والے کو پھر وہ غذا ہے غذاؤں سے اور دوا ہے دواؤں سے اور شربت ہے شربتوں سے اور حلوئی ہے حلووں سے اور طلا ہے طلاؤں سے اور مفرح ہے مفرحات سے اور اس کے منافع سے ہے کہ جب پیا جائے وہ گرم کر کے گل روغن کے ساتھ تو نفع دیتا ہے حیوان کے کاٹنے سے اور جب پیا جائے تنہا پانی سے تو نفع دیتا ہے کاٹنے دیوانے کتے کے سے اور جب اس میں تازہ گوشت ڈالا جائے تو تین مہینے اس کی تازگی کو نگاہ رکھتا ہے اور اسی طرح کھیرہ اور کدو اور بینگن اور لیمو اور مانند ان کی میووں سے اور جب بدن پر لگایا جائے تو جوؤں کو مار ڈالتا ہے اور اگر آنکھ میں ڈالا جائے تو آنکھ کی اندھیری کو روشن کر دیتا ہے اور اگر دانتوں پر لگایا جائے تو دانتوں کو مضبوط کر دیتا ہے اور ان کو تندرست رکھتا ہے اور وہ عجیب ہے بیچ نگاہ رکھنے لاش مردوں کے نہیں جلدی کرتا ہے طرف اس کی گلنا اور نہیں تھا اعتماد قدیمی طبیبوں کا مرکب دواؤں میں مگر اوپر اس کے اور مرفوع روایت میں ہے جو ہر مہینے میں تین دن شہد چاٹے اس کو بڑی بیماری

نہیں پہنچتی۔ (فتح)

۵۲۵۰ ۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِیْ هِشَامٌ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْجِبُهُ الْحَلْوَآءُ وَالْعَسَلُ.

۵۲۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوئی اور شہد خوش لگتا تھا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ خوش لگنا عام تر ہے اس سے کہ بطور دوا کے ہو یا غذا کے سو لی جائے گی مناسبت ساتھ اس طریق کے۔

۵۲۵۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِیْلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ إِنْ كَانَ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ أَدْوِیَتِكُمْ أَوْ یَكُوْنُ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ أَدْوِیَتِكُمْ خَیْرٌ فَفِیْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّآءَ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِیَ.

۵۲۵۱۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں شفا اور بہتری ہے تو سینگی کے پچھنوں اور شہد کے پینے میں اور آگ کے داغنے میں ہے کہ بیماری کے موافق پڑے اور میں نہیں چاہتا کہ داغوں۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ داغنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہے جب کہ معین ہو طریق طرف دور کرنے اس بیماری کے اور یہ کہ نہیں لائق ہے تجربہ واسطے اس کے اور نہ استعمال کرنا اس کا مگر بعد تحقیق کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ موافقت کے موافقت قدر کی۔

۵۲۵۲ ۔ حَدَّثَنَا عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰی حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِی الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخِیْ یَشْتَكِیْ بَطْنَهٗ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ أَتَی الثَّانِیَةَ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ

۵۲۵۲۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میرے بھائی کا پیٹ بیمار ہے یعنی اس کو دست آتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو شہد پلا وہ دوسری بار آپ کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو شہد پلا وہ تیسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو

فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيْكَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ.

شہد پلا پھر وہ چوتھی بار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ البتہ میں نے کیا یعنی شہد پلایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس کو شہد پلا سو وہ اچھا ہو گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ الدَّوَآءِ بِأَلْبَانِ الْإِبِلِ.

اونٹوں کے دودھ سے دوا کرنا یعنی اس بیماری میں جو اس کے مناسب ہو۔

۵۲۵۳ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِيْنٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سَقَمٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آوِنَا وَأَطْعِمْنَا فَلَمَّا صَحُّوْا قَالُوْا إِنَّ الْمَدِيْنَةَ وَخِمَةٌ فَأَنْزَلَهُمُ الْحَرَّةَ فِيْ ذَوْدٍ لَّهُ فَقَالَ اشْرَبُوْا أَلْبَانَهَا فَلَمَّا صَحُّوْا قَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوْا ذَوْدَهُ فَبَعَثَ فِيْ آثَارِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِلِسَانِهِ حَتّٰى يَمُوْتَ قَالَ سَلَّامٌ فَبَلَغَنِيْ أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنَسٍ حَدِّثْنِيْ بِأَشَدِّ عُقُوْبَةٍ عَاقَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ بِهٰذَا فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ بِهٰذَا.

۵۲۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند لوگ تھے یعنی قوم عکل اور عرینہ کے (کہ چار عکل سے اور تین عرینہ سے اور ایک ان کا تابع تھا) ان کو بیماری تھی سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم کو جگہ دیجیے اور کھانا کھلایئے سو جب وہ اچھے ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ مدینے کی آب وہوا ہم کو موافق نہیں سو حضرت ﷺ نے ان کو حرہ میں اپنے اونٹوں میں اتارا اور فرمایا کہ ان کا دودھ پیو سو جب دودھ سے تندرست ہوئے تو انہوں نے حضرت ﷺ کے اونٹ چرانے والے کو مار ڈالا اور آپ کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے سو حضرت ﷺ نے اصحاب کو ان کے پیچھے بھیجا یعنی اور پکڑا منگوایا سو ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور گرم سلائی ان کی آنکھ میں ڈال کے اندھا کیا سو میں نے ان میں سے مرد کو دیکھا کہ اپنی زبان سے زمین کو کاٹتا تھا یہاں تک کہ مر جاتا، کہا سلام نے مجھ کو خبر پہنچی کہ حجاج نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بیان کر مجھ سے سخت تر سزا کہ سزا دی ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے سو بیان کی حدیث اس سے انس رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے سو حسن بصری کو خبر پہنچی کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ انس رضی اللہ عنہ اس سے یہ حدیث بیان نہ کرتے۔

فائدہ: اس سیاق میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو جگہ دی اور کھانا کھلایا سو جب اچھے ہو گئے تو کہا کہ مدینے کی آب وہوا ناموافق ہے اور جو بیماری کہ ان کو اول تھی یا تو بھوک سے تھی یا تو مشقت سے سو جب یہ بیماری ان سے دور ہوئی تو انہوں نے مدینے کی آب وہوا سے خوف کیا یا اس واسطے کہ جنگل میں رہنے والے تھے اور یا کہ بسبب اس چیز کے کہ تھی مدینے میں بخار سے اور یہی مراد ہے ساتھ قول اس کے کہ آئندہ روایت میں اجتووا المدینة اور یہ جو کہا کہ زمین کو کاٹتا تھا یعنی تا کہ اس کی سردی پائے گرمی کی شدت کے سبب سے یعنی پیاس کے مارے مر گئے اور یہ جو کہا کہ میں نے دوست رکھا کہ انس رضی اللہ عنہ اس سے یہ حدیث بیان نہ کرتے تو یہ اس واسطے کہ حجاج ظالم تھا ادنیٰ شبہ سے آدمی کا خون کر ڈالتا تھا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ باز آیا حجاج یہاں تک کہ منبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اللہ کی نافرمانی میں ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور آنکھیں اندھی کیں سو ہم یہ اللہ کی نافرمانی میں کیوں نہ کریں؟ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں پشیمان ہوا میں کسی چیز پر جیسا کہ نادم ہوا میں اس حدیث پر جو میں نے حجاج سے بیان کی اور نادم اس واسطے ہوئے کہ حجاج سزا میں زیادتی کرتا تھا اور ادنیٰ شبہ سے تعلق پکڑتا تھا اور نہیں حجت ہے واسطے اس کے عرینیوں کے قصے میں اس واسطے کہ واقع ہوئی ہے تصریح حدیث کے بعض طریقوں میں کہ وہ مرتد ہو گئے تھے اور نیز یہ حکم حدود کے اترنے سے پہلے تھا اور پہلے نہی مثلہ کی سے۔ (فتح)

بَابُ الدَّوَآءِ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ.

اونٹوں کے پیشاب سے دوا کرنا۔

۵۲۵۴ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِي الْمَدِينَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْحَقُوْا بِرَاعِيْهِ يَعْنِي الْإِبِلَ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَلَحِقُوْا بِرَاعِيْهِ فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتّٰى صَلَحَتْ أَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَسَاقُوا الْإِبِلَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فِيْ طَلَبِهِمْ فَجِيْءَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ فَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِيْنَ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُوْدُ.

۵۲۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند آدمیوں نے مدینے کی آب وہوا کو ناموافق پایا سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ اونٹوں میں جا ملیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں سو وہ چرانے والے کے ساتھ جا ملے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا یہاں تک کہ ان کے بدن اچھے ہو گئے سو انہوں نے چرانے والے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک کر لے چلے یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے سواروں کو ان کی تلاش میں بھیجا سو ان کو پکڑ لایا گیا سو حضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور گرم سلائی ان کی آنکھوں میں پھیری اور ان کو اندھا کیا، کہا قتادہ نے سو حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن سیرین نے کہ یہ حکم حدود کے اترنے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اور واقع ہوئی ہے بیچ خصوص دوا کرنے کے ساتھ بول اونٹوں کے حدیث کہ روایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ لازم پکڑو اوپر اپنے اونٹوں کے پیشاب کو اس واسطے کہ وہ نافع ہے واسطے فساد معدے کے اور یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن سیرین نے تو مخالف ہے واسطے اس کے وہ چیز جو روایت کی ہے مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھروائی اس واسطے کہ انہوں نے چرواہے کے ساتھ اسی طرح کیا تھا وسیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَآءِ.

باب ہے بیچ بیان کالے دانے کے یعنی کلونجی کے۔

فائدہ: بیان مراد کا باب کے اخیر میں آئے گا۔

۵۲۵۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ أَبْجَرَ فَمَرِضَ فِي الطَّرِيْقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَعَادَهُ ابْنُ أَبِيْ عَتِيْقٍ فَقَالَ لَنَا عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحُبَيْبَةِ السَّوْدَآءِ فَخُذُوْا مِنْهَا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا ثُمَّ اقْطُرُوْهَا فِيْ أَنْفِهٖ بِقَطَرَاتِ زَيْتٍ فِيْ هٰذَا الْجَانِبِ وَفِيْ هٰذَا الْجَانِبِ فَإِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِيْ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَآءَ شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ.

۵۲۵۵۔ حضرت خالد بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نکلے اور ہمارے ساتھ غالب بن ابجر تھا سو وہ راہ میں بیمار ہوا پھر ہم مدینے میں آئے اور حالانکہ وہ بیمار تھا سو ابن ابی عتیق اس کی بیمار پرسی کو آیا سو اس نے ہم سے کہا کہ لازم جانو اپنے اوپر اس کالے دانے کو سو اس سے پانچ یا سات دانے لو پھر ان کو گھساؤ پھر اس کو روغن زیتون کے چند قطروں کے ساتھ اس کے ناک کے دونوں سوراخوں میں ٹپکاؤ سو بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اس کالے دانے میں ہر بیماری کی دوا ہے سوائے موت کے، میں نے کہا کہ سام کیا ہے؟ کہا کہ موت۔

فائدہ: یہ زکام کا علاج ہے اور شاید غالب کو بھی زکام کی بیماری تھی اور یہ علاج جس کی طرف ابن ابی عتیق نے اشارہ کیا ذکر کیا ہے اس کو طبیبوں نے اس زکام میں جس کے ساتھ چھینک بہت آئے انہوں نے کہا کہ کالا دانہ بھون کر اور کوٹ کر زیتون کے روغن میں بھگویا جائے پھر اس کے چند قطرے ناک میں ڈالے جائیں اور ظاہر سیاق یہ ہے کہ یہ صفت موقوف ہے اوپر اس کے اور احتمال ہے کہ اس کے نزدیک مرفوع ہو کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کالے دانے میں شفا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور کیا ہے کالا دانہ؟ کہا کلونجی، کہا اور میں اس کے ساتھ

کس طرح کروں؟ کہا کہ اس کے اکیس دانے لے پھر اس کو ایک برتن میں ڈال ایک رات پانی میں رکھ پھر جب صبح ہو تو ناک کے دائیں سوراخ میں ایک قطرہ اور بائیں میں دو قطرے ڈال پھر دوسرے دن دو قطرے دائیں سوراخ میں اور ایک قطرہ بائیں سوراخ میں ٹپکا پھر تیسرے دن پہلے دن کی طرح اور اس سے لیا جاتا ہے کہ یہ جو فرمایا کہ کالے دانے میں دوا ہے ہر بیماری کی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نہیں استعمال کیا جاتا ہے ہر بیماری میں اکیلا بلکہ کبھی اکیلا استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی مرکب استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی گھسا کر استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی بے گھسائے استعمال کیا جاتا ہے بطور کھانے اور پینے کے اور کبھی بطور نسوار اور لیپ کے اور سوائے اس کے اور قول اس کا کل داء تقدیر اس کی یہ ہے کہ ہر بیماری کہ قبول کرے ساتھ اس کے علاج کرنے کو اس واسطے کہ وہ صرف سرد بیماریوں کو فائدہ دیتا ہے اور گرم بیماریوں کو فائدہ نہیں دیتا ہاں کبھی داخل ہوتا ہے گرم خشک بیماریوں میں ساتھ عرض کے سو پہنچاتا ہے سرد تر دواؤں کی قوت کو ان کی طرف ساتھ جلدی پہنچانے ان کے اور استعمال کرنا گرم دوا کا بعض گرم بیماریوں میں واسطے کسی خاصیت کے کہ بیچ اس کے ہے نہیں معیوب ہے مانند غزروت کے کہ وہ گرم ہے اور استعمال کیا جاتا ہے رمد کی دواؤں میں جو مرکب ہیں باوجود اس کے کہ رمد ورم حارم ہے ساتھ اتفاق سب طبیبوں کے اور کہا علم طب والوں نے کہ کلونجی گرم خشک ہے اور وہ دور کرنے والی ہے واسطے نفخ کے نافع ہے بخار ربع سے اور بلغم سے کھولنے والی ہے سدے اور ریح کی اور جب کوٹ کر شہد سے گوندھا جائے اور گرم پانی کے ساتھ پیا جائے تو مثانے کے پتھر کو گلا ڈالتی ہے اور کھول دیتی ہے بول اور حیض کو اور اس میں جلا ہے اور جب کوٹ کر السی کے کپڑے میں پوٹلی باندھ کر سونگھے تو سرد زکام سے فائدہ دیتا ہے اور جب اس سے سات دانے عورت کے دودھ میں بھگوئے جائیں پھر یرقان والے کو اس کے ساتھ نسوار چڑائی جائے تو اس کو فائدہ دیتی ہے اور جب اس سے بقدر ایک مثقال کے پانی کے ساتھ پیا جائے تو فائدہ دیتی ہے ضیق النفس سے اور اس کے ساتھ لیپ کرنا صداع سرد سے فائدہ دیتا ہے اور جب سرکہ کے ساتھ پکا کر اس کے ساتھ کلی کی جائے تو دانتوں کے درد سے فائدہ دیتی ہے اور بعض حکیموں نے اس کے فائدے بہت لکھے ہیں کہا خطابی نے کہ یہ جو فرمایا کل داء یعنی ہر بیماری تو یہ عام ہے اور مراد اس سے خاص ہے اس واسطے کہ نہیں ہے بیچ طبع کسی کے زمین کے اگنے والی چیزوں سے وہ چیز کہ جمع کرے تمام امروں کو جو مقابل ہوں طبیعتوں کو بیچ علاج کرنے بیماریوں کے ساتھ مقابل ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ شفا ہے ہر بیماری سے کہ پیدا ہو رطوبت سے اور کہا ابو بکر بن عربی نے کہ شہد نزدیک سب طبیبوں کے قریب تر ہے کہ ہو دوا ہر بیماری کی کالے دانے سے اور باوجود اس کے بعض بیماری ایسی ہے کہ اس بیماری والا شہد کو پیئے تو اس کے ساتھ ضرر پائے سو اگر ہو مراد ساتھ قول اس کے کہ شہد میں شفا ہے واسطے لوگوں کے اکثر اور اغلب تو حمل کرنا کالے دانے کا اس پر اولی ہے۔

٥٢٥٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَآءِ شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ إِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَآءُ الشُّوْنِيْزُ.

۵۲۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کالے دانے میں دوا ہے ہر بیماری کی سوائے موت کے کہا ابن شہاب نے اور سام موت ہے اور حبہ سوداء کلونجی ہے۔

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ لِلْمَرِيْضِ.

باب ہے بیچ بیان تلبینہ کے واسطے بیمار کے۔

فائدہ: تلبینہ حریرے کا نام ہے کہ آٹے سے بنایا جاتا ہے اور اس میں شہد ملایا جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس میں دودھ ڈالا جاتا ہے اور نام رکھا جاتا ہے تلبینہ اس واسطے کہ سفیدی اور پتلا ہونے میں دودھ کی مشابہ ہوتا ہے یا اس واسطے کہ اس میں دودھ ملایا جاتا ہے اور کہا داؤدی نے کہ لیا جاتا ہے گوندھا ہوا آٹا غیر خمیر اور نکالا جاتا ہے پانی اس کا اور بنایا جاتا ہے حریرہ سو اس میں کوئی چیز نہیں ملائی جاتی اسی واسطے اس کا نفع بہت ہے۔ (فتح)

٥٢٥٧ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِيْنِ لِلْمَرِيْضِ وَلِلْمَحْزُوْنِ عَلَى الْهَالِكِ وَكَانَتْ تَقُوْلُ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ التَّلْبِيْنَةَ تُجِمُّ فُؤَادَ الْمَرِيْضِ وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ.

۵۲۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کا دستور تھا کہ حکم کرتیں ساتھ تلبینہ کے واسطے بیمار کے اور واسطے غمناک کے ہلاک ہونے والے پر اور کہتی تھیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حریرہ بیمار کے دل کو راحت پہنچاتا ہے اور کچھ غم کو بھی لے جاتا ہے۔

فائدہ: یعنی حکم کرتیں ساتھ بنانے اس کے واسطے ہر ایک کے بیمار اور غمناک سے اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی ان کے گھر والوں میں سے مر جاتا پھر اس کے واسطے عورتیں جمع ہوتیں پھر جدا جدا ہو جاتیں تو حکم کرتیں ساتھ ہانڈی تلبینہ کے سو پکائی جاتی پھر کہتیں کہ اس سے کھاؤ۔ (فتح)

٥٢٥٨ ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ

۵۲۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينَةِ وَتَقُولُ هُوَ الْبَغِيضُ النَّافِعُ.

عائشہ رضی اللہ عنہا کا دستور تھا کہ تلبینہ کے کھلانے کے ساتھ حکم کرتیں اور کہتیں کہ وہ کراہت کیا گیا ہے نفع دینے والا ہے یعنی بغض اور کراہت رکھتا ہے اس سے بیمار اور حالانکہ وہ نفع دینے والا ہے واسطے اس کے مانند باقی دواؤں کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ بے شک وہ دھوڈالتا ہے بیمار کے پیٹ کو جیسے کوئی تم میں سے پانی کے ساتھ میل کو اپنے منہ سے دھوڈالتا ہے کہا موفق بغدادی نے کہ اگر تو تلبینہ کے منافع کو پہچاننا چاہے تو جو کے پانی کے منافع کو پہچان خاص کر جب کہ میدہ ہو کہ وہ جلا کرتا ہے اور جلدی سے گھس جاتا ہے اور غذا ہوتا ہے غذا لطیف اور جب پیا جائے تو ہوتا ہے جلی اور قوی تر نفوذ میں اور بڑھانے والا حرارت غریزیہ کو کہا اور مراد ساتھ فواد کے حدیث میں سر معدے کا ہے اس واسطے کہ دل غمناک کا ضعیف ہو جاتا ہے ساتھ غالب ہونے خشکی کے اس کے اعضاء پر خاص کر اس کے معدے پر واسطے کم کرنے غذا کے اور حریرہ اس کو تر کرتا ہے اور اس کو غذا دیتا ہے اور اس کو قوی کرتا ہے اور کرتا ہے اسی طرح ساتھ دل بیمار کے لیکن بہت وقت جمع ہوتی ہے بیچ معدے بیمار کے خلط مراری یا بلغمی یا صدیدی اور یہ حریرہ اس کو معدے سے دور کرتا ہے اور جس کے غذا میں جو غالب ہوں ان کے واسطے حسا سے زیادہ تر کوئی چیز نافع نہیں اور جس کی غذا میں گندم غالب ہو تو اولی اس کے ساتھ بیچ بیماری اس کی کے حریرہ جو کا ہے کہا صاحب ہدی نے کہ تلبینہ زیادہ تر نافع ہے حسا سے اس واسطے کہ وہ پکایا جاتا ہے پیس کر پس نکلتا ہے خلاصہ جو کا ساتھ پینے کے اور وہ اکثر ہے غذا میں اور قوی تر ہے فعل میں اور اکثر ہے جلا میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختیار کیا ہے طبیبوں نے اس واسطے کہ وہ رقیق تر اور لطیف تر ہے سو نہیں ثقیل ہوتا ہے بیمار کی طبیعت پر اور لائق ہے کہ مختلف ہو فائدہ پانا ساتھ اس کے باعتبار اختلاف عادت کے شہروں میں اور شاید کے لائق ساتھ بیمار کے پانی جو کا ہے جب کہ پکایا جائے ثابت اور ساتھ غمناک کے جب کے پکایا جائے پیس کر، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ السَّعُوطِ.

باب ہے ناک میں دوا ڈالنے کے بیان میں۔

فائدہ: سعوط وہ چیز ہے کہ دوا کے واسطے ناک میں ڈالی جائے۔

۵۲۵۹ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ

۵۲۵۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سینگی کھچوائی اور سینگی کھینچنے والے کو اس کی اجرت دی اور ناک میں دوا ڈالی۔

أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ.

فائدہ: اور اس کا طریق یہ ہے کہ چت لیٹے اپنی پیٹھ پر اور اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان کوئی چیز رکھے جو ان کو اونچا کرے تا کہ اس کا سر نیچا ہو اور اپنے ناک میں پانی یا تیل جس میں کوئی دوا مفرد یا مرکب ہو ٹپکا دے تا کہ اس کے دماغ کی طرف پہنچ سکے واسطے نکالنے اس چیز کے کہ اس میں ہے بیماری سے ساتھ چھینک کے۔

بَابُ السَّعُوْطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ مِثْلُ ﴿كُشِطَتْ﴾ وَقُشِطَتْ نُزِعَتْ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ قُشِطَتْ.

نسوار لینا ساتھ کٹھ ہندی اور بحری کے اور وہ کوٹ ہے اور اس کو قسط اور کست دونوں طور سے پڑھنا جائز ہے بڑے قاف سے بھی اور چھوٹے کاف سے بھی مثل کافور اور قافور اور قشطت اور کشطت یعنی دونوں لفظ بھی دونوں طرح سے جائز ہیں۔

٥٢٦٠ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِّيْ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ.

٥٢٦٠۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ لازم جانو اپنے اوپر اس عود ہندی کو یعنی کوٹ کو اس واسطے کہ اس میں سات بیماریوں میں شفا ہے نسوار لی جاتی ہے ساتھ اس کے ورم حلق سے اور حلق میں دوا ڈالی جاتی ہے ساتھ اس کے ذات الجنب سے اور میں داخل ہوئی ساتھ اپنی بیٹے کے جو کھانا کھاتا تھا اس نے حضرت ﷺ پر پیشاب کیا حضرت ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر چھڑکا۔

فائدہ: اس حدیث میں صرف دو چیزوں کو ذکر کیا باقی پانچ کا ذکر نہیں کیا سو شاید راوی نے اس کو مختصر کیا ہے یا اقتصار کیا ہے دونوں پر واسطے موجود ہونے دونوں کے اس وقت سوائے باقی پانچ کے و سیاتی ما یقوی الاحتمال الثانی اور البتہ ذکر کیا ہے طبیبوں نے کوٹ کے منافع سے کہ اگر اس کو استعمال کرے تو حیض بستہ جاری ہو جائے اور انتڑیوں کے کیڑے مر جائیں اور زہر اور بخار ربع اس سے دور ہو معدے کو گرم کرتا ہے اور شہوت کو ہلاتا ہے اور اگر اس کو طلا کرے تو کلف کو دور کرے سو انہوں نے سات سے زیادہ منافع کو ذکر کیا ہے، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ ہوں سات اصول صفت دوا کرنے کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ یا طلا ہے یا شربت ہے یا تکمید ہے یا تعطیل ہے یا تبخیر ہے یا سعوط ہے یا لدود ہے سو طلا داخل ہے مرہموں میں اور حل کیا جاتا ہے ساتھ زیت کے اور آلودہ کیا

جاتا ہے اور اسی طرح تکمید اور پینا گھسایا جاتا ہے اور ڈالا جاتا ہے شہد میں یا پانی میں یا کسی اور چیز میں اور اسی طرح تطلیل اور نسوار لینا گھسایا جائے زیتون کے تیل میں اور ٹپکایا جائے ناک میں اور اسی طرح تدہین اور تبخیر واضح ہے اور نیچے ہر ایک کے سات سے بہت منافع ہیں واسطے مختلف بیماریوں کے اور نہیں غریب ہے یہ بات اس شخص سے جس کو جوامع الکلم عطاء ہوئے اور عذرہ ایک درد ہے حلق میں اکثر یہ درد لڑکوں کو ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ زخم ہے کہ کان اور حلق کے درمیان نکلتا ہے اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ نکلتا ہے غالبا وقت نکلنے عذرہ کے اور وہ پانچ ستارے ہیں اور اگر کہا جائے کہ کس طرح ہوسکتا ہے معالجہ اس کا ساتھ کوٹ کر باوجود یکہ کوٹ گرم ہے اور عذرہ کی بیماری بھی لڑکوں کو گرمی میں ہوتی ہے اور ان کے مزاجیں گرم ہوتی ہیں خاص کر حجاز عرب کا کنارہ گرم ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ مادہ عذرہ کا خون ہے غالب ہوتی ہے اس پر بلغم اور کوٹ رطوبت کو خشک کرتی ہے اور کبھی ہوتا ہے نفع اس کا اس دوا میں ساتھ خاصیت کے اور نیز گرم دوائیں گرم بیماریوں کو بہت فائدہ دیتی ہیں ساتھ عرض کے بلکہ بالذات بھی علاوہ یہ کہ اگر ہم کوئی تاویل نہ کرسکیں تو البتہ ہوگا امر معجزے کا خارج قواعد طب سے۔ (فتح)

بَابُ اَیَّ سَاعَةٍ یَحْتَجِمُ. کس وقت سینگی لگوائے؟۔

فائدہ: مراد ساتھ ساعت کے ترجمہ میں مطلق زمانہ ہے نہ خاص گھڑی جو متعارف ہے۔

وَاحْتَجَمَ اَبُوْ مُوْسٰی لَیْلًا. اور سینگی لگوائی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کو۔

فائدہ: گزر چکی ہے یہ حدیث موصول کتاب الصیام میں اور اس میں ہے کہ باز رہنا اس کا سینگی لگوانے سے دن کو سبب روزے کے تھا تاکہ روزے میں کوئی خلل داخل نہ ہو اور یہی مذہب ہے مالک رحمہ اللہ کا نہ اس واسطے کہ حجامت روزے کو توڑ ڈالتی ہے وقد تقدم البحث اور وارد ہوئی بیچ اوقات کے کہ لائق ہیں ساتھ سینگی لگوانے کی حدیثیں کوئی حدیث ان میں سے اس کی شرط پر نہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ سینگی لگوائی جائے وقت حاجت کے یعنی جس وقت حاجت ہو اسی وقت درست ہے اور نہیں مقید ہے ساتھ کسی وقت کے سوائے وقت کے اس واسطے کہ ذکر کیا ہے اس نے رات کے وقت سینگی لگوانے کو اور ذکر کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی روزے کی حالت میں اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کو سینگی لگوائی اور طبیبوں کے نزدیک نفع اس سینگی سے ہوتا ہے جو دوسری یا تیسری گھڑی میں ہو اور یہ کہ نہ واقع ہو بعد استفراغ کے جماع سے یا حمام سے اور نہ پیچھے پیٹ بھرنے کے اور نہ بھوک کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ پچھنے لگانا دوشنبے اور سہ شنبے اور پنج شنبے کو بہتر ہے اور باقی چار دنوں میں منع ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ سترہویں اور انیسویں اور اکیسویں تاریخ کو جو پچھنے لگوائے اس کو ہر بیماری سے شفا ہوتی ہے اور ان حدیثوں سے کوئی

چیز صحیح نہیں ہوئی اسی واسطے حنبل بن اسحاق نے کہا کہ پچھنے لگوائے جس وقت خون جوش مارے اور جس گھڑی ہو اور اتفاق ہے طبیبوں کا کہ خون نکالنا مہینے کے دوسرے نصف میں پھر تیسرے ربع میں زیادہ تر نافع ہے خون نکالنے سے اول آخر میں۔ (فتح)

۵۲٦۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

۵۲٦۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی روزے کی حالت میں۔

بَابُ الْحَجْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِحْرَامِ قَالَهُ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سفر اور احرام کی حالت میں سینگی لگوانا اور خون نکلوانا کہا ہے اس کو ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی کہ روایت کیا ہے اس کو آئندہ باب میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے کی راہ میں پچھنے لگوائے اور ظاہر ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت احرام باندھے تھے سو دونوں حدیثوں سے ترجمہ نکالا علاوہ ازیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث تنہا بھی اس میں کفایت کرتی ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محرم ہونا مستلزم ہے اس کو کہ مسافر ہوں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت کی حالت میں کبھی احرام نہیں باندھا اور بہر حال سینگی لگوانا واسطے مسافر کے سو بنا بر اس چیز کے ہے کہ پہلے گزری کہ وہ حاجت کے وقت کی جائے جب خون جوش مارے اور مانند اس کی سو نہیں خاص ہے یہ ساتھ کسی حالت کے۔ (فتح)

۵۲٦۲ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۵۲٦۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سینگی لگوائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں۔

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الدَّآءِ.

باب ہے بیچ سینگی لگوانے کے بیماری سے۔

فائدہ: یعنی بسبب بیماری کے کہا موفق بغدادی نے کہ سینگی صاف کرتی ہے بدن کی سطح کو زیادہ فصد سے اور فصد واسطے عمق بدن کے ہے اور پچھنے لگانے واسطے لڑکوں کے اور گرم شہروں میں اولیٰ ہے فصد سے اور امن ہے ہلاکت سے اور کبھی بے پرواہ کرتی ہے اکثر دواؤں سے اور اسی واسطے وارد ہوئی ہیں حدیثیں ساتھ ذکر اس کے سوائے فصد کے اور اسی واسطے نہیں پہچانتے تھے عرب غالبا مگر حجامت کو کہا صاحب ہدی نے کہ تحقیق بیچ امر فصد اور سینگی لگوانے

کے یہ ہے کہ وہ دونوں مختلف ہیں ساتھ اختلاف زمانہ اور مکان اور مزاج کے سو سینگی لگوانی بیچ گرم زمانوں کے اور گرم جگہوں کے اور گرم بدنوں کے جن کے لوگوں کا خون نہایت پختگی میں ہو زیادہ تر نافع ہے اور فصد بالعکس اور اسی واسطے حجامت زیادہ تر نافع ہے واسطے لڑکوں کے اور جو نہ قوت رکھتا ہو فصد کی۔ (فتح)

۵۲۶۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَجْرِ الْحَجَّامِ فَقَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهُ أَبُوْ طَيْبَةَ وَأَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفُوْا عَنْهُ وَقَالَ إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ وَقَالَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ.

۵۲۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پوچھے گئے سینگی لگانے والے کی اجرت سے سو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی ابو طیبہ نے آپ کو سینگی لگائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دو صاع اناج دیا اور اس کے مالکوں سے کلام کیا سو انہوں نے اس سے تخفیف کی یعنی خراج میں اور فرمایا کہ جن چیزوں سے تم دوا کرتے ہو ان میں بہتر پچھنے لگانا اور دریائی کوٹ ہے اور فرمایا کہ نہ تکلیف دو اپنے لڑکوں کو ساتھ حلق ملنے کے حلق کی ورم سے اور لازم پکڑو اپنے اوپر کوٹ کو۔

فائدہ: کہا اہل معرفت نے خطاب واسطے اہل حجاز کے ہے اور جو ان کے معنی میں ہے گرم شہروں کے رہنے والوں سے اس واسطے کہ ان کا خون پتلا ہے اور میل کرتا ہے طرف ظاہر بدن کی واسطے جذب حرارت خارجی کے اپنی واسطے طرف سطح بدن کی اور نیز اس سے لیا جاتا ہے کہ یہ خطاب واسطے جوانوں کے ہے واسطے ہونے گرمی کے ان کے بدن میں اور کہا ابن سیرین نے کہ جب مرد چالیس سال کو پہنچے تو خون نہ نکالے کہا طبری نے اور یہ اس واسطے کہ وہ ہوتا ہے اس وقت بیچ کم ہونے اپنی عمر کے اور پستی میں اپنے بدن کی قوتوں سے سو نہیں لائق ہے کہ زیادہ کرے اس کو ضعف ساتھ نکالنے خون کے اور وہ محمول ہے اس پر کہ نہ متعین ہو حاجت اس کی طرف اور اس شخص پر جس کی عادت ہو اور شامل ہے یہ حدیث اوپر جائز ہونے حاجت کے یعنی پچھنے لگانے کے اور اوپر ترغیب کے بیچ دوا کرنے کے ساتھ اس کے خاص کر واسطے اس شخص کے جس کو اس کی حاجت ہو اور شامل ہے یہ حدیث اوپر کسب حجام کے یعنی پچھنے لگانے والے کے۔ (فتح)

۵۲۶۴ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو وَغَيْرُهُ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ

۵۲۶۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے مقنع بن سنان تابعی رحمہ اللہ کی بیمار پرسی کی پھر کہا کہ میں جدا نہ ہوں گا یہاں سے یہاں تک کہ پچھنے لگاؤں سو بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اس میں شفا ہے۔

عَنْهُمَا عَادَ الْمُقْنَعَ ثُمَّ قَالَ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ فِيْهِ شِفَآءً.

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْحِجَامَةِ عَلَى الرَّأْسِ. سر پر پچھنے لگانے کا بیان۔

فائدہ: وارد ہوئی ہے بیچ فضیلت پچھنے لگانے کے سر میں حدیث ضعیف روایت کیا ہے اس کو ابن عدی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ سر میں پچھنے لگانا نفع دیتا ہے سات بیماریوں سے جنون سے اور جذام سے اور سفید داغ سے اور اونگھ سے اور درد سر سے اور دانت اور آنکھ کے درد سے لیکن کہا طبیبوں نے کہ سر کے بیچ میں پچھنے لگوانا نہایت مفید ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا جیسا کہ باب کی اول حدیث میں ہے اور آخر دونوں کا اگرچہ مطلق ہے لیکن وہ مقید ہے ساتھ اول ان دونوں کے اور نیز وارد ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اخدعین اور کاہل میں روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور کہا طب کے علم والوں نے کہ فصد باسلیق کا مفید ہے امتلاء کو جو عارض ہوتا ہے سارے بدن میں جب کہ ہو امتلاء خونی خاص کر جب کہ فاسد ہو گیا ہو اور فصد قیفال کا مفید ہے سر اور گردن کی حرارت کے بعد سے اور طحال سے اور پھلبری سے اور ذات الجنب سے اور تمام خونی بیماریوں سے جو عارض ہونے والی ہیں کہنی کے نیچے سے کولہے تک اور فصد اکحل کا مفید ہے امتلا کو جو عارض ہوتا ہے سارے بدن میں جب کہ ہو امتلا خونی خاص کر جب کہ فاسد ہو گیا ہو اور فصد قیفال کا مفید ہے سر اور گردن کی بیماریوں سے جب کہ بہت ہو خون یا فاسد ہو اور فصد ودجین کا مفید ہے واسطے درد تلی کے اور درد پہلو کے اور پچھنے کاہل پر مفید ہے مونڈھے اور حلق کے درد سے اور ثابت ہوتی ہے فصد باسلیق سے اور پچھنے لگانا اخدعین پر مفید ہے سر اور منہ کی سب بیماریوں کو مانند دونوں کان اور آنکھ اور دانت اور ناک اور حلق کے اور ثابت ہے باسلیق کے فصد سے اور پچھنے لگانا نیچے ٹھوڑی کے نافع ہے دانت اور منہ حلقوم کے درد سے اور تنقیہ کرتا ہے سر کا اور پچھنے لگانا قدم کی پیٹھ پر ثابت ہے صافن کے فصد سے اور وہ ایک رگ ہے نزدیک ٹخنے کے اور مفید ہے دونوں رانوں اور پنڈلیوں کے زخموں سے اور حیض کے بند ہونے سے اور خارش سے جو عارض ہو دو خصیوں میں اور پچھنے لگانا سینے کے نیچے حصے میں نافع ہے ران کی دنبل سے اور اس کی خارش سے اور پھنسیوں سے اور نقرس سے اور بواسیر سے اور داء الفیل سے اور پیٹھ کی خارش سے اور محل ان سب کا وہ ہے جب کہ ہو خون جوش مارنے والے سے۔ (فتح)

۵۲۶۵ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ

۵۲۶۵۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کے بیچ میں پچھنے لگوائے بیچ لحی جمل

الْأَعْرَجَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِيْ وَسَطِ رَأْسِهٖ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فِيْ رَأْسِهٖ.

کے (یہ ایک جگہ ہے معروف سات میل پر سقیا سے) مکے کی راہ میں اور حالانکہ وہ احرام باندھے تھے اور کہا انصاری نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ہشام نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں پچھنے لگوائے یعنی درد سر سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک پانی پر جس کو لحی جمل کہا جاتا ہے۔

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الشَّقِيْقَةِ وَالصُّدَاعِ.

باب ہے بیچ سینگی لگانے کے آدھے سر کی درد سے اور سارے سر کی درد سے۔

فائدہ: صداع ذکر عام کا ہے بعد خاص کے اور شقیقہ ایک درد ہے کہ سر کی ایک جانب میں ہوتا ہے یا سر کی اگلی طرف میں اور اہل طب نے ذکر کیا ہے کہ وہ پرانی بیماریوں سے ہے اور اس کا سبب بخار ہیں جو چڑھتے ہیں یا اخلاط گرم یا تر جو دماغ کی طرف چڑھتے ہیں سو اگر ان کو کوئی راہ نہ ملے تو درد پیدا کرتی ہیں اور درد کے اسباب نہایت بہت ہیں۔

٥٢٦٦ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَأْسِهٖ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهٖ بِمَآءٍ يُقَالُ لَهٗ لُحْيُ جَمَلٍ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَآءٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِيْ رَأْسِهٖ مِنْ شَقِيْقَةٍ كَانَتْ بِهٖ.

۵۲۶۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں پچھنے لگوائے اور حالانکہ احرام باندھے تھے درد کے سبب سے کہ آپ کو تھا ایک پانی پر جس کو لحی جمل کہا جاتا ہے اور کہا محمد بن سواء نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ہشام نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں پچھنے لگائے شقیقہ کے سبب سے کہ آپ کو تھا اور حالانکہ آپ احرام باندھے تھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں جائز ہونا حجامت کا ہے یعنی جائز ہے پچھنے لگانا احرام کی حالت میں اور یہ کہ نکالنا اس کا خون کو نہیں نقصان کرتا ہے اس کے احرام میں وقد تقدم بیانہ فی الحج اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر احرام والا

کسی عذر سے اپنے سر میں پچھنے لگائے تو مطلق جائز ہے اور اگر بال کاٹے تو بدلہ واجب ہوتا ہے اور اگر بغیر عذر کے سینگی لگوائے تو حرام ہے۔

۵۲۶۷ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ قَالَ حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِّنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ مِّنْ نَّارٍ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ.

۵۲۶۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں بہتری اور شفا ہے تو شہد کے پینے میں یا سینگی کے پچھنوں میں یا آگ کے داغنے میں اور میں نہیں چاہتا کہ داغوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

بَابُ الْحَلْقِ مِنَ الْأَذٰى.

باب ہے سر منڈانے میں تکلیف سے۔

۵۲۶۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبٍ هُوَ ابْنُ عُجْرَةَ قَالَ أَتٰى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ بُرْمَةٍ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَنْ رَأْسِي فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةً أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي بِأَيَّتِهِنَّ بَدَأَ.

۵۲۶۸۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس آئے حدیبیہ کے سال اور میں ہانڈی کے نیچے آگ جلاتا تھا اور جوئیں میرے سر سے گرتی تھیں فرمایا کہ کیا تجھ کو تکلیف دیتے ہیں تیرے سر کے کیڑے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ بالوں کو منڈا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلا یا ایک قربانی ذبح کر۔ ایوب راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے ان تین چیزوں سے اول کون سی بیان فرمائی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے وارد کیا ہے اس کو بعد حدیث پچھنے لگانے کے سر کے بیچ میں واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ جائز ہے محرم کو منڈانا سر کا سبب سینگی لگانے کے وقت حاجت کے استنباط کیا ہے اس کو اس سے کہ محرم کو حاجت کے وقت سارے سر کا منڈانا جائز ہوا۔

بَابُ مَنِ اكْتَوٰى أَوْ كَوٰى غَيْرَهُ وَفَضْلِ مَنْ لَّمْ يَكْتَوِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو اپنے آپ کو داغے یا اپنے غیر کو داغے اور فضیلت اس شخص کی جو اپنے آپ کو

نہ داغے۔

فائدہ: اور شاید مراد یہ ہے کہ داغنا حاجت کے وقت جائز ہے اور یہ کہ اولیٰ نہ داغنا ہے جب کہ اس کی حاجت نہ ہو اور یہ کہ جب جائز ہوا تو عام تر ہے اس سے کہ خود اپنے آپ کو داغے یا کسی دوسرے سے داغ کرائے یا کسی دوسرے کو داغے اور عام ہونا جواز کا ماخوذ ہے نسبت کرنے شفا کے سے طرف اس کی اور فضیلت نہ داغنے کی ماخوذ ہے حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ میں نہیں چاہتا کہ داغوں اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اکحل پر تیر لگا سو حضرت ﷺ نے اس کو داغا اور طحاوی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو حضرت ﷺ کے زمانے میں داغا یعنی ذات الجنب سے اور احمد رحمہ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمہ اللہ علیہ وغیرہ نے عمران رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو داغنے سے منع فرمایا سو ہم نے نہ فلاح پائی اور نہ فائدہ پایا اور اس کی سند قوی ہے اور نہی اس میں محمول ہے کراہت تنزیہ پر یا خلاف اولیٰ پر واسطے اس چیز کے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو مجموع حدیثوں کا اور حاصل جمع کا یہ ہے کہ فعل جواز پر دلالت کرتا ہے اور عدم فعل منع پر دلالت نہیں کرتا بلکہ دلالت کرتا ہے کہ نہ کرنا اس کا راجح تر ہے اس کے کرنے سے اور اسی طرح ثناء کرنا اس کے تارک پر اور بہر حال نہی اس سے سو یا تو بطور تنزیہ کے ہے یا جب کہ اس کی حاجت ہو۔ (فتح)

٥٢٦٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيْلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ أَدْوِيَتِكُمْ شِفَآءٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ.

٥٢٦٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں شفا ہے تو سینگی کے پچھنوں میں یا آگ سے داغنے میں اور میں نہیں چاہتا کہ داغوں۔

٥٢٧٠ ۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٥٢٧٠۔ حضرت حصین سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی عامر سے اس نے عمران سے کہا کہ نہیں ہے منتر مگر آنکھ کی تاثیر سے اور بچھو کی زہر سے، حصین کہتا ہے سو میں نے اس کو سعید سے ذکر کیا ہے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے کی گئیں اگلی امتیں سو ایک ایک دو دو پیغمبر گزرنے لگے

عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّوْنَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتّٰى رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَا هٰذَا أُمَّتِيْ هٰذِهٖ قِيْلَ بَلْ هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهٗ قِيْلَ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ انْظُرْ هَا هُنَا وَهَا هُنَا فِيْ آفَاقِ السَّمَآءِ فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ قِيْلَ هٰذِهٖ أُمَّتُكَ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَأَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوْا نَحْنُ الَّذِيْنَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُوْلَهٗ فَنَحْنُ هُمْ أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْإِسْلَامِ فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

اور ان کے ساتھ ایک ایک گروہ تھا اور بعض پیغمبر اکیلا گزرا کہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا یہاں تک کہ مجھ کو ایک بڑی جماعت نظر آئی میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ یہ میری امت ہے؟ کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم ہے کہا گیا کہ تو آسمان کی کنارے کی طرف دیکھ سو میں نے اچانک دیکھا کہ ایک بڑا جھنڈ ہے آسمان کے کنارے کو بھرے ہوئے پھر مجھ سے کہا گیا کہ دیکھ اس جگہ آسمان کے کناروں میں سو اچانک میں نے دیکھا کہ ایک جھنڈ ہے جس نے آسمان کے کنارے کو بھرا ہے کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کی امت ہیں اور ان لوگوں میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوں گے پھر حضرت ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور ان کے واسطے بیان نہ کیا کہ وہ ستر ہزار کون ہیں سو لوگوں نے آپس میں گفتگو کی سو کہا کہ ہم نے اللہ کو مانا اور اس کے رسول کی پیروی کی سو وہ لوگ ہم ہیں یا اولاد ہماری جو اسلام میں پیدا ہوئے کہ ہم جاہلیت میں پیدا ہوئے سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ وہ لوگ وہ ہیں کہ جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور بدشگون نہیں لیتے اور نہ بیماری سے بدن داغتے ہیں اور اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں سو عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں یا حضرت! فرمایا ہاں! پھر اور مرد کھڑا ہوا سو کہا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے اس کلمے کے ساتھ آگے ہوا۔

فائدہ: اور جھاڑ پھونک وغیرہ کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْإِثْمِدِ وَالْكُحْلِ مِنَ الرَّمَدِ فِيْهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ.

باب ہے بیچ بیان اثمد کے اور آنکھ میں سرمہ لگانے کے رمد سے یعنی بسبب رمد کے اس میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

فائدہ: رمد ایک ورم ہے گرم عارض ہوتی ہے آنکھ کے طبقے ملتحمہ میں اور وہ سفیدی اس کی ہے جو ظاہر ہے اور سبب اس کا گرنا ایک خلط کا ہے اخلاط میں سے یا بخاروں کا جو معدے سے دماغ کی طرف چڑھتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس باب میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے تو یہ اشارہ ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی طرف جو مرفوع ہے کہ نہیں حلال ہے اس عورت کو جو ایمان رکھتی ہو ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے کہ تین دن سے زیادہ کسی پر سوگ کرے مگر خاوند پر کہ سرمہ نہ لگائے اور اس حدیث کے کسی طریق میں اثمد کا ذکر نہیں ہے سو شاید ذکر کیا ہے اس کو اس واسطے کہ عرب غالبا اس کے ساتھ سرمہ لگاتے تھے اور البتہ وارد ہوئی ہے نص اوپر اس کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ سرمہ لگایا کرو ساتھ اثمد کے سو بے شک روشن کرتا ہے آنکھ کو اور اگاتا ہے بالوں کو یعنی پلکوں کو کہ باعث زینت اور علامت صحت کے ہیں روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور حسن کہا ہے اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ اثمد کے ساتھ سرمہ لگاتے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اثمد تھا سرمہ لگاتے تھے ساتھ اس کے وقت سونے کے ہر آنکھ میں تین بار روایت کیا ہے اس کو ابو الشیخ نے اور اثمد ایک پتھر ہے معروف سیاہ مائل بسرخی عرب کے شہروں میں ہوتا ہے اور عمدہ اس کا اصفہان سے لایا جاتا ہے یعنی اثمد اصفہانی سرمہ کو کہتے ہیں اور ان حدیثوں میں استحباب سرمہ لگانے کا ہے ساتھ اثمد کے اور واقع ہوا ہے امر ساتھ سرمہ لگانے کے طاق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو ابوداؤد میں ہے اور واقع ہوئی بعض حدیثوں میں کیفیت سرمہ لگانے کی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ہر آنکھ میں تین تین سلائی لگائے سو ہر آنکھ میں جدا جدا طاق کرے۔ (فتح)

۵۲۷۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا فَذَكَرُوْهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرُوْا لَهُ الْكُحْلَ وَأَنَّهُ يُخَافُ عَلٰى عَيْنِهَا فَقَالَ لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِيْ بَيْتِهَا فِيْ شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ فِيْ أَحْلَاسِهَا فِيْ شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعْرَةً فَهَلَّا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

۵۲۷۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا سو اس کی آنکھ بیمار ہوئی یعنی دکھنے لگی سو انہوں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور آپ کے واسطے سرمہ کا ذکر کیا یعنی اگر اجازت ہو تو اس کو سرمہ لگائیں اور البتہ خوف کیا جاتا ہے اس کی آنکھ پر کہ اندھی ہو جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ کفر کے زمانے میں تم عورتوں میں سے ہر ایک اپنے گھر میں عدت بیٹھتی اپنے بدتر کپڑوں میں یا فرمایا کہ اپنے کپڑوں میں اور بدتر گھر میں یعنی ایک سال تک پھر جب کتا گزرتا تھا تو مینگنیاں پھینکتی تھی سو نہ سرمہ لگائے پھر فرمایا کہ چار مہینے اور دس دن عدت کاٹے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْجُذَامِ. باب ہے بیچ بیان جذام کے یعنی کوڑھ کے۔

فائدہ: جذام ایک بیماری ہے کہ پیدا ہوتی ہے مرہ سودا سے کہ سودا سب بدن میں پھیل جاتی ہے سو فاسد کر دیتی ہے اعضاء کی مزاج کو۔

وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور نہ ہامہ ہے اور نہ صفر یعنی صفر کا مہینہ نامبارک نہیں اور بھاگ کوڑھی سے جیسے تو شیر سے بھاگتا ہے۔

فائدہ: اور حاصل اس سے چھ چیزیں ہیں عدوی اور طیرہ اور ہامہ اور صفر اور غول اور نوء اور پہلی چار چیزوں کا تو بخاری رحمہ اللہ علیہ نے جدا جدا باب باندھا ہے اور بہر حال غول سو کہا جمہور نے کہ عرب کے لوگوں کا یہ گمان تھا کہ غول یعنی دیو بھوت جنگل میں رہتے ہیں اور رنگ برنگ شکلیں بناتے ہیں اور لوگوں کو راہ سے بھگاتے ہیں اور ان کو ہلاک کرتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باطل کیا اور فرمایا کہ یہ بات غلط ہے اور بہر حال نوء سو کفار عرب کہتے تھے کہ فلاں تارے کی تاثیر سے مینہ برسا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی باطل کیا ساتھ اس کے کہ مینہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کے حکم سے پڑتا ہے نہ تاروں کی تاثیر سے اور یہ جو فرمایا کہ بھاگ کوڑھی سے جیسے تو شیر سے بھاگتا ہے اور مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کی قوم کے ایک کوڑھی کو فرمایا کہ ہم نے تیری بیعت مانی یعنی تیرا مسلمان ہونا قبول کیا سو اپنے گھر کو پلٹ جا اور کہا عیاض نے کہ حدیثیں مختلف ہیں کوڑھی کے باب میں سو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑھی کے ساتھ کھایا اور فرمایا کہ اللہ پر ہے اعتماد اور بھروسہ سو عمر رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت سلف کا یہ مذہب ہے کہ کوڑھی کے ساتھ کھانا جائز ہے اور ان کی رائے یہ ہے کہ حکم ساتھ پرہیز کرنے کے اس سے منسوخ ہے کہا اور صحیح قول جس پر اکثر علماء ہیں اور متعین ہے پھرنا طرف اس کی یہ ہے کہ منسوخ نہیں بلکہ تطبیق واجب ہے دونوں حدیثوں میں ساتھ اس کے کہ بھاگنا اس سے استحباب اور احتیاط پر محمول ہے اور اس کے ساتھ کھانا جواز پر محمول ہے اور علماء نے ان حدیثوں میں اور کئی قسم سے بھی تطبیق دی ہے ایک نفی عدوی کی ہے بالکل اور حمل کرنا امر کا ساتھ بھاگنے کے کوڑھی سے اوپر رعایت خاطر کوڑھی کے اس واسطے کہ جب وہ تندرست اور صحیح بدن کو دیکھے گا تو اس کی مصیبت عظیم ہوگی اور اس کو افسوس زیادہ ہوگا دوسری حمل کرنا خطاب کا ہے ساتھ نفی کے اور اثبات کے دو حالتوں پر سو جس جگہ لا عدوی آیا اس کے ساتھ مخاطب وہ شخص تھا جس کا یقین کامل اور قوی تھا اور اس کا توکل صحیح تھا اس طور

سے کہ عدو کے اعتقاد کو اپنے نفس سے دور کر سکتا تھا اور اسی پر محمول ہے حدیث کھانے کی ساتھ کوڑھی کے اور جس جگہ کوڑھی سے بھاگنے کا حکم آیا ہے اس کے ساتھ مخاطب وہ شخص تھا جس یقین ضعیف تھا اور اس کو پورا توکل حاصل نہیں تھا سو نہیں ہوتی ہے واسطے اس کے قوت اوپر دفع کرنے اعتقاد عدوی کے سو مراد ساتھ اس کے بند کرنا باب اعتقاد عدوی کا ہے اس سے کہ نہ مباشر ہو اس چیز کو کہ ہو سبب واسطے ثابت کرنے اس کے سو حضرت ﷺ نے دونوں کام کو کیا تا کہ پیروی کرے ساتھ اس کے ہر ایک دونوں فریق سے تیسری ثابت کرنا عدوی کا جذام میں اور مانند اس کی میں مخصوص ہے عموم نفی عدوی کی سے سو ہوں گے معنی قول اس کے لا عدوی یعنی نہیں لگتی ہے بیماری ایک کی دوسرے کو مگر جذام اور برص اور خارش مثلا چوتھی یہ کہ امر ساتھ بھاگنے کے کوڑھی سے نہیں ہے باب عدوی سے کسی چیز میں بلکہ وہ واسطے امر طبعی کے اور وہ انتقال بیماری کا ہے ایک بدن سے طرف دوسرے بدن کی ساتھ ذریعہ ملامست اور مخالطت کے اور سونگھنے بو کے یعنی کوڑھی کی بو نہایت سخت ہوتی ہے یہاں تک کہ جس کی نشست اور صحبت اس کے ساتھ زیادہ ہو وہ بیمار ہو جاتا ہے پانچویں یہ کہ مراد ساتھ نفی عدوی کے یہ ہے کہ کوئی چیز بالطبع نہیں لگتی واسطے نفع کرنے اس چیز کے کہ اعتقاد کرتے تھے اس کو لوگ جاہلیت کے زمانے کے کہ بیماریاں بالطبع متعدی ہیں بغیر منسوب کرنے کے طرف اللہ کی سو حضرت ﷺ نے ان کے اس اعتقاد کو باطل کیا اور کوڑھی کے ساتھ کھانا کھایا تا کہ بیان کریں واسطے ان کے کہ اللہ ہی ہے بیمار کرنے والا اور شفا دینے والا اور منع کیا ان کو کوڑھی کے پاس جانے سے تا کہ بیان کریں واسطے ان کے یہ ان اسباب سے ہے کہ جاری ہوئی ہے عادت اللہ کی ساتھ اس کے کہ وہ اپنے مسببات کی طرف پہنچاتے ہیں سو اس کی نہی میں ثابت کرنا ہے اسباب کا اور اس کے فعل میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ بذات خود مستقل نہیں ہے بلکہ اللہ ہی ہے کہ اگر چاہے تو ان کی قوت کو دور کر ڈالے سو وہ کچھ اثر نہ کریں اور اگر چاہے تو ان کی قوت کو باقی رکھے سو اثر کریں۔ چھٹی نفی کرنا ہے عدوی کا بالکل اور حمل کرنا امر بچنے کا اس سے اوپر اکھاڑنے مادے کے اور سد ذریعہ کے تا کہ نہ پیدا ہو واسطے ملنے والے کے کوئی چیز اس سے پس گمان کرے کہ یہ بسبب ملنے اور مخالطت کے ہے پس ثابت کرے عدوی کو جس کی شارع ﷺ نے نفی کی ہے یعنی اگر وہ تقدیرا بیمار ہو جائے تو اس کو بھی یہی گمان پیدا ہوگا کہ یہ بیماری مجھ کو اس کے پاس بیٹھنے سے لگ گئی ہے اگر اس کے پاس نہ بیٹھتا تو مجھ کو یہ بیماری نہ ہوتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ امر بھاگنے کے کوڑھی سے واسطے ثابت کرنے خیار کے واسطے زوجین کے یعنی عورت خاوند کے بیچ فسخ کرنے نکاح کے جب کہ اس کو کوئی ایک دوسرے کے ساتھ پائے یعنی جو جذام کہ نکاح سے پہلے موجود ہو اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور جو فسخ نکاح کے ساتھ قائل نہیں یعنی اگر چہ وہ جذام نکاح سے پہلے موجود ہو وہ یہ جواب دیتا ہے کہ اگر اس کے عموم کو لیا جائے تو البتہ ثابت ہو فسخ جب کہ حادث ہو جذام بعد نکاح کے اور نہیں ہے کوئی قائل ساتھ اس کے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خلاف ثابت ہے بلکہ وہی راجح ہے نزدیک

شافعیہ کہ اگر نکاح کے بعد جذام پیدا ہو تو بھی اختیار فسخ ثابت ہے اور اختلاف ہے بیچ لونڈی کوڑھی کے کہ ذکر کیا جائز ہے واسطے اس کے کہ باز رکھے اپنے نفس کو مالک سے یعنی اس کو اپنی جان سے فائدہ اٹھانے نہ دے جب کہ اس کا مالک اس سے ارادہ کرے اور جب کوڑھی لوگ بہت ہو جائیں تو اس میں اختلاف ہے کہ کیا مسجدوں اور مجامع سے روکے جائیں یا ان کے واسطے تندرستوں سے ایک مکان علیحدہ بنایا جائے اور نہیں اختلاف ہے نادر میں یعنی اگر کوئی شاذ و نادر کوڑھی ہو تو اس کو نہ منع کیا جائے اور نہ جمعہ میں حاضر ہونے میں۔ (فتح)

بَابُ الْمَنِّ شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ. من شفاء ہے واسطے آنکھ کے۔

فائدہ: اور اس باب میں اشارہ ہے طرف ترجیح اس قول کے کہ مراد ساتھ من کے باب کی حدیث میں ایک قسم مخصوص ہے ماکول سے نہ مصدر کہ ساتھ معنی احسان رکھنے کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اطلاق کیا من پر شفاء اس واسطے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ کھنبی من سے ہے اور اس میں شفاء ہے اور جب ثابت ہوئی وصف واسطے فرع کے تو ہوگا ثبوت اس کا واسطے اصل کے اولیٰ۔

٥٢٧٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ.

٥٢٧٢۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کھنبی از قسم من ہے اور اس کا پانی آنکھ کے واسطے شفاء ہے۔

فائدہ: کھنبی زمین کی ایک انگوری ہے نہ اس کا پتا ہوتا ہے نہ نالی پیدا ہوتی ہے زمین میں بغیر بونے کے بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا اس کا کھنبی واسطے چھپی رہنے اس کے اور مادہ کھنبی کا جورہ زمین کا ہے بخاری بند ہوتا ہے طرف سطح زمین کے جاڑے کی سردی سے اور بڑھاتا ہے اس کو مہینہ ربیع کا سو اس سے پیدا ہوتی ہے اور جسم پکڑ کر باہر نکلتی ہے اسی واسطے بعض لوگ عرب کے اس کو زمین کا چیچک کہتے ہیں اس واسطے کہ مشابہ ہے چیچک کو مادے اور صورت میں

اور طبری نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت کھنبیاں پیدا ہوئیں تو بعض لوگ اس کے کھانے سے باز رہے اور کہا کہ یہ زمین کا چیچک ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی فرمایا کہ کھنبی زمین کا چیچک نہیں لیکن وہ از قسم من ہے اور کھنبی خوب اس زمین کی ہوتی ہے جو ریتلی زمین ہو اور اس میں پانی کم ہو اور ایک قسم اس سے قاتل ہے جس کا رنگ سرخی کی طرف مائل ہے اور باوجود اس کے اس میں ایک جورہ ہے آبی لطیف بدلیل ہلکے ہونے اس کے اور اسی واسطے اس کا پانی آنکھ کی شفاء ہوا اور یہ جو فرمایا کہ از قسم من ہے تو من سے کیا مراد ہے؟ اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ مراد اس من سے ہے کہ بنی اسرائیل پر اتارا گیا اور وہ ایک سفید چیز تھی کہ درختوں پر گرتی تھی شیریں ہوتی تھی اکٹھی کر کے کھائی جاتی تھی اور اس میں سے ہے ترنجبین سو گویا کہ تشبیہ دی ہے اس کی کھنبی کو اس واسطے کہ ہر ایک دونوں سے بغیر مشقت کے حاصل ہوتی ہے، دوسرا قول یہ کہ معنی یہ ہیں کہ وہ از قسم من ہے کہ احسان کیا ہے ساتھ اس کے اللہ نے اپنے نبدوں پر از قسم عفو کے بغیر مشقت کے کہا خطابی نے نہیں ہے مراد کہ وہ ایک قسم ہے اس من سے جو بنی اسرائل پر اتارا گیا تھا اس واسطے کہ جو بنی اسرائیل پر اتارا گیا تھا وہ مثل ترنجبین کے تھا جو درختوں پر پڑتا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی یہ ہیں کہ کھنبی ایک چیز ہے جو اگتی ہے بغیر تکلف کے ساتھ تخم کے اور نہ پانی پلانے کے پھر کہا احتمال ہے کہ جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا وہ کئی قسم تھا بعض چیز اس سے وہ تھی جو درختوں پر گرتی تھی اور بعض چیز اس سے وہ تھی جو زمین سے نکلتی تھی اور بعض چیز اس سے جانور تھے جو ان پر گرتے تھے بغیر شکار کرنے کے سو ٹھہرایا اللہ تعالیٰ نے قوت ان کا تیہ میں کھنبی کو سو کھنبی قائم مقام روٹی کے ہے اور سلویٰ قائم مقام گوشت کے سو یہ جو فرمایا کہ وہ از قسم من ہے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ ایک فرد ہے اس کے افراد سے اور اسی طرح ترنجبین بھی فرد ہے اس کے افراد سے اگرچہ غالب ہوئی ہے استعمال من کی اوپر اس کے باعتبار عرف کے اور اگر کوئی کہے کہ جب اتنے قسموں کا کھانا ان پر اترتا تھا تو پھر انہوں نے یہ کیوں کہا؟ لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ ایک ہونے کے ہمیشہ رہنا ہے ان چیزوں کا جو مذکور ہوئیں بغیر بدل ہونے کے اور یہ صادق آتا ہے جب کہ ہو کھانا کئی قسم کا لیکن اس کی ذات نہ بدلے اور یہ جو کہا کہ اس کا پانی آنکھ کی شفاء ہے تو کہا خطابی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی کھنبی ساتھ اس فضیلت کے اس واسطے کہ وہ حلال محض ہے جس کے حاصل کرنے میں کوئی شبہ نہیں اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ استعمال کرنا حلال محض کا روشن کرتا ہے آنکھ کو اور عکس اس کا ساتھ عکس کے ہے کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ جو فرمایا کہ وہ آنکھ کی شفاء ہے تو اس کی مراد میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد اس کا پانی ہے حقیقۃً یعنی کھنبی کا پانی نکال کر آنکھ میں ڈالے لیکن اس قول والوں کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ تنہا آنکھ میں استعمال نہ کیا جائے بلکہ سرمہ وغیرہ میں ملا کر آنکھ میں ڈالا جائے اور بعض طبیبوں نے کہا کہ کھنبی کا کھانا آنکھ کو روشن کرتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کو چیر کر ایک پھانگ چنگاڑی پر رکھی جائے جب اس کا

پانی ابلے تو سلائی سے آنکھ میں ڈالا جائے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مراد وہ پانی ہے جس کے ساتھ وہ اگتی ہے سو وہ پہلا مینہ ہے کہ واقع ہوتا ہے زمین پر اور یہ قول ضعیف تر ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے صواب یہ ہے کہ اس کا پانی آنکھ کے واسطے شفاء ہے مطلق سو اس کا پانی نچوڑ کر آنکھ میں ڈالا جائے اور البتہ دیکھا میں نے اور میرے غیر نے اس زمانے میں جو اندھا ہو گیا اور اس کی آنکھ حقیقۃً جاتی رہی تھی سو اس نے فقط کھنبی کا پانی آنکھ میں ڈالا سو اس کو شفاء حاصل ہوئی اور وہ پھر بینا ہو گیا اس کے بعد کہ بالکل اندھا تھا اور وہ شیخ عدل امین کمال بن عبد ہے اور استعمال اس کا کھنبی کے پانی کو واسطے اعتقاد کرنے کے تھا حدیث میں اور واسطے برکت حاصل کرنے کے ساتھ اس کے سو اللہ نے اس کو نفع دیا۔ میں کہتا ہوں اور لائق ہے قید کرنا اس کا ساتھ اس شخص کے جو پہچانے اپنے نفس سے قوت اعتقاد کی بیچ صحیح ہونے حدیث کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور کہا غافقی نے مفردات میں کہ کھنبی کا پانی نہایت عمدہ ہے جب کہ ملایا جائے ساتھ اثمد کے پھر آنکھ میں ڈالا جائے کہ وہ قوی کرتا ہے پلکوں کو اور نظر کو قوت اور تیزی بخشتا ہے اور اس سے بیماریوں کو دور کرتا ہے اور روایت کی ہے ترمذی نے اپنی جامع میں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تین یا پانچ یا سات کھنبیاں لیں اور ان کو نچوڑ کر شیشہ میں ڈالا پھر میں نے ان کا پانی لونڈی کی آنکھ میں ڈالا اس کی آنکھ اچھی ہو گئی کہا ابن قیم علیہ السلام نے اعتراف کیا ہے فضلا اطباء نے کہ کھنبی کا پانی آنکھ کو روشن کرتا ہے مانند ابن سینا اور مسیحی وغیرہ کے پھر کہا کہ کھنبی اصل میں نافع ہے واسطے اس چیز کے کہ خاص کی گئی ساتھ اس کے وصف سے ساتھ اس کے کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عارض ہوئی واسطے اس کے ضرر دینے والی چیز مجاورت کی جہت سے اور استعمال کرنا ہر اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے سنت ساتھ صدق کے فائدہ پاتا ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ استعمال کرتا ہے اس کو اور دفع کرتا ہے اللہ اس سے ضرر کو ساتھ نیت اس کی کے اور اس کا عکس بالعکس ہے۔ (فتح) اور کہا شعبہ نے اور خبر دی مجھ کو حکم نے الخ کہا شعبہ نے جب حدیث بیان کی مجھ سے الخ مراد یہ ہے کہ عبدالملک بڑا ہو گیا تھا اور اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا سو جب اس نے شعبہ کی حدیث بیان کی تو اس نے اس میں توقف کیا پھر جب حکم نے اس کی متابعت کی تو ثابت ہوا نزدیک شعبہ کے اور دور ہوا اس سے توقف بیچ اس کے۔

بَابُ اللَّدُوْدِ. باب ہے لدود کے بیان میں۔

فائدہ: لدود دوا ہے کہ بیمار کے منہ کی ایک طرف میں ڈالی جائے یعنی اس کے حلق میں ڈالی جائے۔

۵۲۷۳ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا

۵۲۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چوما اس حال میں کہ مردہ تھے اور ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں دوا ڈالی آپ کی بیماری میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اشارہ کرنے

بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِيْ مَرَضِهٖ فَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ لَّا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِيْ قُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَقَالَ لَا يَبْقٰى فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

لگے کہ میرے حلق میں دوا نہ ڈالو ہم نے کہا کہ یہ فرمانا واسطے مکروہ رکھنے بیمار کے ہے دوا کو پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تم کو منع نہ کیا تھا کہ میرے حلق میں دوا نہ ڈالو ہم نے کہا یہ فرمانا واسطے مکروہ جاننے کے ہے بیمار کے دوا کو فرمایا کہ کوئی باقی نہ رہے گھر میں مگر کہ اس کے حلق میں دوا ڈالی جائے اور حالانکہ میں دیکھتا ہوں عباس رضی اللہ عنہ کے سوائے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے۔

٥٢٧٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِّيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ عَلٰى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِّنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ بَيَّنَ لَنَا اثْنَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسَةً قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يَقُوْلُ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ قَالَ لَمْ يَحْفَظْ إِنَّمَا قَالَ أَعْلَقْتُ عَنْهُ حَفِظْتُهٗ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ وَوَصَفَ سُفْيَانُ الْغُلَامَ يُحَنَّكُ بِالْإِصْبَعِ وَأَدْخَلَ سُفْيَانُ فِيْ حَنَكِهٖ إِنَّمَا يَعْنِيْ رَفْعَ حَنَكِهٖ بِإِصْبَعِهٖ وَلَمْ يَقُلْ أَعْلِقُوْا عَنْهُ شَيْئًا.

٥٢٧٤۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنی بیٹی کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوئی اور میں نے درد حلق کے سبب سے اس کا حلق ملا ہوا تھا سو فرمایا کہ تم کیوں حلق ملتی ہو اپنی اولاد کا اس گھانٹی سے تم لازم پکڑو اپنے اوپر کوٹ کو اس واسطے کہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے ان میں سے ایک ذات الجنب ہے یعنی پہلو کا درد حلق کے درد میں ناک میں ڈالا جائے اور ذات الجنب میں حلق میں ڈالا جائے سو میں نے زہری سے سنا کہتا تھا کہ اس نے ہمارے واسطے دو کو بیان کیا اور پانچ بیماریوں کو بیان نہ کیا علی بن عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے سفیان سے کہا کہ معمر کہتا ہے اعلقت علیہ یعنی درد حلق کے دوا کو اس عبارت سے ادا کیا ہے کہا کہ اس نے یاد نہیں رکھا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا ہے اس نے اعلقت عنہ یعنی اس مضمون کو اس عبارت سے ادا کیا ہے یاد رکھا ہے میں نے اس کو زہری کے منہ سے اور بیان کیا سفیان نے لڑکے کو کہ انگلی سے اس کے تالو میں شیرینی لگائی جائے پیدا ن ہونے کے وقت اور داخل کیا سفیان نے اپنے تالو میں

یعنی اپنی انگلی سے اپنے تالو کو اٹھایا یعنی اعلقت عنه کے معنی یہ ہیں کہ انگلی سے اس کے تالو کو ملا جیسے لڑکے کو تحنیک کی جاتی ہے اور نہیں کہا اس نے اعلقوا عنه شیئا یعنی اس مضمون کو اس عبارت سے ادا نہیں کیا۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

۵۲۷۵ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِيْ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَآخَرَ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهَا وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ قَالَتْ فَأَجْلَسْنَاهُ فِيْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتّٰى جَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ وَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلّٰى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ.

۵۲۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کو درد کی شدت ہوئی تو اپنی بیویوں سے اجازت مانگی کہ میرے گھر میں بیمار داری کیے جائیں یعنی میرے گھر میں بیماری کاٹیں بیویوں نے آپ کو اجازت دی سو دو مردوں یعنی عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے ایک پر سہارا کر کے نکلے اس حال میں کہ آپ کے دونوں بازؤں زمین پر لکیر کھینچتے تھے یعنی زمین پر گھسٹتے جاتے تھے سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی سو کہا کہ تو جانتا ہے کہ دوسرا مرد کون ہے، جس کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ کو درد کی شدت ہوئی کہ بہاؤ میرے اوپر سات مشکیں جن کے منہ نہ کھلے ہوں تاکہ میں لوگوں کو وصیت کروں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حفصہ رضی اللہ عنہا کی ایک تغار میں بٹھلایا پھر آپ پر مشکوں سے پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ بس کرو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف نکلے اور ان کو نماز پڑھائی اور ان پر خطبہ پڑھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ قول آپ کا ہے کہ میرے اوپر سات مشکیں بہاؤ جن کے منہ نہ کھلے ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ اس باب کی حدیث کو پہلے باب سے مناسبت نہیں ہے سو میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ کہا جائے اول کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں اور جو آپ کو اس میں اتفاق پڑا ایک ہے بعض راویوں نے اس کو پورے طور سے بیان کیا ہے اور بعض نے اس کو مختصر طور سے بیان کیا ہے اور آپ کے حلق میں دوا ڈالنے کا قصہ آپ کے بیہوش ہونے کے وقت تھا اور اسی طرح قصہ سات مشکوں کا لیکن حلق میں دوا ڈالنے سے منع کیا تھا اسی واسطے اس پر عتاب کیا برخلاف پانی ڈالنے کے کہ اس کا خود حکم کیا سو اس پر اس سے انکار نہ کیا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ بیمار جب عارف ہو تو نہ مجبور کیا جائے اوپر کھانے اس چیز کے جس سے منع کرے اور نہ منع کیا جائے اس چیز سے کہ اس کے ساتھ حکم کرے۔ (فتح)

بَابُ الْعُذْرَةِ. باب ہے بیچ بیان عذرہ کے۔

فائدہ: عذرہ درد ہے حلق کا اور نام رکھا جاتا ہے اس کا سقوط اللہاۃ اور بعض نے کہا کہ وہ نام ہے لہاۃ کا اور مراد اس کا درد ہے اور لہاۃ گوشت کا ایک ٹکڑا ہے حلق کی دوسری طرف میں۔

٥٢٧٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيَّةَ أَسَدَ خُزَيْمَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا قَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيْدُ الْكُسْتَ وَهُوَ الْعُوْدُ الْهِنْدِيُّ وَقَالَ يُوْنُسُ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ.

٥٢٧٦۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے تھی اور وہ بہن ہے عکاشہ کی اس نے اس کو خبر دی کہ وہ اپنے بیٹے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اس حال میں کہ اس کے تالو کو ملا ہوا تھا درد حلق کے سبب سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیوں حلق ملتی ہو اپنی اولاد کا اس گھانٹی سے تم لازم پکڑو اپنے اوپر اس کوٹ کو اس واسطے کہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے ان میں سے ایک ذات الجنب ہے اور مراد کست ہے اور وہ عود ہندی ہے اور کہا اسحاق نے زہری سے علقت علیہ۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اعلقت غمزت یعنی ملا میں نے اور اعلاق کی تفسیر ہے ملنا درد حلق کا انگلی سے۔

بَابُ دَوَآءِ الْمَبْطُوْنِ. باب ہے بیچ دوا مبطون کے۔

فائدہ: مراد ساتھ مبطون کے وہ شخص ہے جس کا پیٹ بیمار ہو بہت دست آنے کے سبب سے اور اس کے اسباب بہت ہیں۔

٥٢٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَقَالَ إِنِّي سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيْكَ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ.

٥٢٧٧۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میرے بھائی کا پیٹ چلتا ہے یعنی اس کو دست آتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو شہد پلا اس نے اس کو شہد پلایا سو کہا میں نے اس کو شہد پلایا سو اس نے تو اس کو اور زیادہ دست کیے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے سچ کہا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے متابعت کی ہے اس کی نضر نے شعبہ سے۔

فائدہ: اس روایت میں اختصار ہے اور دوسری روایتوں میں ہے کہ اسی طرح تین بار فرمایا پھر چوتھی بار فرمایا کہ اللہ نے سچ فرمایا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس کو شہد پلا سو اس نے اس کو شہد پلایا تو وہ اچھا ہو گیا کہا خطابی وغیرہ نے کہ اہل حجاز جھوٹ کو خطا کی جگہ میں بولتے ہیں کہا جاتا ہے کذب سمعك یعنی نہیں پائی اس نے حقیقت اس چیز کی کہ اس سے کہی گئی سو یہ جو فرمایا کہ تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے یعنی نہیں لائق ہے واسطے قبول کرنے شفاء کے بلکہ اس سے پھسلا اور اعتراض کیا ہے بعض ملحدوں نے سو کہا کہ شہد مسہل ہے سو جس کو دست آتے ہیں اس کو کیونکر مفید ہو گا اور جواب یہ ہے کہ یہ جہل ہے اس کے قائل کا بلکہ وہ اللہ کے اس قول کی مانند ہے ﴿بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا﴾ اس واسطے کہ اتفاق ہے سب اطباء کا اس پر کہ مختلف ہوتا ہے علاج ایک بیماری کا ساتھ اختلاف عمر کے اور عادت کے اور زمانے کے اور غذا کے جو مالوف ہو اور تدبیر کے اور قوت طبیعت کے اور اس پر کہ دست کئی قسم سے پیدا ہوتے ہیں ان میں سے ہیضہ ہے جو بدہضمی سے پیدا ہوا ہے اور اس پر کہ علاج اس کا ساتھ ترک طبیعت کے ہے اور فصل اس کے سو اگر مسہل مدد کرنے والے کی حاجت ہو تو مدد کی جائے جب تک کہ بیمار کے ساتھ قوت باقی ہو شاید اس مرد کو بدہضمی سے دست آتے تھے سو بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس کے شہد کو واسطے دفع کرنے فضلوں کے جو جمع ہیں معدے کی طرفوں میں اور انتڑیوں میں واسطے اس چیز کے کہ شہد میں ہے صاف کرنے اور نکال دینے فضلوں کے سے جو پہنچتے ہیں معدے کو لیس دار اخلاط سے جو منع کرتے ہیں غذا کے قرار پکڑنے کو معدے میں اور واسطے معدے کے خمل ہیں اور

جب اس کے ساتھ لیس دار اخلاط لٹک جائیں تو اس کو فاسد کر ڈالتے ہیں اور جو غذا اس کی طرف پہنچے اس کو بھی فاسد کر ڈالتی ہے سو ہو گی دوا اس کی ساتھ اس چیز کے کہ صاف کرے ان اخلاط کو اور نہیں ہے کوئی چیز اس میں مثل شہد کی خاص کر جب کہ ملایا جائے ساتھ پانی گرم کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ فائدہ دیا اس کو پہلی بار میں اس واسطے کہ واجب ہے کہ بیماری کی دوا کے واسطے کوئی اندازہ اور کمیت ہو موافق بیماری کے اگر اس سے کم ہو تو اس کو بالکل دفع نہیں کرتی اور اگر اس سے بڑھ جائے تو قوت کو واہی کر دیتی ہے اور ضرر کو پیدا کرتی ہے سو شاید اس نے پہلی بار نہ پیا تھا اس سے بقدر اس کے کہ دوا کا مقابلہ کرے سو اس کو حکم کیا کہ پھر پیئے سو جب کئی بار پینا بیماری کے مادے کے موافق ہو گیا تو وہ اللہ کی اجازت سے اچھا ہو گیا اور یہ جو فرمایا کہ تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ دوا نافع ہے اور باقی رہنا بیماری کا نہیں ہے واسطے قصور دوا کے فی نفسہ لیکن واسطے بہت ہونے مادے فاسد کے اور اسی واسطے حکم کیا ساتھ پھر پینے شہد کے واسطے نکالنے مادے فاسد کے سو اسی طرح ہوا اور اللہ کی اجازت سے اچھا ہو گیا اور کہا خطابی نے کہ طب دو قسم پر ہے ایک طب یونان گی اور وہ قیاسی ہے اور ایک عرب اور ہند کی اور وہ تجربہ کی ہے اور اکثر حضرت ﷺ جو کسی بیمار کو بتلاتے تھے عرب کے طریق پر بتلاتے تھے اور اس سے بعض پر حضرت ﷺ کو وحی سے اطلاع ہو جاتی تھی اور البتہ کہا ہے صاحب کتاب نے طب میں کہ شہد کبھی جاری ہوتا ہے رگوں میں سریع اور چلتی ہے ساتھ اس کے اکثر غذا اور کھولتا ہے بول کو سو ہوتا ہے قابض اور کبھی باقی رہتا ہے معدے میں سو اس کو ہلا دیتا ہے یہاں تک کہ دفع کرتا ہے طعام کو اور چلاتا ہے پیٹ کو سو ہوتا ہے سہل سو ان کار وصف اس کی سے واسطے مسہل کے مطلق قصور ہے منکر سے اور کہا اس کے غیر نے کہ پیغمبر کی طب میں صحت یقینی ہے واسطے صادر ہونے اس کے کی وحی سے اور اس کے غیر کی طب اکثر اس کا حدس اور تجربہ ہے اور کبھی بعض لوگ پیغمبری طب کو استعمال کرتے ہیں اور ان کو شفاء حاصل نہیں ہوتی اور یہ واسطے مانع کے ہے کہ قائم ہوا ہے ساتھ استعمال کرنے والے کے ضعف اعتقاد شفاء کے سے ساتھ اس کے کی اور لینے اس کے ساتھ قبول کے اور ظاہر تر مثال اس میں قرآن ہے جو شفاء ہے واسطے ان بیماریوں کے کہ سینے میں ہیں اور باوجود اس کے بعض لوگوں کو سینے کی شفاء اس سے حاصل نہیں ہوتی واسطے قصور ان کے اعتقاد میں اور لینے کے ساتھ قبول کے بلکہ نہیں زیادہ کرتا ہے منافق کو مگر گندگی پر گندگی اور بیماری پر بیماری سو پیغمبری کی طب نہیں مناسب ہے مگر پاک بدنوں کو جیسے کہ شفاء قرآن کی نہیں مناسب ہے مگر پاک دلوں کو کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے جو اس کے واسطے شہد کو بتلایا تو اس میں چار قول ہیں ایک حمل کرنا آیت کا ہے عموم پر شفاء میں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے صَدَقَ اللّٰہُ یعنی اللہ نے سچ فرمایا اپنے اس قول میں ﴿فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ جب تنبیہ کی اس کو اس حکمت پر تو کیا اس نے اس کو ساتھ قبول کے سو اللہ کی اجازت سے اچھا ہو گیا دوسرا یہ کہ وصف مذکور بطور مالوف ان کی اس کو ہے کہ ان کی عادت تھی کہ سب بیماریوں میں شہد کے ساتھ

علاج کیا کرتے تھے تیسرا یہ کہ اس کو ہیضہ تھا اور تائید کرتی ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ لازم پکڑو اپنے اوپر دو شفاء والی چیزوں کو شہد کو اور قرآن کو روایت کیا ہے ابن ماجہ نے چوتھا قول یہ ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا ہو کہ شہد پکا کر پیئے اور اس نے اس کو پہلی بار کچا پیا۔ (فتح)

بَابُ لَا صَفَرَ وَهُوَ دَآءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ. نہیں ہے صفر اور وہ ایک بیماری ہے جو پیٹ کو پکڑتی ہے

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے اس نے ساتھ اس تفسیر کے اور بعض نے کہا کہ وہ سانپ ہے کہ پیٹ میں ہوتا ہے مواشی اور آدمیوں کو پہنچتا ہے اور وہ زیادہ تر بڑھنے والا ہے خارش سے نزدیک عرب کے بنابر اس کے سو مراد ساتھ نفی صفر کے وہ چیز ہے کہ تھے اعتقاد کرتے اس کو بیچ اس کے عدوی سے اور ترجیح ہے نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے اس قول کو اس واسطے کہ وہ مقرون ہے حدیث میں ساتھ عدوی کے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ صفر کے مہینہ صفر کا ہے اور یہ اس واسطے کہ عرب صفر کو حرام ٹھہراتے تھے اور محرم کو حلال ٹھہراتے تھے سو اسلام نے اس کو باطل کیا اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے صفر اور بعض صفر کو منحوس جانتے تھے۔ (فتح)

۵۲۷۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ إِبِلِيْ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَآءُ فَيَأْتِي الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَسِنَانِ بْنِ أَبِيْ سِنَانٍ.

۵۲۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ عدوی ہے نہ صفر اور نہ ہامہ تو ایک دیہاتی نے کہا کہ یا حضرت! کیا حال ہے میرے اونٹوں کا کہ ہوتے ہیں ریت میں جیسے ہرن ہیں یعنی صفائی بدن میں سو آتا ہے اونٹ خارش والا سو ان کے درمیان داخل ہوتا ہے سو ان کو خارش دار کر دیتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے کو کس نے خارش لگائی؟۔

بَابُ ذَاتِ الْجَنْبِ. باب ہے بیچ بیان ذات الجنب کے۔

فائدہ: وہ ایک ورم ہے گرم کہ عارض ہوتی ہے پسلیوں کی باطنی جھلی میں اور کبھی بولی جاتی ہے ذات الجنب اس درد کو کہ عارض ہوتا ہے پہلو کے کناروں میں ریح غلیظ سے جو بند ہوتی ہے صفاق اور عضل میں جو سینے میں ہے سو درد پیدا ہوتا ہے سو پہلی ذات الجنب حقیقی ہے کہ کلام کیا ہے حکیموں نے اوپر اس کے اور اس کے سبب سے پانچ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں

بخار اور کھانسی اور نخس اور ضیق النفس اور نبض منشاری اور ذات الجنب کو وجع خاصرہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ خوف ناک بیماریوں سے ہے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوتی ہے درمیان دل اور کبد کے اور وہ بد بیماری ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کو مجھ پر غالب نہ کرے گا اور مراد ساتھ ذات الجنب کے باب کی دونوں حدیثوں میں دوسری قسم ہے اس واسطے کہ دوا کیا جاتا ہے ساتھ کوٹ کے ریح غلیظ کا کہا مسیحی نے کہ کوٹ گرم خشک ہے قابض ہے روکتا ہے پیٹ کو اور قوی کرتا ہے باطنی اعضاء کو اور ریح کو دور کرتا ہے اور سدے کو کھولتا ہے اور زیادہ رطوبت کو دور کرتا ہے اور جائز ہے کہ کوٹ حقیقی ذات الجنب کو بھی فائدہ کرے جب کہ مادے بلغمی سے پیدا ہو خاص تنزل کے وقت میں۔

٥٢٧٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَّهَا قَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ اتَّقُوا اللهَ عَلٰى مَا تَدْغَرُوْنَ أَوْلَادَكُمْ بِهٰذِهِ الْأَعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِّنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيْدُ الْكُسْتَ يَعْنِي الْقُسْطَ قَالَ وَهِيَ لُغَةٌ.

٥٢٧٩۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں سے ہے جنہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی اور وہ بہن ہے عکاشہ کی اس نے اس کو خبر دی کہ وہ اپنے بیٹے کو حضرت ﷺ کے پاس لائی کہ درد حلق سے اس کا تالو ملا تھا سو فرمایا کہ اللہ سے ڈرو کیوں تم تالو ملتی ہو اپنی اولاد کا اس گھانٹی سے لازم پکڑو تم اپنے اوپر اس کوٹ کو اس واسطے کہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے ایک ان میں سے ذات الجنب ہے مراد قسط ہے کہا قسط بھی ایک لغت ہے۔

٥٢٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ قُرِئَ عَلٰى أَيُّوْبَ مِنْ كُتُبِ أَبِيْ قِلَابَةَ مِنْهُ مَا حَدَّثَ بِهٖ وَمِنْهُ مَا قُرِئَ عَلَيْهِ وَكَانَ هٰذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ وَأَنَسَ بْنَ النَّضْرِ كَوَيَاهُ وَكَوَاهُ أَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِهٖ وَقَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ

٥٢٨٠۔ حدیث بیان کہ ہم سے عارم نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد نے کہا کہ پڑھا گیا ایوب پر ابو قلابہ کی کتابوں سے بعض چیز اس سے وہ ہے کہ حدیث بیان کیا گیا ساتھ اس کے ایوب بعض چیز اس سے وہ ہے کہ پڑھی گئی اوپر اس کے اور تھا یہ کتاب میں کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے اس کو داغا اور ابو

قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَّرْقُوْا مِنَ الْحُمَةِ وَالْأُذُنِ قَالَ أَنَسٌ كُوِيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ وَّشَهِدَنِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُوْ طَلْحَةَ كَوَانِيْ.

طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ہاتھ سے داغا اور کہا عباد بن منصور نے ایوب سے اس نے روایت کی ابو قلابہ سے اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے گھر والوں کو اجازت دی کہ جھاڑ پھونک کریں زہر سے اور کان سے کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ میں داغا گیا ذات الجنب کی بیماری کے سبب سے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ میرے پاس موجود تھے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو داغا۔

فائدہ: اول داغنے کو دونوں کی طرف منسوب کیا اس واسطے کہ وہ دونوں اس کے ساتھ راضی تھے پھر اس کو صرف ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا اس واسطے کہ اس نے خود اس کو اپنے ہاتھ سے داغا اور یہ جو کہا کہ عباد بن منصور نے کہا تو مراد اس تعلیق سے فائدہ ہے متن کی جہت سے اور وہ یہ ہے کہ داغنا مذکور ذات الجنب کی بیماری کے سبب سے تھا اور یہ کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھا اور یہ کہ زید بن ثابت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں ہیں جو وہاں موجود تھے اور زہر کا حکم آئندہ آئے گا اور بہر حال کان کا منتر سو کہا ابن بطال نے کہ مراد کان کا درد ہے یعنی رخصت دی بیچ منتر کان کے جب کہ ہو اس میں درد اور یہ نہیں وارد ہوتا ہے حصر مذکور پر کہ نہیں ہے منتر مگر آنکھ سے یا حمہ سے سو جائز ہے کہ رخصت دی ہو اس میں بعد منع کے اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ نہیں ہے کوئی منتر زیادہ تر نافع منتر آنکھ سے اور حمہ کے سے اور یہ مراد نہیں کہ ان دونوں کے سوائے اور کسی چیز کے واسطے جائز نہیں اور مراد اہل بیت انصار سے وہ آل عمرو بن حزم کی ہے اور انس بن نضر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا چچا ہے۔

بَابُ حَرْقِ الْحَصِيْرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ.

جلانا چٹائی کا تاکہ بند کیا جائے ساتھ اس کے خون زخم سے۔

فائدہ: یعنی راہ خون اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف اس کے کہ یہ مال کا ضائع کرنا نہیں ہے اس واسطے کہ وہ تو صرف مباح ضرورت کے واسطے کیا جاتا ہے اور البتہ ابوالحسن قابسی نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ وہ چٹائی کس چیز سے تھی تو ہم اس کو خون بند کرنے کی دوا ٹھہراتے اور کہا ابن بطال نے کہ گمان کیا ہے اہل طب نے کہ ہر قسم کی چٹائی جب جلائی جائے تو باطل کرتی ہے خون کی زیادتی کو بلکہ سب راکھ اسی طرح ہے اس واسطے کہ راکھ کی شان سے قبض کرنا ہے اسی واسطے باب باندھا ہے ترمذی نے دوا کرنا ساتھ راکھ کے کہا مہلب نے اس میں ہے کہ راکھ سے خون بند کرنا ان کے نزدیک معلوم تھا خاص کر جب کہ ہو چٹائی دب سے کہ وہ معلوم ہے ساتھ قبض کے اور خوشبو کے سو

قبض بند کرتی ہے زخم کے منہ کو اور خوش کرتی ہے بو کو اور لے جاتی ہے خون کی آلائش کو اور بہر حال دھونا خون کا اول سو لائق ہے کہ ہو اسی وقت جب کہ زخم گہرا نہ ہو اور اگر زخم گہرا ہو تو نہیں امن ہے اس سے کہ پانی ڈالنے سے ضرر ہو۔

٥٢٨١ ـ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ عَلٰى رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْضَةُ وَأُدْمِيَ وَجْهُهٗ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَآءِ فِي الْمِجَنِّ وَجَآءَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَآءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلٰى حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلٰى جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَقَأَ الدَّمُ.

٥٢٨١۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر خود ٹوٹی یعنی دن جنگ اُحد کے اور آپ کا چہرہ خون سے آلودہ ہوا اور آپ کا دانت توڑا گیا اور علی رضی اللہ عنہ بار بار ڈھال میں پانی لاتے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے لہو دھوتی تھیں سو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خون دیکھا کہ پانی سے زیادہ ہوتا جاتا ہے تو چٹائی کی طرف قصد کیا اس کو جلا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر لگایا سو خون بند ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔ رقأ الدم یعنی باطل ہوا نکلنا اس کا۔

بَابُ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. بخار دوزخ کے جوش سے ہے۔

فائدہ: اور مراد غلبہ اور جوش اس کی گرمی کا ہے اور بخار کئی قسم پر ہے اور اختلاف ہے بیچ منسوب کرنے اس کے طرف جہنم کی سو بعض نے کہا کہ مراد حقیقت ہے اور لپٹ جو حاصل ہے بخار والے کے بدن میں ایک ٹکڑا ہے دوزخ سے مقدر کیا ہے اللہ نے اس کے ظہور کو ساتھ اسباب کے جو اس کو تقاضا کرتے ہیں تا کہ عبرت پکڑیں ساتھ اس کے بندے جیسے کہ اقسام خوشی اور لذت کی بہشتوں کی نعمتوں سے ہیں ظاہر کیا ہے ان کو دنیا میں واسطے عبرت اور دلالت کے اور یہ مانند اس حدیث کی ہے کہ ٹھنڈی کرو نماز کو اس واسطے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے اور یہ کہ اللہ نے اس کو دو بار سانس لینے کی اجازت دی اور بعض نے کہا کہ مراد تشبیہ ہے یعنی بخار کی گرمی دوزخ کی گرمی کے مشابہ ہے اور پہلا احتمال اولیٰ ہے۔ (فتح)

٥٢٨٢ ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ

٥٢٨٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار دوزخ کے جوش سے ہے سو اس کو پانی سے سرد کرو۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى
مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوْهَا بِالْمَآءِ.

فائدہ: کہا خطابی وغیرہ نے کہ بعض بیوقوف طبیبوں نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے ساتھ اس طور کے کہ بخار والے کا پانی سے نہانا بڑا خطرہ ہے کہ اس کو ہلاک کے قریب پہنچا دیتا ہے اس واسطے کہ وہ جمع کرتا ہے مسام کو اور بند کرتا ہے بخار کو اور الٹا دیتا ہے گرمی کو طرف داخل بدن کی سو ہوتا ہے یہ سبب واسطے تلف کے اور جواب یہ ہے کہ یہ اشکال پیدا ہوا ہے اس شخص کو جس کو حدیث کے سچ ہونے میں شک ہے سو اس کو اول کہا جاتا ہے کہ کہاں سے حمل ہوا امر او پر نہانے کے اور نہیں ہے حدیث صحیح میں بیان کیفیت اس کی کا چہ جائیکہ خاص ہونا اس کا ساتھ نہانے کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث میں ارشاد ہے کہ بخار کو پانی سے سرد کرو سو اگر رضاعت طب کی تقاضا کرے کہ غوطہ مارنا ہر بخار والے کا پانی میں یا ڈالنا اس کے سارے بدن پر اس کو ضرر کرتا ہے تو نہیں ہے یہ مراد اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود حضرت ﷺ کا استعمال کرنا پانی کا ہے ایسی وجہ سے کہ نفع دے سو چاہیے کہ بحث کی جائے اس وجہ سے تا کہ حاصل ہو نفع ساتھ اس کے اور البتہ ظاہر ہو چکا ہے دوسری حدیث سے کہ مراد مطلق نہانا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی نہانا ہے اوپر وجہ مخصوص کے اور اولیٰ یہ ہے کہ تبرید بخار کی کیفیت کو اسماء کے فعل پر حمل کیا جائے کہ وہ چھڑکتے تھے بخار والے کے بدن پر کچھ پانی اس کے آگے اور کپڑے میں اور صحابی اعلم ہے ساتھ مراد کے اپنے غیر سے اور شاید یہی راز ہے اس میں کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے پیچھے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کو وارد کیا ہے اور یہ عجب ترتیب اس کے سے ہے اور برتقدیر اس کے کہ وارد ہو تصریح ساتھ نہانے کے سارے بدن میں سو جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو بیچ وقت مخصوص کے ساتھ عدد مخصوص کے سو ہوگا ان خواص سے کہ حضرت ﷺ کو ان پر وحی سے اطلاع ہوئی اور باطل ہو گی نزدیک اس کے سب گفتگو اہل طب کی اور روایت کی ہے ترمذی نے مرفوع کہ جب کسی کو بخار پہنچے اور وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے سو چاہیے کہ اس کو پانی کے ساتھ سرد کرے جاری نہر میں گھسے اور جس طرف سے پانی آتا ہو اس طرف منہ کرے اور کہے بسم اللہ الٰہی! اپنے بندے کو شفا دے اور اپنے رسول کو سچا کر بعد نماز فجر کے سورج کے نکلنے سے پہلے اور چاہیے کہ اس میں تین بار غوطہ لگائے تین دن سو اگر اچھا نہ ہو تو پانچ دن نہیں تو سات دن نہیں تو نو دن کہ وہ نہیں قریب ہے کہ نو دن سے آگے نہ بڑھے اللہ کے حکم سے اور احتمال ہے کہ ہو یہ حکم واسطے بعض بخاروں کے سوائے بعض کے اور بعض جگہوں میں سوائے بعض کے واسطے بعض شخصوں کے سوائے بعض کے اور یہ باوجہ ہے اس واسطے کہ خطاب حضرت ﷺ کا کبھی عام ہوتا ہے اور یہ اکثر ہے اور کبھی خاص ہوتا ہے جیسے کہ فرمایا کہ نہ منہ کرو طرف قبلے کی ساتھ پاخانے کے اور نہ بول کے لیکن پورب اور پچھم کی طرف منہ کیا کرو یہ خطاب سب زمین والوں کو نہیں بلکہ خاص ہے واسطے مدینے

والوں کے اور جو لوگ ان کی جانب میں ہیں سو اسی طرح احتمال ہے کہ ہو یہ حکم خاص ساتھ اہل حجاز کے اور جو ان کے گرد ہیں اس واسطے کہ اکثر بخار ان کو گرمی کی شدت سے عارض ہوتا ہے اور ان کو ٹھنڈا پانی فائدہ دیتا ہے پینے میں اور نہانے میں اس واسطے کہ بخار حرارت غریبہ ہے کہ روشن ہوتی ہے دل میں اور پھیلتی ہے اس سے روح کے ذریعہ سے طرف رگوں کی سارے بدن میں اور وہ دو قسم پر ہے ایک عرضی ہے اور وہ پیدا ہوتا ہے ورم سے یا حرکت سے یا سورج کی گرمی کی شدت سے اور ایک قسم بخار مرضی ہے اور وہ تین قسم پر ہے اور ہوتی ہے مادے سے پھر اس میں سے وہ قسم ہے جو گرم کرتی ہے سارے بدن کو سو اگر اس کے تعلق کا مبدا روح کے ساتھ ہو تو وہ حمی یومی ہے اس واسطے کہ وہ غالبا ایک دن میں واقع ہوتی ہے اور اس کی نہایت تین دن تک ہے سو جائز ہے کہ مراد حدیث میں یہی قسم ہو اس واسطے کہ وہ تھم جاتی ہے غوطہ مارنے سے ٹھنڈے پانی میں اور ساتھ پینے پانی برف والے کے اور نہیں محتاج ہوتا ہے صاحب اس کا طرف اور علاج کی اور کہا جالینوس نے کہ ایک قسم کے بخار کو ٹھنڈا پانی فائدہ دیتا ہے جب کہ اس کے پیٹ میں ورم نہ ہو اور کہا ابو بکر رازی نے کہ اگر بیمار کا بدن سرسبز ہو اور زمانہ گرم ہو اور اس کو سرد پانی میں نہانے کی عادت ہو تو اجازت دی جائے اس کو بیچ نہانے کے اور البتہ مکرر ہوا ہے حدیثوں میں استعمال کرنا حضرت ﷺ کا سرد پانی کو جیسے کہ مرض الموت میں فرمایا کہ مجھ پر سات مشکیں بہاؤ جن کا منہ نہ کھلا ہو۔ اور ان حدیثوں میں رد ہے اس شخص پر جو تاویل کرتا ہے پانی کو ساتھ صدقہ کے یعنی خیرات کرو۔ (فتح)

قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَقُولُ اكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ.

کہا نافع نے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ دور کرو ہم سے عذاب کو۔

فائدہ: اور شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا تھا اس سے کہ اصل بخار کی دوزخ سے ہے کہ جس کو یہ پہنچے اس کو اس کے ساتھ عذاب ہوتا ہے اور یہ عذاب کرنا مختلف ہوتا ہے ساتھ مختلف ہونے اس کے محل کے سو ہوتا ہے واسطے ایمان دار کے کفارہ اس کے گناہوں کا اور زیادتی اس کے ثواب میں کما مر اور واسطے کافر کے عقوبت اور بدلہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ طلب کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو دور ہونے کو باوجودیکہ اس میں ثواب ہے واسطے مشروع ہونے طلب عافیت کے اللہ تعالیٰ سے اس واسطے کہ قادر ہے اس پر کہ اپنے بندے کے گناہ کو اتارے اور اس کے ثواب کو زیادہ کرے بغیر اس کے کہ پہنچے اس کو کوئی چیز جو اس پر دشوار ہو۔ (فتح)

٥٢٨٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُوْ

٥٢٨٣۔ حضرت فاطمہ منذر کی بیٹی سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا کا دستور تھا کہ جب اس کے پاس کوئی بخار والی عورت لائی جاتی کہ اس کے واسطے دعا کرے تو وہ پانی لیتی اور اس کو اس کے اور اس کے گریبان کے درمیان چھڑکتی کہا

لَهَا أَخَذَتِ الْمَآءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَآءِ.

اور کہتی کہ حضرت ﷺ ہم کو حکم کرتے تھے کہ ہم اس کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

٥٢٨٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَآءِ.

۵۲۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بخار دوزخ کا جوش ہے سو اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

٥٢٨٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحُمّٰى مِنْ فَوْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَآءِ.

۵۲۸۵۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ بخار دوزخ کا جوش ہے سو اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لَا تُلَايِمُهٗ.

جو نکلے ایسی زمین سے جو اس کو موافق نہ ہو۔

فائدہ: وارد کیا ہے اس میں قصہ عرینیوں کا اور اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے اس کی طرف کہ وہ حدیث کہ وارد کیا ہے اس کو اس کے بعد کہ جس زمین میں طاعون واقع ہو اس سے کوئی باہر نہ نکلے سو یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جو اس سے بھاگ کر نکلے، کما سیاتی ان شاء اللہ تعالٰی ۔ (فتح)

٥٢٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا أَوْ رِجَالًا مِّنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوْا بِالْإِسْلَامِ وَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيْفٍ وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۵۲۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند لوگ عکل اور عرینہ کی قوم سے حضرت ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم لوگ شیر دار مواشی والے ہیں ہم کھیتی والے ہیں سو انہوں نے مدینے کی آب وہوا کو ناموافق پایا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے واسطے ساتھ اونٹوں اور چرانے والے کے اور ان کو حکم کیا کہ اس میں نکلیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں سو وہ چلے یہاں تک کہ جب پتھریلی زمین کے کنارے میں تھے تو اپنے اسلام کے بعد کافر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَبِرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوْا فِيْهِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى كَانُوْا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوْا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ آثَارِهِمْ وَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوْا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوْا أَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوْا فِيْ نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوْا عَلٰى حَالِهِمْ.

ہوئے اور حضرت ﷺ کے چرانے والے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک لے چلے سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے ڈھونڈنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا یعنی سو پکڑے آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا سو انہوں نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیر کر ان کو اندھا کیا اور ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور پتھریلی زمین کے کنارے میں چھوڑے گئے یہاں تک کہ اسی حال میں مر گئے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُوْنِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے طاعون میں۔

فائدہ: یعنی اس قسم سے کہ صحیح ہے اس کی شرط پر کہا خلیل نے کہ طاعون وبا ہے اور کہا صاحب نہایہ نے کہ طاعون عام ہے کہ فاسد ہوتی ہے واسطے اس کے ہوا اور فاسد ہوتیں ہیں ساتھ اس کے مزاجیں اور بدن اور کہا ابو الولید باجی نے کہ وہ مرض ہے کہ عام ہوتی ہے بہت لوگوں کو ایک جہت میں جہات سے برخلاف معتاد بیماریوں کے اور ہوتی ہے بیماری ان کی ایک برخلاف باقی اوقات کے کہ ان کی بیماریاں مختلف ہوتی ہیں اور حاصل یہ ہے کہ حقیقت اس کی ایک ورم ہے جو پیدا ہوتی ہے خون کے جوش مارنے سے یا اس کی گرمی سے طرف ایک عضو کی سو اس کو فاسد کر ڈالتی ہے اور یہ کہ سوائے اس کے عام بیماریاں جو ہوا کے فساد سے پیدا ہوتی ہیں ان کا نام طاعون بطور مجاز کے رکھا جاتا ہے واسطے مشترک ہونے دونوں کے بیچ عام ہونے بیماری کے ساتھ اس کے یا کثرت موت کے اور دلیل اس پر کہ طاعون مغائر ہے وبا کو وہ چیز ہے جو باب کی چوتھی حدیث میں ہے کہ طاعون مدینے میں داخل نہیں ہو گی اور پہلے گزر چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ ہم مدینے میں آئے اور حالانکہ اللہ کی سب زمین سے اس میں زیادہ وبا تھی اور اسی طرح ہے حدیث بلال رضی اللہ عنہ کی اور عرنیوں کی سو یہ سب حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ وبا مدینے میں موجود تھی اور البتہ تصریح کی ہے پہلی حدیث نے کہ طاعون مدینے میں داخل نہیں ہو گی سو دلالت کی اس نے کہ وبا اور بیماری ہے اور طاعون اور بیماری ہے اور جس نے ہر وبا کو طاعون کہا ہے اس نے بطور مجاز کے کہا ہے اور وہ چیز کہ جدا ہوتی ہے ساتھ اس کے طاعون وبا سے اصل طاعون ہے کہ نہیں تعرض کیا واسطے اس کے طبیبوں نے اور وہ ہونا اس کا ہے جنون کی طعن سے اور نہیں مخالف ہے یہ اطباء کے قول کو کہ طاعون پیدا ہوتی ہے خون کے جوش سے اس واسطے کہ جائز ہے

کہ پیدا ہوتا ہو یہ باطنی زخم سے سو پیدا ہوتا ہے اس سے مادہ سمیہ اور جوش مارتا ہو خون اس کے سبب سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں تعرض کیا طبیبوں نے واسطے ہونے اس کے طعن جن سے اس واسطے کہ وہ امر ہے کہ نہیں پایا جاتا ہے ساتھ عقل کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچانا جاتا ہے شارع سے سو کلام کیا انہوں نے موافق اپنے قواعد کے اور تائید کرتی ہے اس امر کی کہ طاعون جنوں کے طعن سے ہے یہ کہ طاعون واقع ہوتی ہے غالبا اعدل فصل اور صحیح تر شہر میں اور اس واسطے کہ اگر بسبب فساد ہوا کے ہوتی تو عام ہوتی آدمیوں اور حیوانوں کو اور موجودہ مشاہدہ میں یہ ہے کہ وہ بہت کو پہنچتی ہے بہت کو جوان کی جانب میں ہیں اور ان کی مزاج ان کی مانند ہے اس واسطے کہ فساد ہوا کا تقاضا کرتا ہے تغیر اخلاط اور کثرت بیماری کو اور طاعون غالبا قتل کرتی ہے بغیر بیماری کے سو دلالت کی اس نے کہ طاعون جنوں کی طعن سے ہے جیسے کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں جو اس میں وارد ہیں ان میں سے ایک حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع فَنَاءُ اُمَّتِیْ بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا الطَّعْنُ قَدْ عَرَفْنَاہُ فَمَا الطَّاعُوْنُ قَالَ وَخَزَا عَدَائِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَفِیْ کُلِّ شَهَادَةٍ اخرجه احمد یعنی فنا ہونا میری امت کا طعن اور طاعون سے ہے کہا گیا کہ یا حضرت! اس طعن کو تو ہم نے پہچانا سو طاعون کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ زخم ہے تمہارے دشمن جنوں کا اور ہر ایک میں شہادت ہے اور کہا اہل لغت نے کہ وخز زخم ہے جب کہ باہر نہ نکلا ہو اور وصف کیا گیا زخم جنوں کا ساتھ اس کے کہ وہ وخز ہے اس واسطے کہ وہ واقع ہوتا ہے باطن سے طرف ظاہر کی اول اندر تاثیر کرتا ہے پھر باہر تاثیر کرتا ہے اور پار نہیں ہوتا اور یہ برخلاف زخم آدمیوں کے ہے کہ وہ واقع ہوتا ہے ظاہر سے طرف باطن کی سو اول ظاہر میں تاثیر کرتا ہے پھر باطن میں اور کبھی پار نہیں ہوتا۔ (فتح)

۵۲۸۷۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حَبِیْبُ بْنُ اَبِیْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِیْمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ یُحَدِّثُ سَعْدًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا فَقُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ یُحَدِّثُ سَعْدًا وَلَا یُنْکِرُهٗ قَالَ نَعَمْ.

۵۲۸۷۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں وبا سنو تو اس میں نہ جاؤ اور جب اسی زمین میں وبا پڑے جس میں تم ہو تو اس سے نہ نکلو میں نے کہا کہ تو نے سنا ہے اس کو کہ حدیث بیان کرتا تھا سعد کو اور اس سے نہ انکار کرتا تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں!۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ طاعون رجس ہے کہ بھیجی گئی بنی اسرائیل پر اور تم سے پہلوں پر سو شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ آئے ہے بلعام کے قصے میں سو روایت کی ہے طبری نے سیار سے کہ ایک مرد تھا اس کو بلعام کہا

جاتا تھا اس کی دعا قبول تھی اور یہ کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ متوجہ ہوئے اس زمین کی طرف جس میں بلعام تھا سو بلعام کی قوم اس کے پاس آئی سو انہوں نے اس سے کہا کہ تو موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم پر بددعا کر اس نے کہا نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں اپنے رب سے اجازت لوں تو اللہ کی طرف سے منع کیا گیا پھر وہ اس کے پاس ہدیہ لائے اس نے اس کو قبول کیا اور دوسری بار انہوں نے اس سے سوال کیا اس نے کہا کہ میں اپنے رب سے اجازت لوں سو اس کو کچھ جواب نہ ملا انہوں نے کہا کہ اگر اللہ اس کو برا جانتا تو مجھ کو منع کرتا سو اس نے موسیٰ علیہ السلام پر بددعا کی سو جو بنی اسرائیل پر بددعا کرتا تھا وہ اس کی اپنی قوم پر الٹ پڑتی انہوں نے اس کو اس پر ملامت کی پھر اس نے کہا کہ میں تم کو بتلاتا ہوں وہ چیز کہ اس میں ان کا ہلاک ہونا ہے عورتوں کو ان کے لشکر میں بھیجو اور ان کو حکم کرو کہ کسی سے باز نہ رہیں یعنی اگر کوئی ان سے حرام کرنا چاہے تو اس کو منع نہ کریں سو عنقریب ہے کہ حرام کریں اور ہلاک ہو جائیں اور ان عورتوں میں بادشاہ کی بیٹی بھی تھی سو کسی گروہ کے سردار نے اس سے حرام کرنے کا ارادہ کیا اور اس کو اپنے مکان کی خبر دی سو اس نے اس کو اپنی جان پر قابو دیا سو واقع ہوا بنی اسرایل میں طاعون سو ان میں سے ایک دن میں ستر ہزار آدمی مرے اور آیا ایک مرد ہارون علیہ السلام کی اولاد سے اور اس کے پاس نیزہ تھا سو اس نے اس مرد اور عورت کو دونوں کو نیزہ سے مار ڈالا اور دونوں کو نیزہ سے گوندا اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے مبتدا میں کہ اللہ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ بنی اسرائیل کے گناہ بہت ہوئے سو ان کو اختیار دے درمیان تین چیزوں کے یا قحط کے یا دشمن کے دو مہینے یا طاعون کے تین دن داؤد علیہ السلام نے ان کو خبر دی انہوں نے کہا کہ تو ہمارے واسطے اختیار کر انہوں نے طاعون کو اختیار کیا سو ان میں سے دن ڈھلتے تک ستر ہزار مرا اور بعض نے کہا ایک لاکھ پھر داؤد علیہ السلام نے اللہ کی طرف زاری کی اللہ نے طاعون کو دور کیا اور بنی اسرائیل کے سوائے اور امتوں میں طاعون واقع ہوئی ہے اور یہ مراد ہے ساتھ قول حضرت کے مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اور طبری نے روایت کی ہے کہ فرعون کی قوم میں طاعون پڑی اور ان میں سے ستر ہزار آدمی مرے پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ دعا کر اگر تو ہم سے یہ عذاب دور کرے تو ہم تیرے ساتھ ایمان لائیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اللہ نے طاعون دور کیا اور باقی شرح حدیث کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٢٨٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

٥٢٨٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے یہاں تک کہ جب سرغ (ایک شہر کا نام ہے تیرہ منزل مدینے سے شام کی طرف) میں تھے تو فوجوں کے سردار یعنی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ان سے ملے سو انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ بے شک شام

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَآءُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِأَرْضِ الشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا نَرٰى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ ادْعُوا لِيَ الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالُوا نَرٰى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ فَنَادٰى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّي مُصَبِّحٌ عَلٰى ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ

میں وبا پڑی ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلا میرے واسطے مہاجرین اولین کو سو اس نے ان کو بلایا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ لیا اور ان کو خبر دی کہ بے شک شام میں وبا پڑی ہے یعنی سو آگے جانا چاہیے یا نہیں؟ سو انہوں نے اختلاف کیا بعض نے کہا کہ البتہ تو ایک بڑے کام کے واسطے نکلا ہے اور ہم صلاح نہیں دیکھتے کہ تو اس سے پھرے اور بعض نے کہا کہ تیرے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور باقی لوگ ہیں اور ہم صلاح نہیں دیکھتے کہ تو ان کو اس وبا پر آگے لے جائے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ سو اٹھ گئے پھر کہا کہ میرے واسطے انصار کو بلا سو میں نے ان کو بلایا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ لیا سو وہ بھی مہاجرین کے راہ چلے یعنی جو انہوں نے کہا اور اختلاف کیا جیسے انہوں نے اختلاف کیا تھا کہا میرے پاس سے اٹھ جاؤ پھر کہا کہ بلا میرے واسطے جو یہاں ہو قریش کے بزرگوں سے فتح کے مہاجرین سے سو میں نے ان کو بلایا سو ان میں سے دو مردوں نے بھی اس پر اختلاف نہ کیا یعنی بلکہ سب نے اتفاق سے کہا کہ ہم صلاح یہ دیکھتے ہیں کہ تو لوگوں کے ساتھ پلٹے اور ان کو اس وبا پر آگے نہ لے جائے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں پکارا کہ بے شک میں صبح کو پیچھے ہٹنے والا ہوں سو تم بھی صبح کو پلٹو کہا ابو عبیدہ نے (یعنی اور وہ اس وقت شام کے امیر تھے) کیا تو پھرتا ہے واسطے بھاگنے کے اللہ کی تقدیر سے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبیدہ! اگر تیرے سوائے کوئی اور یہ بات کہتا تو میں اس کو سزا دیتا ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے طرف تقدیر اللہ کے بھلا بتلا تو کہ اگر تیرے اونٹ ہوں اور تو

إِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ وَالْأُخْرٰى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ فَجَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِيْ بَعْضِ حَاجَتِهٖ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِيْ فِيْ هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ.

ایک نالے میں اترے جس کے دوطرفیں ہوں ایک سرسبز ہو اور دوسری خشک بے گھاس کے سو اگر تو سرسبز کو چرائے تو کیا تو نے اس کو اللہ کی تقدیر سے نہیں چرایا اور اگر تو خشک کو چرائے تو کیا تو نے اس کو اللہ کی تقدیر سے نہیں چرایا؟ پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور وہ اپنے کسی کام سے غائب تھے یعنی مشورے میں ان کے ساتھ موجود نہ تھے بسبب غائب ہونے کے سو کہا کہ بے شک میرے پاس اس امر میں علم ہے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب تم وبا کو کسی زمین میں سنو تو اس پر آگے نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں پڑے اور تم اس میں ہو تو نہ نکلو واسطے بھاگنے کے اس سے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تعریف کی پھر پھرے۔

فائدہ: یہ طاعون جو اس وقت شام میں واقع ہوئی تھی اس کا نام طاعون عمواس رکھا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ ان سے فوجوں کے سردار ملے یعنی شہروں کے سردار اور وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور یزید بن ابی سفیان اور شرحبیل بن حسنہ اور عمر بن عاص رضی اللہ عنہم تھے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شہروں کو ان کے درمیان تقسیم کر دیا ہوا تھا اور لڑائی کا اختیار خالد رضی اللہ عنہ کو دیا ہوا تھا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شام کو پانچ صوبوں پر تقسیم کیا ایک صوبہ اردن کا اور ایک حمص کا اور ایک دمشق کا اور ایک فلسطین کا اور قنسرین کا گویا ان پانچ صوبوں کو پانچ فوجیں مقرر کیا اور ہر ایک فوج پر ایک امیر مقرر کیا اور یہ جو کہا کہ فتح کے مہاجرین سے یعنی جنہوں نے فتح مکہ کے سال مدینے کی طرف ہجرت کی یا مراد مسلمان فتح کے ہیں یعنی جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے یا جو لوگ فتح مکے کے بعد مدینے کی طرف ہجرت کر گئے تھے ان کو باعتبار ظاہر کے مہاجر کہا اگرچہ فتح مکے کے بعد ہجرت کا حکم موقوف ہو گیا تھا اور اطلاق کیا اس پر یہ واسطے احتراز کرنے کے ان کے غیر سے قریش کے بزرگوں سے جو مکے میں رہے اور بالکل ہجرت نہ کی اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مہاجر کو فی الجملہ غیر مہاجر پر فضیلت ہے اگرچہ ہجرت فاضلہ در اصل سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے اس شخص کے ہے جس نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی واسطے اس حدیث کے لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ یعنی نہیں ہجرت ہے بعد فتح مکہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوا یہ اس طرح اس واسطے کہ ہجرت کے بعد مکہ دار الاسلام ہو گیا تھا سو جو اس میں سے مدینے کی طرف ہجرت کرتا تھا وہ صرف طلب علم اور جہاد کے واسطے ہجرت کرتا تھا نہ واسطے بھاگنے کے ساتھ دین اپنے کے برخلاف اس شخص مکے جس نے فتح سے پہلے ہجرت

کی اور باقی لوگ یعنی اصحاب تعظیم کے واسطے ان کو کہا یعنی نہیں لوگ مگر وہی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ باقی لوگوں کے وہ لوگ ہوں جنہوں نے حضرت ﷺ کو پایا عام طور سے اور مراد ساتھ اصحاب کے وہ لوگ ہوں جو ہمیشہ حضرت ﷺ کے ساتھ رہے اور آپ کے ہمراہ جہاد کیا اور یہ جو کہا کہ اگر تیرے سوائے کوئی اور یہ بات کہتا تو میں اس کو سزا دیتا اور یا معنی یہ ہیں کہ میں نے اس سے تعجب نہیں کیا لیکن میں تجھ سے تعجب کرتا ہوں کہ تو باوجود علم اور فضل کے یہ کس طرح کہتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو محذوف لادبتہ یعنی میں اس کو ادب سکھاتا یا تو واسطے تمنی کے ہے پس نہیں حاجت ہے طرف جواب کی اور معنی یہ ہیں کہ اگر تیرے سوائے اور کوئی شخص جو سمجھ نہیں رکھتا یہ کہتا تو البتہ معذور رکھا جاتا اور البتہ بیان کیا سبب اس کا ساتھ قول اپنے کے کہ عمر اس کی مخالفت کو مکروہ رکھتے تھے اور یہ جو کہا کہ ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے طرف تقدیر اللہ کی تو ایک روایت میں ہے کہ اگر ہم آگے جائیں تو اللہ کی تقدیر سے ہے اور اگر پیچھے ہٹیں تو بھی اللہ کی تقدیر سے ہے اور اس کو فرار کہا واسطے مشابہ ہونے اس کے ساتھ اس کے صورت میں اگرچہ نہیں ہے فرار شرعی اور مراد یہ ہے کہ ہجوم کرنا آدمی کا اس چیز پر کہ اس کو ہلاک کرے منع ہے اور اگر کرے تو ہوگا اللہ کی تقدیر سے اور بچنا اس کا اس چیز سے کہ اس کو ایذا دے مشروع ہے اور کبھی مقدر کرتا ہے اللہ واقع ہونے اس کے کو اس چیز میں کہ اس سے بھاگا سو اگر اس کو کرے یا نہ کرے تو ہوگا اللہ کی تقدیر سے سو وہ دو مقام ہیں مقام توکل کا اور مقام تمسک کا ساتھ اسباب کے کما سیاتی تقریرہ اور محصل عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا کہ ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگے یہ ہے کہ مراد ان کی یہ ہے کہ وہ نہیں بھاگے اللہ کی تقدیر سے حقیقۃً اور یہ اس واسطے کہ جس چیز سے وہ بھاگے وہ ایک امر ہے کہ اس سے انہوں نے اپنی جان پر خوف کیا سو نہ ہجوم کیا اوپر اس کے اور جس چیز کی طرف بھاگے تھے وہ ایک امر ہے کہ نہیں خوف کیا اس سے اپنی جان پر مگر اس چیز سے کہ نہیں ہے کوئی چارہ اس کے واقع ہونے سے برابر ہے کہ مسافر ہو یا مقیم اور ایک روایت میں سالم سے ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سبب سے پھرے اور نہیں مراد ہے سالم کی ساتھ اس حصر کے نفی سبب عمر کے رجوع کے کہ وہ ان کے اپنے اجتہاد سے تھا جس پر اس سے قریش کے بزرگوں نے موافقت کی بلکہ مراد اس کی یہ ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنی تو راجح ہوا نزدیک ان کے پلٹ جانا جس پر انہوں نے قصد کیا تھا تو گویا کہ وہ کہتا ہے کہ اگر نص نہ ہوتی تو البتہ ممکن تھا کہ صبح کو اس میں تردد کرتے یا اپنی رائے پر رجوع کرتے سو جب عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنی تو بدستور رہے اپنے پہلے قصد پر اور اگر حدیث نہ ہوتی تو بدستور نہ رہتے اور حاصل یہ ہے کہ ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ پھرنے کے کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں سو وہ مانند اس شخص کی ہے جو کسی گھر میں داخل ہونا چاہے سو اس میں مثلاً آگ جلتی دیکھے جس کا بچنا مشکل ہو سو وہ اس میں داخل نہ ہو بلکہ پھر جائے تا کہ اس کو آگ نہ پہنچے سو پھرے عمر رضی اللہ عنہ واسطے اس کے سو جب ان کو حدیث پہنچی تو ان کی رائے کے موافق پڑی تو ان کو خوش لگی سو اسی

واسطے کہا جس نے کہا کہ رجوع کیا عمر رضی اللہ عنہ نے واسطے حدیث کے نہ اپنی رائے سے فقط اور اسی طرح ابوعبیدہ نے بھی پہلے عمر رضی اللہ عنہ پر انکار کیا پھر ان کے موافق ہوئے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جائز ہے پھرنا واسطے اس شخص کے جو کسی شہر میں داخل ہونا چاہے سو معلوم کرے کہ اس میں طاعون پڑی ہے اور یہ کہ نہیں ہے یہ شگون بد سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس قسم سے ہے کہ منع ہے ڈالنا اپنے آپ کو ہلاکت کی طرف یا وہ از قسم سد ذریعہ کے ہے تا کہ نہ اعتقاد کرے وہ شخص کہ داخل ہوا اس زمین میں جس میں طاعون پڑی کہ اگر اس میں نہ جاتا تو اس کو بیماری نہ لگتی اور البتہ گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور یہ کہ جائز ہے جانا اس کی طرف اس کو جس کا توکل قوی ہو اور اس کا یقین صحیح ہو اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اپنے پھرنے پر پشیمان ہوئے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور کہا قرطبی نے کہ نہیں صحیح ہوتا ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ سے اور کس طرح نادم ہوتے اوپر کرنے اس چیز کے کہ حکم کیا ہے ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کی سند قوی ہے اور ایسی قوی حدیث رد نہیں کی جاتی باوجود ممکن ہونے تطبیق کے سو احتمال ہے کہ ہو جیسے بغوی نے کہا کہ حمل کیا ہے اس کو ایک قوم نے نہی تنزیہ پر اور یہ کہ جانا بیچ اس کے جائز ہے واسطے اس شخص کے جس پر توکل غالب ہو اور پھرنا اس سے رخصت ہے اور قوی تر یہ احتمال ہے کہ وہ نادم ہوئے اس پر کہ وہ ایک مسلمانوں کی مہم کے واسطے نکلے تھے سو طاعون کے سبب سے خالی پھر آئے اور وہ مہم طے نہ ہوئی اور نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی شہر میں وبا پڑے اور وہ اس میں ہو تو اس سے نکلنا منع ہے اور اس میں اصحاب کو اختلاف ہے کما تقدم اور نقل کیا ہے عیاض نے ایک جماعت اصحاب سے کہ جائز ہے نکلنا اس زمین سے جس میں طاعون واقع ہو ان میں سے ہیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور تابعین سے ان میں سے ہے اسود رحمہ اللہ علیہ اور مسروق رحمہ اللہ علیہ اور ان میں سے بعض نے کہا کہ نہی اس میں واسطے تنزیہ کے ہے پس مکروہ ہے حرام نہیں ہے اور ایک جماعت اصحاب کا یہ قول ہے کہ حرام ہے نکلنا اس سے واسطے ظاہر نہی کے جو ثابت ہے حدیثوں میں جو پہلے گزریں اور یہی راجح ہے نزدیک شافعیہ کے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ طاعون سے بھاگنے والا جیسے جنگ سے بھاگنے والا اور اس میں صبر کرنے والا جیسے اس میں صبر کرنے والا کہا طحاوی نے اور استدلال کیا ہے اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے نکلنے کو ساتھ نہی کے جو وارد ہے دخول سے اس زمین میں جس میں طاعون واقع ہو کہا انہوں نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس سے واسطے اس خوف کے کہ لگ جائے وہ وبا اس شخص کو جو اس پر داخل ہو اور یہ استدلال مردود ہے اس واسطے کہ اگر نہی اس واسطے ہوتی تو البتہ جائز ہوتا نکلنا اس سے اس جگہ کے رہنے والوں کو جس میں وبا واقع ہوئی اور حالانکہ اس سے بھی نہی ثابت ہو چکی ہے سو پہچانا گیا کہ جن معنوں کے سبب سے اس جگہ میں جانے سے منع کیے گئے ہیں وہ غیر معنی عدوی کے ہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ حکمت نہی کی جانے سے اوپر اس کے

یہ ہے کہ تا کہ نہ پہنچے وہ اس شخص کو جو اس میں جائے اللہ کی تقدیر سے سو کہے کہ اگر میں اس زمین میں نہ آتا تو مجھ کو یہ بیماری نہ پہنچتی اور شاید کہ اگر رہتا اس جگہ میں جس میں تھا تو البتہ اس کو پہنچتی سو حکم کیا کہ اس پر نہ جائے واسطے اکھاڑنے مادے کے اور منع کیا کہ جو شخص کہ اس میں ہو جہاں وبا پڑے وہ وہاں سے نہ نکلے اس واسطے کہ اگر سلامت رہا تو کہے گا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو البتہ پہنچتی مجھ کو وہ بیماری جو وہاں کے لوگوں کو پہنچی اور شاید کہ اگر وہاں ٹھہرتا تو اس کو اس سے کچھ چیز نہ پہنچتی لیکن حمل کیا ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نہی کو اس شخص پر جس کا قصد فرار محض ہو اور نہیں شک ہے کہ صورتیں تین ہیں وہ شخص کہ نکلے واسطے قصد محض فرار کے سو اس کو نہی شامل ہے اور جو شخص کہ محض کسی حاجت کے واسطے نکلے قصد فرار کا بالکل نہ ہو اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے کوچ کے واسطے سامان تیار کیا اس شہر سے جس میں تھا طرف دوسرے شہر کے اور اس وقت طاعون نہیں تھی سو اتفاق پڑا واقع ہونے اس کے کا بیچ درمیان سامان درست کرنے اس کے سو اس نے بالکل بھاگنے کا قصد نہیں کیا پس نہیں داخل ہو گا نہی میں اور تیسرا وہ شخص ہے کہ عارض ہو اس کو حاجت سو اس کی طرف نکلنے کا ارادہ کرے اور جوڑا گیا ہے اس کی طرف یہ کہ قصد کیا ہو اس نے راحت کا اقامت سے اس شہر میں جس میں طاعون واقع ہوئی سو یہ محل نزاع کا ہے اور منجملہ اخیر صورت کی ہے کہ جس میں طاعون واقع ہوئی وہ وبا والی زمین ہو اور جس زمین کی طرف جانے کا ارادہ کرتا ہے وہ درست ہو سو متوجہ ہوتا ہے اس قصد سے سو اس میں سلف سے مختلف نقل آئی ہے سو جس نے نظر کی ہے طرف صورت فرار کی فی الجملہ اس نے منع کیا ہے اور جس نے جائز کیا ہے اس نے مستثنیٰ کیا ہے عموم خروج سے بطور فرار کے اس واسطے کہ وہ محض فرار کے واسطے نہیں نکلا وہ تو قصد دوا کرنے کے واسطے نکلا ہے اور اسی پر محمول ہے جو واقع ہوا ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے اثر میں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جلدی میرے پاس چلے آؤ اور حالانکہ اس وقت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے شہر میں وبا پڑی تھی سو یہ دلالت کرتا ہے کہ وبا والی زمین سے نکلنا اس شخص کو منع ہے جو محض بھاگنے کے قصد سے نکلے اور شاید ان کو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی حاجت تھی اسی واسطے ان کو بلوایا اور تائید کی ہے طحاوی نے عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی ساتھ قصے عرینیوں کے اس واسطے کہ نکلنا ان کا مدینے سے واسطے علاج کے تھا نہ واسطے بھاگنے کے اس واسطے کہ انہوں نے مدینے کی آب و ہوا کی شکایت کی اور نکلنا ان کا ضرورت واقع کے سبب سے تھا اس واسطے کہ حکم کیا ان کو اونٹ کے دودھ اور پیشاب کا اور اونٹ باہر چرائی پر تھے شہر میں نہ ٹھہر سکتے تھے اور کہا خطابی نے کہ نہیں اس میں ثابت کرنا عدوی کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ از باب دوا کرنے کے ہے اس واسطے کہ طلب کرنا درست ہوا کا نافع تر چیزوں سے ہے بیچ تصحیح بدن کے اور ساتھ عکس کے اور یہ جو وبا والی جگہ سے نکلنا منع آیا ہے تو علماء نے اس کی کئی حکمتیں بیان کی ہیں ان میں سے یہ ہے کہ طاعون غالبا عام ہوتی ہے اس شہر میں جس میں واقع ہو سو جب واقع ہو تو ظاہر مداخلت سبب اس کے کی ہے واسطے اس شخص کے کہ اس میں ہے سو نہیں فائدہ دیتا ہے اس کو بھاگنا اس واسطے کہ

مفسدہ جب متعین ہو یہاں تک کہ نہ واقع ہو جدا ہونا اس سے تو بھاگنا عبث ہوتا ہے سو نہیں لائق ہے ساتھ عاقل کے اور ایک یہ ہے کہ اگر لوگ پے درپے نکلنے لگیں تو البتہ ہو جائے گا جو اس سے عاجز ہے بسبب مرض مذکور کے یا غیر اس کے ضائع واسطے نہ ہونے اس شخص کے جو اس کی خبر گیری کرے زندگی میں اور موت کی حالت میں اور نیز اگر نکلنا جائز ہو اور قوی لوگ نکلیں تو ہو گا اس میں توڑنا ضعیفوں کے دل کا اور ایک یہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ خارج کہے گا کہ اگر میں ٹھہرتا تو مجھ کو بھی بیماری لگ جاتی اور مقیم کہتا کہ اگر میں نکلتا تو سلامت رہتا اور عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں اور بھی کئی فائدے ہیں مشروع ہونا مناظرے اور مشورے کا حادثوں میں اور احکام میں اور یہ کہ اختلاف نہیں واجب کرتا حکم کو اور اتفاق یہی ہے جو اس کو واجب کرتا ہے اور یہ کہ رجوع وقت اختلاف کے طرف نص کی ہے اور یہ نص کا نام علم رکھا جاتا ہے اور یہ کہ جاری ہوتے ہیں سب کام اللہ کی تقدیر اور علم سے اور یہ کہ کبھی ہوتی ہے پاس عالم کے وہ چیز جو نہیں ہوتی ہے نزدیک اس کے غیر کے جو اس سے زیادہ تر عالم ہے اور اس حدیث میں واجب ہونا عمل کا ہے ساتھ خبر واحد کے اور وہ قوی تر دلیل ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ تھا یہ قبول کرنا خبر واحد کا ساتھ اتفاق اہل حل اور عقد کے اصحاب سے سو قبول کیا انہوں نے اس کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اور نہ طلب کیا انہوں نے ساتھ اس کے قوی کرنے والی کو اور اس میں ترجیح ہے ساتھ اکثر کے عدد میں اور تجربہ میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اکثر اصحاب کی رائے کو ترجیح دی اور موافق ہوئی ان کے اجتہاد کو نص اسی واسطے انہوں نے اللہ کا شکر کیا اوپر توفیق دینے اس کے واسطے اس کے اور اس میں دریافت کرنا امام کا ہے اپنی رعیت کے حال کو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے دور کرنے ظلم مظلوم کے سے اور دور کرنے مشکل مشکل والے کے اور منع کرنے اہل فساد کے سے اور ظاہر کرنے احکام کے سے اور شعائر کے سے اور اتارنے لوگوں کے سے اپنی جگہ میں۔ (فتح)

٥٢٨٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ.

٥٢٨٩۔ حضرت عبداللہ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے سو جب سرغ میں تھے تو ان کو خبر پہنچی کہ شام میں وبا پڑی ہے سو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم وبا کو کسی زمین میں سنو تو اس میں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں پڑے اور تم اس میں ہو تو نہ نکلو بھاگ کر اس سے۔

فائدہ: کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں نہ جاؤ تو اس میں منع ہے معارضہ

متضمن حکمت کا ساتھ قدر کے اور وہ اللہ کے اس قول کے مادے سے ہے ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ﴾ یعنی نہ ڈالو اپنے ہاتھ طرف ہلاکت کی اور یہ جو فرمایا کہ اس سے نہ نکلو بھاگ کر تو اس میں اشارہ ہے طرف وقوف کی ساتھ مقدور کے اور راضی ہونے کے ساتھ اس کے اور کہا کہ نیز جب بلا اترے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود ساتھ اس کے جگہ کے رہنے والے لوگ ہوتے ہیں نہ جگہ خود سو جس پر اللہ بلا کو اتارنا چاہے تو وہ لامحالہ اس کے ساتھ واقع ہونے والی ہے سو جس طرف متوجہ ہو اس کو پائے گی سو اشارہ کیا اس کو شارع نے طرف عدم نصب کی بغیر اس کے کہ دفع کرے اس محذور کو۔ (فتح)

۵۲۹۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نُعَیْمِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَةَ الْمَسِیْحُ وَلَا الطَّاعُوْنُ.

۵۲۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا مدینے میں مسیح دجال اور نہ طاعون۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ طاعون شہادت ہے سو مدینے میں اس کا داخل ہونا کیوں جائز نہیں اور کس طرح جوڑی گئی طاعون ساتھ دجال کے اور مدح کیا گیا مدینہ ساتھ نہ داخل ہونے دونوں کے تو جواب یہ ہے کہ ہونا طاعون کا شہادت نہیں مراد ہے ساتھ وصف کرنے اس کے ساتھ اس کے ذات اس کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ مرتب ہوتا ہے اوپر اس کے اور پیدا ہوتا ہے واسطے ہونے اس کے کی سبب اس کا سو جب یاد کیا جائے جو پہلے گزرا کہ وہ جنوں کے زخم سے ہے تو خوب ہوتی ہے مدح مدینے کی ساتھ نہ داخل ہونے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ کفار جن منع کیے گئے ہیں داخل ہونے سے بیچ مدینے کے اور جس کے داخل ہونے کا اس میں اتفاق ہو وہ قادر نہیں ہوتا کہ کسی کو ان میں سے زخم کر سکے اور اگر کہا جائے کہ زخم جنوں کا نہیں خاص ہے ساتھ کافر جنوں کے بلکہ کبھی واقع ہوتا ہے مسلمان جنوں سے تو ہم کہتے ہیں کہ داخل ہونا کافر آدمیوں کا مدینے میں منع ہے سو جب نہیں رہتا مدینے میں مگر جو ظاہر کرے اسلام کو تو جاری ہوں گے اس پر احکام مسلمانوں کے اگرچہ اس کا اسلام خالص نہ ہو سو حاصل ہوا امن پہنچنے جنوں کے سے طرف زخم ان کے اس سبب سے سو اسی واسطے نہ داخل ہوگی اس میں طاعون بالکل اور حق یہ ہے کہ مراد ساتھ طاعون کے اس حدیث میں جس کے مدینے میں داخل ہونے کی نفی کی گئی ہے وہ ہے جو پیدا ہو جنوں کے زخم سے پس جوش مارتا ہے ساتھ اس طعن کے خون بدن میں سو قتل کرتا ہے اسی واسطے نہیں داخل ہوئی طاعون مدینے میں کبھی اور کہا اور شخص نے کہ یہ حضرت ﷺ کا معجزہ ہے اس واسطے کہ طبیب لوگ اگلے پچھلے سب کے سب عاجز ہیں کہ دفع کریں طاعون کو کسی شہر سے یا کسی گاؤں سے اور البتہ

باز رہی ہے طاعون مدینے سے اتنا دراز زمانہ اور ایک جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو طاعون کے عوض میں بخار دیا اس واسطے کہ طاعون آتی ہے کبھی کبھی اور بخار مکرر ہوتا ہے ہر وقت میں سو برابر ہوں گے دونوں اجر میں اور تمام ہوگی مراد عدم دخول طاعون کی سے واسطے بعض اس چیز کے کہ پہلے گزری اسباب سے۔ (فتح) اور ایک روایت میں آئے گا کہ پائے گا دجال فرشتوں کو مدینے کی چوکیداری کرتے ہوں گے سو نہ قریب ہوگا دجال اور طاعون انشاء اللہ تعالیٰ سو ان انشاء اللہ میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ وہ واسطے تبرک کے ہے سو دونوں کو شامل ہوگا اور بعض نے کہا کہ وہ واسطے تعلیق کے ہے اور یہ کہ وہ خاص ہے ساتھ طاعون کے اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ جائز ہے داخل ہونا طاعون کا مدینے میں۔ (فتح)

٥٢٩١ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ حَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ بِنْتُ سِيْرِيْنَ قَالَتْ قَالَ لِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَحْيٰى بِمَ مَاتَ قُلْتُ مِنَ الطَّاعُوْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

٥٢٩١۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یحییٰ کس بیماری سے مرا؟ میں نے کہا طاعون سے، کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ طاعون شہادت ہے واسطے ہر مسلمان کے۔

فائدہ: یعنی واقع ہو ساتھ اس کے اور اسی طرح آیا ہے مطلق انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور آئے گا مقید ساتھ تین شرطوں کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو اگلے باب میں آئے گی اور شاید یہی راز ہے بیچ وارد کرنے اس کے پیچھے اس کے۔ (فتح)

٥٢٩٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَّالْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ.

٥٢٩٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو پیٹ کی بیماری سے مرے یعنی دستوں سے وہ شہید ہے اور جو وبا میں مرے وہ بھی شہید ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ مطعون کے وہ شخص ہے جو جن کے زخم سے مرے اور اس روایت میں صرف دو خصلتوں کا ذکر ہے اور ایک روایت میں پانچ خصلتوں کا ذکر آیا ہے یعنی تیسرا وہ کہ پانی میں ڈوب کر مر جائے چوتھا وہ جو کسی دیوار کے نیچے دب کر مر جائے پانچواں وہ جو اللہ کی راہ میں مرے اور ان پانچ آدمیوں کے سوائے اور شہیدوں کا بھی حدیثوں میں ذکر آ چکا ہے، کما تقدم فی الجهاد۔

بَابُ أَجْرِ الصَّابِرِ فِي الطَّاعُوْنِ.

ثواب صبر کرنے والے کا طاعون میں۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ واقع ہو ساتھ ان کے یا واقع ہو اس شہر میں جس میں وہ رہتا ہو۔

۵۲۹۳ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْنَا أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُّصِيْبَهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيْدِ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ دَاوُدَ.

۵۲۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طاعون سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی کہ وہ عذاب تھا کہ بھیجتا تھا اس کو اللہ جس پر چاہتا سو ٹھہرایا اس کو اللہ نے رحمت واسطے مسلمانوں کے سو کوئی ایسا بندہ نہیں کہ وبا پڑنے کے وقت اپنے شہر میں صبر کر کے ٹھہرے جانتا ہو کہ نہ پہنچے گی اس کو کوئی چیز مگر جو اللہ نے اس کے واسطے لکھی کہ اس کے واسطے شہید کے برابر ثواب ہوتا ہے۔

فائدہ: یعنی اس امت کے مسلمانوں کے واسطے اور ایک روایت میں ہے کہ طاعون شہادت ہے واسطے مسلمانوں کے رحمت ہے واسطے ان کے اور عذاب ہے کافروں پر اور یہ صریح ہے اس میں کہ ہونا طاعون کا رحمت ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص ہے ساتھ مسلمانوں کے اور جب واقع ہو ساتھ کافروں کے تو عذاب ہے اوپر ان کے جلدی کیا جاتا ہے واسطے ان کے دنیا میں آخرت سے پہلے اور بہر حال گنہگار اس امت کا سو کیا طاعون اس کے واسطے بھی شہادت ہے یا خاص ہے ساتھ مومن کامل کے سو اس میں نظر ہے اور مراد ساتھ گنہگار کے وہ ہے جو مرتکب کبیرہ گناہ کا ہو اور وہ ہجوم کرے اوپر اس کے اور وہ مصر ہو سو احتمال ہے کہ اس کو درجہ شہادت کا نہ ملے واسطے نحوست اور شومی گناہ کے جس کے ساتھ وہ متلبس تھا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ اور نیز واقع ہوئی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرتی ہے کہ طاعون پیدا ہوتی ہے بے حیائی کے ظاہر ہونے سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور مؤطا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں ظاہر ہوا زنا کسی قوم میں مگر کہ بہت ہوئی ان میں موت اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ہمیشہ رہے گی امت میری خیر سے جب تک کہ ان میں زنا پیدا نہ ہو اور جب ان میں زنا پیدا ہو تو عنقریب ہے کہ اللہ سب لوگوں کو عقاب سے پکڑے سو ان حدیثوں میں ہے کہ طاعون کبھی واقع ہوتی ہے عقوبت بسبب گناہ کے سو کس طرح

ہو گی شہادت اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ بلکہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے درجہ شہادت کا واسطے عام ہونے حدیثوں کو جو اس میں وارد ہیں خاص کر پہلی حدیث میں جو انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ طاعون شہادت ہے واسطے ہر مسلمان کے سو اگر گنہگار کو درجہ شہادت کا حاصل ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ درجے میں مومن کامل کے مساوی ہو اس واسطے کہ شہیدوں کے درجے کم وبیش ہیں مانند نظیر اس کی کے گنہگاروں سے جب کہ لڑے اللہ کی راہ میں لڑے تا کہ اللہ کا بول بالا ہو سامنے آنے والا نہ منہ پھیرنے والا اور اللہ کی رحمت سے ہے ساتھ اس امت محمدی کے کہ جلدی کرے ان کو عقاب دنیا میں اور نہیں منافی ہے یہ اس کو کہ حاصل ہو واسطے اس شخص کے کہ واقع ہوئی ساتھ اس کے طاعون اجر شہادت کا خاص کر اور ان میں سے اکثر نے اس بے حیائی کی مباشرت نہیں کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عام ہوا ان کو عذاب اور اللہ خوب جانتا ہے واسطے بیٹھنے ان کے انکار منکر سے اور ایک حدیث میں ہے کہ تلوار مٹانے والی ہے گناہوں کو اور ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ شہید کو ہر چیز بخشی جاتی ہے مگر قرض سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ شہادت نہیں اتارتی ہے تبعات یعنی قرض وغیرہ جو ذمہ میں ہو اور حاصل ہونا تبعات کا نہیں منع کرتا ہے درجہ شہادت کے حاصل ہونے کو اور نہیں ہیں واسطے شہادت کے کوئی معنی مگر یہ کہ اللہ ثواب دے ثواب مخصوص واسطے اس شخص کے کہ حاصل ہو واسطے اس کے شہادت اور بزرگی دے اس کو بزرگی زائدہ اور یہ جو کہا کہ کوئی بندہ نہیں یعنی مسلمان اور واقع ہو طاعون یعنی اس جگہ میں کہ وہ اس میں ہے اور ایک روایت میں ہے سو ٹھہرے اور نہ نکلے اس شہر سے کہ واقع ہوئی ہے طاعون بیچ اس کے صابر یعنی صبر کرنے والا یعنی نہ برانگیختہ ہونے والا اور نہ بے قرار بلکہ ماننے والا اللہ کے حکم کو راضی ہونے والا اس کی قضاء سے اور یہ قید بیچ حاصل ہونے اجر شہادت کے ہے واسطے اس شخص کے کہ مرے طاعون سے اور وہ یہ ہے کہ ٹھہرے اس مکان میں جس میں طاعون واقع ہوئی سو نہ نکلے واسطے بھاگنے کے اس سے کما تقدم النهى عنه اور یہ جو فرمایا کہ جانتا ہو کہ نہ پہنچے گی اس کو کوئی چیز مگر جو اللہ نے اس کے واسطے لکھی تو یہ اور قید ہے اور یہ جملہ حالیہ ہے متعلق ہے ساتھ اقامت کے سو اگر ٹھہرے اس حال میں کہ بے قرار ہو یا نادم ہو اوپر نہ نکلنے کے اس گمان سے کہ اگر وہ نکل جاتا اس مکان سے تو البتہ اس کے ساتھ وبا بالکل واقع نہ ہوتی اور یہ کہ اس کے ٹھہرنے سے واقع ہوتی ہے ساتھ ﷺ کے سو اس کو شہید کا ثواب حاصل نہیں ہوتا اگرچہ طاعون سے مرے یہ ہے جس کو چاہتا ہے مفہوم اس حدیث کا جیسے کہ اس کا منطوق چاہتا ہے اس کو کہ جو متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے اجر شہید کا اگرچہ نہ مرے طاعون سے اور اس کے نیچے تین صورتیں داخل ہوتی ہیں جو متصف ہو ساتھ اس کے سو واقع ہو ساتھ اس کے طاعون اور اس سے مر جائے یا واقع ہو ساتھ اس کے اور نہ مرے ساتھ اس کے یا نہ واقع ہو ساتھ اس کے بالکل اور مرے ساتھ غیر اس کے اسی وقت یا بعد مدت کے اور یہ جو فرمایا کہ اس کے واسطے شہید کے اجر کی مثل ثواب ہوتا ہے تو شاید بیچ تعبیر کے ساتھ مثلیت کے باوجود ثبوت تصریح کے کہ

جو طاعون سے مر جائے وہ شہید ہوتا ہے یہ ہے کہ جو نہ مرے ان لوگوں سے ساتھ طاعون کے ہوتا ہے واسطے اس کے مثل اجر شہید کے اگرچہ اس کے واسطے بعینہ شہادت کا درجہ حاصل نہ ہو اور یہ اس واسطے کہ جو متصف ہو ساتھ ہونے اس کے شہید وہ اعلیٰ درجہ ہے اس شخص سے کہ وعدہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کو شہید کے مانند اجر ملے گا اور ہوگا مانند اس شخص کی کہ اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت سے نکلا تا کہ اللہ کا بول بالا ہو سو قتل کے سوائے کسی اور سبب سے مرا اور وہ چیز کہ چاہتا ہے اس کو مفہوم حدیث باب کا یہ ہے کہ جو متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے اور واقع ہو ساتھ اس کے طاعون پھر اس سے نہ مرے تو اس کو شہید کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور استنباط کیا گیا ہے حدیث سے کہ جو متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے پھر واقع ہو ساتھ اس کے طاعون پھر مر جائے تو اس کو دو شہیدوں کا اجر ملے گا اور نہیں ہے کوئی مانع تعدد ثواب سے ساتھ تعدد اسباب کے جیسے کہ مر جائے مسافر ساتھ طاعون کے باوجود صبر کے اور تحقیق جس کو باب کی حدیث تقاضا کرتی ہے یہ ہے کہ ہوتا ہے وہ شہید ساتھ واقع ہونے طاعون کے ساتھ اس کے اور زیادہ کیا جاتا ہے واسطے اس کے اجر مثل اجر شہید کی ساتھ صبر اس کے کی اور ثابت رہنے اس کے کی اس واسطے کہ شہادت کا درجہ اور چیز ہے اور اجر شہادت کا اور چیز ہے اور اشارہ کیا ہے اس کی طرف شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے اور کہا کہ یہی راز ہے حضرت ﷺ کے اس قول میں المطعون شهید اور اس قول میں فله مثل اجر شهيد اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ بلکہ شہیدوں کے درجے کم وبیش ہیں سو زیادہ تر بلند درجے والا وہ شخص ہے جو متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے اور طاعون سے مر جائے اور اس سے کم مرتبہ ہے وہ شخص کہ متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے اور اس کے ساتھ طاعون پڑے اور نہ مرے ساتھ اس کے اور اس سے کمتر ہے وہ شخص کہ متصف ہو اور نہ اس کے ساتھ طاعون پڑے اور نہ اس سے مرے اور نیز حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو صفات مذکورہ کے ساتھ موصوف نہ ہو وہ شہید نہیں ہوتا اگرچہ واقع ہو طاعون اور اس کے ساتھ مر جائے چہ جائیکہ اس کے غیر سے مرے اور یہ شومی اعتراض کی سے کہ پیدا ہوتا ہے اس سے چلانا اور اللہ کی تقدیر سے ناراض ہونا اور اس کی ملاقات کو برا جاننا اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ لڑائی کا شہید اور طاعون کا شہید برابر ہے۔ (فتح)

بَابُ الرُّقٰی بِالْقُرْآنِ وَالْمُعَوِّذَاتِ. جھاڑ پھونک کرنا ساتھ قرآن کے اور معوذات کے۔

فائدہ: یہ عطف خاص کا ہے عام پر اور مراد ساتھ معوذات کے سورۃ الفلق اور والناس اور اخلاص ہے اور احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مکروہ رکھتے تھے حضرت ﷺ منتر کو مگر ساتھ معوذات کے یعنی معوذات کے سوائے کسی سورہ سے جھاڑ پھونک کرنا جائز نہیں سو کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور کہا طبری نے کہ نہیں حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے جہالت اس کے راوی کے اور بر تقدیر صحت اس کی کے سو وہ منسوخ ہے ساتھ اجازت جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ فاتحہ کے اور ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

کہ حضرت ﷺ پناہ مانگتے تھے دیو بھوت سے اور آدمی کی آنکھ سے یہاں تک کہ معوذات اتریں سو حضرت ﷺ نے ان کو لیا اور جو ان کے سوائے ہے اس کو چھوڑ دیا اور یہ حدیث نہیں دلالت کرتی ہے اس پر کہ سوائے ان دونوں سورتوں کے اور سورت سے پناہ مانگنا منع ہے بلکہ دلالت کرتی ہے الویت پر خاص کر یہ کہ ان کے سوائے اور سورتوں کے ساتھ بھی پناہ مانگنا ثابت ہو چکا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کفایت کی ساتھ دونوں کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہیں اس پر دونوں جوامع استعاذہ سے ہر مکروہ سے مجمل طور سے اور تفصیل سے اور البتہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جائز ہے جھاڑ پھونک کرنا وقت جمع ہونے تین شرطوں کے ایک یہ کہ اللہ کی کلام یا اس کے اسموں اور صفتوں کے ساتھ ہو دوسری یہ کہ عربی زبان سے ہو اور اگر اور زبان سے ہو تو اس کے معنی معلوم ہوں تیسری یہ کہ اعتقاد کرے کہ منتر بذاتہ تاثیر نہیں کرتا بلکہ اللہ کے حکم سے اور اختلاف ہے بیچ ہونے ان کے شرط اور راجح یہ ہے کہ ضروری ہے اعتبار کرنا شرائط مذکورہ کا سو مسلم میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ ہم کفر کے زمانے میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے سو ہم نے کہا کہ یا حضرت! آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ تم اپنے منتر میرے آگے ظاہر کرو کچھ مضائقہ نہیں منتر میں جب تک کہ اس میں شرک کا مضمون نہ ہو اور نیز مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ عمرو بن حزم کی آل نے کہا کہ یا حضرت! ہمارے پاس ایک منتر ہے کہ ہم اس کے ساتھ بچھو سے جھاڑ پھونک کرتے ہیں سو انہوں نے اس کو حضرت ﷺ کے سامنے ظاہر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکے تو چاہیے کہ پہنچائے اور البتہ تمسک کیا ہے ایک قوم نے ساتھ اس عموم کے سو جائز رکھا ہے انہوں نے ہر دم کو کہ اس کی منفعت کا تجربہ کیا گیا ہو اگرچہ اس کے معنی معلوم نہ ہوں لیکن عوف کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ جو منتر شرک کی طرف پہنچائے اور اس میں شرک کا مضمون ہو وہ منع ہے اور جس کے معنی معلوم نہ ہوں وہ بھی منع ہے اس واسطے کہ خوف ہے کہ شاید اس میں بھی شرک ہو سو وہ احتیاطاً منع ہے اور دوسری شرط کا ہونا ضروری ہے اور کہا ایک قوم نے کہ نہیں جائز ہے منتر مگر آنکھ سے یا کاٹے سے جیسے کہ پہلے گزرا ہے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ نہیں ہے منتر مگر آنکھ سے یا زہر سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ دونوں اصل ہیں ہر اس چیز کا کہ محتاج ہے طرف منتر کی سو ملحق ہو گا ساتھ آنکھ کے جواز دم اس شخص کا کہ اس کے ساتھ خبل ہو یا مس یا مانند اس کی واسطے مشترک ہونے ان کے بیچ اس کے کہ پیدا ہوتے ہیں احوال شیطانیہ سے آدمی سے ہوں یا دیو بھوت سے اور ملحق ہے ساتھ زہر کے ہر چیز کہ عارض ہو واسطے بدن کے زخم وغیرہ مواد سمیہ سے اور البتہ واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے رخصت دی جھاڑ پھونک میں آنکھ سے اور زہر سے اور نملہ سے اور نملہ زخم ہیں کہ پہلو وغیرہ میں پیدا ہوتے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ حصر کے افضل کے معنی ہیں یعنی نہیں ہے منتر نافع تر اور ایک روایت میں ہے کہ منتر اور تعویذ گنڈے اور تولہ شرک ہے اور تولہ ایک قسم ہے جادو سے کہ اس کے ساتھ عورت اپنے خاوند کا

دل اپنی طرف کھینچتی تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ شرک ہوا اس واسطے کہ وہ ارادہ کرتی تھی دفع ضرر کا اور لینا نفع کا نزدیک غیر اللہ کے سے اور نہیں داخل ہے اس میں جو اللہ کی کلام اور اس کے اسموں سے ہو اور ثابت ہو چکا ہے حدیثوں میں استعمال کرنا ان دعاؤں کا پہلے واقع ہونے بلا کے سے ان میں سے ایک حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر آتے تو معوذات کے ساتھ ہاتھ میں دم کر کے اپنے منہ پر ملتے اور یہ حدیث عنقریب آئے گی اور ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت ﷺ پناہ مانگتے تھے واسطے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ کلام اللہ کے جس کی پوری تاثیر ہے ہر شیطان اور کاٹنے والے کیڑے سے اور ترمذی نے ایک روایت کی ہے کہ جب کوئی کسی جگہ میں اترے سو کہے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو نہیں ضرر کرتی اس کو کوئی چیز یہاں تک کہ اس جگہ سے پھرے اور کہا ابن تین نے کہ جھاڑ پھونک کرنا ساتھ معوذات کے اور غیر اس کے اللہ کے ناموں سے وہ طب روحانی ہے جب نیک لوگوں کی زبان پر ہو تو حاصل ہوتی ہے شفاء ساتھ اللہ کی اجازت کے سو جب نایاب ہوئی یہ قسم تو گھبرائے لوگ طرف طب بدنی کے اور ان منتروں کے جو منع ہیں کہ نہیں استعمال کرتا اس کو منتر پڑھنے والا وغیرہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ جن اس کے تابع ہے سو لاتا ہے ساتھ مشتبہ امروں کے جو مرکب ہیں حق اور باطل سے اور جمع کرتا ہے طرف ذکر اللہ کے اور اس کے ناموں کے جو مخلوط کرے اس کو ذکر شیطانوں کے سے اور مدد مانگنے سے ساتھ ان کے اور پناہ مانگنے سے ساتھ سرکش جنوں کے اور کہا جاتا ہے کہ سانپ بالطبع جنوں کے موافق ہے اس واسطے کہ دونوں آدمیوں کے دشمن ہیں سو جب سانپ کے کاٹے ہوئے پر ان ناموں کے ساتھ جھاڑ پھونک کی جائے تو اس کا زہر آدمی کے بدن سے نکل جاتا ہے اسی واسطے مکروہ ہے منتر جب تک کہ خاص اللہ کے ذکر اور اس کے ناموں سے نہ ہو اور عربی زبان میں جس کے معنی معلوم ہوں تا کہ ہو پاک شرک سے اور اوپر مکروہ ہونے منتر کے ساتھ غیر کتاب اللہ کے علماء امت کے ہیں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہیں مضائقہ ہے یہ کہ جھاڑ پھونک کرے ساتھ کتاب اللہ کے اور جو پہچانی جائے اللہ کے ذکر سے اور اگر اہل کتاب مسلمانوں کو جھاڑ پھونک کریں تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

۵۲۹۴ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ فِي الْمَرَضِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفِثُ عَلَيْهِ

۵۲۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے بدن پر معوذات کے ساتھ دم کرتے تھے اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا سو جب آپ کو شدت کی بیماری ہوئی تو میں آپ کو ان کے ساتھ دم کرتی تھی اور آپ کے ہاتھ سے آپ کو بدن کو ملتی تھی واسطے برکت اس کی کے یعنی واسطے متبرک ہونے حضرت ﷺ کے ہاتھ کے میں نے زہری

بِهِنَّ وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ كَيْفَ يَنْفِثُ قَالَ كَانَ يَنْفِثُ عَلٰى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ.

سے پوچھا کہ کس طرح دم کرتے تھے؟ کہا کہ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونکتے تھے دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ کو ملتے۔

فائدہ: دلالت اس کی اوپر معطوف کے ترجمہ میں ظاہر ہے اور بیچ دلالت اس کی کے اوپر معطوف علیہ کے نظر ہے اس واسطے کہ معوذات کے ساتھ جھاڑ پھونک مشروع ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ معوذات کے سوائے اور قرآن سے بھی جائز ہو احتمال ہے کہ معوذات میں کوئی راز ہو جو ان کے غیر میں نہ ہو اور ہم نے ذکر کیا ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معوذات کے سوائے سب کچھ چھوڑ دیا تھا لیکن ثابت ہو چکا ہے جھاڑ پھونک کرنا ساتھ فاتحہ کتاب کے سو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے اختصاص ہونا واسطے معوذات کے اور شاید یہی ہے راز کہ بخاری رحمہ اللہ اس کے بعد فاتحہ کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنے کا باب لایا ہے اور فاتحہ میں معنی پناہ مانگنے کے ہیں ساتھ اللہ کے اور مدد لینے کے ساتھ اس کے سو جس چیز میں اللہ کے ساتھ استعاذہ اور استعانت ہو یا جو اس کے معنی کو ادا کرے تو اس کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا جائز ہے اور جواب دیا جاتا ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مراد یہ ہے کہ چھوڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیز کہ تھے پناہ مانگتے ساتھ اس کے کلام سے سوائے قرآن کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قرآن کے ترجمہ میں بعض اس کا اس واسطے کہ وہ اسم جنس ہے بعض پر صادق آتا ہے اور مراد وہ چیز ہے کہ ہو اس میں التجا طرف اللہ سبحانہ کی اور اسی قسم سے ہے معوذات اور ثابت ہو چکا ہے استعاذہ ساتھ کلمات اللہ کے چند حدیثوں میں کما مضٰی کہا ابن بطال نے کہ معوذات میں ہے جامع دعا اکثر مکروہات سے سحر سے اور حسد سے اور شر شیطان کے سے اور وسوسہ سے اور سوائے اس کے اور اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کفایت کرتے تھے کہا عیاض نے کہ فائدہ دم کرنے کا برکت حاصل کرنا ہے ساتھ اس رطوبت کے یا ہوا کے کہ چھوا ہے اس کو ذکر اللہ کا جیسا کہ تبرک لیا جاتا ہے ساتھ عسالہ اس چیز کے کہ لکھی جاتی ہے ذکر سے اور کبھی ہوتا ہے بطور تفاؤل کے ساتھ دور ہونے اس درد کے اس بیمار سے اور اس حدیث میں تبرک ہے ساتھ مرد صالح کے اور تمام اعضاء اس کے کی خاص کر دائیں ہاتھ کے۔ (فتح)

بَابُ الرُّقٰى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جھاڑ پھونک کرنا ساتھ فاتحہ کتاب کے یعنی سورۃ الحمد کے اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ زیادہ تر لائق وہ چیز کہ تم اس پر اجرت لو اللہ کی کتاب ہے۔

۵۲۹۵ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۵۲۹۵۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِیْ بِشْرٍ عَنْ أَبِی الْمُتَوَکِّلِ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْا عَلٰی حَیٍّ مِنْ أَحْیَآءِ الْعَرَبِ فَلَمْ یَقْرُوْهُمْ فَبَیْنَمَا هُمْ کَذٰلِكَ إِذْ لُدِغَ سَیِّدُ أُولٰئِكَ فَقَالُوْا هَلْ مَعَکُمْ مِنْ دَوَآءٍ أَوْ رَاقٍ فَقَالُوْا إِنَّکُمْ لَمْ تَقْرُوْنَا وَلَا نَفْعَلُ حَتّٰی تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَجَعَلُوْا لَهُمْ قَطِیْعًا مِّنَ الشَّآءِ فَجَعَلَ یَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَیَجْمَعُ بُزَاقَهٗ وَیَتْفِلُ فَبَرَأَ فَأَتَوْا بِالشَّآءِ فَقَالُوْا لَا نَأْخُذُهٗ حَتّٰی نَسْأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوْهُ فَضَحِكَ وَقَالَ وَمَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْیَةٌ خُذُوْهَا وَاضْرِبُوْا لِیْ بِسَهْمٍ.

کے چند اصحاب عرب کی ایک قوم پر گزرے سو انہوں نے ان کی ضیافت نہ کی سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ اچانک ان کے سردار کو سانپ لے کاٹا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے ساتھ کوئی دوا یا جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ اصحاب نے کہا کہ ہاں! تم نے ہماری ضیافت نہیں کی اور ہم منتر نہیں پڑھیں گے یہاں کہ تم ہمارے واسطے مزدوری ٹھہراؤ سو انہوں نے ان کے واسطے چند یعنی تیس بکریاں ٹھہرائیں سو ابو سعید رضی اللہ عنہ سورہ الحمد پڑھنے لگے اور اپنی تھوک جمع کرتے اور تھوکتے سو وہ اچھا ہو گیا سو وہ اصحاب کے پاس بکریاں لے آئے انہوں نے کہا کہ ہم اس کو نہیں لیتے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو معلوم کروایا کہ الحمد سانپ کا منتر ہے تم بکریوں کو لے لو اور ان میں ہمارا حصہ بھی لگاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاجارۃ میں گزر چکی ہے کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ جب ثابت ہوا کہ بعض کلام کے واسطے خواص اور منافع ہیں تو کیا گمان ہے ساتھ کلام رب العالمین کے پھر ساتھ سورۃ الحمد کے کہ نہیں اتری قرآن میں اور نہ کسی اور کتاب میں مثل اس کی واسطے شامل ہونے اس کے کی جمیع کتاب کے معانی کو سو البتہ شامل ہے فاتحہ اوپر ذکر اصول اسماء اللہ کے اور مجامع اس کے کی اور اثبات معاد کے اور ذکر توحید کے اور محتاج ہونے کے طرف رب کی بیچ طلب اعانت کے ساتھ اس کے اور ہدایت کے اس سے اور ذکر افضل دعا کے اور وہ طلب کرنا ہدایت کا ہے طرف صراط مستقیم کی جو شامل ہے اس کے کمال معرفت اور توحید اور عبادت کو ساتھ کرنے اس چیز کے جس کا حکم ہوا اور بچنے کے اس چیز سے جس سے منع ہوا اور استقامت کے اوپر اس کے اور واسطے شامل ہونے اس کے کی ذکر اقسام خلائق کو اور تقسیم ہونے ان کے طرف اس شخص کے کہ انعام کیا گیا ہے اوپر اس کے واسطے معرفت اس کی کے ساتھ حق کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور طرف مغضوب علیہ کی واسطے پھرنے اس کے حق سے بعد پہچاننے اس کے اور طرف ضال یعنی گمراہ کے واسطے نہ پہچاننے اس کے کی اس کو باوجود اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو فاتحہ اثبات قدر سے اور شرع سے اور اسماء سے اور معاد سے اور توبہ سے اور تزکیہ نفس سے اور اصلاح دل سے اور

رد کرنے سے اوپر تمام اہل بدعت کے اور جس سورہ کا یہ شان ہو لائق ہے کہ وہ ہر بیماری کی دوا ہو۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيعٍ مِّنَ الْغَنَمِ.

جھاڑ پھونک کرنے میں چند بکریوں کی شرط کرنا۔

۵۲۹۶ ـ حَدَّثَنِي سِيدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ الْبَصْرِيُّ هُوَ صَدُوقٌ يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ الْبَرَّآءُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَخْنَسِ أَبُو مَالِكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِمَآءٍ فِيهِمْ لَدِيغٌ أَوْ سَلِيمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْمَآءِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ إِنَّ فِي الْمَآءِ رَجُلًا لَدِيغًا أَوْ سَلِيمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَآءٍ فَبَرَأَ فَجَآءَ بِالشَّآءِ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوا أَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا حَتّٰى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ.

۵۲۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب ایک پانی پر یعنی ایک گروہ پر گزرے جو پانی پر اترے تھے کہ ان میں سانپ کا کاٹا ہوا تھا یا سلیم (یہ شک راوی کا ہے) سو پانی والوں میں سے ایک مرد ان کے سامنے آیا اور کہا کہ تم میں سے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے کہ بے شک پانی پر ایک مرد ہے سانپ کا کاٹا ہوا یا سلیم سو ان میں سے ایک مرد چلا سو اس نے چند بکریاں ٹھہرا کر سورہ الحمد پڑھی سو وہ اچھا ہوا سو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس بکریاں لایا انہوں نے اس کو مکروہ رکھا اور کہا کہ تو نے قرآن پر مزدوری لی یہاں تک کہ مدینے میں آئے اور کہا کہ یا حضرت! اس نے قرآن پر مزدوری لی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جن کاموں پر مزدوری لیتے ہو سو قرآن کی مزدوری لینا ان سے زیادہ تر لائق ہے۔

فائدہ: نام رکھا گیا لدیغ کا سلیم واسطے فال کے سلامت سے اس واسطے کہ جو شخص کہ کاٹا جاتا ہے غالبا ہلاک ہو جاتا ہے۔

بَابُ رُقْيَةِ الْعَيْنِ.

باب ہے بیچ منتر آنکھ کے یعنی منتر اس شخص کے جس کو نظر لگے۔

فائدہ: عین نظر ہے ساتھ خوب جاننے کے مخلوط ہے ساتھ حسد کے خبیث طبع سے حاصل ہوتا ہے واسطے منظور منہ کے اس سے ضرر اور احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ نظر کی تاثیر حق ہے اور حاضر ہوتا ہے اس کو شیطان

اور حسد کرتا ہے ابن آدم سے اور البتہ مشکل ہوا ہے یہ بعض لوگوں پر سو کہا کہ کس طرح عمل کرتی تھی آنکھ دور سے تا کہ حاصل ہو ضرر واسطے معیون کے اور جواب یہ ہے کہ لوگوں کی طبائع مختلف ہیں سو کبھی ہوتی ہے یہ نظر کے ہر سبب سے جو پہنچتا ہے نظر لگانے والے کی آنکھ سے ہوا میں طرف بدن معیون اور البتہ منقول بعض نظر لگانے والے سے کہ اس نے کہا کہ جب میں کسی چیز کو دیکھوں جو مجھ کو خوش لگے تو میں پاتا ہوں حرارت کو جو میری آنکھ سے نکلتی ہے اور قریب ہے یہ ساتھ عورت حیض والی کے کہ اگر دودھ میں ہاتھ رکھے تو دودھ بگڑ جاتا ہے اور اگر حیض سے پاک ہونے کے بعد رکھے تو فاسد نہیں ہوتا اور اسی طرح اگر صحیح آنکھ والا آئی ہوئی آنکھ والے کی طرف دیکھے تو اس کی آنکھ آجاتی ہے اور کہا خطابی نے اس حدیث میں ہے کہ آنکھ کے واسطے تاثیر ہے نفسوں میں اور ابطال ہے واسطے قول طبعی علم والوں کے کہ نہیں ہے کوئی چیز مگر جو حواس خمسہ ادارک کریں اور جو اس کے سوائے ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں یعنی تو ان کے نزدیک آنکھ کی کوئی تاثیر نہیں اس واسطے کہ وہ حواس خمسہ کے ساتھ معلوم نہیں ہوسکتی اور نہیں مراد ہے خطابی کی تاثیر کے وہ معنی جس کی طرف فلاسفہ گئے ہیں بلکہ جاری کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے عادت کو حاصل ہونے ضرر کے سے واسطے معیون کے اور گمان کیا ہے بعض طبائعیوں نے کہ نظر لگانے والے کی آنکھ سے اٹھتی ہے قوت سمیہ سے جو متصل ہوتی ہے ساتھ نظر لگائے گئے کے سو ہلاک ہوتا ہے یا فاسد ہوتا ہے اور وہ مانند پہنچنے زہر کی ہے سانپ کی نظر سے اور جو اہل سنت کے طریق پر چلتا ہے وہ کہتا ہے کہ آنکھ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ضرر کرتی ہے وقت لگانے نظر کے نظر لگانے والے سے ساتھ عادت کے کہ جاری کیا ہے اس کو اللہ نے کہ پیدا کرے ضرر کو وقت مقابلے کے ساتھ دوسرے شخص کے اور کیا اس میں جوہر پوشیدہ ہے یا نہیں امر محتمل ہے نہ یقین ہے ساتھ ثابت کرنے اس کے اور نہ نفی اس کی کے اور کہا بعض نے کہ جواہر لطیفہ غیر مرئیہ اٹھتے ہیں نظر لگانے والے سے سو متصل ہوتے ہیں ساتھ معیون کے اور مسام کی راہ سے اس کے بدن میں گھس جاتے ہیں سو پیدا کرتا ہے ہلاک کو نزدیک اس کے جیسا کہ پیدا کرتا ہے ہلاک کو وقت پینے زہر کے سو اس بات کے قطع کے ساتھ دعویٰ کرنا خطا ہے لیکن جائز ہے کہ ہو عادت نہ ضرورت اور نہ طبعی اور یہ کلام پکا ہے اور البتہ جاری کی ہے اللہ نے عادت ساتھ وجود بہت قوتوں اور خواص کے اجسام اور ارواح میں جیسے کہ پیدا ہوتی ہے خجالت واسطے اس شخص کے کہ دیکھے طرف اس کی سیاست والا سو دیکھی جاتی ہے اس کے منہ میں سرخی جو آگے نہیں تھی اور اسی طرح زردی وقت دیکھنے اس شخص کے کہ ڈرے اس سے اور بہت لوگ ہیں کہ بیمار ہو جاتے ہیں مجرد نظر کرنے سے ان کی طرف اور ضعیف ہو جاتی ہے قوت ان کی اور یہ سب ساتھ واسطہ کے ہے کہ پیدا کیا ہے اللہ نے ارواح میں تاثیرات سے اور واسطے سخت جوڑ ان کے ساتھ آنکھ کے منسوب کیا گیا ہے فعل طرف آنکھ کی اور نہیں ہے آنکھ خود تاثیر کرنے والی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تاثیر واسطے روح کے ہے اور ارواح مختلف ہیں بیچ اپنی طبیعت کے اور قوت اپنی کے اور کیفیت اپنی کے اور خواص اپنے کے اس میں سے بعض وہ نظر ہے

کہ تاثیر کرتی ہے بدن میں ساتھ مجرد دیکھنے کے بغیر متصل ہونے کے ساتھ اس کے واسطے شدت خباثت اس روح کے اور اس کی کیفیت خبیث کے اور حاصل یہ ہے کہ تاثیر ساتھ ارادے اللہ تعالیٰ کے ہے اور پیدا کرنے اس کے نہیں بند اوپر جوڑ بدنی کے بلکہ کبھی ہوتا ہے ساتھ اس کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ مقابلے کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ مجرد دیکھنے کے اور کبھی ساتھ توجہ روح کے مثل اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے دعاؤں سے اور جھاڑ پھونک سے اور التجا سے طرف اللہ کی اور کبھی ہوتی ہے یہ ساتھ وہم اور خیال کے سو جو چیز کہ نظر والے کی آنکھ سے نکلتی ہے وہ تیر ہے معنوی اگر پائے ایسے بدن کو جس کے واسطے کوئی ڈھال نہ ہو تو اس میں اثر کرتا ہے نہیں تو اثر نہیں کرتا بلکہ اپنے مارنے والے کی طرف الٹ آتا ہے مانند تیر حسی کے برابر۔ (فتح)

۵۲۹۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ.

۵۲۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا یہ کہ جھاڑ پھونک کروائی جائے نظر سے یعنی طلب کیا جائے منتر اس شخص سے جو جانتا ہو منتر کو بسبب آنکھ کے۔

فائدہ: اس حدیث میں مشروع ہونا جھاڑ پھونک کا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس کو نظر لگے اور البتہ روایت کی ہے ترمذی نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کہ اس نے کہا یا حضرت! جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو نظر جلدی لگتی ہے کیا میں ان کے واسطے جھاڑ پھونک کروں؟ فرمایا کہ ہاں!، الحدیث اور واسطے اس کے شاہد ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حزم کی آل کو جھاڑ پھونک کی اجازت دی۔

۵۲۹۸ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا

۵۲۹۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی کہ اس کے چہرے میں زردی یا سیاہی تھی سو فرمایا کہ اس کے واسطے جھاڑ پھونک کرو کہ اس کو نظر لگی ہے۔

النَّظْرَةَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: سفعہ ایک رنگ ہے کہ چہرے کے رنگ کے مخالف ہو اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اس کے چہرے میں ایک جگہ ہے جو اس کے اصلی رنگ کے مخالف ہے اور اختلاف ہے اس نظر میں بعض نے کہا کہ جن کی تھی اور بعض نے کہا کہ آدمی کی نظر تھی اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ عام تر ہے اس سے اور یہ کہ اس کو نظر لگی تھی اسی واسطے حضرت ﷺ نے اس کو جھاڑ پھونک کروانے کے واسطے اجازت دی اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر جائز ہونے جھاڑ پھونک کے نظر سے موافق ترجمہ کے متابعت کی ہے عبداللہ نے زبیدی سے اور کہا عقیل نے زہری سے خبر دی مجھ کو عروہ نے حضرت ﷺ سے۔

بَابُ الْعَيْنُ حَقٌّ. نظر کی تاثیر سچ مچ ہے۔

فائدہ: یعنی نظر کا لگنا ایک چیز ثابت موجود ہے یا منجملہ اس چیز کے ہے کہ تحقیق ہو چکا ہے ہونا اس کا کہا مازری نے لیا ہے جمہور نے اس حدیث کے ظاہر کو اور انکار کیا ہے اس سے بدعتیوں کے بہت گروہوں نے واسطے غیر معنی کے اس واسطے کہ ہر چیز نہیں ہے محال فی نفسہ اور نہیں پہنچاتی ہے طرف قلب حقیقت کی اور نہ فاسد کرنے دلیل کے سو وہ متجاوزات عقول سے ہے سو جب خبر دی شرع نے ساتھ واقع ہونے اس کے تو نہیں ہے واسطے انکار کے کوئی معنی اور کیا کوئی فرق ہے ان کے اس انکار میں اور درمیان انکار ان کے اس چیز سے کہ خبر دے ساتھ اس کے آخرت کے حالات سے۔ (فتح)

۵۲۹۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ.

۵۲۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آنکھ کی تاثیر سچ مچ ہے اور منع کیا بدن گود کر نیل بھرنے سے۔

فائدہ: نہیں ظاہر ہوئی ہے مناسبت ان دونوں جملوں میں اور شاید وہ دونوں حدیثیں ہیں مستقل اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ دونوں کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ دونوں مشترک ہیں اس میں کہ ہر ایک دونوں سے پیدا کرتا ہے رنگ غیر اصلی رنگ اس کے سے اور وشم یہ ہے کہ سوئی وغیرہ سے بدن گودا جائے یہاں تک کہ اس سے خون جاری ہو پھر اس میں سرمہ وغیرہ بھرا جائے اور ظاہر ہوئی واسطے میرے مناسبت درمیان دونوں جملوں کے اور وہ یہ ہے کہ منجملہ باعث کے اوپر عمل وشم کے تغیر کرنا صفت موشوم کا ہے تا کہ نظر نہ لگے سو منع کیا وشم سے باوجود ثابت کرنے نظر کے اور یہ کہ حیلہ کرنا ساتھ وشم وغیرہ کے جو نہیں مستند ہے طرف تعلیم شارع کی نہیں فائدہ دیتا ہے کچھ اور جو اللہ نے مقدر کیا

ہے وہ واقع ہوگا اور روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مرفوع کہ نظر کی تاثیر حق ہے اور اگر فرضا کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھنے والی ہوتی تو البتہ آنکھ اس سے بڑھ جاتی ہے اور جب تم نہلائے جاؤ تو نہاؤ بہر حال پہلی زیادتی سو اس میں تاکید اور تنبیہ ہے اوپر سرعت گھسنے اس کے کی اور تاثیر اس کی ذات میں اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کی بعض صوفیوں پر کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا العین حق مراد ساتھ اس کے قدر سے ہے یعنی وہ نہر کہ جاری ہوتی ہیں اس سے احکام اس واسطے کہ عین شی کی حقیقت اس کی ہے اور معنی یہ ہیں کہ جو پہنچتا ہے ضرر سے ساتھ عادت کے وقت نظر کرنے نظر والے کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ساتھ قدر اللہ کے ہے جو سابق ہے نہ ساتھ اس چیز کے کہ پیدا کرتا ہے اس کو دیکھنے والا اور وجہ رد کی یہ ہے کہ حدیث ظاہر ہے بیچ مغایرت کے درمیان قدر کے اور درمیان عین کے اگرچہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ نظر بھی منجملہ مقدور کے ہے لیکن ظاہر اس کا ثابت کرنا نظر کا ہے جو لگ جاتی ہے یا ساتھ اس چیز کے کہ ٹھہرائی ہے اللہ نے بیچ اس کے اس سے کہ رکھا ہے اس کو بیچ اس کے اور یا ساتھ جاری کرنے عادت کے ساتھ پیدا ہونے ضرر کے وقت تحدید نظر کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوئی ہے حدیث مجرے مبالغہ کے بیچ ثابت کرنے نظر کے نہ یہ کہ ممکن ہے کہ رد کرے تقدیر کو کوئی چیز اس واسطے کہ تقدیر عبارت ہے سابق علم اللہ کے سے اور نہیں ہے رد کرنے والا کوئی واسطے اس کے حکم کے اشارہ کیا ہے اس کی طرف قرطبی نے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر فرض کیا جائے کہ کسی چیز کے واسطے قوت ہے ساتھ اس طور کے کہ تقدیر سے آگے بڑھ جائے تو ہوتی آنکھ لیکن وہ نہیں آگے بڑھتی سو کس طرح ہے غیر اس کا اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس حدیث میں ثابت کرنا قدر کا ہے اور صحیح ہونا امر نظر کا اور یہ کہ اس کا ضرر قوی ہے اور لیکن زیادتی دوسری اور وہ حکم کرنا ہے نظر لگانے والے کو ساتھ نہانے کے وقت طلب معیون کے اس کو اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس کے واسطے نہانا ان کے درمیان معلوم تھا سو حکم کیا کہ اس سے باز نہ رہیں جب کہ نہانا ان سے طلب کیا جائے اور ادنیٰ وہ چیز کہ اس میں ہے دور کرنا وہم کا جو حاصل ہے بیچ اس کے اور ظاہر امر کا وجوب ہے اور نہیں بیان کی گئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں صفت نہانے کی اور البتہ واقع ہوئی ہے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ عامر بن ربیعہ نے اس کو نظر لگائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غصے ہوئے سو فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے جب دیکھی تو نے اس سے وہ چیز کہ تجھ کو خوش لگی تو برکت کی دعا کیوں نہ کی یعنی کیوں نہ کہا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پھر فرمایا کہ نہا سو اس نے اپنا منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں کہنیوں اور گھٹنے اور دونوں پاؤں کی طرفوں کو اور داخل تہ بند کا ایک پیالے میں دھویا پھر کوئی مرد اس پانی کو اس کے سر اور پیٹھ پر ڈالے پھر پیالے کو الٹائے سو کیا گیا ساتھ اس کے اس طرح سو چلا سہل رضی اللہ عنہ ساتھ لوگوں کے اس کے ساتھ کوئی بیماری نہ تھی اور مراد ساتھ داخل ازار کے وہ طرف تہ بند کی ہے جو لٹکی ہوئی ہو جو داہنی کولی کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور کہا عیاض نے کہ مراد وہ چیز ہے کہ بدن سے لگی ہوئی ہو تہ بند سے اور بعض نے کہا

کہ مراد جگہ ازار کی ہے بدن سے اور بعض نے کہا کہ مراد کولہا ہے اس واسطے کہ وہ جگہ تہہ بند باندھنے کی ہے کہا مازری نے کہ یہ معنی اس قسم سے ہیں کہ نہیں ممکن ہے تعلیل اس کی اور معرفت وجہ اس کی اصل عقل کے سبب سے پس نہ رد کی جائے گی یہ تدبیر اس وجہ سے کہ اس کے معنی سمجھ میں نہیں آتے کہا ابن عربی نے کہ اگر کوئی مسلمان اس میں توقف کرے تو ہم اس کو کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں اور البتہ مضبوط کیا ہے اس کو تجربہ نے اور تصدیق کی ہے اس کے معائنہ نے یا کوئی فلسفی سو رد اس پر ظاہر ہے اس واسطے کہ اس کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ دوائیں کام کرتی ہیں اپنی قوت سے اور کبھی فعل کرتی ہیں ساتھ ان معنی کے جو مدرک نہیں ہوتا اور جس کی یہ راہ ہو اس کا نام خواص رکھتے ہیں اور کہا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے جو اس سے منکر ہو اور نہ جو اس سے ٹھٹھا کرے اور نہ جو اس میں شک کرے یا کرے اس کو واسطے تجربہ کے نہ اعتقاد سے اور جب طبیعتوں میں ایسی خواص ہیں کہ طبیعت ان کی علتوں کو نہیں پہنچانتی بلکہ وہ ان کے نزدیک خارج ہیں قیاس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فعل کرتے ہیں ساتھ خاصیت کے پس کیا چیز ہے کہ انکار کرتے ہیں جاہل ان کے خاص شرعیہ سے یہ باوجود اس چیز کے کہ بیچ معالجہ کے ساتھ نہانے کے مناسبت ہے جس سے عقل صحیح انکار نہیں کرتی سو یہ تریاق ہے سانپ کے زہر کا جو لیا جاتا ہے اس کے گوشت سے اور یہ علاج نفس غضبیہ کا ہے کہ رکھا جاتا ہے ہاتھ غضبناک کے بدن پر سو اس کا غصہ تھم جاتا ہے سو گویا کہ اثر اس نظر کا آگ کے شعلہ کی طرح ہے جو بدن پر پڑے سو نہانے میں بجھاتا ہے اس شعلے کا پھر جب کہ تھی یہ کیفیت ظاہر ہوتی پتلی جگہوں میں بدن سے واسطے شدت نافذ ہونے اس کے بیچ ان کے اور نہیں ہے کوئی چیز رقیق تر مغابن سے تو ہوگا اس کے دھونے سے ابطال عمل اس کے کا خاص کر ارواح شیطانیہ کو ساتھ ان جگہوں کے خاص ہونا ہے اور نیز اس میں پہنچنا اثر غسل کا ہے طرف دل کی رقیق تر جگہ سے اور سریع اس کے گھسنے میں سو بجھ جائے گی یہ آگ جس کو آنکھ نے اٹھایا ہے اور یہ نہانا نفع دیتا ہے بعد پکی ہونے نظر کے اور لیکن وقت پہنچنے کے اور پہلے مضبوط ہونے کے سو ارشاد کیا ہے شارع نے طرف اس چیز کی کہ اس کو دفع کرے جیسا کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزرا کہ کیوں نہ کہا اس نے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور روایت کی ہے بزار نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ جب کوئی چیز دیکھے جو اس کو خوش لگے سو کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ تو نظر اس کو ضرر نہیں کرتی اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں یہ کہ نظر لگانے والا جب پہچانا جائے تو حکم کیا جائے اس پر ساتھ نہانے کے اور یہ کہ نہانا نشرہ نافعہ سے ہے اور یہ کہ نظر ہوتی ہے ساتھ خوش لگنے کے اگرچہ بغیر حسد کے ہو اگرچہ مرد محب سے ہو اور مرد نیک سے اور یہ کہ جس شخص کو کوئی چیز خوش لگے تو لائق ہے کہ جلدی کرے طرف دعا کی واسطے اس چیز کے جو اس کو خوش لگے ساتھ برکت کے اور یہ اس کا منتر ہے اور یہ کہ پانی مستعمل پاک ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے نہانا میدان میں اور یہ کہ آنکھ کی نظر کبھی مار ڈالتی ہے اور البتہ اختلاف ہے بیچ جاری ہونے قصاص کے بیچ اس کے کہا

قرطبی نے کہ اگر تلف کرے نظر لگانے والا کوئی چیز تو اس کا ضامن ہوتا ہے اور اگر قتل کر ڈالے تو اس پر قصاص ہے یا دیت جب کہ مکرر ہو اس سے یہ جب کہ ہو عادت اور وہ اس میں مانند ساحر کے ہے نزدیک اس شخص کے جو نہیں قتل کرتا اس کو کفر سے اور نہیں تعرض کیا ہے شافعیوں نے واسطے قصاص کے بلکہ انہوں نے اس کو منع کیا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے روضہ میں کہ نہ اس میں دیت ہے اور نہ کفارہ لیکن وارد ہوتا ہے اس پر حکم ساتھ قتل ساحر کے کہ وہ اس کے معنی میں ہے اور فرق دونوں کے درمیان دشوار ہے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے بعض اہل علم سے کہ لائق ہے واسطے امام کے کہ نظر والے کو منع کرے لوگوں میں داخل ہونے سے اور کہے کہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور اگر محتاج ہو تو اس کو گزران کے موافق رزق دے اس واسطے کہ اس کا ضرر سخت تر ہے کوڑے کے ضرر سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑھی کو منع کیا کہ لوگوں میں نہ گھسے اور سخت تر ہے ضرر لہسن کے سے کہ منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے والے کو جماعت میں حاضر ہونے سے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہی ہے قول صحیح جس کے برخلاف کسی نے تصریح نہیں کی۔ (فتح)

بَابُ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ. باب ہے بیچ بیان منتر سانپ اور بچھو کے۔

فائدہ: یعنی اس کے جائز ہونے کے یعنی جائز ہے جھاڑ پھونک کرنا سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے اور اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں۔

۵۳۰۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ فَقَالَتْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِيْ حُمَةٍ.

۵۳۰۰۔ حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو زہر والی چیز کے منتر کا حکم پوچھا سو کہا کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک کرنے کی ہر زہردار چیز سے۔

فائدہ: حمہ زہردار چیز کو کہتے ہیں جیسے سانپ بچھو وغیرہ اور یہ جو کہا کہ رخصت دی تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ نہی جھاڑ پھونک کرنے سے پہلے تھی کما تقدم اور واقع ہوا ہے بیچ روایت ابو الاحوص کے شیبانی سے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے۔ (فتح الباری)

الحمد للہ کہ پارہ تیئس فیض الباری کا مکمل ہوا۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الذبائح والصید

کتاب الاضاحی (قربانیوں کا بیان)

کتاب الاشربة

کتاب المرضی

كتاب الطب